سلسلۂ اشاعت العلوم نمبر (۶۵)

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

الحمد للہ والمنۃ کہ جزو اول تفسیر

روح الایمان
فی
توضیحات القرآن

جسکے صلہ میں پیشگاہ اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی حضرت غفران مکان نظام الملک آصف جاہ بہادر

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے نقد پانچسو روپیہ عطا ہوئے تھے

مؤلفہٗ

مولوی محمد فتیح الدین صاحب از بہ خوشابی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم حنفی و قادری مولوی فاضل و منشی فاضل

صاحب کتاب العطایا و کتاب المیراث و تقسیم انوار الفرائض

حسب الحکم

حقائق آگاہ معارف دستگاہ عارف باللہ مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ خاں نواب فضیلت جنگ بہادر

معین المہام امور مذہبی صدر الصدور صوبجات دکن و میر مجلس اشاعت العلوم

باہتمام

جناب مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

دفعہ اول　　　سنہ ۱۳۳۶ ہجری　　　یکہزار جلد

سلسلہ اشاعت العلوم نمبر (۲۹)

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

الحمد للہ والمنۃ کہ جزو اول تفسیر

روح الایمان
فی
توضیح آیات القرآن

جسکے صلہ میں پیشگاہ اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی حضرت غفران مکان نظام الملک آصف جاہ بہادر

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے نقد پانچسو روپیہ عطا ہوئے تھے

مؤلفہ

مولوی محمد فتح الدین صاحب آبرو خوشابی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم حنفی و قادری مولوی فاضل و منشی فاضل

صاحب کتاب العطایا و کتاب المیراث و نقہ انوار الفرائض

حسب الحکم

حقائق آگاہ معارف دستگاہ عارف باللہ مولانا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ خان نواب فضیلت جنگ بہادر

معین المہام امور مذہبی و صدر الصدور صوبجات دکن و مہتمم مجلس اشاعت العلوم

باہتمام

جناب مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور و الفتن

مطبع اکبری دکن واقع افضل گنج [illegible] طبع شد

دفعہ اول ۱۳۳۶ ہجری یکہزار جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاظَبَ عَلَيْهِ فَيَكُوْنُ وَاجِبًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاتَّبِعُوْهُ وَمُسْتَحَبٌّ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْاَكْثَرِيْنَ

حقیقت تعوذ

تلاوت کلام اللہ اور اس سے ظاہری انصاحب حاصل کرنے کے لئے جسطرح جسمانی طہارت اور صفائی مکان ضروری ہے۔ اسی طرح اس سے باطنی تقرب پیدا کرنے اور اسکے تحفظ کے لیے روحانی نزہت اور انجلائے قلب کی ضرورت ہے بقولہ تعالیٰ "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" پس جس طرح صاف پانی بدن انسان کو نا ملائم میل کچیل سے پاک صاف کر دیتا ہے اسیطرح کلمہ استعاذہ مزکی قلب و مطہر لسان ہے لغو اور خرافات جو منہ سے نکلکر زبان اور قوائے روحانیہ کو نجس اور پلید کر دیتی ہیں ان کلمات کے پڑھنے سے انہیں طہارت کاملہ حاصل ہو جاتی ہے۔ گویا عبادت کے لئے استعاذہ روحانی وضو ہے پس کسی عبادت کے ارادے پر جب کوئی شخص تعوذ شروع کرتا ہے تو گویا تزکیہ قلب اور صفائی باطن کے لئے جناب اقدس میں وہ یہ عرض کرتا ہے

اے خداوند عالم تیری عالم الغیب ذات پر ہر ایک خفی و جلی آواز کی سماعت اور ہر ایک پوشیدہ و ظاہر امر کی پوری کیفیت نہایت واضح اور ظاہر ہے شیطانی وساوس کو تو بخوبی سن سکتا ہے۔ اور اسکی غرض سے بھی تو پورا واقف ہے۔ تیری عام قدرت اسکے تسلط و تصرف کو بڑی سہولت اور نہایت ہی آسانی کے ساتھ رفع کرسکتی ہے اے میرے پروردگار شیطانی خطرات اور نفسانی وسوسون سے مجھے محفوظ فرما۔ کہ مین اس عبادت کو خلوص نیت سے ادا کرسکون۔ وَاِنْ لَمْ تَرْحَمْنِيْ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْن۔

تحقیق ماہیت تعوذ نوع انسان کے افراد جس طرح شخصی تشخصات مین ایک دوسرے سے متمیز و منفرد ہین۔ اسی طرح طبعی میلان۔ سوچ۔ سمجھ اور عقلی قوت مین بھی باہم متفاوت ہین جس سے عام راے نتائج نظریہ مین مختلف رہتی ہے اور ایک شخص کا خیال دوسرے سے نہین ملتا۔ اور اگرچہ ہر ایک شخص کسی شاہد یا عقلی دلائل سے اپنی رائے کی صداقت پر یقین رکھتا ہے۔ لیکن تاہم مخالف مقابل کے متضاد خیالات اور ناقص دلائل اسے مشکوک اور ظنی ضرور کر دیتے ہین۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیالات کے مقابلہ مین دوسرون کی راے کو غلط قرار دے اور اپنی ہٹ دھرمی سے اسکی طرف توجہ نہ کرے پس جب انسانی افراد کی راے لپنے نوعی کمالات اور ان نتائج فکریہ مین (جن پر انسانی عقول پہونچ سکتے ہین) ایک دوسرے سے نہین ملتی۔ اور کوئی شخص اپنے نتائج فکریہ کی حتمی صداقت پر یقین نہین کرسکتا تو کیا امور غائبہ اور ان ماہیات کی حقیقت پر عوام الناس بذاتہ مطلع ہو سکتے ہین، جنکے علل اور

مواد کے حدود عقول متوسطہ کی پہونچ سے بھی باہر ہین؟ نہین ہرگز نہین ؎ قال "وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"۔ بلکہ ایسے امور کا انکشاف اس قادر مطلق عالم الغیب کی محض عنایت اور اُسکے فضل وکرم کی اعانت پر موقوف ہے۔ (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ)

چونکہ انسان اپنی زندگی بسر کرنے مین بالطبع غیر کا محتاج ہے اور اوپر کی تقریر سے ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ کسی امر کے انجام۔ اُسکے بھلے بُرے نتائج اخذ وترک کے فوائد پر کماہی مطلع نہین ہو سکتا تو ہم کہہ سکتے ہین کہ انسان اپنی ضروریات معیشت مین عنایت ایزدی کا محتاج اور اسکے احسان کا دست نگر ہے۔ اور اسکے مدارج کی ترقی غیبی تائید کے بغیر نہین ہو سکتی۔

پس جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور جسمانی منافع کی تحصیل۔ دفع مضار ردِّ موانعات مین بالکل عاجز اور بے بس ہے۔ اور یقین کر لیتا ہے کہ وہ اپنے دینی ودنیوی مصالح کی رعایت اور اُن کی حفاظت بذاتہ پورے طور پر نہین کر سکتا اور اس عالم الغیب کی علیم ذات ہر ایک شے اور اس کی حقیقت پر حاوی اور پورے پورے طور پر واقف ہے وہ جواد مطلق ہے۔ حسد۔ بخل وغیرہ اخلاق رذیلہ وخصائل خسیسہ سے منزہ وبرتر ہے وہ خیر محض ہے۔ اسکی عمیم الاحسان رحمت کے سوائے کوئی شخص اس کی حاجت براری نہین کر سکتا۔ تنہا بذات خود بدون امداد ومشورت غیر مدبر عالم ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان مین ہے۔ ہر ایک کا وجود اُن کی تربیت حیات۔ بقاء۔ باہمی ارتباط اور تمام نظم ونسق اسی کی قدرت سے وابستہ ہے

تو اس علم سے اسکے دل مین ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسے انکسار اور تواضع کہتے ہین۔ اور تضرع الی اللہ وخضوع سے بھی تعبیر کرتے ہین۔ پھر اس حالت سے دو صفتین پیدا ہوتی ہین۔ ایک عارف کے دل مین جس سے وہ اپنے حقیقی مالک کی طرف نہایت خلوص سے متوجہ ہوتا ہے اس امید سے کہ اس کی عنایت اپنے سایۂ عاطفت مین لیکر عموم توہمات اور ہجوم نزوات سے اسکو نجات دے گی اور دوسری صفت اس کی زبان پر پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے خیالات اور اپنی آرزون کو ظاہر کرتا ہے پس اسی طلب کا نام استعاذہ ہے۔ اس تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استعاذہ کے تقرر اور تحقیق کے لئے عزت ربوبیت اور ذلت عبودیت کی معرفت رکن اعظم ہے۔

گویا عاجز بندہ اپنے قادر مختار حقیقی مالک سے عرض کرتا ہے۔ مین سچے دل اور خلوص نیت سے اقرار کرتا ہون کہ تیری ذات ۔ حیؔ ۔ علیمؔ ۔ قدیرؔ ۔ مریدؔ ۔ کلیمؔ سمیعؔ و بصیرؔ ہے۔ کوئی شئے تیرے علم سے اور تیری قدرت سے باہر نہین۔ ہر ایک چھپی بات اور پوشیدہ سر تجھ پر واضح وظاہر ہے میری عاجزی وبیکسی پر رحم فرما۔ میری روحانی وجسمانی تربیت جس قوت یا عقل کے سپرد کی گئی ہے وہ خود غضب شہوت۔ حرص وحسد وغیرہ قوائے واہمہ وخیالیہ کے تسلط اور انکی دباؤ سے اس قدر پریشان ومتحیر ہے کہ کسی امر پر اسکی رائے قایم نہین رہتی شیطانی وساوس اور نفسانی خطرات سے دم بھر فرصت نہین۔ اگر تیری خاص عنایت ہر وقت میرا ساتھ نہ دے تو اس خونخوار دشت اور بے پایان وکنار وادی سے نجات پانا میری ہمت کے احاطۂ امکان سے خارج ہے اور درگاہ

رب العزت سے اسطرح اطمینان وتسلی دیجارہی ہے۔ کہ اے میرے صادق بندے ہم تجھے بشارت دیتے ہین کہ میری رحمت عام اور نہایت وسیع ہے جب بندہ (خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو) سچے دل اور خلوص نیت سے میری طرف جھکتا ہے اور عالم یاس مین بے بس ہوکر مجھے پکارتا ہے اور تنہا مجھ ہی سے مدد و استعانت طلب کرتا ہے تو مین اسکے تمامی کاروبار کا اور ہر ایک امر کا متکفل ہوجاتا ہون۔ "وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا" دنیا مین اس کے لئے غلبہ ونصرت۔ عزت و آبرو ہے اور آخرت مین نعیم جنت اور وہ شے ہے جسکو وہ پسند رکھتا ہے۔ "وَلَدَيْنَا مَزِيْدًا" ہم نے اپنے بندون کے لئے ایک قانون عمل تجویز کیا ہے جو ان کی روحانی جسمانی تکمیل اور نفسانی اصلاح وترقی مدارج انسانیہ کے لئے کامل دستور العمل ہے جو فی الحقیقت صِرَاطِ مُسْتَقِيْم ہے فرمان بردار بارعب وداب محافظ اسکی نگہبانی کے لئے معین ہین جو کسی وقت غفلت نہین کرتے پس اس سیدہی سڑک پر چلنے والے بے خوف اور بلا روک ٹوک اپنی منزل مقصود پہ پہونچ سکتے ہین اس راہ پر چلنے اور راہزنون سے محفوظ رہنے کے لئے ہمنے ایک خاص علامت قائم کی ہے وہ کلمہ (اعوذ باللہ مِنَ الشیطان الرجیم اور اعوذ باللّٰہِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ) ہے ان کلمات مبارکہ کی تلاوت اور ذکر سے عازم طریقت مین ایک خاص اثر اور معہود نشان پیدا ہوجاتا ہے جس سے ہمارے مقرر کئے ہوئے ملائکہ اور فرشتے اسے اپنی خاص حفاظت مین لے لیتے ہین اور وہ ہر ایک قسم کے تردد و توہم اور شیطانی وساوس و نفسانی خطرات سے بالکل محفوظ و مصئون ہوجاتا ہے۔ وَاللّٰہ الموفق والیہ المرجع والمآب

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	آیاتہا سبع و رکوعہا ۱
	بنام خدائے بخشایندہ مہربان	
یہ سورہ فاتحہ ہے	شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے	مکہ میں اتری ہے سات آیتیں ہیں

بسم اللہ

بنام خدا۔ اللہ کے نام سے یا اللہ کا نام لیکر	اے مستعینا یا سم اللہ ابدء یا۔ اقرء ھذا الکتاب مستعینا

لہ سورۃ فاتحہ۔ اس صورت کے پچیس نام ہیں (۱) فاتحۃ الکتاب (۲) فاتحۃ القرآن (۳) ام الکتاب (۴) ام القرآن (۵) قرآن العظیم (۶) سبع المثانی (۷) الوافیہ (۸) الکنز (۹) الکافیہ (۱۰) الاساس (۱۱) نور (۱۲) سورۃ الحمد (۱۳) سورۃ الشکر (۱۴) سورۃ الحمد الاولی (۱۵) سورۃ الحمد القصوی (۱۶) الواقیہ (۱۷) الشفا (۱۸) الشافیہ (۱۹) سورۃ الصلوۃ (۲۰) الصلوۃ (۲۱) سورۃ الدعا (۲۲) سورۃ السوال (۲۳) سورۃ التعلیم المسئلۃ (۲۴) سورۃ المناجات (۲۵) سورۃ التفویض (تفسیر اتقان سیوطی)

باسم اللہ یعنی خداوند عالم کے اسم اللہ ہی کی مدد اور استعانت سے مین اس کتاب کو پڑھتا ہون۔
بسم (ب اسم) اسم کا الف کثرت استعمال سے حذف ہوا ہے اور اسکے عوض عربی رسم الخط مین حرف ب کو لمبا لکھتے ہین۔ اس طرح بسم
یہ خصوصیت اسی کلمہ شریفہ ہی کی ہے
ب۔ بمعنی استعانت یا مصاحبت

ل۔ استعنت باللہ او مستعیناً بہ او متلبساً و متبرکاً بہ
اسم۔ اس لفظ کو کہتے ہین۔ جو اپنے موضوعہ و معینہ معنی کے اظہار مین کلمہ غیر کا محتاج نہو۔ اور اسمین کسی زمانہ کا لگاؤ بھی نہ پایا جائے۔ اس جگہ اسم سے اسم عینی مراد ہے یعنی وہ لفظ جو کہ بذاتہ معنی پر دلالت کرتا ہے۔
لفظ اسم مشتق ہے سمو بمعنی بلندی

لہ حرف با کو لمبا لکھتے ہین۔ نیشاپوری وغیرہ مفسرین نے لکھا ہے طولوا الباء من بسم اللہ انما لدلالتہ علی ھمزۃ الوصل المحذوف الخ ایسے ہی رسم قدیم مین۔ حرف سین کو دندانہ دار لکھنے کی تاکید کی ہے۔ اسکے متعلق قاضی عیاض نے شفا مین ایک حدیث کو پیش کیا ہے۔

کہ اذ فیہا ادب و تلمیح الی اسقاط الحول و استفتاح لباب الرحمۃ وجواب لقولہ علیہ السلام ولست بقاریٔ کا نہ قال جبریل علیہ السلام فی جوابہ مستعیناً ای اقرء مستعیناً باسم اللہ ومتبرکاً۔

سہ لفظ اسم کے مشتق ہونے مین جمہور علما کا اتفاق ہے البتہ ماخذ اشتقاق مین اختلاف ہے بصری سُمُوّ کُعلوّ تشدید کے ساتھ یا بدون تشدید بمعنی غلبہ و بلندی سے مشتق بتلاتے ہین کیونکہ محاورۂ عرب مین جب ایک شے دوسری شے پر غالب یا پورے طور پر ظاہر ہوجاتی ہے تو اسے سما سموا سے تعبیر کرتے ہین۔ اس تقدیر پر اسم معتل اللام ناقص واوی ہے

وغلبہ یا سِمۃ بمعنی داغ وعلامت سے۔ بتقدیر اول معتل اللام ناقص واوی ہے اور دوسری تقدیر پر معتل الفاء ہے

اللہ[3] معبود برحق۔ علم ذاتِ واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال۔

اللہ اسم عربی جامد۔ مرتجل غیر مشتق ہے (ک) اور کہتے ہیں یہ اسم مشتق ہے۔ اور اس میں تین قول ہیں۔ (۱) اصل میں اِلٰہ بکسر ہمزہ بمعنی معبود ہے الف ولام کے داخل ہونے سے مخصوص الاستعمال ہے (۲) اصل لاہ بمعنی پوشیدہ و مرتفع ہے۔ الف لام زاید

بقیہ صفحہ ۷۔ پھر اس میں دو قول ہیں (۱) اصل اسم اسم مضموم الآخر ہے یا اِسم مکسور الآخر ہے یعنی اسم دراصل سما یسمو۔ یا سمی یسمی کا بوزن ادع اسم یا بوزن ارم اِسم صیغہ امر ہے بعد ازاں صیغہ امر حد افعال سے نکال کر اسم بنا لیا گیا ہے اور اس پر وجوہ اعراب جاری کئے گئے ہیں (قول دوم) اصل اسم سمو مثل حمو ہے بعد ازاں واؤ کو حذف میم کو ترک سین کو ساکن کر کے اسکے اول الف وصل لایا گیا ہے جس سے اسم کا وزن افع ہے اور کوئی اسم کو سمۃ بمعنی داغ و علامت سے ماخوذ مانتے ہیں اسلئے کہ اسم اپنے مسمی کی ایک علامت ہے یقال۔ وسمہ یسمہ وسمًا وسِمۃً کواہ وجعل لہٗ علامۃ یعرف بہا اس تقدیر پر اسم معتل الفاء ہے کہ سمۃ دراصل وسم ہے مثل عدۃ و زنۃ کہ اصل میں وعد و وزن ہیں لیکن چونکہ اسم کی جمع اسماء اور اسامی آتی ہے اور اسکی تصغیر سمی ہے لہذا جمہور علماء نے مذہب اول کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کوفیین کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ اسم کی تصغیر وُسَیم اور اسکی جمع اوسام آتی لیکن کوئی ایسی امثلہ کو قلت پر محمول کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر اسم کا وزن اعل ہے۔

[3] اللہ اسم یعنی علم ہے۔ اکثر نحات مثل خلیل سیبویہ اور علماء اصول فقہ کا قول ہے کہ لفظ اللہ اسم عربی

غیر عوض کے داخل ہونے سے خاص	معبود برحق پر بولا جاتا ہے (۳) اصل اسکی

بقیہ صفحہ ۸ - جامد ابتدا اً علم ذات واجب الوجود ہے مشتق نہیں اور نہ صفت ہے لیکن بعض نحات نے اسکو مشتق مانا ہے (۱) کہا ہے کہ اصل میں یہ إِلٰہ بکسر ہمزہ بمعنی معبود ہے اور وہ کلی ہے کہ جو شخص جس ذات کی پرستش کرتا ہے وہ ذات اُسکے لئے معبود اور اسکی إِلٰہ ہوتی ہے اسلئے ہر ایک معبود کو إِلٰہ کہہ سکتے ہیں وہ معبود برحق ہو خواہ غیر حق پس ہمزہ خلاف قیاس حذف کرکے اسپر الف ولام عہدی داخل کیا گیا ہے جس سے وہ مخصوص الاستعمال سمجھا جاتا ہے سیبویہ کے نزدیک یہ الف لام حذف شدہ ہمزہ کے عوض ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ الف لام زائدہ اور لازم ہے تعریف کے لئے نہیں۔ بعضوں نے کہا ہے الٰہ کی اصل صرف اللہ کی "ہا" (۲) ہے اسپر لام ملک زیادہ کیا گیا تو لَہٗ ہوا پھر تعظیم کے لحاظ سے اسپر الف ولام کا اضافہ کیا اور تاکید کے خیال سے اسکی تفخیم کرگئی تو اَللّٰہ ہوگیا اور اِلٰہ مصدر موضع مفعول مالوہ بمعنی معبودؐ ہے اصل اشتقاق اَلَہَ کعَبَدَ یالَہُ اِلٰهَةً کعِبَادَةٍ والوھَةٍ کنبوّۃٍ والوُھِیَّةٍ کعُبُوْدِیَّةٍ والوھیّۃٍ والُوْھانیّۃٍ بمعنی تعبد ہے اور کہا ہے وہ صفت مشبہ ہے بمعنی مالوہ مثل کتاب بمعنی مکتوب اور اس کا مصدر ہونا خلاف مشہور ہے۔ (قول دوم) اصل اسکی لاہ بمعنی پوشیدہ و مرتفع ہے اور اصل میں وہ مصدر ہے۔ یقال لَاہَ یَلِیْہُ اور لَاہَ یَلُوْہُ لَیْھًا ولَاھًا اذا ارتفع واحتجب ہے فہو محتجب بسرادقات الجلال ومرتفعٌ عن ادراک الخیال فسمی اِلٰهًا یعنی وہ ذات کہ ادراک ابصار سے پوشیدہ اور ہر ایک شے پر مرتفع اور سب پر اعلیٰ ہے اور عقول بشر اسکے ادراک سے عاجز ہیں پس مصدر بمعنی مفعول ہے اور الف لام زاید غیر عوض ہے (۳) اصل اسکی الاہ الف ولام تعظیم کے داخل ہونے سے الاِلاہ ہوا پس تخفیفاً ہمزہ حذف کرنے اور ادغام لام کے بعد اللّٰہ علم ٹھہرایا گیا ہے۔

الٰہ ہے تعظیمی الف ولام کے
داخل ہونے اور ایک خاص لفظی تصرف
کے بعد علم ذات واجب الوجود
ٹھیرالیا گیا ہے۔
منعم۔ عمیم الاحسان۔ نہایت
رحم و مہربانی کرنے والا۔ دنیا
مین اپنے پروردہ کی نگاہداشت کرنے
اور آخرت مین اسکے معاصی
وجرائم سے درگزر کرنے والا۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ہر دو صیغہ مین
مبالغہ ہین اور کہا ہے وہ مبالغہ[۵] کے
صیغے ملحق باسم فاعل فعل متعدی سے

[۵] صاحب اتقان نے برہان رشیدی سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالی کی جسقدر صفتین مبالغہ کے وزن پر آئی ہین وہ سب مجاز ہین۔ کیونکہ وہ صفتین مبالغہ کے لئے موضوع تو ضرور ہین مگر ان مین مبالغہ پایا نہین جاتا اسلئے کہ مبالغہ اسبات کا نام ہے کہ ایک شے کے لئے کوئی ایسی بات ثابت کیجائے جو اسکی موجودہ صفت سے زاید ہے۔ اور خدا تعالی کی صفتین کمال کے انتہائی درجہ پر پہنچی ہوئی ہین ان مین بڑہانا گھٹانا یا مبالغہ کرنا ممکن نہین اور نیز مبالغہ ان صفات مین کیا جاتا ہے جو کمی بیشی قبول کرسکتی ہین اور صفات الٰہی اس نقص سے منزہ و برتر ہین۔ اور تحقیق یہ ہے کہ مبالغہ کے صیغون کی دو قسمین ہین (۱) جس مین زیادتی فعل کے موافق مبالغہ ہوا کرتا ہے (۲) جس مین تعداد مفعولات کے مطابق مبالغہ حاصل ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ مفعولات کا متعدد ہونا فعل مین زیادتی ہونے کو واجب نہین بناتا اسواسطے کہ کبھی ایک فعل متعدد مفعولون کی جماعت پر واقع ہوا کرتا ہے اس قسم سے ہین صفات واجب تعالی شانہ جو مبالغہ کے وزن پر آئی ہین۔ پس مثلاً تَوَّابٌ کے معنی یہ ہین کہ خداوند کریم توبہ کی قبول کرنے مین بلیغ یعنی حد درجہ تک پہنچا ہوا ہے یہان تک کہ وہ اپنے کرم کی وسعت سے توبہ کرنے والے کو بمنزلہ ایسے شخص کے بنا دیتا ہے جسنے کبھی گناہ ہی نہین کیا پس رحمان و رحیم مین بھی مبالغہ تعلق برحمت رکھنے والون کی کثرت کی نسبت سے ہے نہ کہ کثرت وصف کے خیال سے ۔۱۲

لئے گئے ہین - اور کہا ہے یہ دونون
صفت مشبہہ مفید معنی مبالغہ ہین -
اور یہ دونون اسم قریب المعنی ہین اور کہا ہے
رحمٰن ابلغ ہے اسلئے کہ حروف
کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت
کرتی ہے - اسی خصوصیت کے
باعث وہ رحیم پر مقدم ہوا ہے
گویا کثرت رحمت کے باعث وہ عَلَم
کے قریب قریب ہے اور اسی لحاظ
سے استعمال مین بھی فرق کرتے ہین
کبھی باعتبار کمیت کہتے ہین - یا
رَحْمٰنَ الدُّنْیَا اے دنیا
مین مومن و کافر فاسق و فاجر پر
احسان اور رحمت کرنے والے -
وَیَا رَحِیْمَ الْاٰخِرَۃِ اے
قیامت مین خاص مومنون پر
عنایت و مہربانی کرنے والے
اس لئے کہ آخرت کی تمام نعمتین
جلیلہ ہین اور دنیا کی حقیر و ذلیل -

راغب کہتے ہین - بعض نے کہا ہے
کہ رحمٰن اس صفت پر دلالت کرتا
ہے جو قائم بذات واجب الوجود
ہے اور رحیم اس صفت کے
اس تعلق کو بتاتا ہے جو مرحوم کے
ساتھ ہے پس رحمان اسبات پر
دلالت کرتا ہے کہ رحمت اللہ تعالیٰ
کی ایک صفت ہے اور رحیم یہ
بتاتا ہے کہ وہ اپنی مخلوق پر اپنی
رحمت کے باعث توجہ فرماتا ہے -
اسکے برخلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ
رحیم بلیغ تر ہے کہ فعلان کا وزن
تثنیہ کا وزن ہے اور تثنیہ تضعیف
(دوچند کرنے) کے لئے آتا ہے
اور رحیم صیغۂ جمع کے وزن پر
عبید کی طرح آیا ہے اور صیغۂ جمع
تثنیہ سے بہت زیادتی پر دلالت
کرتا ہے ۱۲-
اور کہا ہے فعیل اس ذات پر دلالت

کرتا ہے جس سے فعل کثیر واقع ہو اور فعلان
اسپر کہ اس سے فعل کثیر اور مکرر واقع ہو
اور ابن المبارک سے منقول ہے
رحمٰن وہ کریم ہے کہ جب اس
سے سوال کیا جائے وہ عطا کرے
اور رحیم وہ کریم ہے کہ اگر اس
سے نہ مانگا جائے تو وہ غصہ کرے

بِسْمِ

ب [۱] ... حرف جار
اسم، مجرور، مضاف [۲]
اللہ، ... موصوف
رحمٰن، صفت اول
رحیم، صفت دوم
اقرا، یا ابتدء مقدر فعل با فاعل
اے اقرء ہذا الکتاب یا ابتدء ہذا الامر

۱ ب، حرف جار - یہ حرف ان حروف مین سے ہے جو کہ فعل یا شبہ فعل کے اثر کو انکے اسماء تک پہنچانے کے لئے موضوع ہوئے ہین - پس جہان کہین ان حروف مین سے کسی حرف کو لایا جاتا ہے اس جگہ کسی ایسے فعل یا شبہ فعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو اس حرف کا متعلق بن سکے اور اگر کہین ایسے کلام مین استعمال کیا جائے جسمین اس حرف کا متعلق ذکر نہین ہوا تو اس جگہ ایک فعل عام یا شبہ فعل مثل موجود و کائن ثابت وغیرہ کے مقدر مانا جاتا ہے اور اگر قرینہ کسی خاص فعل کا مقتضی ہو تو حسب قرینہ فعل خاص مقدر مان لیا جاتا ہے پس اسجگہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مین چونکہ کوئی ایسا فعل مذکور نہین جسکے ساتھ حرف جارہ مذکور متعلق ہو سکے اسلئے ایک فعل محذوف ماننے کی ضرورت ہے اور وہ فعل خاص اِقْرَءْ ہے کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ الخ کے ساتھ ملی ہوئی دوسری تمام آیتین یعنی جملہ نظم کتاب مقروء ہے پس اسی حالی قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ مین بھی کوئی فعل قرأت ہی سے مشتق مانا جائے -

۲ اسم مضاف اسم سے اگر اسم اصطلاحی مراد ہے تو یہ اضافت لامی ہے اور عام خاص کی طرف مضاف ہے اور اگر اسم معنوی مراد ہے تو صفت کی موصوف کیطرف اضافت ہے - ای عظمت و کبریائے خدا - اور یا اضافت بیانی ہے - ۱۲ -

بعون اللہ تعالیٰ باستعانۃ اسمہ۔	وبا بسم اللہ الخ متعلق بخبر محذوف کائن المحذوف ۔ ۔۔۔ خبر ابتدائی المحذوف ۔۔۔۔ مبتدا

ف ۔ مشرکین وکفار عرب کی یہ عادت تھی کہ ہر ایک امر کی ابتدا اپنے معبودون کے نام سے کیا کرتے تھے یعنی ہر ایک کام کے شروع مین باسم العُزّیٰ وباسم اللات کہا کرتے تھے ۔ اس آیت مکرمہ مین موحدین کو تعلیم کیجاتی ہے کہ تمہارے ہر ایک امر کی ابتداء اس حقیقی مالک کے معظم ومکرم اسم مبارک سے ہونی چاہیئے اور تمہین ہر ایک کام مین اسی قادر مطلق کے مقدس ومتبرک اسمائے حسنیٰ سے تبرک وتیمن حاصل کرنا چاہیئے اسلیئے کہ جیسے اسکی ذات جملہ ذاتون سے اشرف ہے اسی طرح اسکا اسم بھی اشرف اسماء اور اسکا ذکر افضل اذکار ہے ۔ توجسطرح اسکی ذات اپنے وجود مین ہر شئے پر سابق ہے اسی طرح اسکے ذکر کا جمیع اذکار پر اور اس کے اسم کا تمام اسماء پر سابق ومقدم ہی رہنا مناسب ولایق ہے

اس آیت شریف کے نزول سے پہلے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرامین اور خطوط کے ابتدا مین بِسْمِكَ اللّٰھُمَّ لکھوایا کرتے تھے اور اسکے بعد تمام مکاتیب پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے لکھے جانے کا حکم فرماتے تھے مگر حدیبیہ کا صلح نامہ جب لکھا گیا اور کفار قریش نے بِسْمِ اللّٰہ کے لکھے جانے پر انکار کیا تو بغرض دفع فساد وباجازت وحی آپ نے اسپر بِسْمِكَ اللّٰھُمَّ لکھوا دیا تھا ۔

کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل جب وحی لاتے تھے اوّل بِسْمِ اللّٰہ جہر اُتارتے تھے۔ اور صحابۂ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ ان میں سے کوئی شخص نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ظاہر کرکے نہیں پڑھتا تھا مظہری میں ہے۔ رواہ الشیخان عن انسؓ قال صَلَّیْتُ خلف رسول اللّٰہ

کہ ان کا دل خدا کی یاد سے ڈر جائے" پڑھتے تو یہاں تک روتے کہ بےخود ہو جاتے اور آپ فرمایا کرتے البرّ شیٔ ھینٌ وجہ طلق کلامٌ لین۔ نیکی آسان چیز ہے کشادہ پیشانی اور نرم کلام۔ آپ سے جماعت کثیر نے روایت کی ہے۔ ۷۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ پچاس برس کی عمر پائی۔ عرفہ کے دن حجاج کے اشارہ پر ایک شخص نے آپ پر وار کیا اور سخت زخمی کر دیا چنانچہ اس صدمہ سے آپ کا انتقال ہو گیا جنازہ کی نماز حاکم وقت حجاج نے پڑھائی اور بمقام محصب یا ذی طوی میں دفن ہوئے (اسد الغابہ)

سلہ انس۔ حضرت انس بن مالک خزرجی اجلہ صحابہؓ سے ہیں۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے اس وقت ان کی والدہ نے آپ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں لا کر چھوڑ دیا اس وقت آپکی عمر دس برس کی تھی غزوہ بدر میں آپ شریک ہوئے تھے مگر لڑنے کے قابل نہ تھے دوسرے آٹھ غزوں میں شریک رہے ہیں۔ آپ ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت رسالتمآبؐ نے آپکو دعائے خیر دی کہ "اے اللہ اُن کی اولاد اور اُنکے مال میں کثرت دے۔ اور جنت میں داخل کر" حضرت انس کہا کرتے تھے میں نے پہلی کہ دونوں باتیں پالی ہیں اولاد اس قدر ہوئی کہ ایک سو پچیس بچوں کو انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا مال کی اس قدر کثرت

صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکرٍ وخلف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فلم یجھر احدٌ منہم بہٖ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ورواہ احمد ابنؔ عبد اللہ بن مغفلؔ قال سمعنی ابی وانا فی الصلوٰۃ اقرء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین فلمّا انصرف قال یا بُنیّ ایّاک والحدث فی الاسلام فانی صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکرٍ وعمر وعثمان رضی

ہوئی - کہ ایک جنگل آپ کی بکریوں سے بھرا رہتا تھا آپ نے تیرہ برس شب وروز صحبت نبوی علیہ التحیہ والسلام کا شرف حاصل کیا ہے ابن السکین کہتے ہین کہ مرتے وقت انہون نے مجھہ سے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک ہے اسکو میری زبان کے نیچے رکھدو چنانچہ مین نے رکھدیا اور اسی طرح دفن ہوگئے بصرہ مین تمام صحابہ کے آخر آپکی وفات بمقام طف ہوئی ہے اور بصرہ سے دو فرسخ پر دفن ہوئے قطن بن مدرک نے جنازہ کی نماز پڑھائی - آپ کی عمر سو برس سے اونچی تھی اور آپ بڑے قادر تیرانداز تھے (اسد الغابہ وغیرہ)

۵۱ مغفل مزنی یہ مغفل ذوالبجادین مزنی کے بھائی ہین سنہ ۸ھ مین فتح مکہ کے سال قبل مکہ فتح ہونے کے اثناءِ راہ مین مکہ پہونچنے سے پہلے آپ نے وفات پائی ہے (اسد الغابہ)

۵۲ - ابی بکر حضرت امیر المومنین ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ - اسم شریف عبد اللہ - لقب صدیق اکبر وعتیق کنیت ابو بکر وافضل البشر بن عثمان ابی قحافہ بن عامر بالغ مردون مین سب سے پہلے بلا طلب معجزہ آپ مشرف بایمان ہوئے ہین اور اس تصدیق بلا طلب معجزہ کے باعث آپکو لقب صدیقیت کا اعزاز حاصل ہوا ابتداے اسلام مین آپ بہت بڑے دولتمند تھے جب آپ مشرف باسلام ہوئے آپکے

اللہ عنہم فکانوا لا یفتحون بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاس اسوقت نقد چالیس ہزار درہم تھے جن کو آپ نے رضائے خدا اور رسول میں صرف کر دیا اور انتقال کے وقت ایک درہم ترکہ میں چھوڑا آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ آپ میں پانچ خوبیاں ایسی تھیں کہ ان میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ (۱) ثانی اثنین فی الغار۔ یعنی غار حرا کی صحبت (۲) ثانی اثنین فی العریش کہ جنگ بدر کی گھمسان لڑائی میں صحابہ نے جب بظاہر غلبہ کفار کو محسوس کیا تو انہوں نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کے لئے درختوں کی پتلی پتلی شاخوں اور پتوں سے ایک چھپر تیار کیا اور یہ عرض کی کہ حضرت یہاں تشریف فرما رہیں یہ اونٹنی سامنے موجود ہے اور ہم میدان میں جاتے ہیں۔ اسوقت بھی آن حضرت علیہ السلام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی صحبت کے لئے اختیار فرمایا تھا۔ (۳) ثانی اثنین فی الدفن۔ کہ بعد انتقال آپ جوار رسول اکرم میں مدفون ہوئے ہیں۔ (۴) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے آپکے کسی صحابہ کے پیچھے نماز میں اقتدا ے مکرر نہیں فرمائی (۵) آنجناب مع والدین اور جملہ اولاد و ملازمین زمرۂ اصحاب میں تھے۔ اس کے سوائے آپ نے کبھی شراب نہیں پی۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرمائے مدینۂ منورہ ہوئے تو سب سے پہلے باجازت آنحضرت علیہ السلام آپ نے خطبہ پڑھا جس سے عام لوگوں میں یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ شاید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی ہیں جس کا ازالہ آپ نے بعد میں فرمایا پھر آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی آپ ہی نے خطبہ پڑھا اور اعلان وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیا۔ پھر سقیفہ بنی سعد میں بھی آپ ہی نے خطبہ پڑھا اور لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابتدائی جز میں خریدی گئی تو آپ ہی کے بقیہ دس درہم جو مصارف ہجرت سے بچ رہے تھے معاوضہ

وَلَوْ اَرْجُلاً قَطُّ اَبْغَضَ اِلَیْہِ الْحَدَثُ مِنْہُ (مظ) اور یہی روایت

صفحہ ۱۸

مین دیئے گئے شیخ ابن حجر لکھتے ہین۔ جب مسجد نبوی کو وسعت دی گئی تو صحابہؓ کے گھرون کے
اُن دروازون کو جو مسجد کی جانب تھے اور دوسری طرف بھی اُنکے دروازے تھے بند کر دینے کا حکم
ہوا۔ اور بند کرا دئے گئے مگر سب کے دریچے مسجد کی جانب کہلے رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا
دروازہ بحالہ چھوڑا گیا کیونکہ اس حجرے کا راستہ اور طرف سے نہین تہا لیکن آخر مرض وفات مین
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہؓ کے تمام دریچون کو بھی بند کر دینے کا حکم دیدیا
اور وہ بند کرا دئے گئے مگر حضرت صدیق کا دریچہ بحالہ رکہا گیا جس سے حضرت صدیق براہ دریچہ
مسجد مین آجا سکتے تھے۔ آپ اول جامع القرآن ہین۔ اس طرح کہ قرآن مجید کے جدا جدا پرچے جو
حضرت علیہ السلام کے زمانہ مین لکھے گئے تھے ایک جگہ جمع کر دیئے اور سب سورتین مرتب کر دین
اڑہائی برس آپ نے خلافت کی ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے آپ نے نزع کی حالت مین پوچھا
کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کون سے دن ہوئی ہے انہون نے فرمایا دوشنبہ
کے دن اور وہ دن دوشنبہ ہی کا تھا آپ نے فرمایا میری زندگی فقط شام تک ہے چنانچہ
رات کے وقت ۱۳ھ جمادی الآخر مین آپ کا وصال ہوگیا تریسٹھ سال عمر پائی اور حسب وصیت
بہت ہی جلد حجرہ شریف مین دفن کر دئے گئے۔ آپ نے حضرت صدیقہؓ سے یہ وصیت فرمائی تھی
کہ جب مین مرجاؤن اور میری تجہیز وتکفین ہوجائے تو مجھے روضۂ اکرمؐ کے دروازۂ اقدس پہ
رکھ کر بآواز بلند یہ عرض کر دینا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر در دولت پر حاضر ہے
اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے اگر اجازت ملگئی تو مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کی کروٹ مین دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملی تو بقیع مین رکھ دینا اور اُسوقت کہنا

روح المعانی میں اسطرح ہے۔ نقل صَلَّیْتُ خَلْفَ رسول اللهِ صلے اللهُ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمرؓ وعثمانَ الخ فابتلا وا القراۃ

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ - پس حسب وصیت آپکو پہلوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بعد اجازت دفن کردیا گیا - قبر میں حضرت عمر - عثمان - طلحہ نے اُتارا اور قبر کو مسطح بناکر اوپر پانی چھڑک دیا حضرت قتیلہ بن عبد العزیٰ وام رومان دختر عامر بن عمیر ایام جاہلیت میں آپکی بیویاں تھیں عبد اللہ واسماء ذات النطاقین قتیلہ سے اور عبد الرحمن اور عائشہ صدیقہ ام رومان سے پیدا ہوئیں اور بعد اسلام آپنے اسماء بنت عمیس بیوہ حضرت جعفر طیار سے نکاح کیا جس سے حضرت محمد پیدا ہوئے جنکی تعلیم وتربیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمائی - آپ کے مشیر اعظم حضرت عمر بن الخطاب منشی حضرت عثمان بن عفانؓ اور زید بن الحارث مکہ کے عامل عتاب بن اسید جنکو فتح مکہ کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے والی مکہ بنایا تھا - طائف میں عثمان بن ابی العاص - صنعا میں مہاجر بن امیہ حضرموت میں زیاد بن لبید بحرین میں علاء حضرمی نجران میں جریر بن عبد اللہ بجلی سواد عراق میں مثنیٰ بن الحارث شام میں ابو عبیدہ بن الجراح وشرجبیل بن حسنہ ویزید بن ابی سفیان یہ تینوں خالد کے ماتحت تھے (خلاصہ اسد الغابہ وتاریخ صدیق وغیرہ)

۵ لـ عمر - حضرت عمر بن الخطاب کنیت ابوحفص لقب فاروق عام الفیل سے تیرہویں سال میں پیدا ہوئے ابتداء بعثت میں مسلمانوں پر بڑی سختی کیا کرتے تھے اپنی بہن کے مسلمان ہوجانے کی خبر سنکر انہیں اتنا مارا کہ انکے بدن سے خون پھوٹ نکلا - مگر اس بے گناہ لہو نے آپ کے مبارک چہرے کو دارین میں سرخ کردیا - کہ جب آپ ان کی زدوکوب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ ایکطرف چند اوراق رکھے ہیں - آپ نے انکو اٹھالیا اور پڑھا - اول بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بالحمد للہ رب العلمین۔ فاذا صلیت نقل الحمد

لکھا ہوا تھا جسکے پڑھنے سے آپکا دل بے اختیار ہوگیا۔ اسکے بعد آیت سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم لکھی تھی جسکے پڑھنے سے آپ اسلام کے مسخر ہوگئے یہاں تک کہ جب آپ نے آیت اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کو پڑھا تو بے اختیار آپ کی زبان سے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند ہوا اور اسی کلمۂ مبارک کا ورد کرتے ہوئے دربار حضرت رسالت مآب میں حاضر ہوگئے اسوقت نبوت کا چھٹا سال تھا اور مسلمانوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی آپ نے اسلام لاتے ہی فوراً اعلان کر دیا جس سے کفار میں ایک سنسناہٹ سی پھیل گئی اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب ضرور مسلمان ترقی کر جائیں گے لہذا وہ مسلمانوں کی تکلیف دہی اور انکی ایذا رسانی میں ہمہ تن مصروف ہوگئے جس سے صحابہؓ کو ہجرت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ایک دن قریش کی بڑی بڑی جماعتیں صحن حرم میں جمع تھیں کہ ادہر سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ صحن حرم میں تشریف فرما ہوئے جونہی حضرت عمرؓ نے رؤسائے قریش کو دیکھا تو آپ جوش اسلام میں آگے بڑھ آئے اور یہ اشعار پڑھنے لگے ما لی ادیکم کلکم قیاما۔ الکھل والشاب والغلاما قد بعث اللہ لنا اماما۔ محمدا قد شرع الاسلاما۔ فالیوم حقا نکسر الاصناما۔ نذب عنا الخال والاعماما۔ اور کفار کو سامنے سے ہٹا دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ بعد فراغت حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کیا بیت اللہ شریف میں داخل ہونیکا آپ قصد فرمائینگے"، پھر آپ نے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک پکڑ لیا اور داخل بیت اللہ شریف ہوگئے۔ اسوقت جناب

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ اے اجھرہا ۔ وّاخفٰ البسملہ ۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین ایک پتلی چھڑی تھی جس سے آپ بتون کو کوچتے اور فرماتے قَدْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور حضرت عمرؓ پڑہتے۔ یا ایہا الاصنام وھذا احمد۔ ھذا رسول اللہ حقا فاشھدوا۔ ھذا رسول ماجد و مجد ان کان حقا ما یقول فاسجدوا۔ پس تمام بت الٹے گر گئے۔ پہر آیت۔ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی۔ پہر جب ہجرت کا وقت آیا تو اکثر صحابہؓ مخفی طور پہ ہجرت فرما ہو جاتے تھے مگر حضرت عمرؓ مسلح ہو کر کعبۃ اللہ مین آئے مقام ابراہیم مین بفراغ خاطر بعد طواف بیت اللہ دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور پہر باآواز بلند فرمایا۔ اے کفار تم مین سے جو اپنے بچونکو یتیم اور اپنی بی بی کو رانڈ بنانا چاہتا ہے وہ اس وادی کے باہر مجھ سے ملے۔ مگر کسیکو آپ سے تعرض کرنیکی قدرت نہ ہوئی۔ حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول نے اپنے حین حیات مین آپکو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے دس برس چھ مہینے خلافت کی ہے۔ آپکے زمانۂ خلافت مین جسقدر ملک فتح ہوئے اور جیسی شان و شوکت اسلام کو حاصل ہوئی ہے وہ عام طور پہ ظاہر ہے ایک ہزار چھتیس شہر مع انکے مضافات کے فتح ہوئے چار ہزار مسجدین تعمیر ہوئین ایک ہزار نو سو منبر خطبہ جمعہ کیلئے نصب ہوئے۔ باضابطہ دفتر قایم ہوا۔ مسکوک سکہ رایج ہوا جن پہ کلمہ طیبہ اور بعض پہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھا ہوتا تھا۔ بزمانۂ خلافت حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ مین جب بہت سے قاری شہید ہو گئے تو آپ نے کلام مجید کی ترتیب اور اسے ایک جگہ جمع کر دینے کی تحریک کی اور وہ کام بفضلہ آپکی مشورت کے بموجب اچھی طرح سرانجام پایا۔ تقرر تاریخ ہجری اور

وهو مذهب الثوری وابن المبارك وابن مسعود وابن

ختین خطاب امیر المومنین ابن بالالتزام جماعت نماز تراویح - آپ ہی کی یادگار ہے - علاوہ اسکے آپکے فضائل بے شمار ہین جنکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہوسکتی آخر ماہ ذی الحجہ سنہ چھبیس ہجری مین ایک روز آپ مسجد نبوی مین صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ابو لؤلؤ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے آپکو سخت زخمی کردیا اور آپکے علاوہ اور بھی تیرہ ۱۳ آدمیون کو زخمی کیا جن مین سے سات فوت ہوگئے اور چھ شفایاب ہوئے پھر اس نے خود بھی خودکشی کرلی - جب آپ بیتاب ہوگئے تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑکر امام نماز بنایا اور انہون نے سورۂ إِذَا جَاءَ اور إِنَّا أَعْطَيْنَا پڑھکر نماز کو تمام کیا - جب آپ کا وقت اخیر ہوگیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو بلایا اور فرمایا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین جاؤ اور کہو عمر بن الخطاب سلام عرض کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے کہ اپنے صاحبین کے ساتھ دفن کیا جائے - اگر اجازت ملگئی تو حجرہ مطہرہ مین مجھے دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملے تو عام قبرستان اہل اسلام مین دفن کردینا - پھر آپنے امر خلافت کے بارے مین حضرت علی - عثمان - زبیر - طلحہ - سعد - عبدالرحمن بن عوف کا نام لیکر فرمایا کہ ان مین سے جسکو چاہو خلیفہ بنا لینا - پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

ظلومٌ لنفسی غیرَ أنّی مُسلِمٌ　　اصلی الصلوٰۃ کلھا و اصوم

سنہ ۲۳ ہجری محرم کے مہینے مین آپکا انتقال ہوا اور جنازہ اسی سریر پر اٹھایا گیا جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا تھا تریسٹھ سال عمر پائی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے چار تکبیرون کے ساتھ پڑھائی - بعد ازان آپ حسب اجازت و وصیت حجرہ مبارک مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بازو مین دفن کردئے گئے - ۱۲

الزبیر وعمار بن یاسر والحسن بن ابی الحسین والشعبی والنخعی وقتادۃ وعمر بن عبد العزیز واعمش وزھری ومجاھد واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرھم خلق کثیر واحادیث الجھر لم یصح منھا سوی حدیث ابن عباس الذی اخرجہ الشافعی عنہ "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجھر بہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وھو معارض لما روی عن ابن عباس۔ "لم یجھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات" او محمول علی انہ کان یجھر بھا احیاناً لبیان انہ یقرء فیھا کما جھر عمر رضی اللہ عنہ بالثناء للتعلیم وکما شرع الجھر بالتکبیر للاعلام وحتی مات ھناک قید للمنفی لا للنفی (روح البیان) خلاصہ روایات یہ ہے کہ نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ظاہر پڑھنا مختلف فیہ ہے۔ اور فقہائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بہت بڑی جماعت نے عدم جہر بِسْمِ اللّٰهِ شریف کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۔ واضح ہو کہ تکوین انسان کی غایت اور اسکے وجود کا اعلیٰ مطلب اپنے اصل کے ساتھ صفات میں مناسبت اور مشابہت اور اسکی ذات کے ساتھ قرب ومعیت کا حاصل کرنا ہے اور اس مقصد اعلیٰ تک پہونچنے

کے لئے اس سے آسان کوئی اور ذریعہ نہین کہ طالب حق اپنے حقیقی مطلوب اور اپنے سچے معشوق کے لذت بھرے نامون اور اسکے محبت انگیز اسمائے مقدسہ کو نہایت شوق سے ورد بنائے ان سے موانست پیدا کرے اسکی یاد مین محو ہو اور اسکے خیال مین ہمہ تن مستغرق ہوکر اپنی یاد تک بھول جائے اپنی نفسانی و روحانی خواہشونکو اس کی رضا و خوشی کے تابع بنائے - اسکی عظمت و جلال و جبروت و کبریائی کے سامنے اپنے عجز و بیکسی کا اظہار دے اسکے انعامات و احسانات کا شکریہ نہایت خلوص اور سچی عقیدت سے ادا کرے - لہذا شاہد حقیقی اپنے شیدائیون اور متوالون سے ارشاد فرماتا ہے کہ اسے ہمارے مقدس جناب مین پہونچنے کی آرزو کرنے والو اس سے تقرب اور اس کی مصاحبت کی خواہش رکھنے والو اس عالی بارگاہ کی سیدھی سڑک اور اسکے پہلی سیڑہی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے - یہ وہ اسمائے مقدسہ ہین جن کے ذکر سے صرف تمہاری طبعی کثافتین اور فطرتی کدورتین ہی نہین مٹین گی بلکہ تمہاری روحین ہمہ تن عارف اور نور محض بن جائینگی اسکے بعد ہمارے تقرب کی دوسری سیڑہی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے -

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ستایش	خدائیراست	پروردگار	عالمہا	بخشائندہ	مہربان
سب تعریف	واسطے اللہ کے	پروردگار	عالمون کا	بخشش کرنیوالا	مہربان

حمد ستایش یا جمیع محامد - تعریف - یا سب تعریفیں)

الحمد - اَلْ اصل جملہ کے لحاظ سے جنسی ہے اسلئے کہ حمد دراصل فعل محذوف (حمدت) کا مفعول مطلق حمداً[1] ہے اور جو بعد حذف ہوجانے فعل کے محذوف کا قائم مقام اور اس کا نائب ہے - تو چونکہ فعل محذوف محض حدثی معنی پر دلالت کرتا ہے اسلئے ضرور ہے کہ اس کا نائب بھی محض مشیر بطبیعت ہی ہونا چاہیئے اور الف و لام صرف اسی حدثی معنی ملحوظ ذہنی کے تعین اور غیر سے اس کی علیحدگی کو ظاہر کرتا ہے -

لیکن مقامی خصوصیت سے الحمد کا الف ولام حمد کے جمیع افراد کے ملحوظ اور معہود ہونے کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اسپر تین قرینے ہین (۱) مقام[2] کہ مقام حمد ہے

---

[1] حمداً - اور یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے (احمدا الله حمداً یا حمدت الله حمداً یا احمدوا الله حمداً) دوام اور اثبات کے لئے جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول کیا گیا ہے - کیونکہ عدول ہی استمرار کا باعث ہے - پس حمداً کے نصب کو رفع سے بدل کر اسپر لام الف لام زیادہ کیا گیا ہے کیونکہ غرض اظہار اتصاف بالجمیل بروجہ ثبوت و دوام ہے - قال فالمراد بہ انشاء نسبۃ الاتصاف بالجمیل علی الدوام (الشیخ)

[2] قرینہ اول - یہ مقام حمد ہے اور مقام حمد مبالغۂ حمد کا مقتضی ہوتا ہے - اور مبالغہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ان تمام افراد حمد کو ممدوح کیطرف منسوب کیا جائے جنکا وہ فی الواقع مستحق ہے اور اگر تمام افراد اسکی طرف منسوب نہ کئے جائینگے تو پوری حمد نہ ہوگی -

جو مبالغہ حمد کا مقتضی ہے۔
(۲) استحقاق حمد[لہ] کہ نفس الامر میں
تمام صفات محمودہ واجب تعالےٰ
شانہ کے لیئے ثابت ہیں (۳) فعل[لہ۲]
و فاعل معین حذف کر دیا گیا ہے۔
حمد اسم جنس بمعنی حاصل بالمصدر
(ستایش و تعریف) اور یا وہ مصدر
بمعنی ستودن ہے یعنی ممدوح کی عظمت
جلال اور کمالِ ربوبیت کو سچے

اور سچے اعتقاد سے ظاہر کرنا اور کہا
ہے کہ یہ الف و لام عہدی ہے
اور معہود وہ حمد ازلی ہے جسکو خالق
کل نے نیابۃً عن الخلق ادا فرمایا ہے
ابو عباس مرسی کہتے ہیں میں نے
ابن نحاس سے پوچھا کہ الحمد کا الف
و لام جنسی ہے یا عہدی۔ انہوں نے
کہا جنسی ہے میں نے کہا عہدی
ہے یہ اسلیئے کہ جب عالم الغیب

[لہ] دوسرا قرینہ استحقاق و اختصاص حمد۔ کہ ممدوح کے تمام نفس الامری اوصاف مختصہ جو اسکے سوائے کسی غیر میں نہیں پائے جاتے۔ ضرور ممدوح کی طرف منسوب ہونے چاہئیں۔ ورنہ اختصاص باطل ہوگا۔

[لہ۲] تیسرا قرینہ حذف فعل و فاعل معین۔ کہ الحمد باعتبار اصل فعل (حمدت) حصر افراد حمد پر البتہ دلالت نہیں کرتا کیونکہ فاعل معین سے غیر محصور افراد حمد کا صادر ہونا محال ہے اسی طرح فعل خاص تمام افراد حمد پر حاوی نہیں ہوسکتا۔ لیکن معین فعل اور مخصوص فاعل کے حذف کر دینے کے بعد اب اس کے یہ معنی ہونگے کہ کسی حامد کی حمد یا ہر ایک مادح کی مدح اور کوئی حمد یا ہر ایک مدح۔ ممدوح و محمود حقیقی کے لیئے ثابت ہے گو بظاہر زید و عمر کی تعریف کیجائے اور مدح یا حمد و ثنا کسی غیر کی طرف منسوب کیجائے۔ کیونکہ مصنوع کی حمد درحقیقت اسکے صانع ہی کی مدح و ثنا ہوتی ہے۔

خالق حقیقی نے اپنی مخلوق کو ادائے
حمد سے عاجز دیکھا تو براہ عنایت
ان کی طرف سے نیابتہً خود ہی نے
ازل میں اپنی ذات کی حمد کو ادا فرمایا
قبل اسکے کہ ہم پیدا ہون - اور حمد
کرین یہ سنکر ابن نحاس نے کہا کہ
بیشک یہ لام عہدی ہے وقال
علیہ السلام اللھم لا نحصی
ثناء علیک کما اثنیت علی
نفسک وھذہ اشارۃ الی ما قلنا -
مرحبا سے راست - براے خدا ست
اللہ ہی کے لئے ہے یا ہین -
للہِ - ل ، حرف جارہ - مخصص صفات
ممدوح قایم مقام - خبر -
اللہ - علم ذاتِ واجب الوجود جو ازلی

ابدی - جامع صفات کمالیہ ہر قسم کے
عیب و نقصان سے منزہ و بری ہے
اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود اور
قایم ہے اپنی ذات و صفات مین
یگانہ و بے مثل - تنہا و بے نظیر ہے
وجوب وجود اور استحقاق عبادت
مین کوئی اس کا شریک نہین لوازم
جواہر و اجسام اور اعراض و اعتبارات
زمان و مکان و حدود و جہات کے
قیود وغیرہ سے اعلےٰ و برتر ہے -
زمین و آسمان اور انکے اندر کی سب
چیزین عرش اور ماسوائے اسکے
سب اس کی مخلوق ہے وہ اول
الاول اور آخر الاخر ہے اسکی ذات
پر کسیطرح عدم نہین آسکتا - لفظ اللہ[1]

[1] اسم عربی جامد غیر مشتق - مرتجل ابتدا ءعلم ذات واجب الوجود ہے - یہی مذہب حضرت امام اعظم اور خلیل وغیرہ ائمہ نحات کا ہے اور کہتے ہین کہ جسطرح اسکے مسمی کا کوئی مصدر اور اصل نہین - اسی طرح اسکا اسم بھی ہر قسم کے تغیر و تبدل کے حوادث و عوارض سے محفوظ رہنا چاہیئے - بعضون نے اسکو اسم جنس کہا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اصل مین یہ وصف ہے خصوصیت استعمال

اسم عربی ہو کر علم جامد ہے۔ یہی مذہب	حضرت امام اعظم اور خلیل وغیرہ ائمہ

سے مثل علم ہو گیا ہے یا الف و لام عہدی کے داخل ہونے سے مخصوص لاستعمال سمجھا جاتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ اسم جنس اور اسم جنس معرّف باللام اور ایسے ہی وہ اعلام جو صفت سے منقول ہیں۔ مفید توحید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس قسم کے اسماء وضعًا غیر خاص ہوتے ہیں اور مدلول وصف معنی ہوتا ہے نہ ذات معینہ اسلئے جنس اور صفت مانع شرکت غیر نہیں ہو سکتیں گو استعمال میں مخصوص بذات واحد ہوں پس اس صورت میں کلمۂ توحید مفید توحید کامل نہیں ہو سکتا جیسے لا الٰہ الا الرحمٰن ہے کہ بلحاظ اصل اسمیں کوئی چیز مانع کثرت نہیں بخلاف علم کے کیونکہ مدلول علم ذات معینہ ہوتی ہے گو تعقل اسکا بوجہ کلی ہو کیونکہ کلیت تعقل کلیت معلوم کو مستلزم نہیں جیسے کہ اصحاب وضع سے منقول ہے وقد اعتبروا بعموم الوضع وخصوص الموضوع لہ (خلاصہ روح) اور اس لفظ کی زیادہ تشریح حاشیۂ بسم اللہ میں ہے۔

۵۲ حضرت امام اعظم۔ اسم مبارک آپکا نعمان کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم رحمۃ اللہ ہے آپکے والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی ہے جو بعد میں نعمان کے نام سے معروف ہوئے حضرت زوطی شہر سلطانہ (مضافات اصفہان) کے رہنے والے ہیں اگرچہ سلطنت میں آپ کا بہت بڑا رسوخ تھا اور وزارت خزانہ کے معزز عہدے پر آپ مامور تھے مگر آپ کی طبیعت زہد و تقویٰ کیطرف زیادہ تر مائل تھی اسی وجہ سے آپ نے نوکری سے قطع تعلق کر کے اسلام قبول کر لیا آپکا اسلامی نام نعمان ہے اس اسلامی شوق میں آپ مدینۂ منورہ تشریف لائے اور خلیفۂ وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف اندوز صحبت ہوئے اور اسلامی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا۔ اسکے بعد آپ کوفہ میں چلے آئے اور یہاں آکر اپنی معیشت کا مشغلہ

نجات کا ہے۔
اور یہ کہنا کہ وہ اسم منقول ہے۔ یا

اسم جنس معرف باللام ہے
صحیح نہین۔

بقیہ صفحہ ۲۹-

تجارت قرار دیا۔ یہین آپ کے ہان حضرت ثابت پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ ہی مین رونق افروز تھے۔ پس حضرت زوطی (لغان) اپنے مبارک صاحبزادے کو حضرت سید الابرار علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین لائے اور آپکے قدمون پر اُن کا سر رکھدیا۔ آنحضرت نے اس معصوم بچے کو اٹھالیا اور محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی "خدا اس مین برکت پیدا کرے اور اسکو سعادت دارین عطا فرمائے اور اسکی اولاد مین سے ایسے پرجوش لوگ نکلین جو اسلام کے خدمت گزار ہون" چنانچہ آنجناب کرم اللہ وجہہ کی دعا مستجاب ہوئی کہ سنہ ھ مین حضرت ثابت کے ہان حضرت امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے۔ حضرت امام متوسط قد جمیل شکل۔ پسندیدہ گفتگو۔ شریف مزاج۔ صادق القول۔ وفادار اور مستجمع صفات حمیدہ تھے جب آپ کی علمی شہرت شہرۂ آفاق ہوئی اور آپ کی دیانت۔ معاملہ فہمی زہد وورع اور فقاہت کا چرچا عامۂ خلائق کا زبان زد ہوا اور اہل الرائے مشاہیر اور بڑے بڑے اساتذہ نے آپکے اجتہاد کو تسلیم کرلیا تو یزید بن عمرو بن ہبیرہ والی کوفہ نے آپکو بلایا اور عہدۂ قضاءت آپ کے سپرد کرنا چاہا مگر آپ نے انکار کردیا۔ جسپر والی نے قید کر دیا اور روزانہ دس کوڑے مارنے کا حکم دیا جب تک کہ وہ اس خدمت کو منظور کر لین۔ لیکن دس دن کے بعد اس خوف سے رہا کر دیا کہ اس سے عام بلاد مین تشویش پیدا ہوجانے کا یقین ہوگیا تھا۔ پھر جب بنو امیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور عباسی دور شروع ہوا تو خلیفہ منصور عباسی نے پھر آپ کو بغداد مین بلوایا اور عہدہ قضاءت پر مامور کرنا چاہا مگر آپ نے یہان بھی انکار

رَبّ، پروردگار۔ مالک۔ سید	پروردگار۔ پالنے والا۔

کردیا اسلئے اس نے پہلے تو قید کر دیا اور بعد ازان زہر پلوادیا آخر امام نے سجدہ مین انتقال فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعونؕ حسن بن عمارہ قاضی نے آپکو غسل دیا۔ اور سات بار آپ کے جنازہ کی نماز کئی ہزار آدمیون نے پڑھی پھر بھی سلسلہ ختم نہین ہوتا تھا آخر عصر کے وقت موضع خیزران مین دفن کردئے گئے حمید بن جوزی لکھتے ہین کہ متواتر تین ماہ تک مسلسل لوگ آپ کے جنازہ پر نماز پڑھتے رہے یہ واقعہ ۱۵۰ھ کا ہے پھر ۴۵۹ھ مین سلطان الپ ارسلان نے ایک بہت بڑا مقبرہ آپ کی قبر پر تعمیر کردیا اور اسپر مشہد امام ابو حنیفہ کے نام سے ایک دار العلوم بھی قایم کیا جو اس وقت تک موجود ہے۔ حضرت امام نے زیادہ تر علم حدیث و فقہ حضرت امام حماد تابعی سے کوفہ مین حاصل کیا ہے اور حدیث شریف مکہ معظمہ مین حضرت عطا بن ابی رباح سے علاوہ اسکے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت سے بھی آپ نے بہت بڑا ذخیرۂ علمی فراہم کیا ہے۔ ہملٹن ایک مورخ مترجم فقہ انگریز لکھتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے کئی کتابین سیول اور مذہبی نیچر کی تصنیف کی ہین اور وہ یہ ہین۔

اول مسند اس کتاب مین اصلی نکات مذہب اسلام مذکور ہوئے ہین۔ جو قرآن مجید اور احادیث نبویّہ کے اصول پر مبنی ہین۔

دوم فقہ العلم۔ علم الٰہیات مین

سوم معلم محاسن اسلام مین[۱۲] (خلاصہ حیات اعظم وغیرہ)

رَبِّ

مربی، مصلح - ارباب ربوب جمع
صفت[1] مشبہ مصدر اَلرَّبُّ
پالنا - پرورش کرنا - مضاعف
ف - ض یا مصدر[2] بمقام فاعل یا وہ
اسم فاعل ہے اسکا اصل رابٌّ
ہے الف حذف کیا گیا ہے مثل
بَرٌّ و بارٌّ اور اپنے مفعول کی طرف
مضاف ہے جس سے اس قول
کی تائید ہوتی ہے -

الْعٰلَمِيْنَ

عالمہا - یا عالمیان - تمام عالموں
یا سارے جہان کا -
العالمین - ال[3] مظہر استغراق

---

[1] صفت مشبہ اکثر فعل لازم سے بنائی جاتی ہے اور جب اسکو فعل متعدی سے بنانا چاہتے ہیں تو اول اس فعل کو فعل یفعل بالضم العین کی طرف نقل کر لیتے ہیں رب مالک وغیرہ اسی قسم کی صفت مشبہ ہیں جو فعل متعدی سے بعد نقل بنائی گئی ہیں - اور یہ طریق مفرد ہے جیسے رفیع الدرجات کے معنی رفیع درجاتہ ہے نہ رافع للدرجات

(خلاصہ مطولات)

[2] مصدر بمقام فاعل یعنی مربوب کو بتدریج درجۂ کمال پر پہونچانے والا کیونکہ تربیت کے معنی تدریجا ترقی دینے کے ہیں -

[3] ال استغراقی - یہ الف لام استغراق افراد کے لئے آتا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اسکی جگہ لفظ کل حقیقۃً قایم مقام کیا جاسکتا ہے - پس العالم سے مراد کل عالم ہے - جیسے قولہ تعالیٰ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ میں ہے - اور نیز اس کی دلیلوں میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اسکا وصف صیغۂ جمع کے ساتھ وارد کیا جاسکے جیسے قولہ تعالیٰ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا میں ہے - اور دوسرا یہ امر ہے کہ جسپر وہ داخل ہوا ہے اس میں سے کسی چیز کا استثنا صحیح ہو - مثلاً اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ

عَالَمِیْنَ: جمع عالم بنا بر تغلیب
ذوی العقول اور عالم اس ماسوے
اللہ کو کہتے ہیں جو موجود ہو چکا ہے
یا آیندہ ہوگا یعنی موجود بالقوہ اور اسکا
اطلاق اجناس موسومہ باذی العلم پر
ہوا کرتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں عالم
انس۔ عالم جن۔ عالم ملک الغرض
اللہ تعالیٰ شانہ کے سوائے جتنی
چیزیں ہیں وہ سب عالم کہلاتے
ہیں۔ اور ہر ایک جنس ایک جدا جدا
عالم ہے اور ان اشیاء پر بھی اس کا
اطلاق ہوتا ہے جن کا وجود صانع و
خالق کل کے وجود اور اسکی حکمت وعظمت
وقدرت کی واضح وظاہر دلیل ہے جیسے
عالم عناصر۔ عالم افلاک۔ اسے اسم
لِمَا یُعْلَمُ بِہِ الصَّانِعُ فَالْمُمْکِنَاتُ
بِاٰثَارِھَا عَالَمٌ۔ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا
رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔ فَقَالَ مُوسٰی
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَیْنَہُمَا۔
ماخذ اسکا عَلَم [لہ] بالفتح یا علامت ہے
جمع اجناس کی شمولیت اور الف ولام

بقیہ صفحہ ۳۲

اٰمَنُوْا اور کبھی یہ الف اور لام افراد کے خصائص کے استغراق کے لئے آتا ہے ایسے وقت میں لفظ کل حقیقۃً اس کا قایم مقام نہیں ہوسکتا مثل قولہ تعالیٰ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" کہ الف لام کتاب کے تمام افراد کو مستغرق نہیں بلکہ انکے صفات اور خصوصیات کے انحصار پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ کتاب جو ہدایت میں کامل اور تمام نازل شدہ کتابوں کی صفتوں اور خصوصیتوں کی جامع ہے۔ ۱۲ (خلاصہ مطولات)

لہ۔ علم بالفتح یعنی عالم عَلَم سے مشتق ہے جسطرح طابع طبع اور خاتم ختم سے لیا گیا ہے اور عالم اس شے کو کہتے ہیں جس سے دوسری شے کا علم حاصل ہوسکتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک عالَم علامت سے ماخوذ ہے گویا ممکنات مصنوعہ و مخلوقہ کا وجود خالق کل اور صانع بیچون کے وجود کی بین علامت

انواع اور انکے تمام افراد کی شمولیت پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ایک جنس و ہر نوع اور اسکے ہر ہر فرد کی پرورش کرنیوالا اور ہر ایک کو بتدریج اپنے درجہ	الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — کمال پر پہونچانے والا۔ بخشایندہ۔ منعم عمیم الاحسان صفت مشبہ اور یا صیغۂ مبالغہ ملحق باسم فاعل۔

بقیہ صفحہ ۳۳ اور ظاہر دلیل ہے کیونکہ سبب اور فاعل کے سوائے عالم کون وفساد میں کوئی شے خود بخود پیدا نہیں ہوسکتی پس ذات باری عزاسمہ کے سوائے جو چیز موجود ہے اس قادر مطلق و توانا کی حکمت وقدرت کی مظہر اور اُسکے ذات ووجود کی معلن ہے۔

۵۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہر دو صفت مشبہ یا صیغہ مبالغہ ملحق باسم فاعل ہیں۔ ماخذ ان کا رحمت بمعنی نرم دلی و رقت قلب ہے لیکن ایسے اعراض نفسانیہ جب ذات واجب الوجود کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو ان سے ان کی غایات مراد ہوتی ہیں۔ پس اسجگہ رحمت سے مراد مرحوم (پروردہ) کی پرداخت اور اسکے ضروریات پرورش کا تعہد کرنا اور ثمرات پرورش و تکمیل کو ضایع و بیکار نہ کرنا ہے۔ اور کہا ہے رحمان اس منعم عمیم الاحسان کو کہتے ہیں کہ جسطرح وہ انعام دیتا اور احسان کرتا ہے غیر سے اس جیسی رحمت کا صدور نہ ہوسکے۔ واضح ہو کہ رحمت دو قسم ہے۔ (۱) وہ رحمت جسکا ظہور عین پرورش مربوب (پروردہ) کیوقت ہوتا ہے جسپر مربوب کی تربیت موقوف ہوتی ہے اس رحمت کی حقیقت یہ ہے کہ مربی کی پوری پوری توجہ اپنے مربوب کے حاجات اور اُسکے ضروریات پرورش کے تعہد و نگاہداشت میں مصروف رہتی ہے۔ اس قسم کی رحمت کو اسم رحمٰن سے تعبیر کرتے ہیں۔ (۲) وہ رحمت جسکا ظہور تکمیل پرورش کے بعد ہوتا ہے کہ مربی اپنے پروردہ کو ثمرات کمال تربیت سے مستفید اور بہرہ مند کرتا ہے اور نتایج پرورش کو بیکار و معطل نہیں چھوڑتا۔ اس قسم کی رحمت کو اسم رحیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ الغرض ہر شے کی خوبی معاش کا انتظام صفت رحمانیت سے وابستہ ہے۔ اور اس کی حسن معاد

بخشائندہ ۔ معاف کنندۂ جرائم و معاصی
مہربان ۔ رحم کرنیوالا ۔ جمع رُحَمَاءُ

الحمد ..... مبتدا
ل ..... حرف جار
اللّٰہ مجرور ۔ موصوف
رب ، مضاف — صفت اول
العلمین ، مضاف الیہ
الرحمٰن ، صفت دوم
الرحیم ، صفت سوم

غرض اس سے یعنی اسمیہ جملہ سے اظہار استحقاق حمد و ثنا ہے بطریق استمرار و دوام اور مقصود ثنا بمضمون جملہ ہے ۔ کیونکہ بلحاظ اصل تقدیر عبارت یہ ہے حمدُوا اللّٰہِ حمداً و یا قولوا الحمدُ للّٰہ ربِّ العٰلمین برعایت و مناسبت قولہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾

خداوند	روز	جزا	ترا	مے پرستیم	و از تو	مدد می‌طلبیم
خداوند	دن	جزا کا	تجھی کو	عبادت کرتے ہین	اور تجھی سے	مدد چاہتے ہین

۱۲ مَالِكِ ۔ ولی صاحب ملک ۔ صاحب تصرف ۔ ملّاک جمع ۔

مالک ، صفت مشبہ یا صیغہ مبالغہ
یوم دن ۔ وقت ۔ و وقت ما بین طلوع فجر

۵۱ ۔ یوم اصل مین مقدار زمانے کا نام ہے اور کبھی اس سے وہ خاص زمانہ مقصود ہوتا ہے جو کسی خاص واقعہ یا سختی و شدۃ پر متضمن ہوتا ہے ۔ کہتے ہین یَوْمٌ اَیْوَمُ و یومٌ یعنی سختی اور شدۃ کا دن جو اپنی صعوبت و شدۃ کے باعث بہت طویل معلوم ہوتا ہے ایسلئے اَیَّامُ العرب سے مراد حرب کے باہمی واقعات اور انکے باہمی میدان جنگ وغیرہ ہوتی ہے ایامُ اللّٰہ اللہ کی نعمتین اور اس کا عذاب

تاغروب آفتاب - اسم جامد غیر مشتق ظرف زمان جمع ایّام جمع الجمع ایایم جن کا اصل ایوام و ایواوم ہے -

دِّیۡنِ جزا - وبدلہ - وحساب

ال - عہدی خارجی لے جزائے اعمال و اعتقادات شرعیہ -

دین ، مصدر بمعنی حساب یقال ھٰذَا یَوۡمُ الدِّیۡنِ اے الدّاینونتہ وبمعنی ملک وغلبہ وحکم اور تمام احکام الٰہیہ وعبادات جیسے اللہ کی عبادت کیجاتی ہے وشان وطاعۃ وذلت جمع ادیان اور کہا ہے کہ دین موجب جزا ہے

کیونکہ اسکے آنے سے مظلوموں کا ظالموں سے اور بیکسوں اور عاجزوں کا جابروں و قاہروں سے بدلہ وعوض لیا جائیگا ماخذ اسکا محاورہ عرب کما تدین تدان ہے کہ جیسا کریگا ویسا پائے گا **یوم الدین** - مراد یوم الفصل ویوم الجزاء ہے جسمیں ہر ایک شخص اپنے اپنے اعمال کی جزا و سزا کے عوض بہشت یا دوزخ میں ڈالا جائیگا -

اِیَّاکَ ترا - تجھ ہی کو یا تیری ہی اِیَّا ضمیر منفصل منصوب اسکے ساتھ جمیع ضمائر نصب حروفاً متصل ہوتے ہیں اور غرض اس سے صاحب ضمیر کی تمیز

لـہ - اِیَّا - زجاج کہتے ہیں یہ اسم ظاہر ہے - اور جمہور کے نزدیک یہ ضمیر ہے اور اس میں چند اقوال ہے (۱) یہ کہ اِیَّا اور جو ضمیر اسکے ساتھ متصل ہوتی ہے وہ سب ملکر تمامہ ضمیر ہی ہوتی ہے (۲) اِیَّا تنہا ضمیر ہے اور اس کا مابعد اس سے مضاف شدہ اسم ہے اور اس بات کی تفسیر کرتا ہے کہ بعد اِیَّا سے تکلم خطاب غیبت کیا چیز مراد ہے جیسے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ - بَلۡ اِیَّاهُ تَدۡعُوۡنَ میں ہے - (۳) اِیَّا اکیلا ہی ضمیر ہے - اور اس کا مابعد ایسے حروف ہیں جو مراد کی تفسیر کرتے

ہوتی ہے مثل اِیَّانَا۔ اِیَّاکُمْ
اِیَّاکَ اِیَّاہُ کہ حرف خطاب
یا اسم مضمر مضاف الیہ۔

نَعْبُدُ ج م ف ہم پرستیم پوجتے ہین ہم۔
ہم عبادت کرتے ہین
العبادۃ اقصائے
مراتب تعظیم بجالانا نہایت درجہ کی
ذلت عجز وانکسار کا ظاہر کرنا غیر
کی تعظیم کے لئے بشرطیکہ اس کا صدور
اختیاری اور اعتقاد کے ساتھ ہو
اصطلاحاً[1] تمام اعضاء اور قواے
ظاہر و باطن کو اپنے معبود کی خوشنودی
اور اسکی رضا مین بخلوص نیت مشغول
کرنا جسطرح کہ شارع علیہ السلام نے
اسکی تعلیم فرمائی ہے۔
مراد عبادت شرعیہ اور یہ محاورہ
عرب طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ وَثَوْبٌ
ذُوعَبَدَۃٍ سے ماخوذ ہے کہ عرب اس

[1] اصطلاح شرح مین عبادت چند قسم پر ہے بعض کا تعلق جوارح سے ہے جیسے نماز پڑھنا ذکر کرنا تسبیح وتہلیل پڑھنا۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنا انبیاء ورسل علیہ وعلی جمیعہم السلام علماء وفضلا اور اولیائے کاملین وشہدا وصالحین کی ملاقات وصحبت اختیار کرنا اور ان شہدار مخلصین کی زیارت کرنا جنہون نے اپنے آپ کو راہ خدا اور اپنے حقیقی مالک کی رضا وخوشنودی مین فنا کردیا ہے اور ان مصنوعات کا نظارہ کرنا جن کا وجود صانع کامل کی حکمت وقدرت کی واضح دلیل ہے مواعظ حسنہ اور ایسے تذکرون کا سننا جن سے خداے تعالی اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی اور ان کی اطاعت وفرمان برداری کا شوق وولولہ دل مین پیدا ہوتا ہے حج وجہاد کے لئے سفر کرنا غریب ومحتاجون کی حاجت برآری مین سعی کرنا وغیرہ وغیرہ دوسرے قسم کی عبادت وہ ہے جسکا تعلق باطن سے ہے جیسے شرائع اسلام اور اسکی آیات مین غور کرنا خوشنودی واسترضاے مالک حقیقی کے لئے نفسانی مرغوبات

راہ کو مُعَبَّدْ کہتے ہین۔ جسپر کثرت سے لوگ چلتے ہین اور وہ ہر وقت پائمال رہتا ہے اور ایسے ہی اس کثیر الاستعمال کپڑے کو جو عموماً ہر کام مین استعمال کیا جاتا ہے (عَبَادَۃ) کہتے ہین گویا وہ ہر وقت ہر ایک کام کیلئے مطیع و فرمان بردار رہتا ہے۔

العبادۃ مصدر۔ ف۔ ص عَبَدَ یَعْبُدُ عابِدٌ مَعْبُودٌ۔ اُعْبُدْ۔ لَا تَعْبُدْ

(إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) واز تو یاری میخواہیم۔ اور ہم تجھہی سے مدد اور یاری چاہتے ہین۔ اِیَّاکَ ضمیر منفصل مفید حصر استعانت

بقیہ صفحہ ۳۳

اور اس کی خواہشون کے ترک پر صبر کرنا مثلاً روزہ رکھنا اعتکاف بیٹھنا اور اسکے دوستون سے محبت داخلاص اور اسکے دشمنون سے بغض وکدورت رکھنا خداوند عالم کی عنایت و مہربانی اور اس کے ثواب کا امیدوار رہنا اسکی نافرمانی اور عذاب سے ڈرنا وغیرہ وغیرہ الغرض اپنے تمام اعضاؤن کو ہمہ تن خوشنودی مالک حقیقی مین مصروف و مشغول کرنے کو عبادت کہتے ہین۔ (خلاصہ مطولات)

ف۵ ۔ مدد و استعانت۔ انسان اپنے ہر ایک کام کے پورا کرنے مین چار قسم کی غیبی تائید کا محتاج ہے۔ اول قدرت عمل مثل تہیہ اسباب صحت عقل و شعور درستی قواے و اعضا وغیرہ جس سے عمل کرنے پر قدرت ہوسکتی ہے۔ دوم تسہیل امر مثلاً رفع موانع و فراغ خاطر وغیرہ۔ سوم رغبت عمل مثلاً دل مین اس کام کی رغبت اور آرزو و شوق کا پیدا ہونا اور اسکی حسن و خوبی کا دل مین اثر کرنا۔ چہارم تحریک عمل یعنی عامل کا ایسے محرک و باعث کی صحبت مین پہونچنا جسکے وعظ و نصیحت سے اسکی دل مین اس کام کے کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور جسکا اشارہ اس کے خیال کو بزور اس کام کے سرانجام دینے کی طرف متوجہ کردیتا ہے۔ پس انسان اپنے تمام کاروبار مین اعلےٰ ہون خواہ ادنیٰ اللہ تعالیٰ کی تائید کا محتاج ہے۔

اور واضح ہو کہ غیر اللہ سے مدد چاہنا اس طرح پر کہ سائل اسپر اعتماد رکھتا ہے اور اسکو امداد الٰہی کا مظہر نہین خیال کرتا۔ بلکہ وہ اس غیر کو بالاستقلال اپنا حاجت روا سمجھتا ہے۔ یہ طریق حرام ہے اور کسی صورت مین جائز نہین۔ لیکن اگر سائل کی دلی توجہ اپنے مالک حقیقی کی طرف لگی ہوئی ہے،

بحضرت واجب تعالیٰ شانہ۔ اسے
کررہ للتنصیص علیٰ انّہُ المستعانُ
المُعین لاغیرہٗ۔
نَسْتَعِیْنُ، ج۔ م۔ متکلم اصل نَسْتَعْوِنُ
اَلاِسْتِعَانَۃُ (اَلاِسْتِعْوَانُ)
مدد یاری چاہنا اعانت طلب کرنا
مصدر استفعال واوی اِسْتَعَانَ
یَسْتَعِیْنُ۔ مُسْتَعِیْنٌ مُسْتَعَانٌ
اِسْتَعِنْ لَا تَسْتَعِنْ
مَالِكِ، اسم فاعل
امر، محذوف مفعول
یوم، مضاف الیہ مضاف
الدِّیْنِ، ۔۔۔ مضاف الیہ
یہ چاروں صفتیں بمنزلہ دلیل ہیں
اس امر کے لئے کہ اس پروردگار
عالم مستجمع صفات ہی کی ذات
مستحق حمد و ثنا ہے۔
اور جو شخص ایسی صفتیں نہیں رکھتا
وہ مستحق حمد و ثنا نہیں۔ پس ہمارا معبود
وہی حقیقی پروردگار ہے جو رحیم
و کریم اور مختار جزا و سزائے اعمال
ہے۔
فقال۔ اِیَّاكَ ضمیر منفصل مفعول مقدم
نَعْبُدُ، فعل با فاعل
وتقدیم الضمیر للتعظیم وَلا
هتمام به و للدلالة علیٰ
الحصر وَالتنبیہِ عَلیٰ اَنَّ
العَابِدَ ینبغی اَنْ یَکُوْنَ
نَظَرہ اِلیٰ المعبودِ اَوَّلاً وَ
بالذات
وَاِیَّاكَ ضمیر مفعول مقدم
نَسْتَعِیْنُ، فعل با فاعل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸ اور کارخانہ اسباب میں اس غیر کو امداد الٰہی کا مظہر سمجھ کر اس سے امداد و اعانت و نصرت کی درخواست کرتا ہے تو اس قسم کی مدد و استعانت شرعاً جائز اور درست ہے انبیا علیہم السلام اور اولیائے ذی الاکرام اس قسم کی مدد و استعانت کے اہل ہیں درحقیقت یہ استعانت بغیر نہیں بلکہ استعانت بحق ہے لہذا

ہر دو جملہ معطوف علیہ | جواب ثانی
ومعطوف
یا مَنْ ھذا شانہ، محذوف ہے
تقدیر عبارت یہ ہے یا من ھذا
شیون ذاتہ وصفاتہ نخصک
بالعبادۃ وَالاستعانۃ وبا
ہر دو جملہ استینافیہ سوال مقدر کا جواب
ہین کانہ قیل ما شانکم معہ
وکیف توجھکم الیہ فاجیب
بحصر العبادۃ وَالاستعانۃ

و یا لفعل، فعل بافعل
وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ | جملہ فعلیہ حال
اے نَحْنُ نَسْتَعِیْنُکَ اسے
الضمیر فی الفعلین للقاری
وَمَن معہ وفیہ اِشعارٌ علی
التزام الجماعۃ
وجملہ اھدنا الخ بیان
معوت ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
بنما مارا راہ درست براہ آنانکہ
دکھا ہمکو راہ سیدہی راہ ان لوگوں کی کہ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ
اکرام کردہ بر ایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گمراہان
نعمت کی ہے تونے اوپر اُن کے سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ راہ گمراہوں کی

لہ۔ جملہ فعلیہ حال۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِین جملہ فعلیہ بتاویل مفرد ہو کر حال ہے لیکن انشائیہ ہونے کی وجہ سے ضرور ہے کہ ایک مبتدا مقدر ما نا جائے۔ تقدیر عبارت یہ ہے نحن نستعینک اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین درانحالیکہ جملہ حاجات مین تجھ ہی سے مدد و استعانت کے طلبگار رہین۔ ۱۲

(بتا دا - دکھایا چلا ہمکو)
اِهْدِ ، ا - ح امر بمعنی دعا الهدایۃ
بھلائی کی راہ - سیدھی سڑک بتانا
مطلوب تک پہونچانا۔ مصدر ث
ت ناقص - هَدیٰ - يَهْدِی

هادٍ - مَهْدِیٌّ - اِهْدِ لَا تَهْدِ
(راہ راست سیدھی راہ)
اَلصِّرَاطَ اصل السراط من سرط الشئی
اذا ابتلعہ والصراط یذکر و یونث کا
الطریق وصراط بمعنی راہ و طریق سلوک

ف الهدایۃ وھی الدلالۃ بلطف ویستعمل فی الخیر - ہدایۃ کے معنی راہ نمائی - توفیق خیر اور اس راہ پر چلنے کے ہین جو نہایت آسانی سے منزل مقصود پر پہونچا دے عرفا اس کا استعمال نیک چیزون کی طرف راغب کرنے طریق خیر کی راہنمائی اور اس امر کی طرف متوجہ کرنے مین ہوتا ہے - جسمین بھلائی اور حصول نفع کی امید ہو ماخذ اسکا مقولہ عرب (ھوادی الوحش) ہے عرب ان صحرائی جانورونکو ہوادی الوحش کہا کرتے ہین جو راستہ چلنے مین اپنے ہمراہیون اور تمام جماعت سے آگے آگے رہتے ہین گویا وہ طریق سلوک مین پیش روے قوم اور ہادیان طریق ہین - اور واضح ہو کہ لفظ ہدایت دو معنون مین مشترک ہے کبھی اس کا اطلاق مقصود اور مطلوب تک پہونچا دینے مین ہوتا ہے اور کبھی صرف مقصود کی طرف راہ بتا دینے مین - اور امتیاز معانی صلہ فعل سے ہوا کرتا ہے کیونکہ ہدایت اور اسکے تمامی مشتقات دو مفعول چاہتے ہین - دونو مظہر ہون خواہ ایک مظہر اور دوسرا مضمر ہو - پس متعدی بنفسہ ہونیکی صورت مین ہدایت سے راہ پر لانا اور مقصود تک پہونچا دینا مقصود ہوتا ہے - اور اگر متعدی بواسطہ حرف ہو

(الیٰ) کے ساتھہ جیسے آیۃ اللہ یھدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم مین اور خواہ (لام) کیساتھ ہو۔ جیسے آیۃ۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم) مین تو لفظ ہدایت سے صرف مقصود کی طرف راہ بتا دینا مراد ہوتا ہے۔ پس اسجگہ اھدنا الخ مین کمال عجز ذاتوانی بندہ کا اظہار دیا گیا ہے کہ صرف راہ دکھا دینے یا راہ پر لانے سے منزل مقصود پر پہنچنا ہم سے مشکل ہے جب تک کہ لحظہ بلحظہ خداوند کی توفیق و ہدایت دلیل راہ اور ہادی و رفیق نہ ہو جائے جاننا چاہیئے کہ ہدایت چند قسم پر ہے۔ (۱) عام الہامی جیسے بچونکو طفولیت کے زمانہ مین انقضائے حوائج کے لئے ہوا کرتی ہے۔ (۲) احساسی جس سے مثلاً انسان بذریعہ حواس نیک و بد نفع و نقصان مین تمیز کرنے لگتا ہے۔ (۳) ہدایت عقل جس سے انسان معلومات جزئیہ حسیہ اور مدرکات محسوسہ سے کلیات انتزاع کر کے ان چیزونکو معلوم کرنے لگتا ہے جن کا ادراک احاطہ حواس سے باہر ہے (۴) ہدایت دلائل نظریہ۔ معلومات تصدیقیہ و تصوریہ کے ترتیب دینے سے ان چیزون کا معلوم کرنا جن کا ادراک بداہتہ عقل کی قدرت سے خارج ہے (۵) ہدایت الہام خاص ایسی اشیاء کا دریافت کرنا جو عامہ انسانی عقول کی حد سے باہر ہین یا عقلی قوت غلبہ وہم و خیال کیوجہ سے ان کے حسن و قبح پر کوئی حکم نہین کر سکتی ایسے امور کا انکشاف قدسی مناسبت اور غیبی تائید پر موقوف ہے اس قسم کی ہدایت کو الہام اور صاحب الہام کو نبی کہتے ہین (۶) ہدایت خاص۔ عالم نبوت یا عالم ولایت کے ظل اور انکے

ساتھ ایک خاص تعلق اور لگاؤ پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے جس سے سالک طریقت پر حقائق امور منکشف ہو جاتے ہیں اور سالک ہر ایک چیز کو اپنے اپنے مرتبہ میں پہچاننے لگتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت ان امور اور چیزوں میں (جن کی انہوں نے خبر دی) مشاہدہ بن کر اجمالاً و تفصیلاً کرنے لگتا ہے۔ پھر جسقدر عالم نبوت یا عالم ولایت سے اس کا تقرب بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اسکے دل میں اطاعت امر الٰہی اور اجتناب عن النواہی کی آرزو پیدا ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ہدایت محضہ اسکے لئے چراغ راہ بنجاتی ہے اور جذب محبت اسکو نہایت زور سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ جس سے اسکی ذات ہمہ تن نور معرفت بنکر غریق بحر حقیقت ہو جاتی ہے۔ آیۃ نورٌ علی نورٍ اور آیۃ نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

آنجناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات اور صحابہ کرام کا ہر وقت طالب ہدایت رہنا باوجودیکہ آن حضرات ہدایت کامل اور ہمہ تن نور محضہ عرفان تھے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ الطافات وہدایات کا کوئی انتہا نہیں۔ وقال ھذہ الدعاء من المومنین ومن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع کونھم علی اصل الھدایۃ بطلب الثبت او طلب مزید الھدایۃ فان الالطاف والھدایات عن اللہ تعالی لاتتناھی علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ (منہ)۔۔۔۔

ربنا اتمم لنا نورنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ط

المستقیم ال بمعنی الذی مستقیم (مستقوم) متوسط میان افراط و تفریط و ہموار و راست۔ الاستقامۃ مصدر استفعال اجوف واوی بمعنی سیدھا ہونا

صراط مستقیم، اس واضح اور کھلی ہوئی ہموار راہ کو کہتے ہیں جسمیں کسی طرح کی کجی اور ٹیڑھا پن نہو۔ اور باامن ہو۔ مراد راہ حق وملت اسلام

صراط الذین (راہ آنانکہ۔ راہ ان لوگون کی

الذین، اسم جمع بانون مبالغہ اسم[ف] موصول عہدی اسم مبہم

انعمت علیھم (انعام کردہ بر ایشان۔ جنپر تونے فضل کیا ہے)

انعمت، ماضی الانعام نعمت رسانیدن احسان کرنا۔ اور اس منفعت حسنہ کو کہتے ہین جو تبرعاً غیر کے ساتھ کیجائے اور اسمین ذاتی غرض اور کوئی خاص طمع منظور بالذات نہو۔ ماخذ اسکا نعمۃ بالفتح بمعنی نرمی ہے وبمعنی تنعم وسعۃ العیش وبکسر النون المنۃ۔ والعطیۃ یقال انعم اللّٰہ النعمۃ علیہ وانعمہ

[ف]۔ اسم موصول عہدی۔ اور اس سے وہ افراد مقصود ہین جن پر دینی و دنیوی دونون نعمتین انعام ہوچکی ہین۔ جیسے صدقاء شہداء صلحاء وانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حسب آیت ومن یطیع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ لہذا کہا گیا ہے کہ عوام مومنین کو صالحین کی رفاقت طلب کرنی چاہیئے۔ اور صالحین کو شہداء کی اور شہداء کو صدیقین۔ اور صدیقون کو انبیاء علیہم السلام کی حسب بیان آیۃ۔ پس عوام الناس مین سے اگر کوئی شخص انبیاء و مرسلین علی نبینا و علی اجمعھم الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت چاہتا ہے تو اسے درجہ بدرجہ ماتحت کے تینون گروہون سے رفاقت حاصل کرنی چاہیے اسلئے اہل اللہ کے طریقون مین داخل ہونا اور ان سے۔۔۔

بالنعمۃ اے اوصلہا انعام مصدر

انعال - اَنْعَمَ - یُنْعِمُ - مُنْعِمٌ - انعم

لَا تنعم - علیٰ / جار بمعنی استعلا مجازاً

ومرجع ضمیر (الذین) -

(نہ راہ آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا)

نہ راہ اُن لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا ہے

غیر بجز - سوائے - اسم صفت شدید

الابہام -

المغضوب - اے الذین[1] غضب

علیہم -

مغضوب - اسم مفعول غضب

اس نفسانی کیفیت کا نام ہے جس کی

وجہ سے خون دل میں جوش مارتا ہے

اور روح حیوانی دشمن سے بدلہ لینے

کے لیے خارج بدن کی طرف متوجہ

ہوتی ہیں اور ایسے ہی مکروہات طبعیہ

کے اندفاع طبیعت کے جوش مارنے

کو غضب اور غصہ کہتے ہیں لیکن

اسجگہ غضب سے غایت غضب

یعنی مقہوریت مغضوب علیہ مراد ہے

کیونکہ اغراض نفسانیہ جب واجب الوجود

کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان سے

ان کی غایات مقصود ہوا کرتے ہیں

وقیل الغضب ھو ارادۃ الانتقام

مِن العصاۃ وغضب اللہ تعالیٰ

لَا یلحق عصاۃ المومنین انما

---

[1] المغضوب - ال بمعنی الذی - اگر اس سے وہ مخصوص افراد مراد ہیں جن پر اخروی و دنیوی عذاب کا واقع ہونا قرار پا چکا ہے مثل ابوجہل وابولہب وغیرہ کفار ومنافقین کے تو یہ موصول عہدی ہے - اور اگر وہ افراد مطلوب ہیں جو مطلق عذاب کے مستحق ہیں - خواہ دنیوی ہو خواہ اخروی یا ہر دو تو یہ موصول جنسی ہے - امام احمد اور ابن حبان نے عدی بن حاتم اور ابن مردویہ نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ مغضوب علیہم سے - یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں - ابن حاتم نے کہا ہے کہ اسی قول پر سب کا اتفاق ہے - ابن جریر نے ابن عباس اور ابن مسعود -

یلحق للکافرین والمنافقین
(ونہ راہ گمراہان۔ اورنہ بھکے ہودن یا
بھکنے والون گمراہون کا)

ۃ۔ لا، زاید موکد نفی ماقبل یا بمعنی غیر
الضالین ۶۔ جمع ضال۔ ضلالۃ
ضد ہدایۃ۔ ایسا راہ یا ایسی چال اختیار
کرنا جو منزل مقصود کے خلاف ہو
وبمعنی غیبوبت وہلاکت یقال ضل
الماء فی اللبن اذا غاب وھلک
فیہ وضل الکافر اے غاب عن
الحق۔

آمین اسم فعل بمعنی استجب او کذالک
یکون او کذالک فافعل یعنی
لفظ آمین و آمین اسم فعل ہے بمعنی
قبول کریا اسی طرح ہو یا ایسے ہی کر۔

اھدنا فعل با فاعل مع مفعول
الصراط ... موصوف
المستقیم اے الذی استقم
الذی ..... موصول
استقم، جملہ فعلیہ صلہ
صراط الذین انعمت علیھم الخ، بدل
یا جملہ مستقلہ استینافیہ فکانہ قال کیف اعینکم
فقالو اھدنا الصراط المستقیم
صراط، .... مضاف
الذین انعمت علیھم موصوف یا مبدل منہ
غیر المغضوب الخ صفت یا بدل
الذین ---- موصول
انعمت، فعل با فاعل
علیھم، جار مجرور ظرف لغو
غیر ۵ ---- مضاف

۵۔ غیر لفظ غیر اگرچہ شدید الابہام ہے مگر اس وقت یہ معرفہ ہو جاتا ہے یا معرفہ کی صفت واقع ہو سکتا
ہے جبکہ وہ ایسے دو معرفون کے درمیان واقع ہو کہ وہ دونون باہم ایک دوسرے کی ضد اور نقیض
ہین یا جسوقت اس کے مضاف الیہ کی ضد مشہور رہو جبکہ یہان کہ لفظ غیر منعم علیہم اور المغضوب
علیہم کے درمیان واقع ہے جو آپس مین متقابلین ہین۔ کیونکہ تمام لوگ انہین دونون گروہون

المغضوب - اے الذین غضب علیهم
الذین　موصول
غضب، فعل
ضمیر مستتر نائب فاعل
علیهم　ظرف لغو
اے المنعم علیهم هم اسالمون من الغضب والضلال او صفة له مبینة او مقیدة ان اجری

الموصول مجری النکرة اذا لم یقصد به معهود -
لا، زاید تاکید نفی ماقبل -
الضالین - الذین ضلوا
الذین، ... اسم موصول
ضلوا، فعل مع الفاعل
عن صراط الحق، مفعول

ف اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ اس صورت مین تین مضمون ہین - خداوند عالم کی تعریف بندون کی عاجزی اور دعا گویا اس مین انسان کامل کی سچی کیفیت کا اور اسکی واقعی حالت کا بیان ہے وہ پروردگار عالم کے دربار عام مین پہونچکر عرض کر رہا ہے - کہ اے ہمارے مالک ہمارے خالق و پروردگار تو اپنے احسان و کرم اور ان نعمتون ہی کی وجہ سے (جنکو تو نے اپنی محض عنایت و مہربانی سے ہماری پرورش قیام وجود اور تکمیل ذات کے لئے وقف کر رکھا ہے) لایق حمد و قابل تعریف نہین بلکہ بذاتہ تیری مقدس و منزہ اعلٰے و برتر ذات ازلا و ابدا حمد سے

مین محصور و منحصر ہین - پس اگر الذین انعمت علیهم موصول عہد خارجی ہے تو غیر اس کے لئے صفت مبینہ ہے اور اگر وہ معہود ذہنی ہے اور اس سے عام ما انعم علیهم مقصود ہے تو غیر اسکے لئے صفت مقیدہ ہوگا کیونکہ اس وقت موصول خود قوت نکرہ مین ہے -

متصف ہے تمام مادحین کی مدح حامدین کی حمد شاکرین کے شکر سے پہلے ہی
تو ممدوح و محمود و مشکور ہے اور بیشک پوری حمد و کامل تعریف کا تو مالک
ہے اور وہ تیرے ہی لایق ہے ۔ تمام مخلوق کی مثالی ۔ روحانی اور جسمانی
داخروی پرورش تیری عنایت ہی سے وابستہ ہے ۔ ہر ایک شخص کی محنت
کوشش اور سعی کے اجزا و پاداش کا تو صاحب و مختار ہے ۔ پس اے
یگانہ و بے مثل وحدہ لاشریک لہ تو ہی ہمارا سچا معبود اور واقعی مالک ہے ۔
ہم تجھ ہی کو عبادت کے لئے خاص کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ خالصا
ہم تیری ہی عبادت کیا کرینگے اور تیری ہی عنایت سے ایفاے وعدہ کی
توفیق چاہتے ہین ۔ اے ہمارے مولا ہمارے پروردگار ہمین اپنی رضا و خوشنودی
کی راہ بتا ہر ایک امر مین توسط اور استقامت عطا فرما ۔ اپنے خاص برگزیدہ
بندون کی مقبول چال اور ان کی سچی پیروی اور متابعت نصیب کر منافقین
و گمراہون کے طرز عمل اور ان کی صحبت کے برے اثرون سے محفوظ رکھ ۔

ف ۲ ۔ اھدنا ۔ واضح ہو کہ انسان روح اور جسد سے مرکب ہے ۔ روح کو جسم
کے ساتھ متعلق کرنے کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ روح انسان اسکے ذریعہ سے
اپنی ترقی و تکمیل کے اسباب فراہم کرے اور اسکی وساطت سے مدارج علیا پر
عروج کر سکے لہذا حرکات جسم سے وہی افضل و احسن حرکات ہو سکتے ہین ۔
جو تحصیل سعادت روحانیہ مین روح کے لئے معین و مددگار بن سکتی ہین ۔ اور
چونکہ روحانی سعادت اور اسکے مدارج کی تحصیل تعظیم معبود اور اس کی خالص
عبادت پر موقوف ہے لہذا انسان کے لئے حالت بقاء صحت مین سب سے

بہتر یہی طریقہ ہے کہ عبادات شرعیہ مین نہایت کوشش اور استقلال کے
ساتھہ قایم رہے یہ سعادت انسانی کا پہلا درجہ ہے اور قول (ایاک نعبد)
سے اسی معنی کیطرف اشارہ ہے۔ایک زمانہ تک شرایع اسلام پر عامل رہنے
اور اسی مرتبہ پر مواظبت کرنے کے بعد قلب عابد کا انوار غیب کے انعکاس
اور اسکی نورانی تجلیون کے پرزور نورانی شعاعی پرتو سے اثر پذیر ہونے لگتا
ہے۔اور آہستہ آہستہ اسکی توجہ عالم قدس کی طرف بڑہنے لگجاتی ہے۔
یہان تک کہ عالم شہادت سے کلیتہً عالم غیب کیطرف سفر کرجاتا ہے۔
اور عالم شہادت کو عالم غیب کا مسخر دیکھ کر اسے یقین ہوجاتا ہے کہ اعمال ظاہرہ
عالم غیب کی مدد اور استعانت پر موقوف ہین اس وقت اس کا دل ظاہری
اسباب سے منقطع ہوکر ہرایک امر مین حقیقی مسبب الاسباب اور واقعی مفتح الابواب
کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور ہرایک فعل مین فاعل حق کے اثر کو بداہتہً
محسوس کرنے لگتا ہے۔سعادت انسانی کا یہ دوسرا درجہ ہے اسے طریقت
بھی کہتے ہین۔قول ایاک نستعین،، سے اسی مرتبہ کیطرف اشارہ ہے
اسکے بعد سالک طریقت کا گزر انوار قدس اور تجلیات و مکاشفات پر ہوتا ہے
یہ وہ مقام ہے جسکی سیر کے لئے واقف کار اور ایک بہتر رفیق کی ضرورت
ہے جسکی تعریف مین یہ شعر موزون ہے۔

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

اسی درجہ مین عالم شہادت بالکل معزول و معطل رہجاتا ہے۔اور عابد کی توجہ
خالصًا مدبر کل ذات واجب الوجود ہی کی طرف لگ رہتی ہے۔جب اسے

کوئی نفع یا خیر پہونچتی ہے۔ تو "ھوالنافِعُ" کہتا ہے اور جب کوئی رنجش
ضرر یا تکلیف آتی ہے تو کہتا ہے "لاضارَّ الاّھو" اِس وقت اس کی
ہر ایک حمد اور تمامی مدح کا مرجع محض ذات حق ہوتی ہے اور حجاب ما سوائے
بالکلیہ محجوب و مرتفع ہو جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
سے اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ سعادت انسانی کا یہ آخری درجہ ہے
اسے حقیقت بھی کہتے ہین اور قول (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ)
سے اسی درجہ مسعودہ کی طرف اشارہ ہے اور اسی درجہ کی ہدایت مقصود ہے

ف ۳۴ جب کوئی شخص کسی صنعت یا حرفت و عمل پر مداومت کرتا ہے۔ تو ایک
مدت کے بعد اس کا سب مین ایک ایسی زبردست قوت اور قوی ملکہ
پیدا ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی صنعت کے مشکل اور اہم کام اسپر نہایت
سہل اور آسان ہو جاتے ہین اور وہ بلا دقت انکو سر انجام دے سکتا
ہے۔ کیونکہ کثرت فعل اور اسکی مداومت سے طبیعت کا سب اور اس
خاص فعل مین ایک قسم کا تعلق اور لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ
عامل کے افعال طبعی مین شمار ہونے لگ جاتا ہے۔ ایسے ہی ہمنشین
اپنے صاحب کے اثر صحبت سے متاثر ہو کر اس کا رنگ قبول کر لیتا ہے
کیونکہ نفوس بشریہ پر حب محاکات غالب ہے لہذا جب کوئی شخص شہدائے
مکرم و صلحائے معظم کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انکے اثر صحبت اور فیض
مجاورت اسے روحانی مکاشفات اور ربانی انوارات کی طرف متوجہ کر دیتی
ہے۔ اور ان ارواح مقدسہ و مطہرہ کی محاذات اور تقابل سے اُس کا

دل انوار غیب اور فیوض قدس کو قبول کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اولیائے
کاملین و مرشدان صاحب تلقین کی صحبت شرعاً محمود و ممدوح ہے۔
ایسے ہی اہل فسق و معاصی کی رفاقت اپنے مصاحب کو فسق و فجور کی
طرف بزور کھینچ لیتی ہے۔ اور چونکہ انسان بالطبع محتاج ہے اور اس کی
زندگی کے دو اصول ہیں۔

(۱) طلب نفع ملایم طبع۔

(۲) دفع مضار غیر ملایم طبع۔ اور ہر ایک کی تحصیل تہیۂ اسباب پر موقوف ہے
اور ظاہر ہے کہ جب کسی امر کا حصول کسی واسطہ پر موقوف ہوتا ہے تو
تحصیل واسطہ مقدم اور مقصود بالتوجہ ہو جاتی ہے اسی وجہ سے انسان کے
دل میں ظاہری اسباب کی عظمت حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اور آخر کار حقیقی
مطلوب اور سچے معشوق کی طلب سے مانع ہو کر اسے دائمی حرمان و غضب
و قہر الٰہی کا مستوجب بنا دیتی ہے چونکہ اکثر اہل دنیا اسی صفت سے موصوف
ہیں لہذا ان کی صحبت مانع ثواب آخرت ہو کر اپنے ہمنشین کے دل میں
متاع فانی کی عظمت اور اسکی محبت اس طرح قایم کر دیتی ہے۔ کہ اس سے
نجات پانا کسی پرزور کشش اور تائید غیبی کے سوائے ممکن نہیں اور چونکہ
انسان کو اپنے ہمجنس کی صحبت سے گریز نہیں اسلئے ضرور ہے کہ خداوند
عالم سے ہمیشہ ابرار کی صحبت کا خواستگار اور اشرار کی ہمنشینی اور اسکے
بُرے اثر سے محفوظ رہنے کے لئے اسکی درگاہ میں ہر وقت ملتجی رہے
یہ مضمون قول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کا ہے۔

امام احمد اور ابن حبان نے عدی[۵۱] بن حاتم سے اور ابن مردویہ نے ابوذر[۵۲] سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

۵۱۔ عدی بن حاتم اُسی حاتم طائی کے بیٹے ہین جو سخاوت مین ضرب المثل ہے۔ سنہ ۹ ہجری مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ڈیڑھ سو سوارون کے ساتھ ان کی قوم پر بہیجا اس زمانہ مین حاتم مرچکا تھا عدی بن حاتم اور دوسرے مقابلین بھاگ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے وہان کا نامی بت فُلس توڑ ڈالا اور بہت سی عورتون کو قید کرلیا اونٹ اور بہت سی بکریان بھی غنیمت مین ملین ان قیدیون مین سفانہ حاتم کی بیٹی بھی تھی۔ جناب سرور کائنات نے اسپر رحم فرماکر اسے چھوڑ دیا اور سواری اور کپڑے اور کچھ نقد بھی دیا۔ سفانہ جب اپنے ملک مین گیئن اور انجناب علیہ السلام کی انہون نے تعریف کی انکے بھائی عدی بن حاتم مشتاق ہوگئے اور فوراً مدینہ مین آکر مشرف باسلام ہوگئے اور آخر تک نہایت ثابت قدم رہے۔ حضرت صدیق کے زمانہ مین ان کے ملک کے لوگون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا مگر حضرت عدی طریقہ سابق پر قایم رہے اور اپنی قوم کی زکوٰۃ بیت المال مین پہونچاتے رہے۔ فتوح عراق مین آپ شامل رہے ہین اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ لڑائیون مین شریک رہے ہین۔ ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی عمر پاکر سنہ اسّی ہجری مین ان کا انتقال ہوا۔

۵۲۔ ابوذرؓ۔ ابوذر غفاری آپ اجلہ صحابہ اور سابقین اولین مین شامل ہین۔ ابتدائے نبوت کے زمانہ مین مشرف باسلام ہوئے ہین۔ جب آپنے ایمان کا اعلان کیا تو کفار نے آپکو بہت سی تکلیفین دین پھر حضرت عباس نے انکو اپنے پناہ مین لیکر بچالیا۔ دوسرے روز پھر

کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں اور ابن جریر نے

یہی حالت ہوئی۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو بچا لیا۔ تب وہ مکہ کو چھوڑ کر اپنی

بقیہ صفحہ ۵۲

بستی میں چلے گئے۔ اور پھر اس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کی جب بدر اور احد اور خندق

کے غزوات کا زمانہ گزر چکا تھا احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اُٹھایا زمین نے اور نہ سایہ میں لیا آسمان نے کسی ایسے شخص

کو جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ ایسے ہی ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرماتے تھے کہ ابوذر ایک ظرف علم سے بھرا ہوا ہے۔ آپ اکثر تنہا رہا کرتے تھے۔ سنہ ۳۲

ہجری میں آپ کا انتقال ہوا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جنازہ کی نماز پڑھائی حضرت ابن

مسعود اہل عراق کے ایک گروہ کے ساتھ عراق سے مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ راستہ

میں انکے جنازہ پڑھنے کا اتفاق ہوا

۵۷۔ ابن عباس حضرت عبد اللہ بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں

ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے روایت میں ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو اُن کی ماں

ام الفضل انکو گود میں لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں آپنے داہنی طرف انکے

کان میں اذان دی اور بائیں طرف اقامت کہی پھر فرمایا ابو الخلفاء کو لیجاؤ۔ یہ پیشین گوئی تھی

انہیں کی اولاد میں سے وہ خلفاء پیدا ہوئے ہیں جو خلفائے عباسیہ کہلاتے ہیں آپ کی اولاد

میں یہ کثرت ہوئی کہ مامون رشید کے زمانہ میں چھ لاکھ آدمی ان کی نسل سے شمار ہوئے تھے

آپ فقہ حدیث۔ عربیت۔ اور انساب وشعر میں نہایت فاضل اور اعلےٰ درجہ میں سمجھے جاتے

ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ابن عباس ہماری عمر کو پہنچینگے تو ہم سے

کسی کا علم اُن کے علم کا دسواں حصہ بھی نہ ہوگا سنہ ۶۸ھ میں بمقام طائف آپ کا انتقال ہوا ہے ۱۲

عباس اور ابن[1] مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی یہی روایت کی ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ اسی قول پر اجماع ہے۔

ف ۴۔ اس سورت میں دس چیزیں قابل غور واقع ہوئی ہیں پانچ چیزیں صفات ربوبیت سے ہیں۔ اللہ۔ رب۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک۔ اور پانچ دوسری اس کے مقابل بطریق لف و نشر مرتب صفات عبودیت سے بیان ہوئی ہیں۔ عبادت استعانت۔ طلب ہدایت۔ طلب استقامت۔ طلب نعمت و پناہ عن الغضب

ف ۵۔ سورۃ الفاتحہ آغاز کلام مجید اور علوم قرآن کی براعۃ الاستہلال اور مطلع مقاصد علوم اولین و آخرین ہے بیہقی نے ابو القاسم بن حبیب اس نے محمد بن صالح بن ہانی سے اس نے حسین بن الفضل سے بواسطہ عفان بن مسلم روایت کی ہے کہ خداوند کریم نے ایکسو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں اور ان سب کے علوم چار کتابوں۔ توراۃ۔ انجیل۔ زبور۔ اور قرآن کریم میں ودیعت

[1] ابن مسعود۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی صحابی سابقین اولین سے ہیں۔ بدر میں شریک تھے اور اسکے بعد کل غزوات میں شریک رہے ہیں۔ خدمت رسول اللہ کو انہوں نے اپنے پر لازم کر رکھا تھا جب آنحضرت کہیں تشریف فرما ہوتے تو آنجناب کا تکیہ۔ مسواک۔ اور نعلین اور وضو کا برتن عبداللہ بن مسعود لیکر آگے آگے چلتے تھے اور جب آنجناب کسی مجلس میں بیٹھتے تو اُن کی جوتیاں عبداللہ اپنی آستینوں میں رکھ لیا کرتے تھے روایت میں ہے کہ آپکو آنجناب نے فرمایا تھا کہ تم بغیر اذن لئے ہمارے حجرے میں چلے آیا کرو اور بیشک ہماری باتیں سنا کرو۔ آنجناب علیہ الصلوۃ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ٹھیک ٹھیک موافق منزل کے قرآن پڑھنا چاہے تو اسکو چاہیئے کہ عبداللہ بن مسعود سے پڑھے سنہ ۳۲ یا ۳۳ھ میں بمقام مدینہ اُن کا انتقال ہوا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان پر جنازہ کی نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے ۱۲

رکھہ دئے ہین پھر توراۃ و انجیل اور زبور کے علوم قرآن مین ودیعت
فرما دئے اور علوم قرآن کو اسکے حصہ مفصل مین اور مفصل کے جملہ
اسرارات سورہ فاتحۃ الکتاب مین امانت و ودیعت فرما دئے ہین
لہذا جو شخص فاتحۃ الکتاب کی تفسیر معلوم کریگا وہ گویا تمام کتب منزلہ کی
تفسیر سے واقف ہوجائیگا اس حدیث شریف کی توجیہہ اس طرح پر کیگئی
ہے کہ جسقدر علوم پر قرآن مجید حاوی ہے اور جو علوم قیام مذاہب
کے ارکان ہین وہ صرف چار علم ہین۔ اول علم اصول اسکا مدار خدا
تعالی کی معرفت یعنی اُسکی صفات کی معرفت پر موقوف ہے اس کی جانب
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ اشارہ ہوا ہے اور نیز
نبوت کی شناخت اسکی جانب اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے اشارہ ہوا ہے
اور معاد کی شناخت یعنی اللہ کی طرف لوٹ کر جانے کا علم ہونے پر مالك
يَوْمِ الدِّيْنِ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ دوم علم عبادت اس کی طرف
اِيَّاكَ نَعْبُدُ مشیر ہے سوم علم سلوک اور یہ اسبات کا نام ہے کہ نفس
کو آداب شرعیہ کے برتنے اور خداوند عالم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے
پر آمادہ و مستعد بنایا جائے اسکی طرف اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اشارہ ہے اور چوتھا علم قصص ہے یعنی گزشتہ
زمانون اور پہلی قومون کے حالات اور تاریخ کا علم جس سے اطاعت الہی
کے برکات اور اطاعت پذیر بندون کے سعادت اور کافرون کی شقاوت
کا علم حاصل ہوتا ہے اس مضمون کی طرف صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے اشارہ کیا گیا ہے۔ غرض سورہ فاتحہ میں قرآن مجید کے جملہ علوم اجمالاً مندرج ہیں۔ اور یہ بات براعت الاستہلال کی غایت ہے

ف۔ اور سنت ہے بعد ختم فاتحہ آمین کہنا الگ کرکے۔ وقال السنۃ عند ختم الفاتحہ ان یقول آمین مفصولاً عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلعم قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان الملائکۃ تقول آمین وان الامام یقول آمین فمن وافق تأمینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ ۱۲ منہ
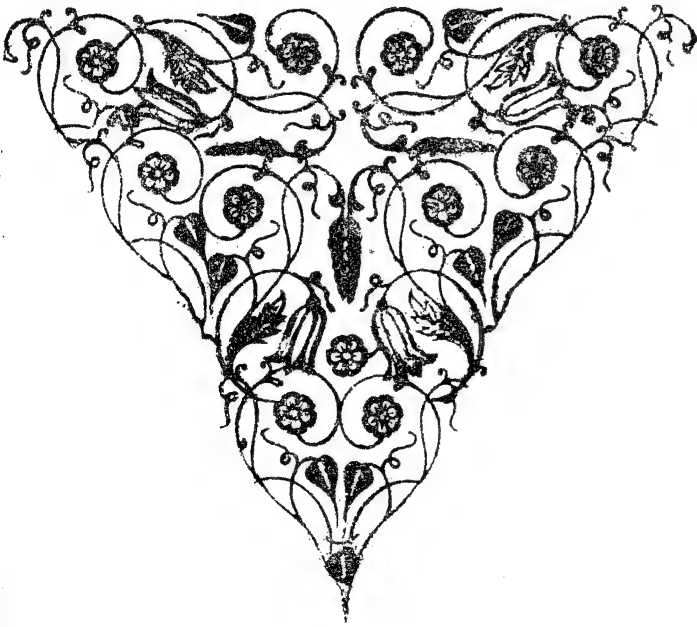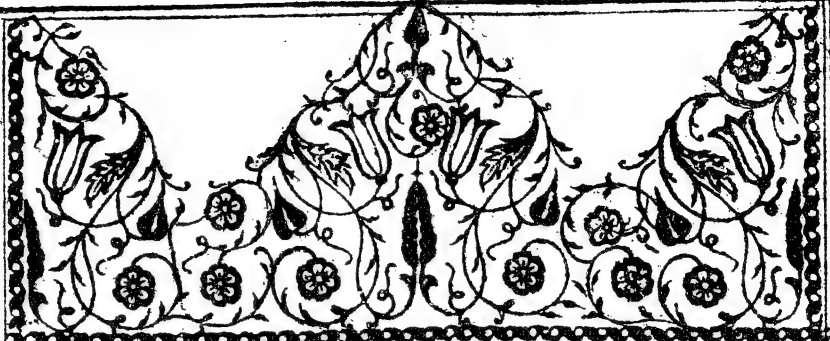
(۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

یہ سورہ بقر ہے مدینہ مین اتری ہے دوسو چھیاسی آیتین ہین اور چالیس رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بنام خدائے بخشایندہ مہربان

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

(۱) الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

دین کتاب ہیچ شبہ نیست در رہنما ست

یہ کتاب نہین شک بیچ اسکے راہ دکھاتی ہے

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

پرہیزگاران را

واسطے پرہیزگارون کے

۹۱ - ابو ہریرہ آپ اسی کنیت سے مشہور ہین اور اجلہ صحابہ سے ہین غزوہ خیبر کے سال مین مسلمان ہوئے ہین اور اس مین آنجناب علیہ السلام کے ساتھ غزوہ مین شریک تھے۔ پھر انہون نے ہمیشہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کرلی تھی اور ہر وقت حضرت کے ساتھ ہی

(این کتاب است روشن - یہ نہایت واضح اور کہلی کتاب ہے)

آلمٓ ۹ - اللہ اعلم بمرادہ - اسکے معنی مین سلف و خلف کے اقوال مختلف ہین - حق یہ ہے کہ اس قسم کے حروف مقطعات اسرار ہین بین اللہ و بین رسول اللہ کوئی غیر اسکو سمجھ نہین سکتا - اِلا مَن شاء اللہ من کمل اتباعِہ

ذٰلِكَ ، اسم اشارہ بعید مظہر تعظیم و تفخیم یا اسم اشارہ موکد (قرآن یا آلم)

الْكِتٰبُ ، ال ، عہدی یعنی وہ کتاب جس کی خبر کتب سابقہ مثل تورۃ و انجیل مین دی گئی ہے یا وہ جسکی بشارت بذریعہ وحی پہلے پہونچائی گئی ہے - بقولہ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا - اور کتاب مصدر بمعنی مکتوب مفعول مبالغۃً ہے یا اسم فعال بمعنی مایؤل الیہ مثل لباس بمعنی ملبوس - ماخذ اسکا مقولہ عرب (کتبتہ ای جمعتہ) ہے اور لغت مین کتب کے معنی جمع کرنے اور ملانے کے ہین کتاب کو اسلئے کتاب کہا جاتا ہے کہ اسمین علوم جمع کئے جاتے ہین یا اسمین حروف ملائے جاتے ہین - مراد قرآن شریف -

رہا کرتے تھے - صحابہ مین سے سب سے زیادہ حدیثین انہین سے مروی ہین سنہ ۵۹ انسٹھ یا اٹھاون ۵۸ ہجری مین ان کا انتقال ہوا ہے

۵ - ذٰلِكَ ، اسم اشارہ ہے - ذا - اسم اشارہ - ل ، حرف تاکید معنی اشارہ - كَ - حرف مخاطبۃ گویا متکلم مخاطب کو مشارٌ الیہ کی طرف نہایت اہتمام اور تنبیہ سے متوجہ کرنا چاہتا ہے اور غرض اس سے اظہار تعظیم و تفخیم مشار الیہ ہے -

۵۲ - جبکہ کتاب کا اطلاق اس ذہنی عبارت پر کیا جائے جو کتابت کی صلاحیت رکھتی ہو لیکن ابھی لکھی گئی ہو

(کہ ہیچ شبہہ نیست دران - کچھ شک وشبہہ یا تہمت اسمین نہین ہے)

لَا رَیْبَ فِیْہِ بوضوحہ و سطوع برھانہ بحیث لا یرتاب فیہ العاقل بعد نظر الصحیح فی کونہ وحیًا - وقیل خبر بمعنی النھی اے لا ترتابوا فیہ -

لَا، حرف نفی جنس[۵] مراد نفی ماہیت مدخول -

ریب، تہمت وبدگمانی - سوء ظنی وشک اور تردد وپریشانی خاطر جو معنی کی تعین اور خبر کے سچ جھوٹ کی تمیز مین عارض ہوتی ہے -

فِیْہِ اسے فی ذٰلِکَ الْکِتٰبِ

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (رہنماست مر پرہیز گاران را - پرہیزگارون یا ڈرنے والون کو راہ بتاتی ہے)

ھُدًی[۶]، دلالت علی الخیر بھلائی اور ثواب یا مصدر بمعنی فاعل (ہادی رہنما) مبالغۃً لفظ ہدایت اور ایسے ہی تعلیم وارشاد وانذار وغیرہ الفاظ کبھی صرف بمعنی فعل فاعل مستعمل ہوتے ہین جیسے آیۃ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَھَدَیْنٰھُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْھُدٰی

۵ - حرف نفی جنس - کبھی اس سے مدخول کی صفت اور کبھی مدخول کی ماہیت کی نفی مراد ہوتی ہے اس جگہ تمام ماہیت ریب - یعنی اسکے افراد کی فرداً فرداً نفی مقصود ہے اور اس کا مدخول اس وقت منصوب ہوتا ہے جبکہ نکرہ مفرد اور مضاف ہو -

۶ - ھدی کلام مجید مین یہ لفظ سترہ وجوہ پر آیا ہے (۱) بمعنی ثبات واستقلال اھدنا الصراط المستقیم (۲) بیان اولٰئک علی ھدًی من ربھم (۳) دین - ان الھدٰی ھدی اللہ (۴) ایمان ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدًی (۵) دعا - یعنی ایمان کی طرف بلانا ولکل قوم ھاد - وجعلنا ھم أئمۃً یھدون بامرنا -

ہین اور کبھی یعنی تاثیر فاعل ہین جو کہ مقرون بہ تاثیر منفعل ہو جیسے آیۃ هدى الله فاهتدى ہین مثل أحي وأمات اور ہدایت کے یہ دونون معنی حقیقی ہین۔ اور مآل دونون کا ایک ہی ہے اور دونون معنی خداوند تعالی کی صفت بھی ہو سکتے ہین۔ اور قرآن مجید و پیغمبر

و اولیاؤ مرشدانِ صاحب تلقین کی بھی صفت بن سکتے ہین۔ البتہ خلق ہدایت خاصہ حضرتِ رب خالق مطلق ہے۔

لِلْمُتَّقِينَ۔ ل [۱] مظہر تخصیص و تخصیص متقین، موتقیون بروزن مفتعلون ہے یا متقیین بدو یا۔ جمع ہین متقی اسم فاعل۔

بقیہ نوٹ

(۶) رسول وکتاب فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى (۷) معرفت وبالنجم وَهُمْ يَهْتَدُونَ (۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہین۔ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى وَ قَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَى (۹) توراۃ۔ ولقد آتینا موسی الهدى (۱۰) استرجاع أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (۱۱) حجت لا يهدي القوم الظالمين قولہ تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ کے بعد یعنی خدا انکو کوئی حجت نہین سمجھاتا (۱۲) توحید ان نتبع الهدى معك (۱۳) سنت فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ اور انا على آثارهم مهتدون (۱۴) اصلاح إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ (۱۵) الہام أعطى كل شيء خلقه ثم هدى یعنی ان کو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بذریعہ الہام بتایا (۱۶) توبہ إنا هدنا إليك (۱۷) ارشاد أن يهديني سواء السبيل (اتقان)

[۱] ل مظہر تخصیص۔ اس سے یہ مراد نہین کہ وہ کتاب منزل لا ریب فیہ صرف متقین کے لئے ہادی اور انہین کی راہ نما ہے اور باقی عوام کے لئے ہادی نہین۔ بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ کتاب بنفسہ بیشک ہدایۃ محض عامہ ہے۔ لیکن بلحاظ تاثر و قبول و عمل متقین خاص ہیں یعنی قبول کے اعتبار سے متقین ہی مخصوص ہین کہ وہی اس پر عمل کرتے ہین۔ ۱۲

مُتّقی، اس سلیم الفطرت شخص کو کہتے
ہین جو اپنے آپکو ایسی نکمی باتون
اور بے سود خیالون سے بچاتا ہے
جو انجام کار نقصان وتکلیف اور
عذاب کا باعث بنتی ہین وہ مضر
بُرے اعتقادات ہون خواہ
بُرے اعمال وعادات ہون۔
اور کہتے ہین متقی وہ شخص ہے
جسکی فطرت سلیمہ اور صحیح استعداد
بحالہ قایم اور باقی ہو اور اس کے
آئینہ فطرت پر زنگ شرک وکدورت
معاصی کا ہجوم نہ ہو چکا ہو ۔ وَھُوَ
ماخوذ من اتقاء واصلہ الحجز
بین الشیئین ومنہ یقال اتقی
بترسہ ای جعلہ حاجزًا بین نفسہ
وبین ما یقصدہ
عرف شرع مین تقوی کا استعمال
چند متفاوت معنی پر واقع ہوا ہے
بمعنی ایمان ۔ کما فی قولہ " والزمھم
کلمۃ التقوی۔ وبمعنی توبہ آیۃ۔
ولو ان اھل القری اٰمنوا و
اتقوا اللہ " ہین وبمعنی طاعت "
واتوا البیوت من ابوابھا و
اتقوا اللہ مین وبمعنی اخلاص آیۃ
فانھا من تقوی القلوب " مین (ع)
وقیل اتقاء ھو الاقتداء بالنبی
صلعم وفی الحدیث جماع التقوی
فی قولہ تعالی۔
ان اللہ یامرو بالعدل و
الاحسان وایتائ ذی القربی
الاٰیۃ (معالم)
الاتقاء ڈرنا ، مصدر افتعال لفیف
مقرون۔
الٓمٓ .... مبتدا

سلہ ۔ الٓمٓ ۔ یہ اگر حروف مقطعات سے اور اس کا علم خدا ہی کو ہے اور عام علماء اس کے معنی ومراد
سے ناواقف ہین تو اس تقدیر پر اسکے لئے کوئی محل اعراب نہین۔ کیونکہ معانی کی اطلاع

ذٰلِكَ، اسم اشارہ موصوف
الکتٰب، صفت مبتینہ یا بدل
لاریب فیہ، جملہ اسمیہ خبر

یا۔ الٓمٓ .... مبتدا
ذٰلِكَ، اسم اشارہ ذوالحال
الکتٰب، عطف بیان } خبر
لاریب فیہ، جملہ اسمیہ حال
هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ جملہ خبر بعد خبر

هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ..... خبر ای هو
هو، محذوف ..... مبتدا هدی

(دوم) الٓمٓ مبتدا
ذٰلِكَ مبتدا ثانی
الکتٰب ذوالحال
لاریب فیہ حال خبر
هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ خبر بعد خبر

سوم۔ الٓمٓ مبتدا
ذٰلِكَ ..... مبتدا
الکتٰب ..... خبر } جملہ اسمیہ خبر
والمشار الیہ ما سبق نزولہ من القران

بغیر اسکے ہم اسکو نہ مبتدا کہہ سکتے ہین نہ خبر اور نہ اسکے لئے کسی قسم کی کوئی اور حالت اعرابی قائم کرسکتے ہین اور اگر یہ بعض ان حروف کے اسماء ہین جن سے کلام مرکب ہوتا ہے اور یہ جتانا مقصود ہے کہ قرآن شریف یا یہ سورت انہین حروف سے مرکب ہے جن سے عام انسان کی کلام مرکب ہوتی ہے یا یہ کہ الٓمٓ سورت یا قرآن شریف کا نام ہے یا اسماء واجب تعالی شانہ ہین تو اسکے لئے البتہ محل اعراب ہے اور اسکی ترکیب مین وہ چند احتمال ہو سکتے ہین جن کا متن مین اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

ل اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے یہ کتاب کہ لاریب فی تنزیلہ ہے متقین کے لئے ہادی ہے۔

ع حال بنا بر مذہب صاحب شافیہ ابن مالک یا اس تقدیر پر کہ ذٰلک الکتٰب فعل محذوف اعنی کا مفعول مانا جائے یا اس نسبت کے اعتبار سے جو خبر کی مبتدا کے ساتھ ہے اسے (یُنسب یا ینبت)

لَا - نفی جنس - رَیب - اسم
فیه هدًی للمتقین ... خبر
فی، جار، ہ، ضمیر مجرور - مبدل منہ
هدًی ...... مصدر
للمتقین، جار مجرور ظرف لغو } بدل
اے لاریب فی کونہ هادیا
یا فی، جار - ہ، ضمیر مجرور مبدل منہ
انه من عند الله، محذوف بدل
اے لاریب فی کونہ منزلًا من عند اللہ
یا - لا، حرف - نفی جنس
ریب موصوف
فی، جار - ہ ضمیر ذی الحال
هدًی، حال

کائنا محذوف - صفت
للمتقین - جار مجرور متعلق بخبر
ثابت، محذوف .... خبر
یا لا، نفی جنس
ریب موصوف
فیه متعلق بکائنا صفت
عند المومنین، محذوف - خبر
یا لا، حرف نفی - ریب، اسم
فیه، متعلق بکائن .... خبر
فیه، مذکورۃ الکتاب متعلق بخبر
ثابت، محذوف .... خبر مقدم
للمتقین متعلق هدًی ... مبتدا
(۴) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مبتدا
لَا رَیْبَ فِیْهِ الخ

بہر حال بہ تقدیر حال ہونے کے یہ معنی ہونگے یہ کتاب درآنحالیکہ حق یا غیر ذی شک ہے پرہیزگاروں کے لئے ہادی ہے۔

جملہ اسمیہ ابتدائیہ اور معنی یہ ہیں کہ یہی کامل کتاب ہے اور یہی ایک کتاب ہونیکے لائق ہے تا المشار الیه ما سبق نزولہ من القرآن علی سورۃ البقرۃ او القرآن کلہ الذی سبق بعضہ اے ہذا الکتاب الذی یقرءہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویکذب بہ المشرکون کتاب المعهود والموعود

لَا ، حرف نفی جنس
رَیبَ فِیهِ ، اسم
هُدًی لِّلْمُتَّقِینَ ، خبر

۵ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ .... مبتدا
لَا ، حرف نفی ریب اسم
فیه ، محذوف .... خبر

۶ هذه ، محذوف ...... مبتدا
الٓمٓ خبر اول
ذٰلِکَ الْکِتٰبُ خبر دوم

اے هذا الذی یوحی الیک الذی وعدنا انزاله فی التوراة والانجیل او واعدناک من قبل بقولنا انا سنلقی علیک قولا ثقیلا - فذلک خبر مبتدا محذوف والکتاب صفته (مظ)

علاوہ اسکے اور بھی بعض احتمال پیدا ہو سکتے ہیں ۔ ممن شاء فلینظر

ولیعمق فیه -

وقیل انها جمل متناسقات یقرر اللاحقة السابقة ولذا لم یعطف فذلک الکتاب جملته تفید انه الکتاب المنعوت بغایة الکمال حیث لَا رَیبَ فِیهِ وَکَذٰلِکَ هُدًی لِّلْمُتَّقِینَ اے هو هدی للمتقین یوکد کونه حقا لا ریب فیه او یکون کل جملة منها یستتبع السابقة اللاحقة استتباع الدلیل للمدلول فانه لما کان بالغا حد الکمال لا یسوغ فیه الریب فیکون البتة هدی (مظ)

ف - الٓمٓ - حروف مقطعات یا حروف تہجی سے کلام پاک کا شروع ہونا اسکے منزل من جانب اللہ ہونے اور اسکے معجز ہونے کی پہلی دلیل ہے - یہ ان منافقین و کفار کے بیجا شکوک اور بیہودہ شبہات کا جواب ہے جو

کہا کرتے تھے کہ یہ کتاب جسکے نازل ہوئے کا مسلمان دعوی کر رہے
ہین ہرگز وہ کتاب نہین جسکی خبر پہلی منزلہ کتابون مین دیگئی ہے۔
اور نہ یہ آسمانی کتاب ہوسکتی ہے بلکہ یہ محض تراشے ہوئے چند
مضمونون کا مجموعہ ہے لہذا انکے جواب اور ابطال شبہات مین
کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ کلام الہٰی ہین الف۔ لام۔ میم وغیرہ حروف
ہجا سے مرکب ہے جن سے اپنے کلام کے مرکب کرنے اور اُسکے
ترتیب دینے مین تمکو بھی قدرت ہے۔ فصاحت۔ بلاغت۔ شعرگوئی
نثر نویسی کا بھی تمھین دعوی ہے۔ اگر یہ کتاب تمہارے جیسے کسی
ایک شخص کی بنائی ہوئی ہے تو ایک نہین تم سب ملکر اس جیسی ایک
دو سورتین بنا لاؤ اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ایسے معجز کلام
پر ہرگز تم قادر نہین ہو سکتے۔ کیونکہ یہ کلام بشری تالیف نہین ہے
بلکہ خداوند عالم خالق ارض وسما کی بھیجی ہوئی مقدس کتاب ہے جسکی
صداقت اور حقیقت مین کسی قسم کے شک وشبہ یا تہمت و بدگمانی
کی گنجایش نہین۔ اسکے مضامین واضح اور مدلل بیانات۔ شستگی
عبارت برجستگی مضامین بجائے خود قاطع دلائل ہین۔ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب
ف۔ فتح الباری مین ہے جوقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معجز کتاب
کو اہل عرب کیطرف لے کر آئے وہ ایسا وقت تھا کہ اہل عرب فصیحون
کے سرتاج اور آتش زبان مقررون کے پیشوا بنے ہوئے تھے۔ اور
قرآن نے اسوقت تحدی کی ان کو کہا کہ میرا مثل پیش کرو اور بہت برسون

تک انہیں مہلت بھی دی مگر عرب کے فصحاء سے اسکا مقابلہ نہو سکا
اور وہ اس کا مثل نہ لاسکے چنانچہ اللہ تعالیٰ جل وعلا فرماتا ہے فَلْيَأْتُوا
بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ - اور اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بفرمان الٰہی اہل عرب سے دس سورتون کے
برابر ویسے ہی کلام پیش کرنے کی تحدی فرمائی - بقولہ تعالیٰ ام یقولون
افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم
مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا
أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ اور اس کے بعد پھر ان سے ایک ہی سورۃ بنالانے
کی تحدی فرمائی بقولہ تعالیٰ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ
الآیۃ اور بعد ازان اپنے قول وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ
عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ الآیۃ مین اسی تعدی کو مکرر بھی فرمادیا
مگر جب مشرکین عرب سے کچھ نہ بن پڑی اور وہ قرآن کی مانند ایک
سورۃ بھی بنا کر پیش کرنے سے عاجز رہگئے اور انکے بلیغون اور خطیبون
کی کثرت کچھ بھی انکے کام نہ آئی تو اس وقت بآواز بلند من جانب اللہ
یہ کہدیا گیا کہ مشرکین عرب عاجز ہوگئے اور قرآن کا معجزہ ہونا پایۂ ثبوت کو
پہونچ گیا بقولہ قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ
هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا - پس اگر
قرآن مجید کا معاوضہ انکے امکان مین ہوتا تو وہ قطعاً کر گزرتے اور
قرآن کی تحدی توڑ کر جھگڑا مٹا دیتے لیکن کوئی روایت اس بارہ مین

وارد نہین ہوئی کہ مشرکین عرب مین سے کسی کے دل مین قرآن کے معارضہ کا خیال تک آیا ہو یا اس نے اسکا قصد کیا ہو بلکہ جہان تک معلوم ہوا یہی کہ جب ان کی حجت نہ چل سکی تو دشمن اور جاہلانہ حرکتون پر اتر آئے کبھی دست بگریبان ہو جاتے کبھی ہنسی مسخری اور بیجا طور پر مذاق کرنے لگتے۔ قرآن کو مختلف نامون سے یاد کرتے کبھی کہتے جادو ہے۔ شعر ہے۔ پہلی امتون کے حالات کا قصہ ہے افسانہ ہے فسون ہے۔ اور جب اس طرح بھی کام نہ چلا تو آخر کار تلوار پر راضی ہو گئے اپنی عزیز جانین ضایع کین عورتون اور لڑکیون کو مسلمان فاتحین کا جنگی قیدی ہونا یا مال و جاہ غنیمت مین دیدینا گوارا کیا۔ یہ سب آفتین کن لوگون پر گزرین سب سے پہلے اہل عرب پر۔ جو بڑے غیرت مند اور باحمیت لوگ تھے اگر قرآن کا مثل پیش کر دینا اُنکے امکان مین ہوتا تو وہ کیون اتنی ذلتین سہتے اور ایک آسان بات کے مقابلہ مین امر دشوار کو کیون گوارا کرتے ۱۲ وزیادۃ فی المقدمہ۔ فلیرجع

(۲) اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ

آنانکہ	ایمان می آرند	بہ نادیدہ	و برپا می دارند
وہ جو	ایمان لاتے ہین	ساتھ غیب کے	اور قایم رکھتے ہین

الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾

نماز را	و از آنچہ	ایشان را روزی دادہ ایم	خرچ می کنند
نماز کو	اور اس چیز سے	کہ دی ہے ہمنے ان کو	خرچ کرتے ہین

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ (آنانکہ می گروند - وہ جو ایمان لاتے ہین -)

الَّذِیْنَ، جمع اسم موصول بانون مبالغہ

یُؤْمِنُوْنَ - (یوء منون) اج غ

الایمان، التصدیق والاذعان و

فی شرح المقاصد الایمان المتعدّی

من الباء یتضمن معنی الاقرار

والاعتراف وباللام یتضمن

معنی الاذعان والقبول - ماخذ

اسکا اَمن ہے - پس ایمان کے

حقیقی معنی کسی شے کو اَمن مین کردینے

کے ہین اسی مناسبت سے لغت

مین ایمان کے معنی تصدیق کے ہین

یعنی کسی شے کو دل سے یقین

کرنے اور اس پر اعتقاد جازم

رکھنے کے ہین جس سے اطمینان

حاصل ہو - کیونکہ کسی شے کی

تصدیق بلاشبہ اُس شے کو تکذیب

اور مخالفت کی کشاکش سے

امن مین کردیتی ہے - اور عرف

شرع مین اُن چیزون کے سچ

اور برحق ماننے کا نام ایمان ہے

جو یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہین اور

جن کا ثبوت[۱] شریعت مین قطعی طور

پر ہوچکا ہے اگر اُن کی تفصیل ثابت

یعوا انتقال من الامن

---

[۱] - عرف شرع مین ایمان کا اطلاق کبھی اُن چیزون کے سچ جاننے اور برحق ماننے پر ہوتا ہے

جنکا ثبوت شریعت مین قطعی اور یقینی طور پر ہوچکا ہے اور جوکہ بایقین دین محمد صلی اللہ

علیہ وسلم سے ہین - اس تقدیر پر ایمان فقط تصدیق قلب کا نام ہے اور اعمال نیک

وبد کو اسکی حقیقت مین دخل نہین اور ایسے ہی اقرار محض اجراے احکام کیلئے

شرط ہے - نہ جز حقیقت ایمان قرآن شریف مین ہے و قلبہ مطمئن بالایمان

کتب فی قلوبھم الایمان لما یدخل الایمان فی قلوبکم ان تمام آیات مین

ہوئی ہے تو تفصیل کو ماننا ورنہ بالاجمال	اُن پر یقین کر لینا۔ مثلاً اعتقاد توحید

ایمان کو دل کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کار دل تصدیق ہی ہے اور کبھی ایمان کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے جو تصدیق امور دین کے بعد قلب مومن مین پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایک نور ہے جو بعد ارتفاع حجاب بین اللہ و بین الخلق کے دل مین ظہور کرتا ہے۔ آیت " مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ " مین اور آیۃ " اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ " وآیت۔ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا " مین اسی نور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ طریق زیادت یہ ہے کہ جسقدر عابد و معبود کے درمیان حجابات کا ارتفاع ہوتا جاتا ہے اسی قدر نور ایمان قوی اور زیادہ ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ تمامی اعضاء و جوارح و قواے پر محیط ہو کر انہین گھیر لیتا ہے۔ اور اسکی روحی بصارت اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ حقایق اشیاء اسپر منکشف اور عیان ہو جاتے ہین اور عیوب العیوب اسکے مدرکہ پر منعکس ہونے شروع ہوتے ہین۔ جس سے وہ ہر ایک شے کو اپنے مرتبہ مین دیکھنے اور پہچاننے لگتا ہے۔ اسوقت اسکے تمامی حرکات و سکنات تابع شریعت اور موافق امر الٰہی ہوتے ہین۔ اور اسکی ذات مظہر صفات الٰہی بنجاتی ہے اخلاق حمیدہ و صفات فاضلہ اس سے صادر ہونے لگتے ہین۔ ایسے وجود فاضلہ کو کبھی تربیت عالم کے لئے خاص کیا جاتا ہے جس سے وہ مقتدا ے عالم و ہادی عالم کا خطاب پایا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہین۔ بدانند حقیقت ایمان گردیدن دل است بمؤمن بہ و انشراح صدر است بآن وان وراے یقین دل است و اگرچہ وراے تصدیق نیست لیکن متفرع است بر آن یقین۔ بعد از حصول یقین یکے از دو حالت تسلیم و انقیاد

وصفاتِ ثمانیہ واجب الوجود وقبول نبوت۔ تصدیق احوالِ حشر ونشر وجزا وسزا۔ جنت و دوزخ۔ وجود ملائکہ وغیرہ ماجاءبہ من عند ربہ

جمہور محققین کا مذہب ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار لسانی اجرائے احکام دنیاوی کے لئے شرط ہے۔

بمومن بہ یا جحود و انکار بآن در دل قایم شود۔ علامت تسلیم رضائے قلب است بمومن وانشراح صدر است بآن و علامت انکار کراہت قلب است بمصدق بہ وتنگی بآن قال الله تبارک تعالی فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّهۡدِیَهٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ وَمَنۡ یُّرِدۡ اَنۡ یُّضِلَّهٗ یَجۡعَلۡ صَدۡرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ پس ایمان موہب الہی است کہ قلب مومن بعد از حصول تصدیق ویقین بمومن بہ بعنایت خداوندی منشرح شود وبہ تسلیم وانقیاد گردید والاصح ان یقول ان رکن الایمان الاقرارُ باللسان والتصدیق بالقلب وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وقال الشافعی رح ان رکن الایمان الاقرار باللسان والاعتقادُ بالقلب والعمل بالارکان والحق ان الاقرار والتصدیق والعمل حقیقۃ ایمان الکامل لا حقیقۃ اصل الایمان بل ھُوَ عبارۃ عن التصدیق۔ وَالاقرار شرط لاجراء الاحکام والعمل مکمل لہ وغیر داخلۃ فی حقیقتہ ولذا اصح عطف یقیمون الصلوٰۃ علی یومنون وعطف آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وَالحدیث لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ونحوہ فمحمول علی نفی الکمال ومبالغۃ فی الزجر والتوبیخ۔ خلاصہ مطولات۔ اور کبھی اس کا اطلاق قدر مشترک بین التصدیق و بین الاعمال پر ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شجر عرفاً کبھی شاخ پر کبھی مجموع شاخ وپتوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس تقدیر پر تصدیق

الایمان مصدر افعال مہموز
الفاء اٰمَنَ - یُؤمِنُ - مُؤمِنٌ
اٰمِن - لَا تُؤمِن (بنا دیدہ بے دیکھے
یا بے دیکھی چیزوں پر)
لے یؤمنون متلبسین بالغیب
او یومنون بما غاب عن
ابصارہم وبداھۃ عقولھم
من ذات اللّٰہ وصفاتہ والملائکۃ
والبعث والجنۃ والنار وغیر
ذلک -
ب حرف جار بمعنی مصاحبت و
ملابست یا بمعنی استعانت - یا تعدیہ
الغیب - مصدر بمقام صفت (غائب)
مبالغۃً مثل صوم بمعنی صائم - اے
یومنون غائبین - یا مصدر بمقام
مفعول اور یا تعدیہ کی ہے مراد وہ
اشیاء جو ادراک حواس و بداھتہ
عقل سے خارج ہیں -

مثل جنت و دوزخ و متعلقاتِ
آخرت - یا یومنون بالغیب -
لے یومنون غائبین عن المؤمن
بہ وھو ایمان من اٰمن بمحمد
صلی اللّٰہ علیہ وسلم غائبا عنہ و
یا بمعنی یومنون متلبسین بالغیب
لا کالمنافقین - او یومنون بالغیب
کما یومنون بالشہادۃ یعنی انکے
نزدیک مشاہد وغیرہ مساوی ہے -
اور یا غیب سے مراد قلب ہے -
اے یومنون بقلوبھم لا کمن یقولون
بافواھہم مالیس فی قلوبھم والباء
للآلۃ -

ویقیمون الصلوٰۃ

اور یا میدارند نماز را - اور قایم کرتے
ہیں یا درست رکھتے ہیں نماز کو)
قال ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ
اقامۃ الصلوٰۃ اتمام الرکوع
والسجود والتلاوۃ والخشوع

۵ل اقامت صلوٰۃ - اقامت سے اگر تعدیل ارکان ورعایت شروط آداب مراد ہے تو ماخذ اسکا

والاقبال علیها فیها وقال قتادۃ اقامۃ الصلوٰۃ المحافظۃ علیها وعلی مواقیتها ووضوئها ورکوعها وسجودها - یعنی نماز کو برعایت شروط ومحافظت اداب ادا کرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے قرآن شریف مین جابجا بمقام مدح وتاکید اداے نماز کو اقامت نماز ہی سے ادا کیا گیا ہے اور اقامت قیام بمعنی راست ایستادن سے ماخوذ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی شئے کو سیدھا کھڑا کرتے ہین تو اس کا ہر ایک جزو اپنے اپنے مناسب مقام مین آجاتا ہے - اسلئے اقامت نماز کے یہی معنی ہین

کہ نماز کو ہر ایک قسم کے خلل وکجی سے بچایا جاے - اور اس کے تمامی فرایض وسنن وواجبات ومستحبات وشرائط وغیرہ متعلقات کی پوری پوری حفاظت کیجاے یقال اقمت الشی اقامۃ اذا وفیت حقہ

یُقِیْمُوْنَ یُوْقِمُوْنَ ج ع اَلْاِقَامَۃ قایم کرنا - درست کرنا مصدر افعال اجوف واوی - اَقَامَ - یُقِیْمُ - مُقِیْمٌ اَقِمْ - لَا تُقِمْ -

الصَّلٰوۃَ اللہ اے صلوٰۃ المفروضۃ واصل صلٰو، ۃ صَلَوۃ بروزن فَعَلَۃٌ ہے لقولھم صلوات صلوٰۃ بمعنی دعا ومراد عبادات شرعیہ بہیئۃ مخصوصۃ بطریق

ف۔ الصلوٰۃ یہ نو وجوہ پر کلام مجید مین آیا ہے (۱) نماز پنجگانہ - یقیمون الصلوٰۃ (۲) عصر تحبسونهما من بعد الصلاۃ (۳) نماز جمعہ اذا نودی للصلوٰۃ (۴) نماز جنازہ ولا تصل علی احد منهم (۵) دعا، وصل علیهم (۶) دین اصلوتك تامرك (۷) قراءت ولا تجهر بصلوتك (۸) رحمت واستغفار ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی (۹) نماز ادا کرنیکی جگہین - وصلوات ومساجد - لا تقربوا الصلوٰۃ - اتقان

تسمیة کل باسم الجزء - اور یا یہ حقیقة شرعیہ ہے (از آنچہ کہ دادہ ایم ایشانرا اور اس سے کہ دیا ہمنے انکو

مما (من - ما) من ابتدائیہ یا تبعیضیہ وما بمعنی الذی اسم موصول بحذف عائد -

رَزَقْنَا ج - م الرزق الحظ - روزی و روزی دینا و بمعنی مرزوق شرعًا وہ شے عام جس سے فائدہ حاصل ہو سکے مگر اسجگہ رزق حلال مراد ہے کیونکہ وہ معرض وصف متقی میں ہے - مصدر ف - ض - رَزَقَ - یرزق - رازقٌ - مرزوق ارزق - لا ترزق -

یُنْفِقُوْنَ (نفقہ میکنند - خرچ کرتے ہیں) الانفاق - حسب ضرورت خرچ کرنا مال ہاتھ سے نکالنا یقال نفقت الدابة اے خرجت روحہ عن جسدہ عرفًا مخلوق کے ساتھ احسان کرنے میں خرچ کرنا مصدر افعال اصل مادہ خروج وذہاب پر دلالت کرتا ہے - اسجگہ طریق خیر میں مال صرف کرنا اور ظاہرہ و باطنہ نعمتوں کا خرچ کرنا مراد ہے

اَنْفَقَ - یُنْفِقُ - مُنْفِقٌ - اَنْفِقْ لَاتُنْفِقْ -

اَلَّذِیْنَ ..... اسم موصول

یُؤْمِنُوْنَ - فعل مع الفاعل

بِالْغَیْبِ ، جار مجرور ظرف لغو

وَیُقِیْمُوْنَ ، فعل مع الفاعل

الصَّلٰوۃَ مفعول

صفت مقیدة لِلْمُتَّقِیْنَ ان فسر بالتقوی التحرز عن الشرک و الا فموضحة مشتملة علی اصول الاعمال من الایمان فانہ راس الامر کلہ و الصلوۃ فانہا عماد الدین و الزکوۃ فانہا قنطرة الاسلام او صفتہ مادحتہ ویا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ الخ مبتدا

اولئك على هدى الخ ... خبر جملہ اسمیہ

ومن .... حرف جار

ما، مجرور اسم موصول

رزقنا، الخ فعل با فاعل

رزقنا - فعل با فاعل

هم مفعول

ينفقون .... فعل فاعل

ہ - ضمیر - محذوف مفعول

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

و آنانکہ ایمان می دارند باٰنچہ فرود آوردہ شدہ بسوے تو

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اُتاری گئی ہے طرف تیرے

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ

و آنچہ فرود آوردہ شدہ پیش از تو و با آخرت

اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

ایشان یقین دارند ایشانند بر ہدایت

وہ یقین رکھتے ہیں یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

از جناب پروردگار خویش و ایشانند رستگاران

پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے

(و آنانکہ می گروند - اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں)

الَّذِيْنَ - اسم موصول عہدی و مراد عبد اللہ[1] بن سلام وغیرہم

[1] - عبد اللہ بن سلام بنی اسرائیل میں سے ہیں - اسلام لانے سے پہلے آپکا نام حصین تھا

ویا جنسی مراد عامہ مومنین۔

یُؤمِنُونَ - ج ع - مصدر
الایمان -

بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ

(با نچہ فرود آوردہ شد بسوئے تو یا
فرستادہ شد بتو - جو اُتاری
گئی ہے تیری طرف یا اُترا تجھ پر)

بِمَا - ب، صلہ فعل، مَا موصولہ
(قرآن)

اُنْزِلَ، ماضی ا ع مجہول الانزال
اوپر سے نیچے لانا - اُترنا مصدر
افعال اَنزل - یُنزل - مُنزِل
واُنزِلَ - یُنزل - مُنزَل۔
اَنْزِلْ - لا تُنزِل۔

اِلَیْكَ - الی، حرف جار مظہر
بعد وانتہاے امر
كَ، حرف خطاب خوطب بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - اے یومنون
بالقران -

وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(وآنچہ فرود آوردہ شد پیش از تو
اور جو کچھ اتاری گئی ہے ترے آنے
سے پہلے)

لے من التوراۃ والانجیل و
سائر الکتب المنزلۃ علی الانبیاء
الذین کانو قبلك -

وَ - **مَا**، موصولہ - **اُنزِلَ**، ماضی ا ع
مِن، بمعنی فی یا زاید قبل، ظرف
زمان

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ

(وبآخرۃ ایشانند یقین آرندگان
اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے
ہیں)

لے وبدار الاخرۃ مع فیہا
من الحساب والسوال وادخال
المومنین الجنۃ والکفار النار
واللقاء اللہ تعالیٰ وشرب الکوثر

ب - صلہ - آخرۃ، مکان ثانی نقیض

بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام بدلکر عبد اللہ معین کہا۔ آپ
جلیل القدر صحابی ہیں سنہ ۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

اول وحالت ثانیہ (تانیث آخراسم
فاعل ثلاثی اسکا آخر بمعنی تاخر) اصل
وضع مین یہ دار کی صفت ہے لیکن
استعمال مین بمقام موصوف لایا جاتا ہی

هُم ضمیر جمع راجع بِالَّذِیْنَ

یُوقِنُوْنَ - ج مضـ ع - الایقان
الاستقرار والاطمینان ویقین کرنا
مصدر افعال مثالی۔
اَیْقَنَ - یُوْقِنُ - مُوْقِنٌ - اَیْقِنْ - لَا تُوْقِنْ

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى

(ایشانند براہ راست یہ لوگ ہین سیدہی
راہ پر - یا ہدایت پر)

اُولٰئِكَ - اسم اشارہ مبہم جمع - واحد
اسکا (ذی - ذالك) ہے **مُتَّقِیْنَ**
مشارٌ الیہ -

علی - بمعنی استعلا - گویا ہدایت مرکوب
کے مشابہ ہے۔

هُدًی - اصل هُدَیٌ مصدر بمعنی
حاصل بالمصدر نکارت اسکی مظہر فخامت
وعظمت امر ہے اور یا افراد کے
لئے ہے والمعنی علی هدی واحد
کیونکہ ہدایت وہی ہے جسکا نزول
آنجناب علیہ الصلاۃ والسلام پر ہوا
ہے - اسلیئے کہ اسکے سوا سے
باقی تمام طرق منسوخ کردیئے گئے ہین

مِّن رَّبِّهِمْ

(از پروردگار اینہا - اپنے خداوند کی
طرف سے)

مِنْ ابتدائیہ - یا تبعیضیہ بحذف
مضاف اسے من هدی ربہم -

رب - مصدر یا صفت مشبہ -

(وآن گروہ ایشانند رستگاران اور

لہ الایقان - شک وشبہ وتردد کے بعد جب ذہن کسی حالت پر قایم ہوجاتا ہے اور اس کا علم مستحکم ہوجاتا ہے تو اسے ایقان کہتے ہین - پس یقین طمانیت قلب ہے حقیقت حال شے پر ویقال ایقن الماء فی الحوض اذا استقر فیہ ویقال الیقین جزم القلب مع الاستناد الی الدلیل القطعی (حموی)

وہی لوگ ہین مراد کو پہنچنے والے

أُولٰئِكَ۔ واو اظہار فرق کے لئے ہے

اشارہ۔

والیك ہین کہ جار مجرور ہے۔

هُمْ ضمیر فصل موکد و مخصص مظہر حصر خبر

اَلْمُفْلِحُوْنَ۔ اصل مؤ فلحون۔ اسم فاعل جمع

الافلاح۔ بامراد ہونا۔ مصدر۔ افعال

لے ان المتقین هم الناس الذین بلغك انهم یفلحون فی الآخرۃ۔

اَلَّذِیْنَ، ---- اسم موصول

یُؤْمِنُوْنَ فعل مع الفاعل

بِ، جار، مَا، موصولہ

اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ } صلہ

اُنْزِلَ، فعل ضمیر مستتر نائب فاعل

اِلَیْكَ، جار۔ مجرور۔ ظرف لغو

اے یومنون بالقرآن وبنبوۃ محمد صلعم

لہ۔ المفلحون۔ لام حرف تعریف ہے اور مراد اس سے ثبات علی الفلاح یہ صفت ہے جسپر اسمیت غالب ہے اور یا صفت مشبہ سے ملحق ہے اور لام عہد خارجی ہے اور معہود وہ متقی ہین جو مفلحون فی العقبیٰ ہین اور ضمیر اظہار قصر کے لئے ہے یا مجرد تاکید نسبت کے لئے بعض نے ایت مذکور سے استدلال کیا ہے کہ تارک واجب کے لئے خلود فی العذاب لازم ہے اسلئے کہ قصر جنس فلاح کا موصوفین مذکورین پر مقتضی انتفاء فلاح ہے تارک صلاۃ وزکوۃ سے اور یہ ظاہر البطلان ہے کیونکہ فلاح مذکور سے کمال فلاح مراد ہے اور انتفاء کمال سے انتفاء مطلق شئے لازم نہین آتا۔

لہ۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ الخ ہر دو جملہ مبتدا (یا ہر دو جملہ صفت متقین ہین۔ اس تقدیر پر مجرور المحل ہین۔ پس اگر متقین کی تفسیر باعتبار اصل کیجاے یعنی وہ لوگ کہ اپنے آپکو برائی اور نقصان دینے والے امور سے بچاتے ہین۔ تو یہ صفت مادحہ ہوگی اور اگر ان کی تفسیر شرعی طور پر

وَ- مَا ---- اسم موصول

اُنْزِلَ، فعل مع ضمیر نائب فاعل — صلہ

مِنْ قَبْلِكَ، جار مجرور ظرف لغو

و یا- اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ الخ

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ — مبتدا

اُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى الخ — خبر

وَ- بِ، حرف- جار

اَلْاٰخِرَةِ، مجرور صفت

الساعة یا الیوم موصوف

يُوْقِنُوْنَ، فعل مع الفاعل

هُمْ ---- مبتدا

اُولٰئِكَ، .. اسم اشارہ مبتدا

الذین یا متقین مشار الیہ

عَلٰى، جار هُدًى، مجرور موصوف

مِنْ رَّبِّهِمْ، جار مجرور متعلق بکائنۃ محذوف — صفت

الثابتون، محذوف ---- خبر

یا- اولٰئك ---- مبتدا

هُمْ ---- مبتدا ثانی

اَلْمُفْلِحُوْنَ ---- خبر

یا- اولٰئك مبتدا

هم، خبر اول المفلحون، خبر دوم

ف- ان آیات مین خاص بندگانِ خدا کی تعریف ہے اور انکے استحقاقِ تعریف کا بیان ہے- کہ اس ہدایتِ عامہ محضہ سے یعنی کلام اللہ شریف سے مستفید ہونے والے وہ خاص بندے ہین- جو مخبر صادق کی ہدایت کے موافق ذات صانع و بیچون اور اسکی صفات کمالیہ- اسکے پیغمبرون- کتابون- فرشتون جزا و سزا

کیجاسے یعنی وہ حضرات جو شرعی تعلیم کے موافق عمل کرتے ہین اور عذاب آخرت سے اپنے آپ کو بچاتے ہین اور ان جملون سے ممدوح کی عظمت کا بیان مقصود ہے تو یہ صفت کاشفہ ہوگی اور اگر متقین کے صفات حسنہ سے بعض صفات کا اظہار مطلوب ہے تو صفت خاصہ ہے ۱۲

کے دن۔ جنت و دوزخ کے وجود قیامت اور اس کے تمامی متعلقات کو
عین الیقین جانکر صدق دل سے تسلیم اور قبول کر لیتے ہین۔ پیغمبر زمان
کے سامنے ہون یا اس سے دور ہون صداقت حقہ ہی کا اظہار کرتے ہین
احکام شرعیہ کی تعمیل صدق دل اور خلوص نیت سے بجالاتے ہین خصوصاً
نماز کو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مع شرایط محافظت و رعایات آداب
مثل فرایض و واجبات و سنن و مستحبات کے ادا کرتے ہین۔ اپنے مالون
سے شرعی تعلیم کے موافق فقراے مستحقین کے ساتھ سلوک خیر کرتے ہین
یعنی صدقہ و زکوۃ پوری پوری ادا اور برمحل خرچ کرتے ہین۔ ان مین سے
بعض لوگ اگرچہ امور غائبہ پر پہلے سے ایمان رکھتے ہین۔ مگر اس کی تاکید
اور تکمیل کے لیئے اس کتاب خاتم الکتب کے ہدایت خیر اور حکمت آمیز
احکام کی پیروی کو لازم اور ضروری سمجھتے ہین۔ بیشک اس کتاب کے
ماننے والے اور صدق دل سے اسپر عمل کرنے والے لوگ البتہ خاص
ہدایت پر ہین اور بیشک یہی خوشوقت اور فائز المرام ہین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

ہر آئینہ آنانکہ　کافر شدند　برابر است　بر ایشان　کہ ترسانی ایشان را

تحقیق جو لوگ　کہ کافر ہوئے　برابر ہے　اوپر اُنکے　کیا ڈرایا تو نے انکو

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑥ خَتَمَ اللّٰهُ

یا نترسانی　ایشان را　ایمان نیارند　مہر کرد　خدا

یا نہ ڈرایا　تو نے انکو　نہین ایمان لاوینگے　مہر کی اللہ نے

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ

بر دلہاے ایشان و بر شنوائی ایشان و بر چشمہاے ایشان

اوپر دلون انکے کے اور اوپر کانون انکے کے اور اوپر آنکھون انکی کے

غِشَاوَةٌ ؗ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۧ

پردہ ایست وایشان راست عذاب و بزرگ

پردہ ہے اور واسطے انکے عذاب ہے بڑا

(ہرآئینہ آنانکہ کافر شدند۔ بہ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوے)

اِنَّ[۵۱] ، حرف مشبہ بفعل موکد صدق خبر

الَّذِيْنَ ، جمع اسم موصول عہدی مراد مثل ابوالہب[۵۲] وکفاران مخصوص۔ ویا عہدی جنسی مراد عام منکرین نبوّت و کتاب۔

كَفَرُوْا ، ماضی ج ع الکفر ستر النعمۃ وستر لغۃ الحق۔ ضروریات شرع دین اور اُن امور سے انکار کرنا جن کا ثبوت

۵۱۔ اِن۔ حرف موکد صدق خبر۔ یہ حرف فعل ماضی کے ساتھ چند وجوہ مین مشابہ ہے (۱) عدد حروف مین جیسے (عدد مدا ق) (۲) ماضی کی طرح فتح پر مبنی ہونے مین (۳) نون وقایہ کے داخل ہونے مین جیسے (ضَرَبَنِیْ۔ اِنَّنِیْ) (۴) فعل کی طرح دو اسمون مرفوع ومنصوب پر داخل ہونے مین پس اسی مشابہت کے باعث یہ حرف عامل ہے۔

۵۲۔ ابولہب۔ ابولہب بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا اور نام اس کا عبدالعزیٰ ہے بنی ہاشم مین سے جو لوگ مسلمان نہین ہوئے تھے وہ بلحاظ قرابت ایذائے کفار کے مقابلہ مین آنجناب سرور کائنات کو مدد دیتے تھے مگر ابولہب خود بھی ایذا دیتا تھا اور لوگون کو بھی ایذائے نبی پر بہکاتا تھا۔ اور جو حضرات مسلمان ہو جاتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی طور پر ہوا ہے ۔ اور اُن سے جن پر اعتقاد رکھنا بحکم شریعت ضروری ہے مثلاً ذاتِ واجب الوجود اور اسکی توحید تمامی صفات یا کسی ایک صفت کمال کا منکر ہونا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتم نبوت کی رسالت یا قرآن یا قیامت

وغیرہ یقینیات سے انکار کرنے کو کفر کہتے ہیں وَ فِی الْمَوَاقِفِ بِاَنَّہٗ عَدَمُ تَصْدِیْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِالضَّرُوْرَۃِ

مصدر - ف - ض - کَفَرَ - یَکْفُرُ کَافِرٌ - مَکْفُوْرٌ - اُکْفُرْ - لَا تَکْفُرْ یُقَالُ - کَفَرَ - کَفْرًا وَ کُفْرًا - اَلشَّیْءَ

بقیہ [illegible]

انہیں مرتد بنانے کی فکر میں لگا رہتا تھا ۔ جنگ بدر میں خود نہیں آیا مگر اپنے عوض اسنے ابو جہل کے بھائی عاصی بن ہشام کو بھیجدیا تھا ۔ عاصی اس کا مقروض تھا معافی قرضہ کی شرط پر ابولہب کی جانب سے اس کا عوض ہو کر شریک جنگ ہوا تھا ۔ اس لڑائی کے تھوڑے ہی دنوں بعد اسے ایک قسم کا زہریلا متعدی پھوڑا نکلا جس سے عرب کو گمان تھا کہ جو شخص اس مریض کے پاس جائیگا وہ بھی اسی مہلک مرض میں فوراً مبتلا ہو جائے گا لہذا کوئی شخص اسکے پاس آتا جاتا نہ تھا یہانتک کہ اسکے بیٹے بھی اسکی خبر گیری سے تنگ آگئے تھے آخر وہ اسی بیکسی کی حالت میں مر گیا اور دوسرے دن معلوم ہوا ۔ جبکہ اس کا بدن سڑ کر بدبوناک ہو گیا تھا ۔ آخر کار بڑی ذلت سے اسکا مردہ لکڑیوں سے ڈھکیل ڈھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالدیا گیا ۔ اگر اس آیت سے خاص لوگ مثل ابو جہل و ابولہب وغیرہ مراد ہیں تو یہ آیت منجملہ معجزات سے ہے ۔ جس میں آنجناب کو جتایا گیا کہ فلان فلان شخص ایمان نہیں لائیں گے ۔

سترہ - وغطاہ وکفر کفراً - وکفراً وکفوراً - وکفراناً - ضدِّ آمن -۱۲

(یکسان است براِیشان - ان پر برابر ہے -)

سواءٌ اسم مصدر بمعنی استوار بقام مستوی مصدریا

اے مستوٍ علیہم انذارک وعدمہ -

للسیرا فی سواءٍ اِذا دَخلتْ بَعدَھا اَلِفُ الاِسْتفھامِ لَزمتْ اَمْ کسواءٌ علیَّ اَقُمتُ امْ قَعدْتُّ فاذا عُطِفَ بعدھا احدالاسمین علی الآخر عطف بالواو لاغیرُ نحوسواء عندی زیدٌ وعمرٌو فاذا کانَ بَعدَھا فعلان بغیرِاستفہام عُطِفَ اَحدُھُما علی الآخر باَوْ کقولکَ علیَّ قُمتَ اَوْ قَعدتُّ فان کانَ بَعدَھا مَصدرانِ مثل سواءٌ علیَّ قیامک وقعودک فالک العطفُ بالواو وباَو وانما دخلت فی الفعلَینِ بِغیرِ اِستفہامٍ لِما فی ذلک من معنی المجازاۃ فتقدیر المثال اِن قُمتُ او قعدتُّ فھما علیَّ سواء - ھذا استعمالات العرب لسواء -

وانما قال سبحانہ سواءٌ علیہم ولم یقل علیک لان الانذار وعدمہ لیسا سواءً لدیہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم -

علی صلہ - ھم ضمیر الذین کفروا

(کہ ترسانی ایشانرا - کہ ڈراوے یا ڈرایا تونے اُن کو)

أ ۱؎ ہمزۂ استفہام بمعنی تاکید -

اَنْذَرْتَ معنے ڈرایا تونے ماضی بمعنی مضارع برعایت حکایت حال

۱؎ اَ ہمزہ استفہام وام اسجگہ دونوں اپنے وضعی معنوں سے مجرد ہین کیونکہ قائل کا مقصود نہ استفہام ہے اور نہ احد الامرین کی تخییر وتعیین - اسلئے یہ دونوں اپنے معنی سے مجرد ہوکر صرف تاکید کا فائدہ

واستقبال الانذار، ڈرانا۔ پادشاہ مطلق العنان اور مالک حقیقی کی نافرمانی کے جرم اور اُس کی سزا سے خوف دلانا۔ وڈرانا (بمعنی ابلاغ) وفی البحر الانذار الاعلام مع التخویف فی مدۃ تسع التحفظ من المخوف فان لم تسع فھو اشعار واخبار لا انذار۔

مصدر۔ افعال۔ أَنذَرَ۔ يُنذِرُ مُنذِرٌ۔ أَنذِرْ۔ لَا تُنذِرْ

أَنذَرْتَهُمْ (یا نہ ترسانی ایشانرا۔ نہ ڈراوے یا نہ ڈرایا تو نے انکو)

أَمْ، حرفِ عطف موکد تسویۃ اسجگہ یہ حرف اپنے موضوعہ معنی سے یعنی تخییر وتعین احد الامرین سے مجرد ہے۔

لَمْ تُنذِرْ، مض۔ ا۔ ح مجزوم بلم بمعنی ماضی منفی۔

لَا يُؤْمِنُونَ (نمی گروند۔ ایمان نہیں لاوینگے) لَا يُؤْمِنُونَ، مض۔ ح۔ ع منفی مصدر الایمان

خَتَمَ اللَّهُ (مہر نہادہ است خدا۔ مہر کردی ہے اللہ نے)

خَتَمَ۔ مض۔ ا۔ ع الختم، مضبوط۔ بند کرنا۔ مہر کرنا۔ یقال ختم ختماً وختاماً۔ الشئ وعلیہ وضع علیہ الخاتم۔ وختم الاناء بمعنی سدّہ بالطین اوغیرہ

لہ۔ لَا يُؤْمِنُونَ، اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کافر ایمان نہیں لاسکتا۔ کیونکہ الذین کفروا اور لایومنون دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ اور جمع کا تقابل جب جمع سے ہوتا ہے تو اس وقت جمع کا ہر ہر فرد ملحوظ ہوا کرتا ہے لہذا اس تقدیر پر آیۃ کے یہ معنی ہونگے کہ کفار میں سے کوئی شخص ایمان نہیں لائیگا۔ لیکن چونکہ اکثر کفار مشرف باسلام ہو چکے ہیں اور آیندہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ لہذا بالطریق مجاز اسجگہ عام سے خاص کفار

وختم اللہ علی قلوبہم جعلہ لا یفہم

مصدر ف ک۔ ختم۔ یختم۔ خاتم

مختوم۔ اختم۔ لا تختم

(بر دلہاے ایشاں۔ انکے دلوں پر) ف۱

علی۔ صلہ فعل۔ قلوب۔ جمع قلب

(دل۔ روح۔ نفس ناطقہ۔ جان

لطیفہ نورانی) (دراکہ)

وعلی سمعہم

(و بر شنوائی ایشاں۔ اور انکے کانوں پر)

سمع ف۲، کان شنوائی۔ حواس ظاہرہ

مین سے ایک حس ہے جس کے

واسطے سے عقل آوازون مین تمیز

کرتی اور ان کو حاصل کرتی ہے

اصل مین مصدر ہے۔

وعلی ابصارہم

(و بر دیدہاے ایشاں۔ اور انکی آنکھوں پر)

ف۱۔ قلب۔ لغت مین اس گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہین جو سینہ کے بائین طرف پہلو مین لٹکا ہوا ہے
اسی مین سے روح حیوانی بذریعہ شرائین تمام اعضائے جسم مین پہونچتی ہے۔ اور حس و حرکت
کا باعث ہوتی ہے۔ اصطلاح شرع مین قلب اس قوت یا لطیفہ کا نام ہے جس سے انسان
کی انسانیت قایم ہے۔ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کا پہچاننا اور اس کا بیان کرنا اسی
لطیفہ دراکہ کا کام ہے یہی مشعر با احکام الٰہی اور محل الہام ربانی ہے اسی لطیفہ کی وجہ سے
انسان امور الٰہیہ کا مکلف بنتا ہے اور شرعی اوامر و نواہی اس پر واجب ہوتے ہین۔
اسی لطیفہ کو نفس اور روح بھی کہتے ہین یہ ایک لطیف نورانی جسم ہے اور لحمی قلب کے
ساتھ اسکا ایسا تعلق ہے جیسے سفیدی کا کپڑے کے ساتھ تعلق ہے اور حرارت کا آگ

ف۲۔ سمع ضمیر جمع کے ہوتے ہوئے لفظ سمع کا واحد لانا یا اس لحاظ سے ہے کہ سمع دراصل مصدر ہے
اور مصدر تثنیہ و جمع نہین آتی۔ اور یا اس وجہ سے کہ سمع کا مدرک ایک ہی ہے یعنی اصوات اور قلب
اور بصر کے مدرکات زیادہ ہین۔ مثل جوہر و عرض۔ یا بہ تقدیر حذف مضاف اسے
حواس سمعہم (حاشیہ بیضاوی)

ابصار، جمع بصر۔ (آنکھ بینائی) حواس ظاہرہ میں سے ایک حس ہے جسکے ذریعہ سے عقل رکھنے والی چیزوں میں اور ان کی شکلوں اور صورتوں میں تمیز اور ان کو حاصل کرتی ہے۔

اصل میں بصر چشم کے ادراک اور اسکے احساس کو کہتے ہیں۔

(پوشش است۔ پردہ ہے)

غشاوۃ[1]، پردہ چشم اور وہ شے کہ دوسری شے کو اپنے میں لئے ہوئے ہو۔ اور اسپر محیط ہو۔ اور

[1]۔ غشاوۃ، غرض اس سے شعاع بصری کے خروج کی رکاوٹ ہے جس سے کہہ سکتے ہیں کہ غشاوہ ہدایت علت کا مانع ہے جیسے شَجّ ہاتھ رمی کا مانع ہے۔ ایسے مانع سے معلول اپنی اصلی حالتِ عدم پر قایم رہتا ہے جو ایک امر ثابت غیر متجدد ہے۔ پس ایسے مانع کو جملہ اسمیہ سے لانا نہایت ہی مناسب مقام ہے اور ختم جسکی غرض امور خارجہ کے دخول کی منع ہے۔ گویا وہ مانع علت ہے۔ جیسے سپر جرح کی علتِ تام شمشیر اور نیزہ کی مانع ہے ایسا مانع علت تام کو ہدایت علت کے مانع سے ضرور موخر ہونا چاہیئے پس ایسے مانع کا جملہ فعلیہ سے لانا ہی مناسب مقام ہے جو حدوث اور تجدد پر دلالت کرتا ہے۔ و

اعاد سبحانہ الجار لتکون اول علی شدۃ الختم فی الموضعین فان ما یوضع فی خزانۃ اذا ختمت خزانۃ وختمت دارہ کان اقوی فی المنع عنہ واظہر فی الاستقلال لان اعادۃ الجار تقتضی ملاحظۃ معنی الفعل المعدی بہ حتی کانہ ذکر مرتین ولذا قالوا فی امررت بزید وعمرو مرور واحد فی مررت بزید ولعمرو مروران والعطف وان کان فی قوۃ الاعادۃ لکن لیس ظاہراً مثلہا فی الافادۃ۔

(حاشیہ بیضاوی روح)

واضح ہوکہ وزن فعال بدون الحاق
حرف تا اسم الہ ہے۔ نحو خرام اور بعد
ملنے حرف تا کے اس چیز پر بولا
جاتا ہے جو دوسری شے پر محیط ہو۔
جیسے لفافۃ و قلاوۃ۔ اور مصادر بھی
اسی وزن پر آتی ہین۔ مثل کتابۃ و
خلافۃ اور کہا ہے کہ واو اسکی یا سے
بدل ہے اسلئے کہ اس سے کوئی
فعل سوائے یا کے نہین آتا اور
تنوین تنویع کے لئے ہے اور اس سے
مراد ایک خاص قسم کی غشا ہے غیر
متعارف اور یا تعظیم کے لئے ہے
اے غشاوۃ ای غشاوۃ اور یا دونو
کے لئے ہے جیسے تکثیر و تعظیم معاً
مراد ہے قولہ تعالےٰ کذبت رسل
ہین۔

ولهم عذاب عظيم

(و مر ایشان راست عذابے بزرگ۔ اور
انکے واسطے ہے بڑا عذاب)
لَهُمْ۔ لَ، حرف مخصص خبر مبتدا۔ و

مظہر استحقاق عذاب بروزن نکال
و رنج و تکلیف اصل مین اس کے
معنی مراد سے باز رہنے اور رکاوٹ
کے ہین من اعذب الشی اذا
امسك ای عقاباً یمنع الجانی
عن المعاودۃ ویطلق علی کل الم
وان لم یکن عقاباً مانعاً وقیل
من التعذیب بمعنی ازالۃ العذب
فعذبتہ ازلت عذب حیاتہ اور
کہا ہے اصل مین عذاب استمرار کو
کہتے ہین لیکن اس کا اطلاق استمرار
الم و رنج مین ہوتا ہے یقال عذبتہ
اے دامت علیہا الالم اور تنکیر نوعیۃ
کے لئے ہے گویا ان کے لئے
آخرۃ مین ایک خاص قسم کی سزا اور
ایک خاص نوع کی عذاب ہے جس کا
مثل عذاب دنیا مین نہین ہے۔
عَظِیْمٌ صد حقیر (شدید و گران و
سخت) صفت مشبہ

اِنَّ .... حرف مشبہ بفعل

اَلَّذِیْنَ ..... اسم موصول

کَفَرُوْا فعل صلہ جملہ فعلیہ

ضمیر جمع فاعل

سَوَآءٌ .... مصدر

عَلَیْہِمْ، جار مجرور متعلق بمصدر

ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ فاعل

لے استوی یا مستوٍ عندھم

الانذار وعدمہ ۔ یا استوی علیہم

اِنْذَارُکَ وعدمہ (جل)

لَا یُؤْمِنُوْنَ، ... فعل جملہ فعلیہ تاکید

ضمیر جمع، .... فاعل یا تفسیر اول

وقال المظہری لا یومنون جملۃ

مفسرۃ لاجمال ما قبلہا فیما فیہ

الاستواء فلا محل لہا وحال مؤکدۃ

احتمال (۲) اِنَّ، حرف مشبہ بفعل

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا .... اسم

لَا یُؤْمِنُوْنَ جملہ فعلیہ ... خبر

سَوَآءٌ ...... مصدر

عَلَیْہِمْ ظرف لغو خبر مقدم

ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ جملہ مبتدا

لے الانذار وعدمہ سواءٌ علیہم

او سیان علیہم

ویا سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ .... مبتدا

ءَاَنْذَرْتَہُمْ الخ ...... خبر

لے سواء علیہم الانذار وعدمہ (جل)

ءَ استفہامیہ ۔ اَنْذَرْتَ فعل با فاعل

ہُمْ، ..... ضمیر مفعول اول

مِنَ الْعَذَابِ مفعول دوم

اَمْ ۔ لَمْ تُنْذِرْ با فعل با فاعل

ہُمْ ...... مفعول

عَلٰی، ...... حرف جار

احتمال (۳) ہُمْ، مجرور ذوی الحال

لَا یُؤْمِنُوْنَ، جملہ فعلیہ (سعودی) حال

ویا ۔ ہُمْ مجرور .... مبدل منہ

لَا یُؤْمِنُوْنَ، جملہ فعلیہ بدل اشتمال

لے ۔ اَنْذَرْتَ ۔ یہ فعل دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے مثل قولہ تعالیٰ اِنَّا اَنْذَرْنٰکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا

ھو قیل لو کان الکتاب کاملا لکان ھدی للکفار ایضا فاجاب بان علمہم ھدایۃ ایاھم لعدم وجود شرطھم لا القصور فی الکتاب شعر والنجم تستصغر الابصار رویتہ والذنب للطرف لا للنجم فی الصغر ۔

خَتَمَ، فعل - اللّٰہُ، فاعل
عَلٰی قُلُوْبِھِمْ، جار مجرور ظرف لغو
وَ - عَلٰی، حرف جار
حواس، محذوف مضاف
سَمْعِھِمْ، مضاف مضاف علیہ
وَ عَلٰی اَبْصَارِھِمْ، متعلق بخبر
ثابتۃ محذوف ...... خبر
غِشَاوَۃٌ ...... مبتدا

لَھُمْ، جار مجرور متعلق ...... بخبر
محذوف ...... خبر مقدم
عَذَابٌ عَظِیْمٌ ...... مبتدا
موصوف صفت -
جملہ وَخَتَمَ الخ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ
وَلَھُمْ عَذَابٌ
لَا یُؤْمِنُوْنَ

ف - ان آیات مین معاندین اسلام اور سرکش کفار کا ذکر ہے - اور مقصود اس سے آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی اور اطمینان خاطر ہے - اسلام کے ظاہر وبدیہی انوار ہدایت کو دیکھ کر کفّار کے انکار کرنے اور انکے بیجا اصرار وہٹ دھرمی سے آنحضرت کو نہایت ہی رنجش آتی تھی - لہذا آپکو کفار کی واقعی حالت پر مطلع کیا جاتا ہے اور اسلام کی طرف متوجہ ہونے اور کفر پر مصر رہنے کی علت بیان کیجاتی ہے کہ اے ہمارے صادق پیغمبر یہ وہ لوگ ہین جن کی فطرت سلیمہ اور صحیح استعدادین ناقص اور نکمی ہوگئین ہین - ظاہری صورت وشکل کے سوا انسانی فضائل اور اخلاق حمیدہ بشریہ سے انکے پاس کچھ بھی نہین بہیمیت کے غلبے سرکشی خودرائی اور رسم ورواج کی بیہودہ پابندیون نے ان کی رہی سہی قابلیت واستعداد کو بھی کھودیا ہے - اب ان کی ایسی حالت ہے - کہ کفر و معاصی - عناد وسرکشی

کے سوائے کچھ دوست نہیں رکھتے - اپنے مرضی کے خلاف کچھ سنتے نہیں اور مرغوب طبعی کے سوائے دیکھتے تک نہیں - نفسانی خواہشات کے انہماک نے انہیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ کسی عبرت خیز واقعہ سے نصیحت لے سکیں - یا ڈرائے دھمکائے سے سنبھلیں - اے پیغمبر ان کمبختوں کے اسلام کی طرف متوجہ نہ ہونے سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں یہ لوگ کسی طرح ہدایت نہیں پا سکتے - کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھوں نور فطرت اور صلاحیت استعداد کو دے چھوڑا ہے اب یہ دوزخ ہی کو ہو رہے ہیں نہ انکے دل کفر و معاصی کے گڑھوں سے نکل سکتے ہیں اور نہ انکے کان امر حق کی سماعت کے لائق ہیں اور نہ انکی آنکھیں آیات واضحہ و دلائل ظاہرہ کی تجلی کو دیکھ سکتی ہیں (وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ الخ)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

و از مردمان کسے ہست کہ می گوید ایمان آوردیم بخدا

اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے

وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

و بروز باز پسین و نیستند ایشاں مومناں

اور ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں وہ ایمان لانے والے

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا

فریب می دہند خدا را و مومناں را و

فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو ایمان لائے اور

يُخٰدِعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ؕ ﴿۹﴾

بحقیقت نمی فریب دہند مگر خود را و آگاہ نمی شوند

نہیں فریب دیتے مگر جانوں اپنی کو اور نہیں سمجھتے

فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ

در دل ایشاں بیماری است پس افزون کرد بایشان خدا

زبیچ دلوں انکے کے بیماری ہے پس بڑھائی انکی اللہ نے

مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا

بیماری را و ایشان راست عذاب درددہندہ بسبب آنکہ

بیماری اور واسطے انکے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے

يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾

دروغ می گفتند

کہ تھے جھوٹ بولتے

(وازمردمان - اور بعضے لوگوں سے) من، بعضیہ - النّاس - ال، عوض ہمزہ محذوفہ و لذا لا تجمع

بہمہا اصلہ اناسٌ یا ناس کیونکہ اسکی تصغیر نویس آتی ہے اور کہتے ہین یہ دونوں لغتیں ہیں -

ل - النّاس - اصل اسکی اناس ہے بروزن فعال فا اسکی تخفیفاً حذف ہوگئی ہے اور یہ اسم جمع انسان کا ہے - نہ جمع کیونکہ فعال اوزان جمع سے نہیں - ماخذ اس کا انس بمعنی ابصر ہے قال تعالیٰ وانس من جانب الطور نارا ٗ بمعنی ظہور و وضوح - پس جس طرح خفائیت اور پوشیدگی کیوجہ سے جن (جن اور جان) نام رکھے گئے ہیں - اسیطرح

الناس، اسم جمع ماخذ اسکا انس بمعنی ظہور و وضوح ہے۔ یا نسیان یا استیناس بمعنی الفت والنسیت) مَنْ[1]، نکرہ موصوفہ۔ یا موصولہ یقُوْل[2]۔ ا۔ مضارع القول بات کہنا اور قول اس جملہ کو کہتے ہیں جو مفید مطلب و معنی ہوسکے کبھی معقول پر

اور معانی فی النفس۔ رائے اور مذہب پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے کہا جائے یہ قول ابی حنیفہ کا ہے۔ مصدر ن ض۔ اجوف واوی قال قولاً و قالاً و قیلاً و قولۃً و مَقالاً و مقالۃً یقولُ قائلٌ مقولٌ۔ قل۔ لا تقل۔

ظہور کے سبب سے اس کو انسان کہا گیا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ استیناس سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اسکی جبلت میں ہمجنس کی صحبت اور اس کی الفت کا خمیر ڈالا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ نسیان سے ماخوذ ہے اور اسکی اصل نسی بکسر سین و فتح یاء ہے۔ اس میں دو تغیر واقع ہوئے ہیں۔ پہلے کلمہ لام کو موضع عین میں لاکر نیس مکسور الاخر بنایا گیا ہے اور بعد یاء متحرک ماقبل مفتوح پاکر اسکو الف سے بدل دیا ہے پس نسی سے ناس پڑھا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں اصل اس کی نوس ہے بدلیل تصغیر نویس وزن فعل ہے ۱۲

[1] مَن۔ اگر الناس میں الف و لام عہدی ہے تو مَن موصولہ ہوگا۔ اور معہود عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ معتب بن قشیر و جد بن قیس وغیرہ منافقین ہیں۔ اور اگر وہ جنسی ہے تو مَن نکرہ موصوفہ ہے اور معہود الذین کفروا یا جملہ منافقین۔

[2] یقُوْل کا واحد لانا برعایت لفظ مَن ہے۔ اور لفظ آمنا و ھم کا جمع لانا برعایت معنی مَن ہے کیونکہ یہ لفظ واحد تثنیہ اور جمع کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پس یہ موحد اللفظ مجموع المعنی ہے۔

آمنا باللہ وبالیوم الآخر

(گروید یم بخدا - ہم ایمان لائے اللہ پر)

اٰمَنَّا، ج - م مصدر الایمان مضارع

(بروز بازپسین - اور پچھلے دن یا قیامت پر)

یوم، اسم ظرف زمان - ایام (ایوام) جمع

اٰخر، مونث اخری بمعنی بعد و متاخر

یوم الاٰخر سے عالم امر کا وہ انتہائی زمانہ مراد ہے جسمیں جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہونچ جائیں اور یا اس سے وہ زمانہ مقصود ہے جو متغیر نہ ہو اور نہ منقطع ہو - بلکہ یکسان قایم و دائم و مستمر رہے - اور آخر اسلئے کہا کہ وہ آخر زمان محدود ہے -

وما ہم بمؤمنین

(اور نہیں وہ ایمان لانے والے)

و، حالیہ - **ما**، بمعنی لیس و مرجع ضمیر (من)

ب، موکد نفی **مؤمنین** جمع مومن

سلہ - وماھم - قاعدہ - جسوقت کہ ضمیروں میں لفظ اور معنی دونوں کی رعایتیں اکٹھا ہو جائیں اسوقت لفظی مراعات سے ابتدا کرنی چاہیئے - اسی قبیل سے ہے، ومن الناس من یقول، اور وما ھم بمومنین، کہ پہلے لفظ کے اعتبار سے ضمیر مفرد کی وارد کی اور پھر معنی کے لحاظ سے ضمیر کو بصیغہ جمع ارشاد فرمایا اسی طرح ہے، ومنھم من یستمع الیک "تا آخر آیت" وجعلنا علی قلوبھم، اور ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا، عراقی کہتا ہے قرآن مجید میں معنی پر محمول کرکے صرف ایک ہی موضع مین ابتدا کی گئی ہے ورنہ اور کہیں ایسا نہیں ہوا - وہ جگہ قولہ تعالیٰ، وَقَالُوا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا" ہے کہ اس مین "خالصۃ" کو معنی پر محمول کرکے پہلے مونث صیغہ مین وارد کیا اور پھر لفظی رعایت کرکے "ومحرم" کہا، زیادہ توضیح فی مقدمۃ التفسیر فلیرجع -

واصلہ ما امنوا حتی یطابق قولھم
فی تصریح الفعل دون الفاعل
لکنہ عکس مبالغۃ فی التکذیب
لان اخراجھم من المومنین
ابلغ من نفی الایمان فی ماضی
الزمان ولذالک اکد النفی بالباء (منہ)
اس آیۃ میں تصریح ہے کہ جسکے
دل میں تصدیق نہیں وہ مومن
نہیں۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ (اور فریب دیتے ہیں اللہ کو۔)

یُخٰدِعُوْنَ ج ۔ مصدر الخدع
فریب دینے کے لئے عیب اور
نقص کو چھپا کر صلاح و عمدگی ظاہر
کرنا۔ اصل میں خدع کے معنی
چھپانے اور پوشیدہ کرنے کے
ہیں۔ اسی لئے خزانہ کو مخدعہ اور
خلاف مقصود راستہ کو جس سے
عوام واقف نہ ہوں طریق خادع
کہتے ہیں۔ اس جگہ مفاعلہ اظہار مبالغہ

کے لیئے ہے گویا ہر امر میں دھوکا اور
فریب دینا ان کی عادت ہوگئی تھی
اور وہ کثرت سے اسکے عامل تھے
اور یہ معنی نہیں ہیں کہ خدا ورسول
ومومنین ومنافقین سب ایک
دوسرے کو دھوکہ دیا کرتے تھے
بعضوں نے کہا ہے چونکہ صورت
واقعہ خدع کے مشابہ تھی اسلیئے
بطریق مجاز وتشبیہ اسکو مخادعہ سے
تعبیر کیا گیا ہے منافقین کے معاملہ
کی صورت یہ تھی کہ وہ خدا ورسول
ومومنین کے سامنے ایمان کا
اظہار کرتے ہیں حالانکہ وہ دل سے
مسلمان نہ تھے اور انکے ساتھ
خداوند تعالے کے معاملہ کی یہ صورت
تھی باوجود واقفیت اصل حالت
کے انپر عام مسلمانوں کے
احکام جاری فرمائے اور مسلمانوں
میں انکو ظاہراً شمار کیا۔ حالانکہ وہ

اسکے نزدیک درک اسفل کے مستحق
تھے اور مسلمانوں کے معاملہ کی یہ
صورت تھی کہ انہوں نے حکم خداوند
کی اطاعت کی اور منافقین پر تمام
مسلمانوں کے احکام جاری رکھے
باوجودیکہ وہ اکثروں کی منافقت
سے واقف تھے اس توجیہ کو شاید
بعض لوگ پسند کریں۔ مگر اول ارجح ہے

المخادعۃ۔ ایک دوسرے کو دہوکہ
اور فریب دینا۔ مصدر مفاعلہ۔
خَادَعَ۔ یُخَادِعُ۔ مُخَادِعٌ۔
خَادِعْ۔ لَا تُخَادِعْ۔

والذین آمنوا

(و آنانرا کہ گرویدند۔ اور ان لوگوں کو
کہ ایمان لائے ہیں)

وَ الَّذِیْنَ، اسم موصول عہدی
ویا جنسی۔

اٰمَنُوْا، ج۔ مضـ۔ ع صف مصدر الایمان

وما یخدعون

(ادمی فریبند۔ اور نہین فریب دیتے)

وَمَا یَخْدَعُوْنَ۔ ج۔ ع۔ مضـ۔ منفی

الخِدْعُ، وَالخَدْعُ دہوکہ مین
ڈالنا۔ مصدر ف ت خَدَعَ
یَخْدَعُ۔ خَادِعٌ۔ مَخْدُوْعٌ
اِخْدَعْ۔ لَا تَخْدَعْ

الا انفسھم

(مگر ذاتہاے خودرا۔ مگر اپنی جانونکو)

کہ ان الخدع لا یعدوھم
الی غیرھم (ک)

اِلَّا، حرف استثنا مفرغ غیر عامل

الْاَنْفُس، جمع قلت نفس مراد کثرت
بمعنی ذات وحقیقت شئے۔ دل
روح۔ جان۔

اور اس بخار لطیف کو بھی کہتے ہیں
جو حس وحرکت اور قوۃ حیاۃ کا حامل
ہوتا ہے اور جوہر مجرد جسکے متعلق
تدبیر بدن ہے اور اسے روح امر
کہتے ہیں اور یہی مراد ہے اس
مقولہ مین مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ

ھم، ضمیر جمع راجع بمن برعایت
معنی۔

وما یشعرون

(وآگاہ نمی شوند۔ اور نہیں سمجھتے)

و، حالیہ مایشعرون ج ع مضارع منفی۔ الشعور، العلم البدیہی والعلم الحواس۔

حواس کو اسلئے مشاعر کہتے ہیں کہ وہ شعور کے لئے وسائل ہیں ماخذ اسکا شعار ہے ومعنی الایۃ ان لحوق ضرر ذٰلک الخدع بھم کالمحسوس لکنھم لتمادیھم فی الغفلۃ کالذے لایحس۔

الشعور بواسطہ حس دریافت کرنا مصدر ف۔ ض شَعَرَ۔ یَشْعُرُ۔ شَاعِرٌ مَشْعُوْرٌ۔ اُشْعُرْ۔ لا تَشْعُرْ یقال شَعَرَ۔ شَعْرًا۔ وشَعَرًا۔ وَشُعْرٌ وشِعْرٌ وشَعْرَۃٌ بتثلیث الشین۔ وشُعُوْرًا۔ وشعورۃً ومشعورۃ بہ بمعنی علم او احسّ بہ

فی قلوبھم مرض

(در دلہاے ایشاں مرضے است۔ انکے دلوں میں بیماری ہے)

فی، ظرفیہ۔ قلوب۔ جمع قلب (دل روح) مرض، ایک کیفیت اور عارضی اثر کا نام ہے۔ کہ بدن کو عارض ہوکر اس کے افعال طبعی میں خلل انداز ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ موجب ہلاکت وسبب فوت مریض بنجاتا ہے۔ ایسے ہی قلب انسان میں جب ایک صفت پیدا ہو جاتی ہے کہ ذکر حق۔ اطاعت مالک اور سچے معبود کی عبادت سے اسکو روک دیتی ہے تو یہ صفت یا عرض۔ مرض قلب یا بیماری روح ہے۔ ویا مرض بمعنی غم وحزن۔

فزادھم اللہ مرضا

(پس افزون داد خداوند بیماری بایشاں پس زیادہ دی اللہ نے انکو بیماری)

فزادہ بتقویۃ تلک الاعراض الخبیثۃ بالختم والرین وانزال الآیات۔

ف، تصحیحیہ یا تفریعیہ۔

ھم۔ راجع باصحاب قلوب اور یا مضاف محذوف ہے۔

لے زادا اللہ قلوبھم مرضًا اور یا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مرض قلب مرض ہی تمام جسد کیلئے اور یا یہ کہ قلب سے نفس ناطقہ مراد ہے

مرضًا۔ اعادہ مرض بنکرہ دلیل مغایرۃ ہے اسلئے کہ مزید مزید علیہ کا مغائر ہوتا ہے اور کہا ہے مظہر بمقام مضمر ہے یہ قول ضعیف ہے۔

زاد، ا۔ مضارع الزید والزیادۃ۔ زیادہ کرنا۔ زیادہ ہونا مصدر ف ک

اجوف۔ یائی۔ زاد۔ یزید۔ زائدٌ۔ مزیدٌ۔ زِدْ۔ لَا تَزِدْ۔ یقال زاد۔ زِیْدًا وزَیْدًا وزَیَدًا۔ وزِیَادَۃً ومَزِیْدًا وزِیدانًا بمعنی نَمَا۔ والشیءَ۔ اَنْمَاہُ

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(مر ایشاں راست۔ عذابے دردناک۔ اور اُنکے لئے ہے درد دینے والا عذاب)

ل، مظہر تخصیص۔ عذاب، درد و رنج

الیمٌ، اسم فاعل اسم ثلاثی سے ماخوذ ہے بجائے مفعول (مالوم) ویا فعیل بمعنی مُفْعَل (مُؤلَمٌ) مثل

لہ الیم۔ فعیل ہے الم سے بمعنی مفعل مثل سمیع بمعنی مسمع۔ زمخشریؒ کہتے ہیں یہ ماخوذ ہے الم ثلاثی سے مثل وجیع و جع سے کیونکہ اس کے نزدیک فعیل بمعنی مفعل ثابت نہیں ہے اس لئے بدیع السموات کو صفۃ مشبہ سے شمار کیا ہے۔ اسے بدایعۃ سماواتہ وسمیع فی قولہ امن ریحانۃ الداعی السمیع یورقنی واصحابی ھجوع بمعنی سامع ہے اسے امن ریحانۃ داع قلبی سامع لدعاء داعیھا بدلیل ما بعدہ کیونکہ اکثر قلق وارق دواعی نفس اور اسکے انکار سے ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ الیم ہر جگہ قرآن میں بمعنی موجع ہے۔

سمیع و سمع الماء و آلام جمع مثل
شرفا و اشراف کہ جمع شریف ہیں
بسبب آنکہ دروغ می گفتند۔
اس پر کہ جھوٹ کہتے تھے)
بما ب سببیہ ۔ و ما مصدریہ
یا موصولہ۔
کانوا یکذبون، ج مضارع استمراری
الکذب خلاف واقعہ ظاہر کرنا۔ باوجود
علم خلاف واقعہ خبر دینا اور کہا ہے

خلاف اعتقاد خبر دینا اور کہا ہے۔
اصل میں یہ کذب متعدی سے ہے
کاندیکذب را یہ فیقف لینظر
من النّاس، جار مجرور متعلق بخبر
ثابت، محذوف ---- خبر
مَنْ، موصولہ یا موصوفہ
یَقُوْلُ اٰمَنَّا، جملہ صلہ یا صفت
ویا۔ من الناس بمعنی لعض الناس مبتدا
من یقول الخ خبر

ف۔ یکذبون۔ کہا ہے ماخذ اس کا کذب الوحش ہے یعنی وحشی جانور خوف زدہ ہو کر جب بھاگتا ہے تو اسکی عادت ہے کہ چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے اور پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ یہ تشبیہ منافق کے حال کے لئے نہایت مناسب ہے جو اسکے تحیر حالت کا بیان ہے۔ کانوا یکذبون جب افعال مضارع افعال ماضیہ ناقصہ کے اخبار میں لائے جاتے ہیں مثل اصبح یقول کذا وکادت تزیغ قلوب فریق منھم تو اس سے یہ معنی مقصود ہوتے ہیں انہ فی الماضی کان مستمرا متجددا بتعاقب الامثال پس کان استمرار فی جمیع ازمنہ پر دلالت کرتا ہے۔

اور مضارع استمرار تجددی پر جمیع ازمنہ میں۔

وَمِنَ النَّاسِ، اس جملہ کا عطف اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پر ہے اور ان جملوں میں محض مناسبت اور اتحاد غرض کا لحاظ کیا گیا ہے۔

اور یا الذین کفروا کے بعض صفت کا ذکر ہے۔

اسے ومنھم الذین یقولون اٰمنا ویخٰدعون اللہ والمؤمنین۔

اٰمَنَّا، فعل با فاعل ذوالحال

بِاللّٰهِ، جار مجرور ظرف لغو۔

وَ۔ بِ، حرف جار

الْيَوْمِ، مجرور موصوف

الْاٰخِرِ، صفت

وَ، حالیہ۔ مَا مشابہ لیس

هُمْ ...... اسم

بِ، زائد مُؤْمِنِيْنَ، خبر

يُخٰدِعُوْنَ، فعل مع الفاعل ذوالحال

اللّٰهَ، معطوف علیہ

وَ۔ الَّذِيْنَ، موصول

اٰمَنُوْا، جملہ فعلیہ صلہ

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا

اَنْفُسَهُمْ، حال

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ الخ بدل اشتمال یقولون اٰمنا سے اور یا حال ہے ضمیر فاعل یقول اٰمنا سے لے یقول اٰمنا مخادعین۔

ویا حال ہے ضمیر مومنین سے لے زماھم بمومنین فی حال خداعھم ویا جملہ مستانفہ وقع فی سوال مقدر کانہ قیل فما شان قائلین بہ فقیل وما ھم بمومنین لانھم یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم اذ قیل لم یدعون کاذبین وما ذا نفعھم باظھار الایمان فقیل فی جواب یخادعون۔

وَ مَا يَخْدَعُوْنَ فعل مع الفاعل ذو الحال۔

إِلَّا حرف استثناء مفرغ

أَنْفُسَ مستثنی مضاف

هُمْ مضاف الیہ

اَحَدًا، محذوف مستثنی منہ

وَ مَا يَشْعُرُوْنَ فعل مع الفاعل

ان اللہ یطلع نبیّہ علی کذبہم وخداعہم

فِيْ .... حرف جار

قُلُوْبِهِمْ مجرور

ثابت - محذوف .... خبر

مَرَضٌ مبتدا موخر

یعنی علت یخادعون ویا علت

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اے یخادعون

لان فی قلوبھم مرض ویا سبب

عدم ایمانھم تمرّض قلوبھم۔

فَ۔ زَادَ فعل۔ اللّٰہُ فاعل

هُمْ مفعول اول

مَرَضًا مفعول دوم

اے اذا کان الامر کذلک فزادھم اللہ مرضا۔

وَ لَهُمْ جار مجرور متعلق بہ خبر

اَلِيْمٌ[۵] موصوف

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ صفت

عَذَابٌ، موصوف

ثابت، محذوف مع متعلق خبر

بِ، حرف - جار۔

مَا، مجرور موصولہ یا مصدریہ

كَانُوْا، فعل ناقص

هُمْ اسم

يَكْذِبُوْنَ جملہ فعلیہ جز

۵۔ الیم عذاب کی صفت مبالغۃ واقع ہوا ہے تقدیر عبارت یہ ہے الیم کائن بتکذیبہم

اور بما کانوا کا تعلق یقول آمنا سے ہے یعنی غرض اس کا یقول آمنا سے آگے یکذبون فی قولہم آمنا

ف۔ وَمِنَ النَّاسِ یہ تیسرا فرقہ ہے جو زبانی قول سے مسلمانوں کے ساتھ اور دلی بغض و عداوت اور حسد و کینہ۔ شرارت و کفر اور فساد میں کفار سے ملتا ہوا ہے یا کفار ہی سے بعض ابن الوقت عبد البطن ایسے ہیں کہ جدھر جھونک دیکھتے ہیں اسی کے ہو رہتے ہیں۔ ظاہرًا فریب دینے کے لئے مسلمانوں سے کہتے ہیں، ہم خدائے وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہیں بیشک وہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کا خالق اور ان کا مالک و متصرف ہے قیامت اور حشر و نشر برحق ہے۔ اسکی بھیجی ہوئی کتاب (قرآن شریف) برحق اور سچی شریعت ہے لیکن خداوند عالم الغیب ان کی منافقت اور انکے پوشیدہ فسق و فجور سے مومنین کو آگاہ فرماتا ہے کہ اے مومنین ان بے ایمان منافقوں کا زبانی اقرار صرف دنیوی لالچ اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے ہے نہ یہ اس وقت مسلمان ہیں اور ان سے نہ آئندہ اسلام لانے کی امید کیجا سکتی ہے۔ بلکہ یہ اشد کافر ہیں اور دوزخ کے سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ یہ لوگ اپنے فاسد خیال اور زعم باطل میں خدا اور اسکے رسول اور عام مومنین کو دہوکہ و فریب دیتے ہیں لیکن یاد رہے کہ ان کا فریب مومنین اور خداوند عالم کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا بلکہ انہیں کے لئے نقصان دہ اور وبال ہے۔ تنزیل احکام اور اشاعت اسلام کو یہ لوگ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور مارے حسد کے جلے جاتے ہیں۔ اے مومنین ان بیوقوفوں کی سزا ہمنے یہ تجویز کی ہے کہ روز افزوں ترقی اور غلبۂ اسلام کے پر روز جھونکوں سے انکے حسد و بغض

کی آگ کو ہم زیادہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اسے نہایت زور سے بھڑکاتے ہیں اور آخرت میں انکے لیے سخت دردو دینے والا عذاب ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا

وچون گفتہ شود ایشاں را تباہ کاری مکنید در زمین گویند

اور جب کہا جاتا ہے واسطے انکے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

جز این نیست کہ ما اصلاح کاریم آگاہ شو تحقیق ایشاں

سوائے اسکے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں خبردار ہو تحقیق وہی ہیں

الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

تباہ کاراند و لیکن آگاہ نمی شوند

فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے

(وچون گفتہ شود ایشانرا۔ اور جب کہا جائے ان کو)

اِذَا ، اسم ظرف زمان مبنی متضمن معنی شرط مخصوص بمستقبل منصوب المحل

قِيْلَ ، صیغہ ا۔ ع مجہول بمعنی مضارع بوجہ اذا اصل ترجمہ کہا گیا۔ مصدر القول ف۔ ص اجوف واوی قَالَ۔ يَقُوْلُ۔ قَائِلٌ و قِيْلَ يُقَالُ

۱۔ اِذَا ، ظرفیت کے اعتبار سے منصوب المحل ہے۔ اور اس کا عامل اس کا جواب یعنی (قالوا) ہے نہ قیل کیونکہ قیل اسوجہ سے کہ اذا اس کی طرف مضاف ہے مجرور المحل ہے اور مضاف الیہ مضاف میں عمل نہیں کرسکتا۔

مَقُولُہٗ - قُلْ - لَا تَقُلْ

لَھُمْ - لَ، مظہر تخصیص و تاکید

لَا تُفْسِدُوْا

(فساد مکنید - تباہ کاری نہ کرو-)

لَا تُفْسِدُوْا، ج مضـــارع - نہی

الفساد، شے کا حداعتدال پر نہ رہنا اور اس حالت سے متغیر ہو جانا - جو اسکے لایق و سزاوار ہے اور شے کا اس منفعت سے خالی ہو جانا جو اسمیں فطرتًا ودیعت رکھی گئی ہے (مراد نفاقہا)

اَلْاِفْسَادُ، فساد ڈالنا - بگاڑنا مصدر افعال - اَفْسَدَ - یُفْسِدُ مُفْسِدٌ اَفْسِدْ - لَا تُفْسِدْ

فِی الْاَرْضِ

(در زمین - زمین میں)

اے لَا تُفْسِدُوْ فِی اِھْلِ الْاَرْضِ وَ سُکَّانِھَا کہ لوگوں کی آسایش اور آرام میں خلل انداز نہ ہوں -

فِی، ظرفیہ - الارض - اے الحرم او البلاد الاسلامیۃ یہ لفظ مونث ہے (اَرَضَات - اُرُوض - اَرَضُوْنَ أراض - الاراضی) جمع - اور ذکر ارض مجرد تاکید ہی کے لیئے نہیں بلکہ اس سے اس امر پر تنبیہ کرنا مقصود ہے - کہ فساد مطلقًا بری چیز ہے خصوصًا ایسے منعم محسن کے مملوکہ دار میں جسنے تمکو اسمیں رہنے کی اجازت دی ہے اور جس سے تم مطمئن ہوکر زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی برا اور قبیح ہے - قال قائل

واقبح خلق اللہ من بات عاصیًا
لمن بات فی نعمائہ یتقلب -

قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ

(بگویند جز این نیست کہ ما صلاح کاریم - کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں ہم سنوارنے والے ہیں - صلاح کار ہیں)

قَالُوْا، ج مضـــارع بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط -

اِنَّمَا، کلمہ مفید حصر - یہ مرکب ہے اِنَّ، حرف مشبہ بفعل اور مَا کافہ

سے - لیکن بحر میں ہے کہ مفید حصر سیاق کلام ہے اور انما حصر کے لئے موضوع نہیں ہے
والمعنی اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ - مقصورون علی الاصلاح المحض الذی لم یشبہ شئی من وجود الفساد وقد بلغ فی الوضوح بحیث لا ینبغی ان یرتاب فیہ -
نَحْنُ ضمیر جمع منفصل اسم مضمر مرفوع المحل
مُصْلِحُوْنَ جمع مصلح اسم فاعل وہ لوگ جنکو افعال عقلاً و شرعاً تحسین کے قابل ہیں صلاح حاصل ہونا شئے کا حالت مستقیمہ نافعہ پر مصدر الاصلاح -

الا انهم هم المفسدون

(بدانند یہ تحقیق ایشانند فساد کنندگان خبردار ہو تحقیق وہی ہیں تبہ کاراں)
الا[۱]، حرف تنبیہ - هم ضمیر فصل
اَلْمُفْسِدُوْنَ، جمع مفسد اسم فاعل -

ولكن لا يشعرون (١٠)

(ولاکن آگاہ نمیشوند - پھر نہیں سمجھتے) اس میں اشارہ ہے بمبالغہ فساد میں کہ گویا اُن کا فساد محسوس بالمشاعر ہے - اگرچہ وہ اسکو معلوم نہیں کر سکتے -
لٰکِنْ[۲]، حرف - استدراک -
لَا یَشْعُرُوْنَ - ج - مضارع مصدر الاشعار واقف ہونا - مصدر افعال

وإذا قيل

وَ - اِذَا، اسم ظرف متضمن معنی شرط
قِیْلَ، فعل مجہول

---

٥١ الا[۱]، حرف تنبیہ یہ حرف اپنے مابعد کے وجود اور اثبات پر تنبیہ کرتا ہے - کیونکہ ہمزہ استفہام انکاری جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو ثبوت کے معنی دیتا ہے اسلئے کہ نفی کی نفی مستلزم ثبوت ہوجاتی ہے اور کہتے ہیں یہ لفظ بسیط ہے مرکب نہیں (جمل)

٥٢ - لکن، یہ حرف عطف ہے پہلے کلام میں جب کوئی شبہ آجاتا ہے تو اس کے دفع کرنے کے لئے یہ کلمہ عبارت میں لایا جاتا ہے ١٢

لھم، جار مجرور ظرف لغو

یا لھم مفعول بہ

قول - محذوف مفسر

لا تفسدوا، جملہ تفسیر

قالوا، فعل مع الفاعل

انما، کلمہ مفید حصر

نحن ... مبتدا

مصلحون، خبر

لا تفسدوا، فعل ... مع الفاعل

فی الارض، جار مجرور ظرف لغو

ھو، محذوف ... مبتدا

لے اذا قیل لھم قول ھو لا تفسدوا فی الارض

الا، حرف تنبیہ۔

اِنَّ، مشبہ بالفعل

ھم، ضمیر اسم

ھم ... مبتدا جملہ اسمیہ خبر

المفسدون، خبر

لٰکن، حرف استدراک

لا یشعرون - فعل ضمیر مستتر فاعل

انھم مفسدون، محذوف مفعول

اور یا ان وبال ذٰلک الفساد یرجع الیھم مقدر ہے اور یا انا لنعلم انھم مفسدون مقدر ہے اور

الا انھم ھم المفسدون افادہ لازم فائدہ خبر ہے اس بنا پر کہ وہ عالم بالخبر ہیں اور اس سے انکار کرتے ہیں - جیسے کہ ان کی دائمی عادت ہے۔

اور یا محذوف ملتوی نہیں ہے اور اس میں تسلی ہے آنجناب صلعم کے لئے کہ جاہل کے مقابلہ میں اہل علم کو زیادہ زیادہ مترود نہ ہونا چاہیئے اور

لہ - اس کا عطف یقول پر ہے - یا من الناس من ۲ اسکی مخالفت کو خیال میں لانا ہی مناسب ہے

۲ یقول پر دعویٰ کیا اور الا منافقین سے دعویٰ ایمان اور اس میں ان کی تکذیب کو بیان کیا ہے اور یہ بتایا ان کے اپنی کو باطل میں بیان کیا ہے اور فساد کو صلاح اور قبیح کو حسن سمجھتے تھے

ف - ان آیات میں منافقین کی بعض ناشائستہ حرکتوں اور ضرر رساں عادتوں کا بیان ہے کہ - انکی عادت تھی کہ فریقین میں اپنا رسوخ اور اعتماد قائم رکھنے کے لیے مسلمانوں کے مشورے اور ان کی چھپی باتیں کفار سے جاکر کہتے - اور کفار کی سچی جھوٹی کیفیت مسلمانوں پر ظاہر کرتے لہذا طرفین میں غیر معمولی اشتعال اور بے وجہ تنازع اور کشیدگی پیدا ہوجانے کے خوف سے جب ان کو مصلحۃً فہمایش کیجاتی کہ ایسی حرکتوں سے باز آؤ فتنہ و فساد پیدا نہ کرو - اول تو وہ اپنی حرکتوں سے بالکل انکار کر دیتے تھے - اور جھوٹی قسمیں کھاکر مکر جاتے تھے اور اگر کوئی حرکت انکے ذمے ثابت ہو جاتی جس میں انکار نہ کرسکتے تو اسکی تاویل کرنے لگجاتے اور کہتے یہ باتیں ہمنے بغرض اصلاح کی تھیں - کیونکہ ہم نہایت ہی صلح پسند اور امن دوست ہیں ہمارا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا - مخبر صادق انکی طبعی خباثت اور جبلی قساوت سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ یوں نہیں بلکہ وہی مفسد و فتنہ پرداز ہیں اور بیشک مفسد ہیں لیکن ان کے فتنہ و فساد کا وبال انہیں کی گردن پر عاید ہوتا رہتا ہے اور آیندہ بھی انہیں کیطرف رجوع کرے گا مگر یہ لوگ اسے معلوم نہیں کرسکتے - اور ان کی ایک یہ بھی عادت تھی کہ وہ پورے پورے شرائع اسلام کے پابند نہ رہتے تھے اور ظاہر ہے کہ قانون امن کی پابندی نہ کرنا فتنہ و فساد کا موجب ہے -

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ

و چون گفتہ شود	ایشانرا کہ	ایمان آرید	چنانکہ ایمان آوردند	مردمان
اور جب کہا جاتا ہے	واسطے انکے	ایمان لاؤ	جیسا ایمان لائے ہیں	لوگ

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ

بگویند آیا ایمان آریم چنانچہ ایمان آوردند بیخردان آگاہ شو تحقیق

کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف خبردار ہو تحقیق

ھُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑬

ایشاں اند بیخردان ولیکن نمی دانند

وہی ہیں بیوقوف ولیکن نہیں جانتے

(و چون گفتہ شود ایشاں را - اور جب انکو کہا جاتا ہے)

اِذَا شرطیہ قِیْلَ ماضی ا - ع بمعنی مضارع -

لَھُمْ مرجع ضمیر مَن یقول باعتبار معنی -

(ایمان آرید - ایمان لاؤ)

یعنی خدا اور رسول کے احکام اور شرائع حقہ کی پیروی کرو -

لے اٰمِنُوْا باللّٰہ و برسولہٖ اوَ

بکتابہ حذف موصن بہ کمال ظہور پر مبنی ہے اور یا اٰمنوا بمعنی افعلوا الایمان ہے -

اٰمنوا ماضی ج - ع امر مصدر الایمان

(چنانکہ گرویدند مردمان - جیسا کہ ایمان لائے لوگ)

کَمَا - اسے مثل مَا - ك حرف بمعنی مثل و مَا کافہ - کسی مضمون کو واضح صورت میں بیان کرنے کے لئے اس کلمہ کا استعمال کیا

لے - اذا یہ حرف مستقبل کے ساتھ مخصوص الاستعمال ہے - اگر ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسکو مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے اور کہاہے کہ اسجگہ بمعنی لَو ہے - انکے پوشیدہ کفر کے اظہار کیلئے گویا انکی حالت ایسی ہے کہ اگر ان سے یہ کہا جائے کہ ایمان لاؤ تو وہ ضرور اس سے انکار کرجاتے ہیں گے

جاتا ہے اور یا ما مصدریہ ہے

اے امنوا ایمانا مشابھا

لایمانھم وعلی الکف حققوا ایمانکم

کما حقق ایمانھم

آمَنَ، ماضی ا ع **النَّاسُ**[1] - ال

عہدی اور اس سے مراد وہ حضرات

ہیں - جو ان کی جنس سے اسلام

لائے ہیں مثل عبداللہ بن سلام

وغیرہ اور یہی مناسب ہے بقرینہ

جواب (ھم السفہاء) یا جنسی -

والناس - اسم جمع اصل اناس

بگویند آیا ایمان آریم - کہتے ہیں کیا

ہم ایمان لائیں - یا کہتے ہیں ہم ایمان

نہیں لاتے -)

قالوا ، ج - ماضی ع بمعنی مضارع بوجہ اذا

أ ، ہمزہ استفہام انکار ابطالی اے

لا یکون ذالک اصلا -

نؤمن، ج - مضارع م (چنانکہ گرویدند

بے خردان - جیسے ایمان لائے

بیوقوف - یا ناسمجھ)

آمَنَ ، ا - ماضی ع بمعنی جمع باعتبار فاعل

السُّفَهَاءُ جمع سفیہ مردم خفیف

الرائے اور وہ بیوقوف جو نفع دینے

والی باتوں اور ضرر و نقصان پہنچانے

والے امور میں تمیز نہ کرسکے سفاہت

کے لغوی معنی خفیف اور ہلکے پن

کے ہیں - چنانچہ جب ہوا کسی شے

کو اڑا کر لیجاتی ہے تو کہا کرتے ہیں

[1] - الناس - ال اگر عہدی ہے تو اس سے آنجناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات اور آپکے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا عبداللہ بن سلام وغیرہ حضرات مراد ہیں اور اگر جنسی ہے - تو وہ اشخاص مراد ہیں جو مستجمع خصائص انسانی ہیں - اور الناس اسم جمع ہے نہ جمع کیونکہ فعال اوزان جمع سے نہیں اور الف ولام اس کا عوض ہمزہ محذوفہ ہے اور اصل اناس ہے -

سفہت الرجل الشیٔ لیکن اکثر استعمال
اسکا نقصان عقل وخفت رائے میں
ہوتا ہے۔ مراد اس سے الناس
مذکورین ہے یا جنس سفہاء۔
(ہدایت بدبختی اپنا نہ چھوڑا ان چھوڑوا
ہو۔ تحقیق وہی ہیں بیوقوف

السفہاءؔ جمع سفیہ مردم خفیف الرأی
ھمؔ[1] ضمیر فصل مفید تاکید وحصر
(لیکن نہیں واشد۔ اسکے پر نہیں جانتے)
لا یعلمونؔ، ج۔ ع۔ مضارع منفی برعایت
سفاہت مناسب مقام ہے کیونکہ
سفاہت خفت عقل کو کہتے ہیں۔

[1] ۔ ھو ضمیر فصل یہ ضمیر صیغہ مرفوع کے ساتھ آتی ہے اور متکلم مخاطب اور غائب اور مفرد وغیرہ ہونے میں اپنے ماقبل سے مطابق ہوا کرتی ہے اسکا وقوع صرف مبتدا یا ایسی چیز کے بعد ہوا کرتا ہے جس کی اصل مبتدا ہو اور کہا گیا ہے کہ اس خبر کے بعد بھی جو مبتدا بننے والی اور اسم ہو اسکا وقوع ہوتا ہے مثلاً واولٰئك هم المفلحون ۔ وانا لنحن الصافون. كنت انت الرقيب عليهم تجدوه عند الله هو خيراً. ان ترن انا اقل منك كالاً هؤلاءِ بناتي هن اطهر لكم ۔ اور اخفش نے ضمیر منفصل کا حال اور ذی الحال کے مابین واقع ہونا بھی جائز قرار دیا ہے اور اسکی تمثیل میں، قولہ تعالیٰ، هن اطهر لكم نصب کے ساتھ پیش کیا ہے جرجانی اس کا وقوع فعل مضارع کے قبل روار کھتا ہے اور اسکی مثال قولہ تعالیٰ، هو يبدئ ويعيد،، سے دیتا ہے ۔ اور ابوالبقاء نے اسی قسم کی مثال قولہ تعالیٰ، ومكر اولٰئك هو يبور،، کو بھی بتایا ہے ضمیر منفصل کے لئے اعراب کا کوئی محل نہیں ہوتا اور اسکے تین فائدے ہیں۔

(۱) اس بات کی خبر دینا کہ اسکا مابعد خبر ہے نہ کہ تابع یعنی بدل یا صفت وغیرہ
(۲) تاکید اور اسی وجہ سے کوفیوں نے اس کا نام "دعامہ" قرار دیا ہے کیونکہ اس کے ساتھ

العلم۔ جاننا مصدر رک ف۔ عَلِمَ
یَعْلَمُ۔ عَالِمٌ۔ مَعْلُومٌ۔ اِعْلَمْ۔ لَاتَعْلَمْ

اذا، شرطیہ۔ قیل، فعل
لھم، جار مجرور ظرف لغو
اٰمنوا کما آمن الخ
نائب فاعل
قالوا، فعل مع الفاعل
انؤمن، ... مقولہ
امنوا ... فعل با فاعل
ایمانا محذوف مصدر موصوف
ک بمعنی مثل ... مضاف
ما ... مصدریہ
امن ... فعل
الناس ... فاعل
اے اذا قیل قول ھو امنوا مثل ایمان الناس۔

قالوا، فعل مع الفاعل
انؤمن، فعل با فاعل
ایمانا، محذوف موصوف
کما امن السفہاء، صفت
ک بمعنی مثل ... مضاف
ما، ... مصدریہ
امن، ... فعل
السفہاء، فاعل
ای قالوا انؤمن ایمانا مثل ایمان السفہاء
الا، حرف تنبیہ۔ ان، مشبہ بالفعل
ھم، ... اسم
ھم ثانی ضمیر فصل السفہاء خبر
و لکن۔ لا یعلمون، جملہ فعلیہ استدراکیہ
کہ یوں نہیں بلکہ یہی سفیہ ہیں لیکن
اپنی سفاہت اور اسکے اثر سے
واقف نہیں ہیں۔

بقیہ نوٹ
کلام کی ویسی ہی تقویت ہوتی ہے جسطرح ستون سے سقف کی پائیداری مقصود ہوا کرتی ہے
اور اسی اصول پر بعض لوگوں نے یہ قاعدہ بنادیا ہے کہ ضمیر منفصل اور ضمیر متصل کے
مابین الکجائی نہیں کیجا سکتی چنانچہ (زید نفسہ ھو الفاضل) کبھی نہ کہا جائیگا (۲۷) اختصاص

ف۲۔ منافقین کی یہ تیسری ناشایستہ حرکت ہے۔ یہ لوگ کفار سے زیادہ میل جول رکھتے تھے اور شرکت تقسیم غنائم کے سوائے احکام شرعیہ کے چنداں پابند نہ رہتے تھے۔ نصیحتاً یا بطور اصلاح اگر ان سے کہا جاتا۔ کہ ایمان لاؤ۔ یعنی دوسرے مسلمانوں کی طرح پورے طور پر شرعی احکام کی پابندی کرو شعائر اسلام کی عظمت کرو۔ تو جواب دیتے کہ ہم بیوقوفوں کی طرح کا ایمان نہیں لا سکتے اپنے کاروبار چھوڑ کر دن رات مسجدوں میں پڑے رہنا اور ہر وقت پیغمبر کے ارد گرد گھومتے رہنا ہم سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ خوشامد کرنے والوں چاپلوسوں اور منافقوں کا طرز ہے۔ ہم سیدھے سادھے مسلمان ہیں اور اسلام کے سچے اصولوں کے پابند ہیں اور ہم انہیں کی پابندی کو لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن عالم الغیب ان کی منافقت کے اظہار میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے مسلمانو! ان بیوقوف احمقوں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی زیادہ سفیہ و بیوقوف نہیں ہو سکتا چندروزہ دنیوی منافع اور نفسانی خواہشوں کو دائمی عیش اور روحانی زندگی پر ترجیح دینا۔ دنیا کے

یہی خاص بنا دینا زمخشری نے بیان کیا ہے کہ قولہ تعالیٰ "اولئک ھم المفلحون" میں تینوں فائدے ایکساتھ موجود ہیں۔ وہ کہتا ہے اس ضمیر منفصل کا یہ فائدہ ہے کہ وہ اپنے مابعد کے خبر ہونے پر دلالت کر رہی ہے اور اسکو صفت نہیں ٹھہراتی ودوم تو کید کا فائدہ دیتی ہے۔ اور سوم اس بات کا ایجاب کر رہی ہے کہ مسند کا فائدہ خاص مسند الیہ ہی کے لئے ثابت ہے نہ کہ اس کے سوائے کسی اور شے کے لئے۔

(اتقا)

بدلے آخرت کے نصیب کو بیچ ڈالنا کیا اُسے عقلمندی کہتے ہیں؟ نہیں
بلکہ یہ غایت درجہ کی حماقت ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے سفاہت سے
واقف نہیں۔

اور ممکن ہے کہ یہ مقولہ منافقین کا ہو جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہوتا ہے
تو مطلب آیت یہ ہے کہ جب منافق آپس میں بات چیت کرتے اور دستور
ہے کہ مشورت میں ہر پہلو پر گفتگو ہوتی ہے لہذا اثنائے بحث میں کبھی
ان کی یہ گفتگو بھی ہوتی تھی کہ آؤ ہم خالص مسلمان ہو جائیں یا بعض کہتے
کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح خالص مسلمان ہو جاؤ تو جواب میں دوسرے
منافق یہ کہتے تھے۔ کہ ہم بھی دوسرے بیوقوفوں کی طرح بیوقوف
ہو جائیں۔ کہ بیوقوفوں کی مانند ایمان لائیں اور اللہ تعالےٰ نے انکی
اس گفتگو کو نقل کر کے یہ امر ظاہر کر دیا کہ درحقیقت منافق ہی بیوقوف ہیں
مگر وہ اس کو سمجھتے نہیں۔ خلاصۂ مطولات۔

لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کلام علمائے منافقین اور انکے
احبار کا ہے۔ کہ اثنائے گفتگو میں جب کبھی ان سے وہ لوگ جو اسلام
کی طرف مائل تھے یا وہ جو کہ متردد تھے کہتے کہ تم بھی ایمان لاؤ جسطرح
کہ ہم میں سے بعض علمائے کتاب ایمان لائے ہیں۔ تو وہ استہزاءً
یا بطور تشنیع یا ظاہرا اپنی عظمت بڑھانے کے لئے جواب میں کہتے
کہ کیا ہم ان معمولی لوگوں کی طرح ہیں جن کا ایمان لانا اور نہ لانا مساوی
ہے اور کیا ہمارا ایمان عام لوگوں کی مانند ہے جو کسی حساب و شمار میں

نہیں - ہم برگزیدۂ خلائق ہیں - اور مقربان خداے عظیم کی یادگار ہیں اگر
ہمیں خاص طور پہ ایمان لانے کے لئے القا ہو یا کسی اور طریق سے
بواسطۂ وحی ہمیں مامور کیا جاسے تو البتہ یہ ہو سکتا ہے - عوام الناس
کی طرز پہ ہم ایمان نہیں لا سکتے - اور نہ ہماری شرافت کے شایان ہے -

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ

و وقتیکہ ملاقات میکنند با اہل ایمان گویند ایمان

اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

آوردہ ایم و چون تنہا شوند با شیاطین خود گویند ہر آئینہ

لائے ہیں ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف سرداروں اپنے کے کہتے ہیں بہ تحقیق

مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

با شما ایم جز این نیست کہ ما تمسخر کنندگیم

ہم ساتھ تمہارے ہیں سوائے اسکے کہ ہم ٹھٹھا کرتے رہیں

(۱۶) (۷۸) و وقتیکہ ملاقی شوند - اور جب ملتے ہیں)
اذا شرطیہ -
لقوا (لقیوا) ماضی ج - ع بمعنی مضارع
اللقاء و اللقی ، سامنے آنا - ملاقات
کرنا روبرو ہونا - ملنا مصدر ک ف

ناقص - لقی - یلقی - لقاءً لقاءۃً
و لقایۃً و لقیانًا و لقیانًا و
لقیانۃً و لقیانۃً فلانًا بمعنی
استقبلہ - صادفہ - راٰہ -
لاقٍ - ملقٍ - الق - لا تلق -

یا اہل ایمان - ان سے جو ایمان لائے ہیں
ایمان والوں سے -)
الذین، جمع اسم موصول -
اٰمنوا، ماضی ج م غ
(میگویند ایمان آوردیم - کہتے ہیں
ہم مسلمان ہوئے) اور یہ تکرار نہیں
ہے کیونکہ آیت اول میں انکے
خداع کا اظہار کیا گیا ہے اور اس
آیت میں ان کی عندالملاقات کے
حالات کا بیان مطلوب ہے -
قالوا، ماضی ج م غ بمعنی مضارع بوجہ
جواب شرط -
اٰمنّا، اے[1] اخلصنا الذی المشکوک
فیہ ھو الاخلاص - اٰمنا ماضی ج م
(و وقتیکہ خلوت کنند - اور جب اکیلے
ہوتے ہیں)
اصل میں خلوۃ خالی مکان وزمان کو
کہتے ہیں - یقال خلوت بہ و
الیہ اذا انفردت معہ - صلہ کا
الیٰ ب - معہ آتا ہے -
خلوا (خلووا)، ماضی ج م غ بمعنی مضارع
اَلْخُلُوُّ - وَالْخَلْوَۃُ اکیلا ہونا - تنہا
ملنا - مصدر ف - ض - ناقص
خَلَا - خَلْوَۃً - وخُلُوًّا وخَلَاءً بہ
ومعہ والیہ بمعنی اجتمع معہ علیٰ
خلوۃ - یخلو - خالٍ - مخلوٌّ - اُخلُ
لَا تَخْلُ
(یا شیاطین خود - اپنے سرداروں
کی طرف - یا اپنے شیاطین کے
پاس -
اے اذا خلوا مع شیاطینھم
یقال خلا الیہ اے اجتمع معہ
فی خلوۃ
الیٰ حرف جر - صلہ بمعنی مَعَ
کما فی قولہ "من انصاری الی
اللہ -
اے مع اللہ -
شیاطین، جمع شیطان شریر وسرکش

[1] اے اخلصنا اسجگہ اٰمنا بمعنی اخلصنا وصدقنا ہے جو محل اشتباہ تھا ورنہ منافقین کے زبانی اقرار میں کسی کو شک وشبہ نہ تھا -

ومفسد بماخذ[1] شطن - یا شاط ہے

اسجگہ شیاطین سے ان کے سردار

مراد ہیں - جو تمرد و سرکشی میں مماثل

شیطان ہیں - کافر ہوں خواہ منافق

ھم، ضمیر راجع - بمن یقول باعتبار

معنی -

(گویند ہر آئینہ ما باشمائیم - کہتے ہیں

ہم تمہارے ہی ساتھ ہیں -)

قالوا، ماضی ج ع بمعنی مضارع بوجہ

جواب شرط -

انا، (ان - نا) انّ، حرف مؤکد

مضمون جملہ - نا ضمیر متکلم -

مع، (ہمراہ ساتھ شریک) اسم ظرف

(جز این نیست کہ ما استہزاء کنندگانیم

یا مسخرہ میکنیم - سوائے اسکے نہیں

کہ ہم ہنسی یا مسخری کرتے ہیں -)

انما، کلمہ مفید حصر

مستھزءون، جمع مستھزئ

اسم فاعل -

(خدا تمسخر میکند بایشان - یا خدا جزائے

استہزاء می دہد ایشان را -

خدا انکو ان کی ہنسی کا بدلہ یا مسخری

کرنے کی سزا دیتا ہے -)

یستھزئ، مضارع ا ع - الاستھزاء[2]

تمسخر کرنا دل لگی اور ہنسی کے

طور پر برائی چھپا کر موافقت ظاہر کرنا

---

[1] - ماخذ شیطان بروزن فیعال شطن سے ماخوذ ہے - جسکے معنی اصلاح اور بھلائی سے دور ہونے اور دوسرے کو اسکے نیک ارادے اور اعلیٰ قصد سے برگشتہ کرنے کے ہیں - اس تقدیر پر اسکا نون اصلی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان بروزن فعلان لفظ شاط سے مشتق ہے جسکے معنی اپنے مرتبہ سے تجاوز کرنے - ہلاک ہونے اور باطل ہونے کے ہیں اسوقت اسکا نون زائد ہے اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ شیطان کا ایک نام باطل بھی ہے -

[2] - الاستھزاء - لغت میں اسکے معنی خفت اور ہلکے پن کے ہیں اصل اس کا ھزء بمعنی

مصدر استفعال - استہزءَ - یَستہزِءُ - مُستہزِءٌ - اِستہزِءْ - لَاتَستہزِءْ - (و مہلت و یہ ایمہارا - اور بڑھاتا ہی انکو	اسے - یمدھم فی العمر او یزیدھم او یقویھم من مد الجیش اذا زادہ وقواہ - واصلہ الزیادۃ

رفتار تیز و قتل ناگاہ ہے یقال ھَزَءَ - یھزءُ - اذا مات مکانہ و ناقتہ تھزآءُ بہ اسے لشرع اور عرف مین اظہار موافقت با بطان ما یجرِی مجری السُوءِ بطریق تمسخر کو کہتے ہین - یہان پر استہزاء سے جزاء استہزاء مراد ہے یا یہ کہ منافقین کی استہزاء کا ضرر بالآخر انہین کی طرف رجوع کرنے والا ہے جس سے ذلت و حقارت ایک لازمی امر ہے - علماء نے اس بارہ مین کہا ہے کہ جس صفت کا اطلاق خداوند تعالی پر حقیقۃً محال معلوم ہو اسے اسکے لازم کے ساتھ تفسیر کر لینا چاہیے امام فخر رازی کا قول ہے کہ تمام اعراض نفسانی یعنی رحمت - فرحت - سرور - غضب حیا - مکر - تمسخر - استہزاء اور اس طرح کی جتنی چیزین نفس کو لاحق ہوا کرتی ہین ان مین سے ہر ایک کا کوئی آغاز (اوایل) اور انجام (غایت) ضرور ہوتا ہے - مثلاً غضب (غصہ) کو لیا جائے - اس کی ابتداء قلب مین حزن کے جوش مارنے سے ہوتی ہے اور اسکی غایت (انتہائی غرض و نتیجہ) اس شخص کو نقصان پہونچانے کا ارادہ ہے جسپر غصہ آیا ہو لہذا غضب کا لفظ خدائے تعالے کے حق مین قلب کا خون جوش مارنے پر کبھی محمول نہ کیا جائے گا - بلکہ اسکا حمل غرض پر ہوگا یعنی ضرر رسانی کے ارادہ پر اسی طرح حیا کی ابتداء وہ انکسار ہے جو کہ نفس (طبیعت) مین ہوتا ہے اور اس کی غایت فعل کا ترک کر دینا ہے اس لحاظ سے حیا کا لفظ خدائے تعالے کے حق مین ترک فعل پر محمول ہوگا نہ انکسار پر - اسیطرح لفظ استہزاء ہے

والمد والامداد واحد غیر انّ
المد کثیراً ما یستعمل فی الشر
والامداد فی الخیر کما فی قولہ
امددناکم باموال و بنین۔
المدُّ ، ملنا شئے کا دوسری شئے
سے اسطرح کہ اسکو قوی اور زیادہ کری
ملنے والی شئے کو مدد کہتے ہیں اور
مدد کے اصلی معنی زیادہ کے ہیں و
بمعنی امہال یعنی چھوڑنا اور ڈھیل
دینا اسی سے ہے مدالعمر لیکن
یہاں پر معنی اول مناسب ہے۔
مصدر۔ ف۔ ن۔ مضاعف۔
مَدَّ یَمُدُّ۔ مَادٍّ مَمْدُوْدٌ۔ اُمْدُدْ
لَا تَمْدُدْ۔ ھم ، ضمیر راجع بمن
الناس۔ یا من یقول۔
اور گمراہی اینہا سرگرداں باشند
انکو ان کی شرارت میں بہکتے ہوئے
طغیان۔ حد مقررہ سے تجاوز کرنا۔
سرکشی و نافرمانی۔ شریعت میں

افراط اور کفر و الحاد میں غلو کرنا۔
جب پانی اپنی مقررہ حد سے تجاوز
کرجاتا ہے تو کہتے ہیں طغی الماء اور
ایسے جب کوئی شخص حدود شرعیہ
کی پرواہ نہیں رکھتا اور عصیان
میں منہمک ہوجاتا ہے تو کہتے
ہیں انہ طغا کیونکہ وہ متمرد و متجبر
نہ تھے بلکہ اپنی خباثت پر مقر و مصر
تھے۔
یعمھون ، ج ۔ ع ۔ العمہ
مختل و پریشان و متردد و حیران ہونا۔
العمی کوری چشم والعمہ کوری باطن
مصدر ک ن عَمِہَ یَعْمَہُ عامِہٌ
اِعْمَہْ لا تَعْمَہْ یقال عَمِہَ
یَعْمَہُ کَتَعِبَ۔ یَتْعَبُ عَمْہاً
وعمھاناً فھو۔ عَمِہٌ وعامِہٌ
و عمھاء اور کہا ہے عمہ سر جھکانا
ایسے طور پر کہ سامنے سے آتی ہوئی
چیز نظر نہ آ سے مراد ابھا کی واصرار

اور یہی مناسب ہے منافقین کی حالت سے۔

و۔ اذا، اسم ظرف متضمن معنی شرط۔
لقوا، ... فعل مع الفاعل
الذین، ... موصول
امنوا، جملہ فعلیہ صلہ
قالوا، ... فعل مع الفاعل
امنا،
بما الخنثو یہ مفعول جملہ فعلیہ مقولہ
و۔ اذا۔ خلوا فعل مع الفاعل
الی، حرف جار
شیطینھم، مجرور
قالوا، فعل مع الفاعل
ان، حرف مشبہ بالفعل
نا ضمیر ... اسم
معکم، مضاف
کم، مضاف الیہ

اسے قالوا انا کا نون معکم

پس ظرف قائم مقام خبر ان کے ہے
ومعنی الآیۃ اذا خلوا اسے اذا
انفردوا ورجعوا الی شیطینھم
ویا اذا انفردوا مع شیطینھم
یعنی صاحب جمل کہتے ہیں کہ الی
کا متعلق محذوف ہے اور یا الی
بمعنی مع ہے۔ وتقدیر عبارت
اذا خلوا۔ اذا انفردوا عنھم
ورجعوا الی شیطینھم ہے ویا
انفردوا مع شیطینھم ہے۔
انما، کلمہ حصر نحن، مبتدا
مستھزؤن، ... خبر
لان المستھزئ بالشئ والمستخف
مصر علی خلافہ اور یا بدل ہے
جملہ اول سے لانہ من حقر الاسلام
فقد عظم الکفر۔
ویا جملہ مستانفہ ہے۔ گویا جب انہوں نے
شیاطین سے مل کر کہا انا معکم
تو انہوں نے کہا اگر یہ سچ ہے تو

پھر تم کس طرح اسلام کا دعویٰ کرتے ہو
اور اہل اسلام سے کیونکر ملتے ہو۔ تو
انہوں نے کہا۔ انما نحن مستھزؤن (منظ)
اللّٰہ .... مبتدا
یستھزئ فعل مع الفاعل
بھم جار مجرور ظرف لغو
یعنی یہ جملہ مقولہ کفار نحن مستھزؤن
کے جواب میں ہے کہ اے منافقین
تم کیا تمسخر کرو گے اللہ تم سے استہزاء
کرتا ہے۔ کہ تمہیں ڈھیل دیکر ایک

درجہ عذاب کا اور بڑھا دیتا ہے۔
ولم یقل اللّٰہ مستھزئ بھم
لتجدد الاستھزاء بھم حینًا
بعد حینٍ الا یرون انھم یفتنون
فی کل عام مرۃ او مرتین۔ (منظ)
و یمدھم، فعل مع الفاعل
ھم، ذی الحال .... مفعول
مصدر مضاف لفاعلہ یا جملہ یعمھون
فی طغیانھم کی ضمیر سے حال ہے ۱۲ اجمل
ظرف لغو یعمھون۔ حال

ف ۔ منافقین کی یہ چوتھی خصلت ہے۔ ان آیات میں فریقین کے ساتھ ان کی طرز معاملت وکیفیت معاشرت کا اظہار دیا ہے منافقین کی یہ عادت تھی کہ جب بزرگان دین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مجلس میں شریک ہوتے یا راستہ چلتے کہیں ملجاتے۔ تو نہایت ادب سے جھک کر دست بوسی کر لیتے۔ چاپلوسی اور خوشامد سے اسلام اور اہل اسلام کی تعریف کرتے اور تکلفاً اپنے آپکو سچا مسلمان اور پکا دیندار ٹھہراتے لیکن جب کفار سے ملتے تو اپنے اخلاص اور خیر خواہی کے اظہار میں نہایت زور سے کہتے ہم تو تمہارے ہی ہیں ۔ اور تمہارے زور بازو ہیں اور جب وہ یہ کہتے کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو تو بتاؤ مسلمانوں

کے ساتھ پھر تمہاری نشست و برخاست کیسی ہے۔ اور دعویٰ اسلام کے پھر کیا معنی تو جواب میں کہتے ہم مسلمانوں سے محض دل لگی اور تمسخر سے ملا کرتے ہیں۔ لفظ آمنا کہنے سے کیا ہم مسلمان ہو سکتے ہیں۔ نہیں مگر وہ لوگ اپنی سادہ لوحی اور بیوقوفی سے ہمارے تمسخر کو واقعی تصدیق اور سچا اقرار سمجھ لیتے ہیں۔ عالم الغیب مخبر صادق کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے بیوقوفو تم کیا دھوکہ دے سکتے ہو۔ اور تمہاری قدرت ہی کیا ہے اے مسلمانوں یقین کر لو کہ ہم انکے استہزاء اور اسکے وبال کو انہیں پر لوٹاتے ہیں اور انہیں پر عاید کرتے رہتے ہیں اور گو ظاہراً وہ تمہاری دست برد سے محفوظ ہیں مگر فی الواقعہ نہایت ہی حیران اور پریشان ہیں۔ ہمارا انکو ڈھیل دینا اور عجالۃً گرفت کر لینا ایک مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ اسطرح عذاب کا ایک اور درجہ طے کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے امور پر ہرگز مطلع نہیں ہو سکتے۔

بیضاوی نے اس آیت کے نزول کا سبب یہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن عبداللہ

سلہ۔ عبداللہ بن ابی بن سلول خزرجی منافقوں کا سردار تھا اور آنجناب سرور کائنات کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچا کرتی تھیں۔ اور آنجناب سے ہمیشہ وہ گستاخانہ پیش آیا کرتا تھا۔ لیکن اسکا بیٹا مخلصین صحابہ میں شامل تھا اور اپنے باپ کے طرز اور اسکی بدسلوکی سے تنگ آکر ایک دن اس نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا اور آنجناب علیہ السلام سے اجازت چاہی۔ مگر آنجناب نے اسکو اس ارادہ سے روک دیا اور یہ فرمایا کہ تو اسکے ساتھ بھلائی کر اور اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے ہجرت کے نویں سال ذی قعدہ میں

ابن اُبیؒ اپنے یاروں کے ساتھ کہیں جارہا تھا۔ کہ سامنے سے صحابہ کا

وہ بیمار رہوا باوجودیکہ وہ جناب سرور کائنات کا جانی دشمن تھا مگر آنحضرت اسکی عیادت میں قدم رنجہ فرمایا کرتے آخری وقت آپ نے فرمایا۔ کہ میں تجھے یہود کی دوستی سے منع کیا کرتا تھا مگر تو نے میرا کہا نہ مانا۔ اُسنے وہیں گستاخی سے جواب دیا کہ اسعد بن زرارہ یہود کو دشمن سمجھتا تھا۔ لیکن یہود کی عداوت نے اسکو موت سے نہ چھڑایا۔ اے رسول اللہ یہہ سرزنش کا وقت نہیں۔ بلکہ اخلاق کریمانہ سے امیدر کھتا ہوں۔ کہ میرے فوت ہوجانے کے بعد میرے جنازہ کی نماز آپ بذات خود پڑھائیں گے اور میرے گناہوں کی معافی چاہیں گے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جناب اپنا کرتہ مبارک عطا فرماکر میرا کفن بنائینگے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس چیز کے ساتھ آپ کا پسینہ مبارک لگا ہے وہ دوزخ میں نہیں جاسکتی اور اب میرے پاس اپنی نجات کا اس سے زیادہ کوئی حیلہ نہیں۔ جناب سرور کائنات نے اُسدن دو پیرہن زیب تن فرمائے ہوئے تھے ایک شعار اور دوسرا دثار۔ آنجناب نے اُسی وقت اپنا دثار یعنی اوپر کا کرتہ اُتار کر دیدیا مگر اس نے کہا کہ میں اس پیرہن کی التماس کرتا ہوں جو آپ کے بدن کے ساتھ چپٹا ہوا ہے اور جسپر آپ کے پسینہ مبارک کے اثر ہیں۔ آنجناب نے اسکی خواہش کے موافق وہی پیرہن عطا کر دیا اور اسکے فوت ہوجانے کے بعد حسب وصیت اس کی تکفین غسل کے وقت تشریف فرما ہوئے اور اسکے بیٹے سے جو خالص مسلمان تھا برسم تعزیت بات چیت کرتے رہے۔ جنازہ کے وقت جب آپ آگے بڑہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب کا دامن پکڑکر عرض کی یا رسول اللہ اس منافق نے آپکو بہت سخت تکلیفیں دی ہیں فلاں فلاں دن وہ وہ بُرے کام اس نے کئے ہیں اور اس وقت جناب

ایک گروہ اُس سے ملا جس میں خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم بھی موجود تھے عبداللہ نے اپنے یاروں سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں ان سفیہوں سے دل لگی کروں۔ چنانچہ اُس نے آکر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ خوشخبری ہو اے صدیق قبیلۂ بنی تمیم کے سردار۔ شیخ الاسلام۔ رفیق غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنی جان و مال کو اپنے سچے دوست رسول اللہ علیہ السلام پر بیدریغ خرچ کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا خوشخبری ہو آپ کو قبیلہ بنی عدی کے سردار۔ حق و باطل میں تمیز اور واقعی فرق کا اظہار کرنے والے۔ دین میں نڈر اور قوی۔ اپنی جان و مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرنے والے۔

پھر اُس نے حضرت علی[ل] ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور

بذات خود اسپر نماز پڑھنے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا اُسے عمر میں مخیر ہوں درمیان اسکے کہ اُس کے لئے ستر مرتبہ آمرزش چاہوں اور درمیان عدم آمرزش کے میں نے آمرزش کو اختیار کیا ہے۔ اگر میں یہ جان لوں کہ ستر مرتبہ سے زیادہ اگر اسکے لئے آمرزش چاہوں اور وہ بخشا جائے گا تو البتہ میں اسپر عمل کروں گا قال اللہ تعالیٰ استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے کافروں پر نماز پڑھنے سے آنجناب کو منع کر دیا۔ قال ولا تصل علی احد منھم مات کافرا ولا تقم علی قبرہٖ

[ل] خاتم الخلفاء امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہٗ

سے کہنے لگا۔ خوشخبری ہو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے

کم سن نابالغوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔ آپکا علم سب صحابہ سے زیادہ سمجھا جاتا ہے قال علیہ السلام فی حقہ اقضکم علیؓ۔ ایسے ہی آپ شجاعت میں ضرب المثل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ہیں آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ جن کا حصر مشکل ہے بنی اُمیہ آپ سے عداوت رکھتے تھے۔ اس لیئے اُن اصحاب کو جو آنجناب کی تعریف اور آپ کے مناقب کی روایتیں کیا کرتے تھے۔ وہ اُنہیں تشدد اور تنبیہ کیا کرتے تھے۔ مگر اس کا اثر بالعکس ہوتا تھا اور آپ کے مناقب روز بروز زیادہ مشہور ہوتے جاتے تھے۔ بعد شہادتِ حضرتِ امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ سوم کے آپ نے چار برس نو مہینے آٹھ دن خلافت کی ہے۔ معاویہؓ کے سوائے اور بعض چند انکے لواحقین کے تمام مہاجرین و انصار نے اُن سے بیعت کرلی تھی۔ آپ کی خلافت کا تمام زمانہ باغیوں اور خارجیوں کے ساتھ جہاد کرنے میں صرف ہوا ہے۔ درحقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ رائے تھی کہ اول تمام لوگ بیعت کرلیں اور احاطۂ اطاعت میں آجائیں پھر حضرت عثمانؓ خلیفۂ ثالث کا ولی آپ کے خون کا دعوی کرے پھر اقامت بینہ کے بعد موافق شرع شریف اس کا فیصلہ کیا جاسے انکے مخالفین یہ کہتے تھے کہ علی کرم اللہ وجہہ سب سے پہلے قاتلین عثمانؓ کی تلاش کرکے انکو ہمارے حوالہ کریں یا آپ قتل کرڈالیں اسی کشمکش میں نزاع بڑھتی گئی دونوں فریق صاحب اجتہاد تھے بعض صحابہؓ ایسے بھی تھے کہ ان لڑائیوں میں کسی طرح شامل نہیں ہوئے امام احمدؒ

اور اُن کے داماد۔ رسول اللہ کے سوائے تمام بنی ہاشم کے سردار

کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ علیؓ اور معاویہؓ کے حق میں تم کیا کہتے ہو کچھ دیر تک انہوں نے توقف کیا اور پھر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن بہت سے تھے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عیوب کی جستجو کی مگر ان میں کوئی عیب نہ پایا آخر وہ ایک ایسے شخص کیطرف متوجہ ہوئے جو حضرت علیؓ سے لڑا تھا پس حضرت علیؓ کی ضد پر انہوں نے اسکو بہت بڑھا دیا (انتہیٰ) اس میں انہوں نے یہ اشارہ کر دیا کہ معاویہؓ کے فضائل میں لوگوں نے جو روایتیں بیان کی ہیں وہ سب بے اصل ہیں اور موضوع ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں معاویہؓ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کیا تھا جب وہ مر گئے تو اُن کی جگہ سنہ انیس [19] ہجری میں معاویہؓ کو مقرر کر دیا۔ اور بعد میں حضرت عثمانؓ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں انکو اسی حکومت پر قائم رہنے دیا۔ اسکے بعد حضرت علیؓ سے مخالفت ہو گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی اور تمام ملک کی حکومت سے دست بردار ہو کر ملک انکے حوالہ کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے جس سے معاویہؓ نے چالیس [۴۰] برس حکومت کی ہے سولہ برس دونوں خلیفوں کی طرف سے اور چار برس حضرت علیؓ سے لڑنے میں اور بیس [۲۰] برس بعد میں مستقل حکومت کی ہے۔ اور ۵۹ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اہل سنت کا مذہب بالاتفاق یہ قرار پایا ہے کہ جو جھگڑا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں ہوا ہے۔ اس میں حق بجانب حضرت علیؓ تھے اور حضرت معاویہؓ

پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا بیضاوی نے اس حدیث کو بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔

(۱۵) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

ایشاں آن کسانند کہ خریدند گمراہی را عوض ہدایت

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے

فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

پس سود نیافت تجارت ایشاں وراہ یاب نہ شدند

پس نہ فائدہ دیا سوداگری انکی نے اور نہ ہوئے راہ پانے والے

أُولَٰئِكَ (ایشاں آن کساں اند کہ۔ یہی لوگ ہیں کہ)

أُولَٰئِكَ اسم اشارہ جمع اس لفظ سے مذکر و مونث کی ہر ایک جماعت کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ مراد مذکورین بالا جامعین اوصاف ذمیمہ بوجہ بُعد منزلت و سوء حالی اشارہ بعید سے انکو ذکر کیا ہے۔

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ

الَّذِينَ اسم جمع موصول۔ یا نون مبالغہ اسم موصول عہدی یا جنسی (آنکہ خریدند گمراہی را۔ خرید کیا گمراہی کو)

کی خطاء اجتہادی تھی اور چونکہ حضرت معاویہ جلیل القدر صحابی ہیں اسلئے اُس کو طعن اور تبرا کرنا چاہیئے اسی پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی تو عبدالرحمن ابن ملجم نے آپکو شہید کیا۔ جائے شہادت آپ کی جامع مسجد کوفہ ہے اسوقت روئے زمین پر آپ سے افضل و اکمل کوئی شخص نہ تھا۔

اشتروا - مضـ - ج - غ اصل اشتریوا
الاشتراء ، خرید و فروخت کرنا
بعوض شے مملوک غیر مملوک مرغوب
الطبع شئے کا حاصل کرنا لغت میں
نقدی خرچ کرنے والے کو مشتری
اور لینے والے کو بائع کہتے ہیں
مصدر افتعال - ناقص -
اِشْتَرَى - يَشْتَرِيْ مُشْتَرٍ
اِشْتَرِ - لَا تَشْتَرِ
الضَّلٰلَةَ - سیدھی راہ چھوڑ دینا -
گمراہی - و اسباب ہدایت گم کرنا -
مختار طریقۂ دین حقہ سے دور ہو جانا -
(بعوض ہدایت - ہدایت دیکر -
ب ، بمعنی عوض و بدل -
ھدی ، راہ راست و دین
حق و راہنما - و استقامت بر دین حق
(پس سود نکرد - پس نفع نہ لائی
(سود نہ کیا)
ف ، مظہر ترتیب -

مَا ، حرف نفی -
مَارَبِحَت ، مضـ - ا - غ منفی
الرِّبْحُ ، زیادتی و نفع جو راس المال
اور اصل پونجی پر حاصل ہوتا ہے
مصدر ک - ف - رَبِحَ - ربحًا -
و رَبْحًا - و رَبَاحًا فی تجارتہ
بمعنی کسب یَرْبَحُ - رَابِحٌ -
مَرْبُوْحٌ - اِرْبَحْ - لَا تَرْبَحْ -
(تجارت ایشاں - ان کی سوداگری
ان کی تجارت نے)
تجارت نفع حاصل کرنے کے لئے
خرید و فروخت کرنا - و عام کاروبار
سوداگری - بازاری لین دین
مراد تجارات اور یا واحد اس لحاظ
سے کہ گویا وہ تمام ایک ہی تجارت
ضلالہ کے خریدار تھے
ھم ، ضمیر جمع راجع بمن الناس
من یقول -
(رہ نہ شدند راہ یابندگاں -

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين

اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔ یا اپنی مراد کو پہونچنے والے)

لے ما کانوا مہتدین بالتجارۃ اذ المقصود منہا حصول الربح مع سلامۃ راس المال وھم ضیعوا راس المال وھی الفطرۃ وما حصلوا الفضل بادراک الحق ونیل الکمال مہتدی اسم فاعل اھتدی سے ماکانوا ج ع منفی۔ مصدر۔ الکون ف۔ ص۔ کان۔ یکون۔ کائن۔ مکون۔ کن۔ لاتکن۔ مہتدین، جمع مہتد اسم فاعل۔

اُولٰئِکَ، ... اسم اشارہ ہے مذکورین بالا، مشارٌ الیہ — مبتدا

الذین اشتروا الخ — خبر

الَّذِیْنَ، .... موصول

اشْتَرَوُا، فعل مع الفاعل

الضَّلٰلَةَ ..... مفعول

بِالْهُدٰى، ظرف لغو

ف، ماربحت، ..... فعل

تجارت، مضاف
ھم۔ ضمیر، مضاف الیہ — فاعل

و، ماکانوا، فعل مع الاسم

مہتدین، ..... خبر

ویا۔ ماربحت .... فعل

تجارتھم ... ذوالحال فاعل

وماکانوا مہتدین، ..... حال

ف۔ اولئک۔ ان آیات میں منافقین کی حالت کو وضاحت سے بیان

فرمایا ہے۔ اور اس کے انجام کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔
جن کی فطرتی صالح استعدادیں اور عزیز عمروں کے حاصل نفسانی
خواہشوں اور شہوانی لذتوں میں برباد ہو چکے ہیں۔ نور ہدایت
کی انمول پونجی کے عوض اب انکے ہاتھوں میں ضلالت گمراہی۔ حسد بغض
کینہ و عداوت کے سوائے کچھ باقی نہیں اور نہ آیندہ فائدہ کی امید
ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ اصلی پونجی اور راس المال ہی کو کھو بیٹھے ہیں۔
اس تجارت میں راس المال عقل سلیم و صلاحیت نفس ہے۔ علامات الٰہیہ
میں غور کرنے سے صاحب عقل اپنے اصلی مقصود پر پہونچ سکتا ہے۔
لیکن حسد و بغض کے نکمے مشغلوں نے منافقین کے دلوں اور انکی
فکری قوتوں کو اب اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ عقاید حقہ کی طرف مائل
ہو سکیں۔

(۱۶) مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا

داستان ایشان مانند داستان کسے است کہ افروخت آتش را

مثال انکی جیسے مثال اُس شخص کی ہے جو جلاوے آگ

فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

چوں روشن کرد آتش حوالی اورا دور ساخت خدا

پس جب روشن کیا جو کچھ کہ گرد اسکے تھا لے گیا اللہ

بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ

نور این گروہ را وبگذاشت ایشانرا در تاریکیہا ہیچ نہ بینند

روشنی انکی اور چھوڑ دیا انکو بیچ اندھیریوں کے نہیں دیکھتے

(۱۷) صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○

کر اند　گنگا شدہ　کورانند　پس ایشاں　باز نمی گردند

بہرے ہیں　گونگے ہیں　اندھے ہیں　پس وہ　نہیں پھر آتے

مَثَلُهُمْ (داستان ایشاں۔ مثال انکی) مَثَل لغت میں اس بات کو کہتے ہیں جسکا مورد (اصلی حالت۔ پہلی کیفیت) مضرب (موضع بیان) کو اچھی طرح واضح کر دے اور سامع کے دل پر اسکی تصویر کا پورا نقشہ جما دے اَلْمَثَل بالفتح والمثل بالکسر والمثیل کل واحد بمعنی النظیر والمعنی حالھم العجیبۃ الشان۔

كَمَثَلِ الَّذِي (مانند حالت آن کسی است اسکی مانند ہے جس نے) ک، بمعنی مثل ومانند۔ مثل کہاوت وحالت وقصہ امثال جمع۔ اَلَّذِیْ، اسم موصول واحد بجاے جمع یا اصل الذین ہے اور نون حذف ہوا ہے یا بمعنی کل واحد آے مثل کل واحدٍ منھم مثل قول يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا۔ اے یخرج کل واحد منکم۔

اسْتَوْقَدَ نَارًا (برافروخت آتش۔ آگ سلگائے)

سل۔ واحد بجاے جمع یعنی الذی بجاے الذین یا تو اس لحاظ سے ہے کہ الذی اسم جنس ہے اور اس کی طرف لفظ مفرد اور جمع دونوں مضاف کے ساتھ ضمیر راجع ہو سکتی ہے۔ اور یا الذی دراصل الذین ہے نون حذف کر دیا گیا ہے۔ ویا الذی بمعنی کل واحد ہے وکمثل الّذی۔ اے الذین مثل قولہ وخضتم کالذی خاضوا۔ اور واضح ہو کہ الذین جمع الذی نہیں ہے بلکہ وہ بذاتہ مفرد کلمہ ہے زیادتی معنی کے لئے اس میں زیادتی کیگئی ہے۔ ۱۲

اسے قصۂم العجیبۃ کقصۃ
التی استوقد ناراً یعنی استعیر
المثل للقصۃ او الصفت
استوقد بمعنی اوقد مثل استجاب
واجاب اوریا استیقاد یعنی
طلب وقود یعنی سطوع النار اس
تقدیر پہ کلام میں حذف ہے۔
والمعنی طلبوا ناراً واستدعوها
فاوقدوها فلما اضاءت
اسلئے کہ اضاءت طلب پر مترتب
نہیں بلکہ وہ ایقاد پر مترتب ہے۔ ما ضی ع
وقود سے مشتق ہے اور وقود نار
آگ کے روشن ہونے اور اسکی
لپیٹ اُٹھنے کو کہتے ہیں۔
اَلْاِسْتِیقَادُ اگ سلگانا۔ آگ کا
سلگنا۔
مصدر۔ استفعال۔ معتل۔
اِسْتَوْقَدَ۔ یَسْتَوْقِدُ۔ مُسْتَوْقِدٌ
اِسْتَوْقِدْ۔ لَا تَسْتَوْقِدْ۔

نَارًا۔ نار ایک نہایت لطیف روشن
وگرم جلانے والا عنصر ہے ماخذ اسکا
محاورہ عرب نار ینور ہے لِاَنَّ
فیها حرکۃ واضطراب۔ یہ لفظ
مونث ہے اور اصل واو سے ہے
کیونکہ اس کی تصغیر نُوَیْرَۃ اور جمع
نور۔ انور۔ ونیران بقلب واو یا
ماقبل مکسور آتی ہے۔

فَلَمَّا اَضَاءَتْ پس وقتیکہ روشن کردو۔ پس جب کہ
چمکایا)
اے اضاءت النار۔
ف، تفریعیّہ (لما۔ لم۔ ما)
حرف شرط۔ یا ظرف بمعنی حین واذ
اضاءت، چمکا۔ چمکایا ماضی م اع
الاضاءۃ چمکنا۔ چمکانا مصدر
افعال مہموز اللام لازم ومتعد
یقال اضاءت النار بنفسہا و
اضاءت لے غیرھا۔ اَضَآءَ
یُضِیٓءُ۔ مُضِیٓءٌ۔ مُضَآءٌ

آضِیۡٔ۔ لَا تُضِیۡٔ۔

ما حولہ (ما اطراف آں اسکو اطراف کی چیزوںکو) اسے
ماحول المستوقد۔

ما، موصولہ۔ یا زاید

حول، گردا گرد و اطراف۔ مراد لی
ہوئی چیزیں۔ اور یہ ظرف مکان لازم
الظرفیۃ و اضافۃ ہے۔ و یثنی و
یجمع یقال حولیہ واحوالہ و
حوال و حوالیہ پس حول اور ایسے
ہی حوال بمعنی جوانب ہے۔ اور
اصل میں یہ ترکیب موضوع ہے۔
طواف و احاطہ کے لئے ہے اس
لئے سال کو حول کہتے ہیں۔ بوجہ
دور اس کے از روئے فصل و موسم
کے اور کہا ہے اصل میں تغیر شئی
اور اسکے انفصال کو کہتے ہیں اسی
سے ہے استحالہ۔ یقال دار حولہ
وحوالیہ۔

ذہب اللہ (لے برد خداوند روشنی آتش ایشاں را

ذہب اللہ بنورہم ۔ یا دور ساخت نور ایں گروہ را لے گیا
اللہ ان کی روشنی) قال اللہ بنورہم
ولم یقل بنارہم لان النور
ہو المقصودۃ۔

ذہب، لے گیا ماضی الذہاب
والذہوب۔ والمذہب جانا
چلنا۔ مصدر ف۔ ذَہَبَ
یذہب۔ ذاہب۔ مذہوب
اِذہب۔ لَا تذہب۔ وذہب
بہ استصحب۔ وذہب معہ

ب، حرف تعدیہ فعل لازم کو متعدی
بنانے کے لئے لائی گئی ہے۔ اور یہ
حرف جر ہے۔ بواسطہ ہمزہ بھی
متعدی ہوتا ہے۔ یقال ذہب
بہ و ذہب۔ لیکن اسجگہ بواسطہ بآ
متعدی لانے کی یہ وجہ ہے کہ بآ ازالہ و
الصاق و مصاحبۃ کے معنی دیتا ہے
پس ذہب بالشئی سے یہ مراد ہوتی
ہے انہ استصحبہ و امسکہ

عن الرجوع الی الحالۃ الاولی
اور اذھب سے یہ معنی مراد نہیں
لے سکتے۔ ابو العباس کہتے ہیں
ان ذھبت بزید مقتضی ہے
ذہاب متکلم مع الزید کو سوائے
اذھبتہ کے پس یہ آیۃ شدت اخذ
پر دلالت کرتی ہے جس سے رجوع
ممکن ہی نہیں۔
نور، (روشنی ضد تاریکی) یہ ایک
کیفیت ہے جس کے ذریعہ سے
آنکھ دیکھنے والی چیزوں کو دیکھتی ہے،
ھم، ضمیر جمع راجع بالذی
برعایت معنی موصول۔
وترکھم (اور چھوڑ دیا اُن کو) ترک بمعنی طرح شئی یقال
ترک العصا من یدہ وبمعنی تخلیہ
و فروگذاشت اشیا نیز اور چھوڑ

شئے محسوس ہی خواہ غیر محسوس اگرچہ
اسکے ہاتھ میں نہ ہو مثل ترک وطنہ
ودینہ اور کہا ہے اصل میں محسوسات
کی مفارقت کے لئے وضع ہے
اور معانی میں بطور استعارہ استعمال
کرتے ہیں۔
ترک، اصح التزک چھوڑ دینا
مصدر ف۔ ض۔ تَرَکَ۔ یَترُکُ
تَارِکٌ۔ متروکٌ۔ اُترُکْ۔
لاتَترُکْ
ھم، راجع بالذی یا اصحاب مثل
فی ظلمٰت (اور تاریکیوں اندھیروں میں)
فی، حرف جار ظرفیہ۔
ظلمٰت، جمع ظلمۃ اندھیرا و
تاریکی جس میں آنکھ اچھی طرح دوسری
چیزوں کو نہ دیکھ سکے۔ اور کہا ہے یہ

لہ ظلمات جمع ظلمۃ۔ ھم کا مرجع اگر اصحاب مثل مستوقدین نار ہیں۔ تو ظلمات سے مراد ظلمۃ لیل و ظلمۃ تراکم غمام و ظلمۃ انطفائے نار ہے (جمل) اور اگر مرجع ضمیر منافقین ہیں۔ تو ظلمۃ سخطہ و ظلمۃ عقاب یا ظلمۃ کفر و ظلمۃ نفاق مراد ہے (بیضاوی)

اس کیفیت کا نام ہے جو مانع ہوتی ہے
ابصار سے اس چیز کے جو اس میں ہے
(مراد ظلمۃ لیل۔ وظلمۃ تراکم غمام۔
ظلمۃ انطفاء نار و یا ظلمۃ سحتہ وظلمۃ
عقاب سرمدی یا ظلمۃ کفر وظلمۃ نفاق
وظلمۃ یوم القیامۃ) اور کہا ہے کہ
قرآن میں جہاں کہیں ظلمات کا لفظ
واقع ہے بصیغۂ جمع واقع ہے اور
نور کا لفظ ہر جگہ بصیغۂ مفرد آیا۔ اس کا
سبب یہ ہے کہ ظلمت قلیل المقدار
بھی کثیر ہے اور نور خواہ کتنا ہی کثیر ہے
اسے قلیل سمجھنا چاہیئے کہ وہ
ضرر نہیں دیتا۔ اور یا اس لئے کہ
ظلمۃ و نور سے اکثر مراد کفر و ایمان
ہوتا ہے۔ پس قلیل کفر کثیر الضرر ہے
اور کثیر الایمان قلیل ہے جسکی طلب
کی کوئی حد نہیں اور اس لئے کہ
معدن ظلمت یعنی کفر قلوب کفار
ہیں اور وہ بظاہر گو ایک معلوم
ہوتے ہیں لیکن در اصل وہ پراگندہ
اور متفرق ہوتے ہیں۔
قال اللہ تعالیٰ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا و
قلوبہم شَتّٰى۔ اور مشرق نور قلوب
مومنین ہیں۔ اور وہ جملہ مثل قلب
رجل واحد کے ہیں۔ اور کہا ہے
ظلمت کے معنی اصل میں منع کے
ہیں یقال ما ظلمک ان تفعل
کذا اے ما منعک اور کہا ہے ظلم
بالفتح ہر شئے حائل کو کہتے ہیں جو
ناظر کی نظر کو روک دیتی ہے اور اسکی
لئے سد راہ بنجاتی ہے یقال
لقیتہ اول ذی ظلم اے اول
شخص یسد بصری وزدتہ واللیل
ظلم اے مانع من الزیارت

(ہیچ نہ بینند۔ نہیں دیکھتے۔)

لَا يُبْصِرُوْنَ، مضارع جمع منفی
الابصار دیکھنا مصدر افعال۔ اَبْصَرَ
يُبْصِرُ۔ مُبْصِرٌ۔ اَبْصِرْ۔ لَا تُبْصِرْ

(کر اند - گنگا شند - کور انند -
بہرے ہیں - گنگے ہیں - اندہے ہیں)
صُمٌّ، جمع اصم - صمم اس بیماری کو
کہتے ہیں جس سے قوت سماعت میں
فرق آجاتا ہے - اسکے اصلی معنی
صلابت اور ٹھوس پن کے ہیں - جو
اجتماع اجزا سے پیدا ہوتے ہیں -
شنوائی کے مفقود ہونے کا نام
صمم اسلئے رکھا گیا ہے کہ اس بیماری
کا سبب کان کے اندرونی اجزاء
کا ٹھوس ہوجانا اور منافذ کا بند
ہونا ہے جس سے خارج کی ہوا کان
کے اندر نہیں پہونچ سکتی قال
واصلہ من الصلابۃ او السد
ومنہ قولہم قناۃ صماء وصممت
القارورۃ -
بکمٌ، جمع ابکم گنگا مع بیان وبلاہت
مگر جو سمجھے اور بول نہ سکے اسے
اخرس کہتے ہیں - بعضوں نے
دونوں کو ایک ہی کہا ہے - ماخذ
بکم یعنی گنگے وکرے مادرزاد اور کہا ہے
ابکم اس بیوقوف کو کہتے ہیں جو کچھ
سمجھ نہیں سکتا اور نہ طریق جواب کو
پہچانتا ہے اس تقدیر پر بکم بیماری
قلب کا نام ہے -
عمیٌ، جمع اعمی اندہا - اور وہ شخص
جسکا خیال اور فکر ہرا برنہ ہو - العمی
بینائی فکر وخیال میں خلل واقع ہونا -
(پس ایشاں باز نمی گروند - وہ نہیں
پھرینگے)
او کصیب / اسے الذی استوقد نارا لما
ذہب اللہ بنورہم وترکہم
فی ظلمات اذہشتہم واختلت
حواسہم فہو متحیرون فیہ -
ف، حرف عطف فصیحیہ - سببیہ -
مظہر ہے کہ اوصاف مذکورہ سے
انکا متصف ہونا سبب ہے انکے تحیر و
اختباس کا -

ھو، (الّذی یا من الناس)
جمع برعایت معنی موصول۔
لَا یَرْجِعُوْنَ مضارع منفی الرجع والرجوع والمرجع والمرجعۃ و الرُّجعیٰ والرّجعان۔
بازگردیدن واپس رجوع ہونا مصدر ب۔ ف رَجَعَ۔ یَرْجِعُ۔ راجِعٌ۔ مرجوعٌ۔ اِرْجِعْ۔ لَا تَرْجِع
مَثَلُهُم مضاف مضاف الیہ مبتدا
کَ جار۔ مثل مجرور مضاف
الّذی ۔۔۔۔ موصول
اِسْتَوْقَدَ فعل مع فاعل
نَارًا ۔۔۔۔ مفعول

لَمَّا شرطیہ، **اضاءت**، فعل مع ضمیر فاعل
ما، موصوفہ یا موصولہ
حولہ مضاف مضاف الیہ ظرف ومتعلق ثابت
ذھب فعل، **اللہ** فاعل
لے ذھب اللہ بضوءھم و ان کان ذھب اللہ غیر داخل فی التمثیل فالمعنی ذھب اللہ نورا یسا نھم
نور ھم، بواسطہ حرف با مفعول
ویا **اضاءت** ۔۔۔۔ فعل لازم
ضمیر نار یا ضمیر مستتر ۔۔۔ فاعل
وتانیث فعل بوجہ تاویل فاعل باکنہ وجہات

لہ ذھب اللہ ۔ الخ جواب لما اور یہ سببیت ادعائی ہے چونکہ ترتب اذھاب نور اضاءت نار پر بلا مہلت ہوا ہے لہذا اسکو گویا سبب قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ شرطیت مجرد توقف کافی ہوسکتا ہے۔ مثل لوکان لی مال حججت اور اذھاب متوقف علی الاضاءت ہے۔

ما، موصولہ یا موصوفہ
حولہ، ظرف متعلق ثبت
صلہ یا صفت
(ظرف — جملہ فعلیہ)

ویا- ما، زاید- حولہ، ظرف متعلق بفعل
ویا- اضاءت ..... فعل لازم
ما حولہ- موصول صلہ یا موصوف صفت فاعل
(جملہ فعلیہ)

ترک[۵۲]، بمعنی صیر، فعل مع الفاعل
هم، مفعول[۱]،
فی جار ظلمات مجرور مفعول[۲]
لا یبصرون، حال ضمیر
منصوب مقرر انتفاے
نور بالکلیہ
(جملہ فعلیہ معطوف بر ذهب)

۵۱ ظرف اور تقدیر فی کی کچھ ضرورت نہیں جیساکہ بعض نے کہا ہے کیونکہ ما سے موصولہ یا موصوفہ جب ظرف ہوتا ہے تو اس سے مراد وہ امکنہ ہو سکتے ہیں جو مستوقد کو محیط ہیں اور وہ جہات ستہ ہیں اور وہ منصوب بظرفیہ ہیں قیاساً اور یہی حالت ہے اسکی جس کی تعبیر کیگئی ہے ساتھ اس کے اسے فکذا ما عبر بہ عنہا- لیکن اولی الوجوہ یہ ہے کہ اضاءت فعل متعدی ہے اور ما موصولہ ہے اور اسکو "زیادہ" کہنے کی کوئی وجہ نہیں- اور اگر فاعل ضمیر نار ہے اور فعل کو لازم مانا جاے تو اسناد فعل لازم کی طرف ہوگی کیونکہ مستوقد کے اطراف مین نار کا پھیلا یا جانا ضروری نہیں ہے اور نہ یہ اس سے مراد ہوسکتی ہے بلکہ اس کے اطراف اس کا ضؤ و اشراق کا ہونا مراد ہے جو لازم نار ہے اور ظرف قاصر اثر متعدی فعل ہے-

۵۲ ترک یہان ترک بمعنی صیر ہے کیونکہ اس سے صرف اہمال ہی منظور نہیں لہذا یہ دونوں مفعولوں کی طرف متعدی ہوا ہے اور ظلمات سوائے کسی متعلق کے اسکا دوسرا مفعول ہے اور لا یبصرون ظلمات کی صفت ہے بتقدیر فیہا اور یا حال ہے ضمیر مستتر سے یا ہم سے لیکن یہ جائز نہیں کہ فی ظلمات حال ہو اور لا یبصرون مفعول ثانی اور اگر متعدی بواحد مانا جاے بمعنی طرح وخلی تو هم، اسکا مفعول ہے اور فی ظلمات اور لا یبصرون دونوں حال ہونگے حالان مترادفان مفعول سے اور یا متداخلان ہیں اول مفعول سے، اور ثانی اس کی ضمیر سے اور یا فی ظلمات بتر کھم کے ساتھ متعلق ہے اور لا یبصرون حال ہے-۱۲-

لا یبصرون، فعل مع الفاعل
ما حولهم ...... مفعول
لان من کان فی الظلمة لا یبصر
ویا۔ لما اضاءت ما حوله شرط
جزاء نارهم محذوف جزاء
وذهب الله بنورهم وترکهم الخ
ہر دو جملہ مستانفہ وجواب سوال ہیں کانہ قیل عما
بالهم شبهت حالهم بذالک
یا ہر دو جملہ بدل جملہ تمثیلیہ علی سبیل البیان
اور ضمیر منافقین کے لئے ہے۔
صم، بکم، عمی ہر سہ خبر بعد خبر
هم، محذوف ...... مبتدا
یہ جملہ اسمیہ ترکهم کی ضمیر منصوب سے حال ہے
یعنی الذی استوقد نارا
لما ذهب الله بنورهم وترکهم
فی ظلمات ادهشتهم
واختلت حواسهم الکلام

علی الحقیقة
وان کان ضمیر بنورهم راجعا
الی المنافقین فالمعنی انهم
لما لم یسمعوا الحق وابوا ان
ینطقوا به ویتبصروا الآیات
ویتفکروا فیها صاروا کانهم
انتفت مشاعرهم وقواهم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
هم ...... مبتدا
لا یرجعون بمعنی لا یعودون فعل مع فاعل
الی الهدی مقدر ... متعلق
ای لا یعودون الی الهدی الذی ضیعوه
ویا۔ لا یرجعون، فعل مع الفاعل
عن الضلالة مقدر ... متعلق

ف مثلهم الخ متعدد صفات بیان کرنے کے بعد مزید وضاحت کے لئے منافقین کی حالت کو مثال دیکر سمجھایا گیا ہے کہ نور ہدایت کے عوض گمراہی اور

کفر کی تاریکی خرید کرنے والوں کی مثال اس بھٹکے ہوئے شخص کی مانند ہو جو اندھیری رات میں لق ودق جنگل اور سنسان گھاٹیوں میں بھٹک کر راستہ ٹٹولنے کے لئے آگ سلگاتا ہے۔ اور اسکی روشنی سے کچھ دور و نزدیک کی چیزیں دیکھ کر اس خیال سے آگ بجھا دیتا ہے۔ کہ اب آنکھیں کھل گئی ہیں۔ جنگل کی نشیب و فراز دیکھ لی ہے۔ اب آنکھیں کھل جانے کے بعد رات کی تاریکی اور جنگل کی بھول بھلیاں مجھے دھوکہ نہیں دے سکیں۔ لیکن اندھیرا چھا جانے کے بعد ویسے ہی حیران اور متحیر رہجاتا ہے۔ یہی حالت نا عاقبت اندیش منافقین کی ہے کہ صرف جان و مال کی حفاظت اور شرکت تقسیم غنائم ہی کو ایمان کی غائت سمجھ کر حمایت اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اہل ایمان سے ظاہری رفاقت۔ معمولی میل جول اور زبانی اقرار توحید کے سوائے سچی صداقت رسالت اور واقعی تصدیق نبوت و توحید کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ جس سے آنکھیں بند ہونے کے بعد جب عذاب کی تیرہ و تاریک اندھیریوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ تو حیران رہجاتے ہیں۔ اور پچھتاتے ہیں مزید براں یہ لوگ ضدی اور ہٹ دھرم بھی ہیں اپنے مطلب کے سوائے کچھ سنتے نہیں اور اگر سنتے ہیں تو اسپر عمل نہیں کرتے جیسے کہ بہرے ہیں۔ اور گونگے بھی ہیں کہ کفر و نفاق کے سوائے کچھ زبان پر نہیں لاتے۔ اظہار حق میں انکی زبان ہرگز نہیں کھلتی اور اندھے بھی ہیں کہ آبائی رسم و رواج کے بغیر بھلائی اور برائی حسن و قبح اشیا میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اس مثال میں دنیا وی قلیل نفع کو نور سے اور آخرت کے ضرر عظیم کو ظلمت اور تاریکی سے تشبیہ دیگئی ہے وقال المظھری والایۃ مثل ضربہ اللہ لمن اتاہ ضربا من الھدی فاضاعہ ولم یتوصلہ بہ الی النعیم الابد فبقی متحیرا متحسرا ومثل لایما نھم من حیث انہ یجود علیہم بحقن الدماء والاموال ومشارکۃ المسلمین فی المغانم وللذھاب اثرہ باھلاکھم فی الاخرۃ او افناء حالہم فی الدنیا باطفاء اللہ ایاہ۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ

یا داستان ایشان مانند باران بزرگ است آمدہ از آسمان کہ باشد در وے تاریکیہا و رعد

یا مانند مینہ کے آسمان سے نیچ اس کے اندھیرے ہیں اور گرج ہے

وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ

و برق در مے آرند انگشتان خود را در گوش خود بسبب

اور بجلی کرتے ہیں انگلیاں نیچ کانوں اپنے کے

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِا

آوازہائے پر ہول بترس مرگ و خدا احاطہ کنندہ است

کڑک سے ڈر موت کے سے اور اللہ گھیرنے والا ہے

لْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ ۭ

کافراں را نزدیک است کہ برق بربابید چشمہائے ایشاں را

کافروں کو نزدیک ہے کہ بجلی اچک لیجاوے آنکھیں ان کی

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ

ہرگاہ روشنی دہد برق ایشاں را راہ روند دراں روشنی دچوں تاریکی دہد

جب روشنی دیتی ہے انکو چلتے ہیں بیچ اسکے اور جب اندھیرا کرتی ہے

عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

بر ایشاں بایستند واگر خواستے خدا ہر آئینہ ببردے شنوائی ایشاں

اوپر انکے کھڑے ہو رہتے ہیں اور اگر چاہے اللہ لیجاوے کان انکے

وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ودیدہاے ایشاں را ہر آئینہ خدا بر ہمہ چیز توانا است

اور آنکھیں انکی تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

(یا داستان ایشاں ـ یا انکی مثل) او[۵] حرف عطف مظہر تساوی طرفین (مانند باران بزرگ قطرہ آمدہ از آسمان جیسے مینہ آسمان سے پڑے) ك، بمعنی مثل حرف جر۔ اور کہا ہے کہ زائد ہے بوجہ داخل ہونے

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

لفظ مثل اوّل کے اسپر حکما۔ صیّب، اسم جنس یا صفت بمعنی نازل اصل۔ (صیوب بروزن فیعل یا صویب فعیل ہے باران بزرگ قطرہ اور سخت بارش فصیغہ للمبالغۃ اور تنکیر

[۵] اَوْ کلمۂ اَوْ کلام خبری میں شک کے معنی دیتا ہے لیکن جبکہ وہ کلام متضمن معنی تخیر وتسویہ ہو تو معنی شک سے مجرد ہو کر تسویہ و تخیر میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اس جگہ برو تشبیہ کے مساوات کو ظاہر کرتا ہے ـ ۱۲

تفخیم و تنویع کے لئے ہے۔ مصدر صوب بمعنی نزول و وقوع فصل اجوف

مِنْ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ بحذف مضاف ای من امطار السماء

اَلسَّمَاء (اوپر۔ آسمان۔ افق۔ کنارہ آسمان) اصل سماو۔ واو اس کی ہمزہ سے بدل ہوئی ہے اور یا سموہی اور جب اس کے ساتھ تائے تانیث لاتے ہیں اُس وقت واو کا لانا ضروری ہے مثل سماوۃ جمع اسکی سموات و اسمیہ افعلہ و سمائی فعائل آتی ہے اور یہ جموع شاذہ ہیں

ال، استغراقی ای محیط لجملۃ افاق آسمان اور ہوسکتا ہے کہ سماء سے سحاب مراد ہو اس تقدیر پر الف لام تعریف ماہیت کے لئے ہوگا۔

(ظلمات) (کہ باشد دروے تاریکیہا۔ کہ اس میں اندھیرے ہیں)

فی، بمعنی مع یا ملابست۔

ہٖ، ضمیر راجع بصیب یا سحاب و یا سماء والسماء یذکر و یونث کما فی قولہ تعالی والسماء منفطر بہ و اذا السماء انفطرت۔

ظلمات، جمع ظلمۃ صفت

(رعد و برق) (آواز صعب و برق۔ اور گرج و بجلی)

رعد[1]، مصدر بمعنی لرزیدن بمعنی ارعد وہ سخت آواز جو اجرام سحابی کے اصطکاک یا اجزاے دخانیہ کے خرق

[1] رعد و برق۔ لکھا ہے کہ آفتاب کی تیز شعاعیں جب خشک زمین پر پڑتی ہیں تو اس سے اجزائے ناریہ اجزائے ارضیہ کے ساتھ ملے ہوئے اُٹھتے ہیں اس کا نام دخان ہے۔ اور ایسے ہی مرطوب زمین سے بخار اُٹھتا ہے اور یہ دونوں آفتاب کی قوت جاذبہ کے باعث اوپر چڑھتے ہیں اور طبقہ باردہ میں پہونچکر بخار منجمد ہو جاتا ہے اور اجزاے ارضیہ کے ساتھ ملکر سحاب کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور دخان اسکے دل کے اندر محتقن اور محبوس رہجاتا ہے

سے پیدا ہوتی ہے۔

برق، مصدر بمعنی بارق وہ چمکاہٹ جو ابر سے ظاہر ہوتی ہے۔ یقال ۲۱ برق الشئی بریقا اذا لمع

۲۰ (درمی آرند۔ ڈالتے ہیں۔)

یجعلون، ج مضارع الجعل نوون۔ وکردن۔ مصدر ف جَعَلَ یَجْعَلُ

۷ جَاعِلٌ۔ مَجْعُول۔ اِجْعَلْ۔ لَاتَجْعَلْ

۶ (انگشتان خودرا در گوشہائے خود۔ انگلیاں اپنے کانوں میں)

۸ اصابع، جمع اصبعہ (انگلیاں)

۹ ھم، (اصحاب صیب)

اٰذان، جمع اُذن (گوشہا۔ کان)

نوٹ صفحہ ۱۴۱۔ پس اگر اسپر برودت غالب نہیں آتی اور وہ اپنی طبیعت پر قائم رہتا ہے تو مقتضی صعود رہتا ہے اور اگر ثقیل و بارو بنجاے تو نزول کا مقتضی ہوتا ہے۔ اور دونوں صورتوں میں وہ زور سے جوش مارتا ہے اور بادل کو پھاڑ دیتا ہے اس سے آواز پیدا ہوتی ہے اور کبھی حرکت کی تیزی سے اس میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہ آگ یا روشنی اگر لطیف ہے تو اسے برق کہتے ہیں اور اگر غلیظ ہے تو صاعقہ اور بسا اوقات برق رعد کا باعث ہوتی ہے کیونکہ دخان مشتعل کبھی وہیں سحاب میں منطفی ہو جاتا ہے اور اسکی حرارت و تیزی بادل کی برودت و مائیت سے سرد ہو جاتی ہے اس وقت اس سے آواز پیدا ہوتی ہے جسطرح کہ جلتے کوئلہ کو جب پانی میں بجھاتے ہیں تو اس سے ایک قسم کی آواز نکلتی ہے اور رعد و برق دونوں کا ظہور ایک ہی وقت ہوتا ہے مگر برق فوراً دکھائی دیتی ہے کیونکہ ابصار صرف محاذات کی محتاج ہے رفع حجاب کے بعد اسکے لئے کوئی مانع نہیں رہتا اور رعد کی آواز اس لئے بعد میں سنائی دیتی ہے کہ وہ بواسطہ تموج ہوا قوۃ سامعہ تک پہونچتی ہے۔ اس لئے اسکے پہونچنے میں دیر ہوتی ہے۔

(آواز ہولناک۔ کڑک کے ڈر سے)

مِنْ، بمعنی اجل مثل لام جو سبب پر داخل ہوتا ہے

الصَّوَاعِقِ۔ ال، عہد ذکری جو پہلے بعنوان رعد غیر یعنی تنوین ذکر ہوچکا ہے

صواعق[۱] جمع صاعقۃ اصل میں صفت ہے صعق بمعنی صراخ سے اور تا اسکی تانیث کے لئے ہے اگر یہ مونث کی صفت ہے اور اگر نہیں تو مبالغہ کے لئے ہے اور یا علامت نقل ہے

وصفیت سے طرف اسمیت کے اور کہا ہے اصل میں یہ مصدر ہے مثل عافیۃ وعاقبۃ اور اطلاق اسکا ہر ایک پرہول مسموع ومشاہد پر ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ رعد شدید ہے معہ قطعہ نار کے جسپر گرتی ہے اُسے جلا دیتی ہے اور اس کے اجرام حجری وحدیدی بھی ہوتے ہیں۔

والتاء للمبالغۃ۔ صعق اس مہیب

---

[۱] صواعق جمع صاعقۃ بادل کی پرہول آواز اور وہ لطیف آگ جو ابر سے نیچے گرتی ہے۔ لکھا ہے کہ دہواں اور بخار جب باہم مخلوط ہوکر اوپر کی جانب اُٹھتے ہیں اور سردی کی حد تک ہوپہنچتے ہیں وہاں بخار تو سرد ہوکر رہجاتا ہے اور دہواں زور سے اوپر کیطرف نفوذ کرتا ہے اس شدت حرکت سے ایک سخت آواز پیدا ہوتی ہے اسے رعد اور کڑک کہتے ہیں۔ کبھی سخت حرکت اور شدت نفوذ سے وہ دہواں روشن ہوجاتا ہے اسے برق اور بجلی کہتے ہیں کبھی بعد سردی کی وجہ سے دہواں جم جاتا ہے اور زمین پر گرتا ہے اسے صاعقہ کہتے ہیں۔ وقال المظہری والصعق مثل ۃ الصوت بحیث یموت من یسمعہا او یغشی علیہ ویطلق علی الموت والغشی الحاصل بہا کما فی قولہ تعالیٰ فصعق من السموات والصواعق جمع صاعقۃ والتاء للمبالغۃ او للمصدریۃ ویقال لکل عذاب مہلک صاعقۃ والمراد بہ ہہنا قصیفۃ رعد ھائل مع نار لا تمر بشئ الا اھلکتہ۔ ۱۲

اور سخت آواز کو کہتے ہیں جس کی شدت وہشت سے سننے والا بیہوش ہو جاوے یا مر جاوے اور کبھی اس کا اطلاق موت اور غشی پر بھی ہوتا ہے کما فی قولہ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ اور عذاب مہلک کو بھی صاعقہ کہتے ہیں یہاں پر مراد اس سے سخت بجلی ہے کہ جہاں گرتی ہے اسے فنا کر دیتی ہے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ

(بترس موت - موت کے ڈر سے)

حَذَرَ، وہشت و بمعنی ترسیدن۔

الموت، زوال حیات، انقطاع تعلق روح بدن سے۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ

(و خدا در گیرندہ است کافراں را۔ اور اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو)

محیط، احاطہ کنندہ - وہ شے جو دوسری شے کو اپنے اندر لے لے - اصل محوط

ب، حرف جر بمعنی الصاق۔

ال، جنسی یا استغراقی کا قرینہ مظہر مقام مضمر گویا ذوی الصیب اپنے کفر کے باعث اس عذاب کے مستحق سمجھے گئے ہیں

يَكَادُ الْبَرْقُ

(نزدیک است کہ روشنی برق - قریب ہے بجلی کہ)

يَكَادُ (یکود) مضارع الکود - وَالْكَادُ - وَالْمَكَادَةُ نزدیک ہونا فعل کے اور نہ کرنا اس کو۔

مصدر ك - ف اجوف واوی کَادَ - يَكَادُ - كَائِدٌ - مَكُوْدٌ - كَدْ - لَاتَكَدْ

البرق، ال، عہدی و مراد برق مذکور جو اولاً بطور نکرہ مذکور ہے۔

يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ

(بربایدچشمہا یا بینائیہا ے ایشانرا - اچک لیجاوے آنکھیں ان کی۔)

یخطف، مضارع الخطف بسرعت در ربودن - اچک لینا مصدر

ل يكاد، مضارع افعال مقاربہ سے ہے جو اپنے مابعد کے فعل کی قربت و توقع پر دلالت کرتے ہیں لیکن لائے نفی کے داخل ہونے کے بعد محض وقوع فعل مابعد کو ظاہر کرتے ہیں اسجگہ یکاد خبر محض ہے۔

ک ـ ت ـ خَطِفَ ـ یَخْطَفُ ـ خَاطِفٌ ـ
مَخْطُوفٌ ـ اِخْطَفْ ـ لَا تَخْطَفْ
ابصار، جمع بصر (آنکھیں و بینائی)
ھم، (اصحاب صیب)

(۱۹) (ہر گاہ ـ جب)

کُلَّمَا، اسم ظرف زماں متضمن معنی شرط
اے کل زمان اضاءة ویا کل وقت
اضاء لھم فیہ ـ

(۱۰) (روشنی دہد برق ایشاں را ـ جب بجلی روشنی
دیتی ہے انکو یا جس بار بجلی چمکتی ہے)

اضاء، ا ـ ض ـ ع بمعنی مضارع بوجہ کلما
الاضاءة روشن ہونا اور روشن کرنا ـ مصدر
افعال اجوف مہموز اللام ـ
اَضَاءَ ـ یُضِیْءُ ـ مُضِیْءٌ ـ مُضَاءٌ
اَضِئْ ـ لَا تُضِئْ ـ
لَھُمْ، ل، بمعنی علیٰ ـ ھم اصحاب صیب

(۱۱) (رواں میشوند ـ دراں یا روند دراں ـ
چلتے ہیں اس روشنی میں)

مشوا، ا ـ ج ـ ع بمعنی مضارع
بوجہ جواب شرط ـ المَشْیُ وَالتَّمْشَاءُ
راستہ چلنا ـ مصدر ـ ف ـ ک
ناقص ـ مَشٰی ـ یَمْشِیْ ـ مَاشٍ
مَمْشِیٌّ ـ اِمْشِ ـ لَا تَمْشِ ـ
فِیْہِ، فی ظرفیہ ـ ہ ضمیر راجع بضوء
اے مشوا فیہ لحرصھم علی
المشی دون الوقوف ولذلک
ذکر کلما مع الاضاءة دون الاظلام

(۱۲) (وہر گاہ تاریکی دہد بر ایشاں ـ اور جب
ان پر اندھیرا کرتی ہے ـ یا جب اندھیرا)

اذا، اسم ظرف زمان متضمن بمعنی شرط ـ
اظلم، ا ـ ض ـ ع بمعنی مضارع
اے اختفی عنھم ـ

ل کلما، اسم ظرف زماں یہ مرکب ہے کل اسم ظرف اور ما ے مصدریہ سے یا ما ے نکرہ موصوفہ سے جسکے معنی وقت کے ہیں ـ بتقدیر اول لفظ زماں محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے (کل زمان اضاءة) اور بتقدیر ثانی عاید محذوف ہے (اے کل وقت اضاء لھم فیہ)

تاریک شدن و دو تاریکی شدن مصدر
لازم و متعدی مصدر افعال۔ اَظْلَمَ
یُظْلِمُ۔ مُظْلِمٌ۔ اَظْلِمْ۔ لَا تُظْلِمْ
عَلَيْهِمْ لے علی اصحاب الصیب
والمعنی اختفی عنهم اور یا متعدی ہے
اور مفعول اس کا محذوف ہے والتقدیر
اذا اظلم البرق بسبب خفائہ
معاینۃ الطریق قاموا سے وقفوا
عن المشی مجازاً اس سے کساد شئی
مراد ہوتی ہے اسی سے ہے قامت
السوق جسکو ہندی میں کہتے ہیں
بازار ٹھنڈا ہے اور اسکے مقابلہ میں
ہے۔ مشت المال جسکو ہندی
میں کہتے ہیں بازار تیز ہے۔ یا بھاؤ
تیزی پر ہے۔
ٹھہر جاتے کھڑے ہو جاتے ہیں)
قَامُوْا، ماضی ج غ بمعنی مضارع
بوجہ جواب شرط القیام، کھڑا ہونا
اُٹھنا ٹھہر جانا۔ مصدر ن۔ ض اجوف
قَامَ۔ يَقُوْمُ۔ قَائِمٌ۔ مَقَامٌ
قُمْ۔ لَا تَقُمْ۔
یقال قَامَ قَوْمًا وقَوْمَةً۔ وَقِيَامًا
وقامۃً بمعنی انتصب۔
(اور اگر خواستے خداوند۔ اور اگر چاہے
یا چاہتا خداوند۔)
لَوْ کلمہ شرط مظہر تعلیق مشروط بحصول

لہ لو۔ یہ لفظ زمانہ ماضی میں امر مفروض کے حصول پر مشروط کے معلق ہونے کی خبر دیتا
ہے اور کہا گیا ہے کہ یہاں پر کلمہ لو اپنے معنوں سے مجرد ہو کر صرف شرط اور جزا کے ربط کے
لیئے واقع ہوا ہے مثل ان کے لو یشاء اللہ ان یذھب بسمعہم الخ لیضل ولکن
لم یشاء۔ جاننا چاہیئے کہ لَو۔ گزشتہ زمانہ میں حرف شرط ہے اور یہ مضارع کو ماضی کے
معنی میں بدل دیتا ہے اور اِنْ شرطیہ کے برعکس ہے اس کے امتناع کا
فائدہ دینے کی کیفیت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی وجہ سے بھی

امر مفروض اور کہا ہے مظہر امتناع ثانی بوجہ امتناع اول مثل لو کان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔

شاءَ، ماضی۔ اَلْمَشِیْئَۃُ وَالْمَشَاءَۃُ وَالشِّیْئَۃُ خواستن چاہنا مصدر ف ف ناقص۔ شَاءَ۔ یَشَاءُ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵ ۔ امتناع کا فائدہ نہیں دیتا۔ نہ شرط کے امتناع پر اور نہ جواب کے امتناع پر دونوں میں سے کسی ایک پر بھی دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ محض اسواسطے آتا ہے کہ جواب کو اس شرط سے ربط دیدے جو کہ زمانہ ماضی سے متعلق ہونے پر اسی طرح دلالت کیا کرتی ہے جسطرح کہ "اِنْ" زمانہ مستقبل کے ساتھ شرط کا تعلق ہونے پر دال ہوتا ہے اور لو بالاجماع کسی امتناع یا ثبوت پر دلالت نہیں کرتا۔ ابن ہشام کہتا ہے یہ قول ایسا ہے جیساکہ بدیہی باتوں سے انکار ہوا کرتا ہے کیونکہ جو شخص "لو فعل" کو سنیگا وہ اس سے بلا کسی تردد کے فعل کے واقع نہ ہونے کو سمجھ لیگا اور یہی باعث ہے کہ "لو" کا استدراک جائز ہے چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں "لو جاء زیدٌ" اکرمتہ لکنہ لم یجیئ دوسرا قول سیبویہ کہتا ہے کہ "لو" اس شرط کو ظاہر کرنے والا حرف ہے جو کہ عنقریب اپنے غیر کے وقوع کے باعث واقع ہوگی یعنی یہ کہ وہ ایک ایسے فعل ماضی کا مقتضی ہوتا ہے جسکے ثبوت کی توقع اسکی غیر کے ثبوت کی وجہ سے کیجاتی ہے اور متوقع غیر واقع ہے یعنی جسکی توقع کیجاتی تھی وہ واقع نہیں ہوا۔) پس اسکے یہ معنی ہوئے کہ "لو" ایسا حرف ہے جو اس طرح کے فعل کو چاہتا ہے کہ وہ بوجہ امتناع اس شے کے جس کے ثبوت کی وجہ سے یہ بھی ثابت ہونا ممتنع ہوگیا ہے۔ قول سوم عام نحوی کہتے ہیں کہ "لو" بوجہ کسی امتناع کے حرف امتناع ہے یعنی وہ شرط کے ممتنع ہونے کے باعث جواب کے امتناع پر دلالت کرتا ہے۔ پس تمہارا قول "لو جئت لاکرمتہ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنیکا

شَآءَ - مَشِيْءٌ - شِيْءٌ - لَا تُشِيْءُ	بمعنی اراد فهو شاءٍ والمراد مشیٔ
يُقَالُ - شَاءَهُ - شِيَاءً - وَ	ہر آئنہ ببرد شنوائی ایشاں را البتہ
مَشِيْئَةً - وَمَشَاءَةً - وَمَشَائِيَةً	لیجائے - کان ان کے یا سماعت

نوٹ - صفحہ ۱۴۶ - امتناع ہونے کے سبب سے اکرام کا بھی امتناع ہو گیا اور بہت سی جگہوں پر جواب کا امتناع ہونے کی وجہ سے اس قول پر اعتراض کیا گیا مثلاً قولہ تعالیٰ ولو انّ ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدّہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ - " اور ولو اسمعهم لتولّوا کہ ان میں سے پہلی آیت میں عدم نفاد (نہ چکنا نہ کمنا) اس وقت ہوتا جبکہ ذکر کی ہوئی شے بالکل جاتی رہے - اور پشت پھیرنا عدم اسماع (نہ سنانے) کے وقت زیادہ اچھا ہے - قول چہارم - ابن مالک کہتا ہے " لو " ایسا حرف ہے جو کہ اپنے تالی یعنی متصل چیز کا امتناع چاہتا ہے اور اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کا متصل امر کسی کید کو لازم کر لیتا ہو مگر اس طرح کہ یہ امتناع اور استلزام تالی کی نفی سے کوئی تعرض نہ کرے مثلاً " لو قام زیدٌ قام عمرو " کی مثال میں زید کے قیام پر منتفی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اور اسپر یہ بھی حکم لگایا گیا ہے کہ وہ اپنے ثبوت کے لئے عمرو کے کسی قیام کے ثابت ہونے کو لازم ہے مگر وہ بات یعنی زید کا قیام نہیں کرتا کہ آیا عمرو سے کوئی ایسا قیام بھی واقع ہوا ہے جسکو زید کے قیام سے لزوم ہے یا نہیں یعنی اس نے کوئی ایسا قیام نہیں کیا ابن ہشام نے اس توجیہ کو ترجیح دی ہے -

(خلاصۂ اتقان)

اسے ہے مثلہم کمثل اصحاب الصیب

اور یا اس کا عطف الذی استوقد نارًا

پر بحذف مضاف ہے مثلہم کمثل

ذوی صیب۔ اور حرف ک،

زائد ہے۔

یجعلون، ... فعل مع الفاعل

اصابعہم، مضاف مضاف الیہ مفعول (۱)

فی اذانہم ... مفعول ثم

من، حرف محذوف

مجرور مضاف

الصواعق، مضاف الیہ

حذر الموت ... مفعول لہ

ویا صفت اصحاب صیب اور ہو سکتا

ہے کہ حذر الموت مفعول مطلق محذوف

کی صفت ہو تقدیر عبارت (یحذرون

حذرا مثل حذر الموت)

واللہ، مبتدا

محیط اسم فاعل } خبر

بالکافرین، جار مجرور متعلق

گویا جملہ یجعلون الخ اور یکاد البرق

ایک ہی قصہ ہے اور جملہ واللہ محیط

بالکافرین تنبیہ کے لئے لایا گیا

ہے اور یا یہ جملہ مستانفہ اس امر کا اظہار

کرتا ہے کہ انکا مکر وحیلہ محض بے سود

اور لاحاصل ہے۔

یکاد، فعل۔ البرق، اسم

یخطف، فعل مع الفاعل

ابصارھم، ... مفعول

کانہ قیل ما حالہم مع ذلک الصواعق

فقیل یکاد الخ

کلما، اسم ظرف زمان متضمن معنی شرط

اضاء، فعل مع الفاعل الخ (۲)

---

(۱) اضاء یا متعدی ہے اور مفعول محذوف ہے لے کلما اضاء لھم ممشی مشوا فیہ وسلکوہ

اور یا لازم ہے اس تقدیر پر دو مضاف مقدر ہونگے لے کلما لمع لھم مشوا فی مطرح ضوئہ یعنی

کبھی حذف ہے اور تقدیر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ برق میں مشی نہیں ہو سکتی بلکہ موضع برق اور موضع اشراق سے برق مراد ہے

اضاءَ ... فعل مع الفاعل

لهم، جار مجرور ظرف لغو

مشوا، فعل با فاعل

فیه، جار مجرور ظرف لغو

اے لاجل الاضاءۃ فیه -

و - اذا، ظرف زمان -

اظلم، فعل مع الفاعل

علیهم، جار مجرور ... ظرف لغو

قاموا } جمله فعلیه

و - لو - شاءَ ... فعل

الله ------ فاعل

اذهاب سمعهم محذوف مفعول

ل، ذهب، فعل مع الفاعل

ب، سمعهم

معطوف علیه

وابصارهم

معطوف

ص کیونکہ اس میں جواب کی صلاحیت نہیں

لیکن بعض نے اسکو جائز رکھا ہے کہ

جواب کے ساتھ اس کے مناسب

الفاظ کو بڑھا سکتے ہیں - گو اسکو جواب

میں دخل نہ ہو مگر مقام اس کا مقتضی ہے

جیسے کہ ماتلک بیمینک یا

موسیٰ الخ میں ہے اور یہ کہنا کہ وہ

جملہ معترضہ ہے یا حال ہے ضمیر قاموا

سے بتقدیر مبتدا یا معطوف ہے جملہ

اول پر مناسب مقام نہیں -

ویا کلمہ لَو اپنے معنی سے مجرد ہو کر صرف

شرط اور جزا کے ربط کے لیے واقع

ہوا ہے کلمہ اِن کی طرح اور شاء

کا مفعول محذوف ہے -

اے لوشاء الله اذهاب سمعهم

بقصیف الرعد وابصارهم

بومیض البرق لذهب اولوشاء

الله اذهاب هاتیك القوی اذهبها

لـه جملہ کلما اضاء لهم اور اذا اظلم ہر دو استینافیہ

جواب سوال مقدر ہیں - سوال یہ ہو کہ جس طرح

اصحاب صیب کڑک کی آواز سنکر اپنے کانوں میں انگلیاں

من غیر سبب فلا یغنیھم ما صنعوہ	ان، حرف مشبہ بفعل۔ اللہ، اسم
لو شاء اللہ ان یذھب بسمعھم	علی کل شیٔ، جار مجرور ظرف
یفعل ذلک ولکن لم یشاء۔	قدیر .... خبر

ف اَوْ کَصَیِّبٍ الخ۔ یہ انہیں منافقین کی دوسری مثال ہے یا دوسری قسم کے منافقین کی حالت کا اظہار ہے جو کفر وایمان میں متردد ہیں کبھی ایمان ظاہر کرتے ہیں اور کبھی چھپاتے ہیں۔ ان منافقین کی مثال اس شخص جیسی ہے جو سرسبز اور شاداب ملک کی رہایش پر قحط زدہ ریگستان کو اس خیال پر پسند کرتا ہے کہ اس ملک میں کثرت سے پانی برستا ہے۔ سیاہ تار گھٹائیں محیط عالم رہتی ہیں۔ سخت بجلی آنکھوں میں خیرگی اور چکا چوندی پیدا کر دیتی ہے کڑک کی آواز سے دل تھرّاتا ہے کان بہرے ہوتے ہیں اسی طرح منافقین اسلام سے بھاگ کر کفر اور دہریت کو اس غرض سے اپنا مسکن بناتے ہیں کہ شرعی احکام کی تنزیل نافع علوم کی بارش آزادگی اور شہوت رانی کے اصول کو مٹائے دیتی ہے۔ وطن مالوف اور اقارب واحباب سے ہجرت کرنا۔ عزیز جان دینے کے لئے جہاد میں شریک ہونا اور اقسام کے تہدیدی مواعید کا پابند ہونا عیش وعشرت کو گویا اپنے ہاتھوں سے آپ دے ڈالنا ہے اور جسطرح بارش سے بھاگنے والے بجلی کے گرنے اور کڑک کی سخت آواز کو موت کا باعث سمجھ کر محفوظ رہنے کے خیال سے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں مینہ کی سیاہ تار گھٹاؤں میں حیران و متردد ہو جاتے ہیں کہ جب بجلی چمکی کچھ چل نکلے اور جہاں عالم

تاریک ہوا ٹھہر گئے۔ اسیطرح منافقین شرعی دلائل اور مواعید کی سماعت کو موت کا باعث سمجھ کر کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیتے ہیں اور اسطرف متوجہ نہیں ہوتے کہ شائد ان کی سماعت دل پہ اثر کرے اور ہم مرجائیں یعنی آزادی اور دھریت کو چھوڑ دیں کیونکہ ان کے خیال میں سرکشی اور کفر ہی زندگی ہے۔ اسی طرح جب اسلامی صداقت کی گھٹائیں اور واضح براہین کی سخت چمکاہٹ انہیں بے بس اور متحیر کر دیتی ہے تو ساکت رہجاتے ہیں۔ اور پھر موقع پا کر چل نکلتے ہیں یعنی اسلام کا غلبہ دیکھکر تھوڑی دیر کے لئے اسپر قایم ہوجاتے ہیں اور پھر موقع پاکر کفار سے ملجاتے ہیں یا یہ کہ کفر و ایمان میں متردد رہتے ہیں جب کوئی اسلامی حکم ان کی مرضی کے موافق ہو یا کہیں سے مسلمانوں کو کچھ دنیوی فائدہ کے پہونچنے کی امید ہوئی تو اتنا کہہ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ دیر کے لئے اسلامی خوبیاں ان کے دلوں میں گھر کرلیتی ہیں اور جب کوئی حکم ان کے خلاف مرضی نازل ہوتا یا مسلمانوں کو کچھ تکلیف پہونچتی یا منافقین کے اموال ونفوس میں کچھ نقصان واقع ہوتا تو جھٹ کہہ اٹھتے بڑا من اجل دین محمد اور مرتد ہوکر کفار سے جا ملتے ہیں۔ قال المظہری المراد بالصیب الدین القویم والقرآن العظیم ومن ظلمات المحن والمکارہ من العبادات والجہاد وترک الشہوات ومن الرعد آیات مخوفۃ من عذاب اللہ ومن البرق نتوح ومغانم یکاد البرق اسے الفتوح والمغانم وشوکت الاسلام لاجل حرصہم علی الدنیاء یخطف

ابصارھم اوالحجۃ الواضحۃ یخطف ابصارھم المؤنۃ واذاکھم لزایعۃ التی بھا یبصرون الباطل حقا والحق باطلاً۔ ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ مثال خدائے تعالٰے نے ان منافق لوگوں کے واسطے بیان فرمائی ہے جو کہ قبول اسلام سے بظاہر عزت حاصل کیا کرتے تھے اور مسلمان ان سے شادی بیاہ کرتے اور ان کو میراث میں حصہ دیتے اور مال غنیمت اور مال فئ کی تقسیم میں انکو شریک بنایا کرتے تھے۔ پھر جبکہ وہ لوگ مر گئے تو اللہ پاک نے اس اعزاز کو ان سے اس طرح سلب کر لیا جسطرح کہ آگ روشن رکھنے والے شخص سے اسکی روشنی سلب کر لی اور ان کو اندھیرے میں (عذاب میں) چھوڑ دیا یا مثل صیب کے جو کہ بارش ہے اور اسکی مثال قرآن مجید میں دیگئی ہے۔ کہ اس میں اندھیرا ہے (یعنی ابتلا ہے) اور رعد (گرج) اور برق (چمک) یعنی تخویف ہے۔ قریب ہوتی بجلی کہ انکی نگاہوں کو اچک لیجائے یعنی قریب ہوتا ہے کہ قرآن کا محکم حصہ منافقین کی پوشیدہ باتوں پر دلالت کرے گا۔ جبکہ ان کے لئے روشنی ہوتی ہے وہ اس میں چلتے ہیں۔ (اللہ پاک فرماتا ہے کہ جس وقت منافق لوگوں نے اسلام میں کچھ عزت پائی تو وہ اسکی طرف مطمئن ہو رہے) مگر جبکہ اسلام کو کچھ صدمہ پہونچا تو وہ کھڑے ہو رہے یعنی انہوں نے انکار کر دیا تاکہ کفر کی طرف واپس جائیں۔ (اتقان)

ف ۲ - لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ الخ ان آیات میں تسکین وتسلی خاطر اہل اسلام کا

اظہار کیا گیا ہے کہ اے مومنین اگر ہم چاہیں تو منافقین کی بصارت اور سماعت کی دونو قوتیں سلب کر لیں اور انہیں بالکل تباہ و برباد کر دیں۔ مگر یہ مصلحت ہے کہ اگرچہ وہ پورے مسلمان نہیں تاہم مسلمانوں کے برخلاف کافروں کی حمایت میں کھلم کھلا میدان جنگ میں نہیں آسکتے۔ پس ان کی منافقت سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ

اے مردمان بپرستید پروردگار خویش را آنکہ آفرید شما را

اے لوگو عبادت کرو پروردگار اپنے کی جسنے پیدا کیا تمکو

وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِیْ

و کسانے را کہ پیش از شما بودہ اند تا در پناہ شوید آنکہ ساخت

اور انکو جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم بچو جسنے کیا

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

برائے شما زمین را بساطے و آسمان را سقفے

واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

و فرود آورد از آسمان آبے پس بیرون آورد بسبب وے از انواع میوہا

اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اسکے پھلوں سے

رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

روزی براے شما پس مقرر مکنید ہمتایان براے خداو شما

رزق واسطے تمہارے پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک اور تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

می دانید

جانتے ہو

(اے مرداں - اے لوگو-)

يا[۱] ، حرف ندا بمقام ادعوا مراد تنبیہ

اَيُّهَا - ای اسم منادی - ہا کلمۂ تنبیہ یہ کلمہ فصل ہے ندا اور منادی معرف باللام کے درمیان لایا جاتا ہے -

اَلنَّاسُ ، ال ، عہدی و مراد مشرکان مکہ یا استغراقی - ناس ، اسم جمع صف

(بپرستید پروردگار خود را - اپنے مالک کی عبادت یا پرستش کرو)

اعبدوا صیغہ امر جمع ح العبادۃ تصحیح نسبتِ عبودیت و اظہار عجز نمودن - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں لفظ عبادت واقع ہوا ہے اسکے معنی تصدیق کے ہیں لہذا کفار اسکے حاصل کرنے اور مسلمان اسپر قائم رہنے کے مامور ہیں

[۱] یا حرف ندا کلام عرب میں اس کلمہ ندا سے مخاطب کو اپنی طرف توجہ دلائی جاتی ہے مخاطب دور یا نزدیک ہو اور یہ خاصۂ اسم ہے اور کلمۂ ایہا عربی کلام میں ندا اور معرف باللام منادی کے درمیان فصل کے لئے لایا جاتا ہے اور جب حرف ندا غیر معرف باللام پر داخل ہوتا ہے تو کلمۂ فاصل نہیں لایا جاتا جیسے یا آدم یا نار یا ذکریا ۱۲

الَّذِی خَلَقَكُمْ

ربکم، مرجع ضمیر (الناس)
(آنکہ بیافریدہ شمارا۔ جسنے پیدا کیا تمکو)
اَلَّذِی، اسم موصول عہدی
خلق، ماضی، الخلق التقدیر
وایجاد الشئی علی غیر مثال سبق
تو پیدا کرنا۔ ہر مادے کو اس کے
قابلیت کے موافق صورت وشکل
دینا مصدر ف۔ ض۔ خَلَقَ۔
یَخْلُقُ۔ خَالِقٌ۔ مَخْلُوقٌ۔ اُخْلُقْ
لَا تَخْلُقْ۔

وَالَّذِینَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(و آنانکہ پیش از شما بودہ اند۔ اور وہ
جو تم سے پہلے تھے۔)
مِن، حرف جار مظہر فصل یا ابتداء
ومظہر غایت زمان۔
قبل، ظرف زمان بکثرۃ وظرف مکان
بقلۃ وبمعنی تقدم بالشرف ورتبۃ مجازاً
ہے والذین خلقہم من قبل خلقکم۔
تا کہ شما بپرہیزید۔ یا در پناہ شوید۔ تا کہ تم
بچو۔ یا عذاب سے نجات پاؤ۔)
لعل[۵] (شاید مقرر تا کہ) بمعنی لام کَے۔

[۵] لعل کلمہ ترجی۔ اس کے اصل معنی کسی ایسے امر کے حصول کی توقع اور امید کے ہیں جو وقوع اور عدم وقوع میں متردد مع رجحان اول ہو تو اسجگہ وہ اپنے وضعی معنوں سے مجرد ہوکر (لام کَے) کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسکو اپنے معنوں پر قائم رکھا جائے کیونکہ اس کے وضعی معنوں میں امید پائی جاتی ہے اور اس مین ایک شائبہ شک کا بھی ہوتا ہے کہ واقع ہو یا نہو لیکن وہ شک کبھی متکلم کی طرف سے ہوتا ہے اور کبھی اس سے صرف مخاطب کا امیدوار کرنا مطلوب ہوتا ہے جیسے مالک اپنے خادم سے کہے۔ تم خدمت کئے جاؤ۔ اگر اچھی خدمت کروگے تو عجب نہیں کہ انعام پاؤ پس یہ انعام مشروط بہ حسن خدمت ہی جس سے محض مخاطب کو امیدوار کرنا منظور ہے اسی طرح خداوند عالم مومنین سے ارشاد فرماتا ہے کہ عبادت کئے جاؤ اور نہایت خلوص دل اور صدق نیت سے اسپر قائم

تَتَّقُوْنَ، اصل تو تقیون مضارع[1] الاتقاء موجبات نقصان سے اپنے آپکو بچانا۔ مستقل و مطمئن رہنا دل کا تصدیق ایمان پر اور مشغول رہنا تمامی حواس و اعضاء کا عبادات معینہ شرعیہ میں یہاں پر مراد تقویٰ کامل ہے یعنی توجہ بخدا و انقطاع عما سواہ۔ مصدر افتعال اِتَّقٰی۔ یَتَّقِیْ۔ مُتَّقِیْ۔ اِتَّقِ۔ لَا تَتَّقِ۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا (آں خداوندیکہ بگردانید یا ساخت برائے شما۔ جسنے بنایا تمہارے لئے) جَعَلَ، ماضی ل تعلیلیہ اے لاجلکم۔ (زمین را بساطے گستردہ۔ زمین کو بچھونا)

ارض، زمین ارضات۔ ارضون اروض۔ اراض۔ اراضی۔ جمع فراشًا، بچھونا۔ جائے آرام۔

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (و آسمان را سقفے برافراشتہ۔ اور آسمان کو چھت یا عمارت بلند۔) السماء، اسم جنس یقع علی الواحد الکثیر۔ بناء، (عمارت خیمہ) مصدر بمعنی مفعول مبنی

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (و فرود آورد از آسمان آبے اور اُتارا اوپر سے یا آسمان سے پانی۔) اَنْزَلَ، ماضی الانزال اوپر سے نیچے لانا۔ مِنْ[2]، ابتدائیہ مظہر ابتدائے غایت

[1] اتقاء اصطلاح شرع میں ایمان مع اعمال صالحہ کو اتقا اور تقویٰ کہتے ہیں اس کے تین درجے ہیں۔ (۱) دائمی اور جاویدی عذاب سے بچنا۔ (۲) گناہوں سے کنارہ کرنا۔ (۳) شبہات سے دور رہنا۔

[2] من ابتدائیہ اس لئے کہ آسمان اس کا اصل و سبب ہے یہ مشہور ہے کہ آفتاب کی شعاعیں جب دریاؤں اور جنگلوں اور پہاڑوں پر پڑتی ہیں تو دریاؤں سے مرطوب بخار اور خشک زمین سے یابس بخار اٹھتا ہے اور جب یہ دھوئیں اوپر کو چڑھتے ہیں اور طبقہ ہوائیہ ثالثہ میں پہونچتے ہیں

مکان اوریا بعضیہ اے من میاۃ السماء۔

السماء جہۃ العلو سحاب وفلک

مَاء، اصل موہ بروزن فعل ہے الف

واو اور ہ ہمزہ سے بدل ہوئی ہے

اور اسپر دال ہے مویہ ومیاہ۔

اَمْوَاہ تنکیر مفید بمعنی بعض والتقدیر

اے انزل من السماء بعض الماءِ

(پس بیروں آورد بسبب وے۔

پھر نکالے اسکے سبب سے)

اَخْرَجَ، ماضی الاخراج۔ باہر

نکالنا مصدر افعال اَخْرَجَ۔ یُخْرِجُ

یُخْرِجُ۔ اَخْرِجْ۔ لَا تُخْرِجْ۔

کیونکہ اسباب کا اثر اللہ تعالیٰ کے اذن پر موقوف ہے

(از انواع میوہا روزی براے شما۔

میووں سے رزق تمہارے واسطے)

مِنْ، بعضیہ یا بیانیہ اور بعضوں نے

ابتدائیہ کہا ہے۔

ال جنسیہ یا استغراقیہ۔

ثمرات جمع قلت ثمرہ بمقام ثمار مراد ہر ایک

نبات جو استعمال میں آتی ہے اور

اس سے فائدہ ہوسکتا ہے۔

رزق، بمعنی مرزوق، ہر وہ شے جس سے

لہ۔ من الثمرات۔ من بعضیہ کیونکہ اکثر ثمرات نہیں نکلتے اس تقدیر پر رزقًا بمعنی مصدری مفعول لہ ہے اخرج سے یا حال ہے مفعول سے اور یا مصدر ہے اخرج سے اور یا بیانیہ ہے اور رزق بمعنی مرزوق مفعول ہے اخرجَ کے لئے اور ثمرات جمع قلۃ ثمرہ کی ہے اور مناسب مقام جمع کثرۃ ہے اسمیں اشارہ ہے کہ فیضان جود میاہ سے جو کچھ ریاض وجود میں ثمرات سے نمایاں ہے وہ قلیل بلکہ اقل قلیل ہے بہ نسبت ثمرات جنت کے اور اسکے جو ذخیرے ہیں ممالک غیب میں یعنی جو اجناس کہ کھائے جاتے ہیں اور جن سے تمام عالم منتفع ہو رہا ہے اور قیامت تک اس سے منتفع ہوتا رہیگا وہ بہ نسبت ان اجناس کے جو عالم غیب میں محفوظ ہیں اقل قلیل ہیں اور ثمرات جمع ثمرہ مراد اس سے کثرت یعنی ثمار ہے اور ثمرہ کی تا، تائے وحدۃ نہیں بلکہ تائے اعتباری ہے کما تقول ادرکت ثمرۃ بستانک

نفع حاصل ہو سکے تنکیر لفظ مفید
بعضیت اے بعض رزقکم لکم ای
لاجلکم ولا نتفاعکم۔

(پس مگر وانید مر خدا را ہمتایان۔
ہ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا ۲۲

ف، تفریعیہ متعلق بامر اعبدوا کانہ
قیل اذا وجب علیکم عبادۃ ربکم
فلا تجعلوا للہ نداً وافردوہ بالعبادۃ
اذ لا رب لکم سواہ

ویا متعلق بلعل اے
خلقکم لکی تتقوا وتخافوا
عذابہ فلا تثبتوا لہ
انداداً فانہ من
اعظم موجبات العقاب ویا
متعلق بقولہ الذی جعل لکم
الارض فراشاً اے خلق لکم
ھذہ الدلائل فلا تتخذوا
شرکاء مظ۔
لا تجعلوا، مضارع منفی۔

للہ، ل مفعول اسم جلیل مظہر بمقام مضمر
تعین معبود بالصفات کے بعد تعین
بالذات معبود کے لئے ہے اور یا اس لئے
کہ رب اسم کل ہے اور اللہ علم جزی
حقیقی ہے لہذا مظہر بمقام مضمر نہیں
انداداً، جمع ند۔ ند مثل عدل و
اعدال یا جمع ندید مثل یتیم وایتام اور ند
مثل الشئی کو کہتے ہیں جو امور میں
اسکے مخالف اور اس سے متنفر ہو یقال
ند فند وندا اے نفر وتباعد اور کہا
ہے ند صرف مشارک فی الجوہر یہ کا
نام ہے اور شکل مشارک فی القدر والمساحت
اور شبہ مشارک فی الکیفیۃ اور مساوی
مشارک فی الکمیۃ کو کہتے ہیں اور مثل عام ہے
ان تمام معنی میں لیکن اس جگہ ند سے
نظیر مطلقاً مراد ہے کیونکہ کفار کے
افعال اور انکے حالات سے معلوم
ہوتا ہے کہ انہوں نے بتوں کو ذات
واجب کی مانند مستحق عبادت سمجھا ہوا تھا

(شریک مثل۔ نظیر)

و (وحال آنکہ شما میدانید۔ اور تم جانتے ہو دیدہ دانستہ یا جان بوجھکر)

و، حالیہ انتم، ضمیر راجع بیاایہا الناس

تعلمون، مضارع مصدر العلم صفت

یا، حرف ندا۔ ایہا الناس، منادی

اعبدوا، .... فعل با فاعل

ربکم، مضاف مضاف الیہ موصوف

الذی ... موصول

خلقکم، جملہ فعلیہ صلہ

ومقصود بالندا اہل مکہ و یا خطاب لجمیع الناس من اہل الخطاب عموم الموجودین ومن سیوجد تنزیلاً

لھم منزلۃ الموجودین وکذا الحکم کل جمع او اسم جمع محلی باللام

و۔ الذین ..... موصول

من قبلکم، جار مجرور متعلق کانوا

صلہ

اے والذین خلقھم من قبل خلقکم

او۔ الذین کانوا من زمان قبل زمانکم۔

لعل، مشبہ بفعل

کم، ..... اسم

تتقون، فعل با فاعل

الشرک۔ والنار مفعول

۱۲ اللہ یا اعبدوا ربکم راجین ان تدخلوا فی زمرۃ المتقین۔

اعبدوا اعبدوا الہکم حال من ضمیر اعبدوا

لے والذین من قبلکم موصول عطف ہے منصوب پر خلقکم سے والتقدیر والذین کانوا من زمان قبل زمانکم اور یا التقدیر یہ ہے والذین خلقھم من قبل خلقکم ہیں قبل صلہ کو حذف کرکے اس کا متعلق اس کے مقام پر قائم کیے ہیں۔ اور خطاب اگر مومنین وغیر مومنین پر شامل ہے تو الذین قبلھم سے مراد مقدم فی الوجود اور وہ لوگ ہیں جو ان سے اعلیٰ منزلۃ پر ہیں ۱۲

اے اَخْرَجَ شیئاً من الثمرات اے
بعضھا لاجل انہ رزقکم۔

ف - لا تجعلوا ... فعل با فاعل
لِلّٰہِ جار مجرور متعلق بہ مفعول
انداداً ... مفعول

متعلق باعبدوا یا منصوب بلعل کما فی
قولہ تعالیٰ لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع

وانتم ... مبتدا
تعلمون } جملہ فعلیہ ... خبر

ومفعول تعلمون محذوف اے
حالکم انکم من اھل العلم
والنظر لو تاملتم ما اشرکتم
والمقصود منہ التوبیخ دون
التقیید - اور یا مفعول اس کا مقدر ہے
بحسب اقتضاء مقام اور قائم مقام ہر
دو مفعول علم ہے - اے تعلمون
انہ سبحانہ لا یماثلہ شئی او
انھا لا تماثلہ - اور حال
توبیخ کے لیے ہے -

ل٥ - یعنی جبکہ امور مذکورہ کا موجد بجز خداوند اور کوئی نہیں وہی ایک تنہا بے مثل مالک وخالق ہے لہذا وہی تنہا معبودیت کا مستحق ہے خالص اسی کی عبادت کرنی چاہیے نہ غیر کی - بعض اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تفریع اس وقت صحیح ہو سکتی ہے کہ عبادت توحید (جو مضمون ہے لا تجعلوا الخ) کی علت ہو کیونکہ مسبب ہی سبب پر متفرع ہوتا ہے - حالانکہ عبادت توحید کی علت نہیں مگر یہ اعتراض قلت تدبر پر مبنی ہے کیونکہ آیت متضمن ہے ایسے رب کی عبادت پر جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور انکے آباء واجداد کو عدم سے نکالکر صفحہ ہستی پر نمودار کیا ہے زمین وآسمان جیسی عظیم الخلقت اشیاء کو ان کے آسائش اور آرام کے لئے بہتر طریق پر آراستہ کیا ہے - بڑی بڑی نعمتیں انکو عطا کی ہیں - پس مخاطب گویا مثل شاہد عارف کے ہے اور یہ آیت یہ ہیں - یا ایھا الناس اعبدوا اللہ تعالیٰ الذی

ف یاایہاالناس - ان آیات میں توحید واجب اور خصوصیت عبادت کا ذکر کیا گیا ہے - کہ اے فہمیدہ لوگو جب تمھیں معلوم ہو چکا ہے اور یہ کتاب متقین کے لئے ہدایت ہے اور اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کی فطری استعداد اور صلاحیت ابھی تک محفوظ ہے تو آؤ ہم تمھیں اتقا حاصل کرنے اور اس کتاب سے مستفید ہونے کا اصول سمجھاتے ہیں - وہ یہ ہے کہ تم اپنے سچے معبود اور حقیقی مالک کی نہایت خلوص اور صاف دل سے عبادت کرو اور جسطرح وہ اپنی ذات وصفات میں بے مثل اور یکتا ہے اسی طرح تم بھی اس کی عبادت میں غیر کو

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲ - ع فثمرۃ معرفۃ لامر یتہ فیہا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ معرفت اور عبادت ہر دو عدم اشراک کے سبب ہیں اسلیئے کہ جو شخص عارف باللہ ہے وہ کسی دوسری چیز کو اس کا مقابل ومساوی ومثل ونظیر نہیں خیال کر سکتا پس منشاء سوال محض عبادت ہے قطع نظر معرفۃ کے اور منشاء جواب تلازم معرفۃ وعبادت ہے اور یا فاء زایدہ مشعر سببیۃ ہے اور جملہ نہی بتاویل قول خبر ہے الذی سے اور وہ مبتدا ہے اور یا یہ جملہ متعلق ہے - الذی کے ساتھ اور فا جزائے شرط محذوف ہے - اے **الذی جعلکم ما ذکر من النعم و اذا کان کذلک فوحدوہ ولا تجعلوا ندًا** اور **اندادًا** بلفظ جمع اظہار تشنیع کے لئے ہے - کہ اس احدی الذات کے لئے ایک ند کا ہونا محال ہے چہ جائیکہ **انداد** تجویز کئے جائیں پس یہ نہایت ہی سفاہت ہے - ۱۲

شریک نہ بناؤ یعنی اس کے ماسوا سے معبودوں کو چھوڑ دو اور اچھے کام کرو بس یہی اتقا ہے اور تمام امور کی یہی اصل اور جڑ ہے۔

دلیل عبادت اور تخصیص عبادت۔ محسن کا احسان ماننا اور اس کا شکریہ ادا کرنا ہر ذی عقل کے پاس ایک امر مسلم ہے پس جس ذات نے تمہیں اور انکو جن کی تم اولاد ہو پیدا کیا ہے تمام مخلوق سے بڑھ کر مناسب اور عمدہ صورتیں عنایت کی ہیں جس ذات نے تمہاری آسایش اور آرام کے لئے مناسب قوام میں زمین کو بنایا ہے وہ ایک بچھے ہوئے فرش کی مانند ہے۔ چلو پھرو سو بیٹھو معاش کی جستجو کرو، رہنے کے لئے مکان بناؤ، تالاب یا کنوئیں کھودو، وہ ہر امر کی صلاح اور مستعد ہے۔ اور جس ذات نے تمہارے سروں پر آسمان چھت کی طرح چھا دیا ہے، اور تمہارے فائدے کے لئے اسپر آفتاب چاند اور چمکدار ستارے معلق کئے ہیں اور اس سارے گھر کا تمہیں مالک بنایا ہے، اور جس ذات نے اپنی قدرت کاملہ سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے پینے عیش و عشرت کے لئے طرح طرح کے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ کیا وہ ذات شکریہ ادا کئے جانے کی مستحق نہیں؟ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ یہ نعمتیں اسکے سوائے کسی غیر کی دی ہوئی ہیں؟ نہیں یہ پانچوں احسان اسی عمیم الاحسان مالک الملک تمہارے سچے معبود کے ہیں جن میں سے ہر ایک نعمت غیر مترقبہ اور عمدہ حجت ہے لہٰذا مقتضائے عقل یہی ہے کہ اس کا شکریہ بھی ایسے کمال درجہ کا ہونا چاہیئے وہ یہ ہے کہ نہایت خلوص اور صدق دل سے

اس محسن کی عبادت کرو غیر کو چھوڑ دو اور واضح ہو کہ اس عبادت کی درخواست
سے ہمیں کوئی ذاتی غرض ملحوظ نہیں بلکہ اسلئے کہ تم مستحق ہو جاؤ اور فلاح دارین
حاصل کرنے اور خصوص ثواب آخرت پانے کے مستحق بنجاؤ۔

ف۔ یا ایہا الناس بعض روایات میں حضرت سے منقول ہے کہ جس آیت کی ابتدا
یا ایہا الذین امنوا سے ہے وہ مدنی ہے اور جسکی ابتدا یا ایہا الناس
سے ہے وہ آیت مکی ہے لیکن اسجگہ اس کلیہ کے خلاف ہے کیونکہ بالاجماع
یہ آیت مدنی ہے حالانکہ ابتدا اسکی یا ایہا الناس سے ہے۔ حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آیت مکی سے مراد علماء کی یہ ہے کہ جہاں
یا ایہا الناس سے خطاب ہوا ہے اسکے مخاطب اہل مکہ ہیں اور یا ایہا
الذین امنوا کے مخاطب مومنان مدینہ ہیں کیونکہ آں سرور کائنات کے
زمانہ میں محل غلبۂ کفر مکہ تھا اور محل غلبۂ ایمان مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا
وتعظیما۔ (عزیزی)

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

و اگر ہستید در شبہ از آنچہ فرود آوردیم بر بندۂ خود

اور اگر ہو تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ اتاری ہے ہمنے اوپر بندے

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم

یعنی از قرآن پس بیارید یک سورۃ مانند آں و بخوانید مددگاران خود را

اپنے کے پس لے آؤ ایک سورت مانند اسکے اور پکارو شاہدوں اپنوں کو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۲۳

بجز خدا اگر ہستید راست گو

سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ

پس اگر نہ کردید والبتہ نتوانید کردن پس حذر کنید از آں آتش

پس اگر نہ کروگے تم اور ہرگز نہ کروگے تم پس ڈرو اس آگ سے

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۲۴

کہ آتش انگیز وے مردماں و سنگہا باشند آمادہ کردہ شدہ است برائے کافراں

جو ایندھن اس کا آدمی ہیں اور پتھر تیار کیگئی ہے واسطے کافروں کے

(و اگر ہستید شما۔ یا باشید شما۔ اگر ہو تم

كُنْتُمْ۔ ماضی ج ناقص مجزوم المحل

بمعنی مضارع بوجہ ان شرطیہ۔

اور شبہ از ان چیزے کہ نازل گردانیدیم یا

انچہ فرود آوردیم۔ اس کلام سے کہ

اتارا ہے ہمنے)

رَيْبٍ تنکیر مظہر تحقیر۔

مِمَّا (من ما) من، سببیہ یا ابتدائیہ

ما، نکرہ موصوفہ یا موصولہ۔ مراد کتاب (محل)

نَزَّلْنَا، ماضی ج م التنزیل بتدریج

اتارنا مصدر۔ تفعیل۔ نَزَّلَ۔ يُنَزِّلُ

مُنَزِّلٌ۔ نَزِّلْ۔ لَا تُنَزِّلْ۔

ف۔ فی ریب ظرف مجازاً بتنزیل المعانی منزلۃ الاجرام استقرارهم فیه واحاطته بهم ومعنی کونهم فی ریب منه ارتیابهم فی کونه وحیًا من اللّٰه تعالی شانه والتضعیف فی نزلنا للنقل وهو مرادف الهمزة ولیس التضعیف هنا دالًا علی نزوله منجمًا لیکون ایثاره علی الانزال۔

عَلٰی عَبْدِنَا

(بر بندۂ خود - اوپر اپنے بندے کے)
علیٰ بمعنی استعلا اس میں اشارہ ہے کہ
منزل منزل علیہ پر مستعل ہے اور وہ
مثل لابس کے ہے اسکے لئے بخلاف
کلمۂ الیٰ کے کہ اس میں یہ معنی نہیں
پائے جاتے ۔

عبد، پیارا غلام - بندۂ فرمانبردار عباد جمع
نا، ضمیر مجرور اضافت مظہر عظمت و
فخامت و ثبوت اطاعت مضاف
قال المظہری اضاف الی نفسہ
تنویہًا لذکرہ وتنبیہًا علیٰ انقیادہ
لحکمہ اور اس میں التفات ہے
غائب سے ضمیر متکلم کی طرف اور
سبب سیاق یہ ہے نزل علیٰ عبدہ
عدول اس سے اظہار عظمت منزل
یا منزل علیہ کے لئے ہے ۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ

ف (پس بیارید سورتے - تو لے آؤ
ایک سورۃ)
ف، جزائیہ، ائتوا (ائیتوا) ج مذ امر حاضر
باب تعجیز سے ہے مثل ئات بہ نہا
من المغرب کبھی فا حذف
کرکے کہتے ہیں - ائتوا
الآتی والاتیان (آنا - پہنچنا) مصدر
ف ک ناقص مہموز یہ مصدر حرف
جار کے ذریعہ سے متعدی ہو جاتا ہے
أَتٰی - یَأْتِیْ - اٰتِ - مَأْتِیْ - اِئْتِ
لَاتَأْتِ -

سُوْرَۃٌ[1] - تنوین تنکیر کے لئے ہے
اے سورۃ ما - مراد قطعۂ قرآن
وجملۂ قرآن معلومۃ الاول والآخر - ماخذ
اسکا سورۃ المدینۃ ومنہ السوار
لاحاطتہ بالساعد - یا سور بمعنی
فضلہ ہے ۔

[1] سورۃ اس میں اگر واو اصلی ہو تو یہ سورۃ المدینۃ
سے لیا گیا ہے جسکے معنی شہر کی فصیل اور چہار دیواری
کے ہیں پس جسطرح شہر کی چار دیواری منازل شہر
کو محیط ہوتی ہے اسی طرح سورۂ قرآن فنون علم پر حاوی اور شامل
ہوتی ہے اور اگر اس کا واؤ ہمزہ سے بدلا ہوا ہو تو ماخذ
اسکا سور بمعنی فضلہ ہوگا

یا تسور بمعنی علیہ و ارتفاع ہے اور یہ ظاہر
ہے کیونکہ آیات و سور بوجہ کلام الٰہی
ہونے کے رفیع الشان ہیں اور اس کا
اطلاق مرتفع منزل اور عالی شان ظاہر
پر بھی ہوتا ہے۔ قال النابغۃ ؂
؎ الم تر ان اللہ اتاک سورۃ ؎
؎ تری کل ملک حولہا یتذبذب ؎
(مانند آں - یا از مثل آں شخص باشد
قرآن کا یا اس جیسے شخص سے)
مِن ، زائدہ - یا بیانیہ اور یا تبعیضیہ ہے
ما یسا للہ فرضنا نہ مثل محقق او المعنے
ائتوا بمقدار بعض ما من القرآن
مماثل لہ فی البلاغۃ
مثل، نظیر و مانند اور وہ چیزیں جو
آپس میں ملتی جلتی ہوں
لا ضمیر راجع ہے مما نزلنا علی عبدنا

اسے فاتوا بسورۃ مما ھو علی
صفۃ فی الفصاحۃ وحسن النظم
ویا عائد بعبدنا اسے فاتوا ممن
ھو علی حالۃ ممن کونہ بشرا امیا (کے)
(دیکھو انید - اور بلاؤ -) جمع امر
الدعاء - والدعوۃ بلانا - پکارنا و
مجازاً استعانۃ و مدد کے لئے متوجہ
کرنا غیر کو اسی سے ہے - افغیر اللہ
تدعون - مصدر ف - مثل ناقص
واوی دعی - یدعوا - داع - مدعو
ادع - لا تدع -
(مددگاران خود را - اپنے شاہدوں کو)
شُھَدَآءَ ، جمع شہید بمعنی مشہود یا جمع
شاہد وہ شخص جسکے سامنے کوئی
شئے حاضر ہو مثلاً گواہ جسکے پاس
محسوسات یا معلومات واقعہ حاضر ہوں

۵ - مرجع ضمیر اگر قرآن اور سورۃ ہے تو من زائد ہے اور اگر خاتم نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں
۶ شہداء سے اگر معبودان باطلہ کفار مراد ہیں تو ان کو شہید دو وجہ سے کہا گیا ہے اول یہ کہ
شہدا شہید کی جمع ہے اور شہید شہود بمعنی حضور سے ماخوذ ہے - چونکہ کفاروں کا یہ اعتقاد

امام قوم جس کی مجلس میں لوگ جمع ہوں مراد اکابر قوم یا معبودان باطلہ کفار و بمعنی ناصر و مددگار۔

(مِّن دُونِ اللّٰهِ) (بجز خداوند۔ سواے اللہ تعالےٰ کے)

مِنْ[۱]، ابتدائیہ یا زائدہ

دُوْنِ[۲]، بمعنی غیر وسواے۔ وفی الاصل الاحط والحقیر یقال هذا دون ذالك اذا كان احط منه

۔ تھا کہ ہمارے معبودوں کا علم محیط اوران کی قدرت ایسی کامل ہے کہ اگر کوئی شخص انکو خواہ کسی وقت اور کسی مکان میں پکارے اور ان سے مدد واستعانت طلب کرے تو وہ فی الفور حاضر ہوکر مدد و استعانت کرتے ہیں اور چونکہ ان کا یہ خاص اعتقاد تھا اسلیے شہداء کو ان کی طرف مضاف کیا گیا ہے وجہ دوم یہ ہے کہ شہید شہادت سے لیا گیا ہے اور کفار اپنے معبودوں کے حق میں کہا کرتے تھے۔ هٰؤُلَآءِ يشهدون لنا عند الله لہذا شہداء کو اسکی طرف مضاف کیا ہے اور اگر اس سے اکابران قوم و رؤساے جماعت مراد ہے یعنی وہ معتبر اشخاص جن کے اقوال فصل تنازع میں مقبول ہوتے ہیں تو اُن کی طرف اضافت کرنے سے یہ مطلب ہے کہ تم وہی معتبر حضرات لاؤ جن کی بات پر تمھیں اعتبار ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ ۱۹۸)

[۱] من ابتدائیہ والمعنی ادعوا الذین یشهدون لکم بین یدی الله عزوجل علی زعمکم والامر لله بحکم اوریا من ابتدائیہ ہے اور ظرف حال ہے اور کلام میں مضاف محذوف ہے اے ادعوا شهداءکم من فصحاء العرب وهم اولیاء الاصنام متجاوزین فی ذلك اولیاء الله لیشهدوا لكم انكم اتیتم بمثله۔

[۲] دون ۔ الدون فی الاصل الاحط والحقیر یقال هذا دون ذالك اذا كان احط منه والشیء الادون اے الحقیر ثم استعیر للتفاوت فی الاحوال فقیل

ان کنتم صادقین

(اگر ہستید راست گو۔ اگر تم سچے ہو)

ان، حرف شرط۔

کنتم، ماضی ج ناقص صف

صادقین، جمع صادق۔ واقعہ کے مطابق خبر دینے والا۔ وعدہ پورا کرنیوالا سچا۔

فان لم تفعلوا

(واگر نیاوردید یا نکردید۔ پس اگر نکردگو یا نکرسکوگے تم۔

لم تفعلوا، نہیں کیا تم نے مضارع ج مجزوم بلم حجد ۵۱ اور ان داخل ہے مجموع پر اور یہ محلاً اسکا معمول ہے تقدیر عبارت یہ ہے فان ترکتم الفعل پس کلام مفید استمرار عدم اتیان ہے ماضی میں اور کہا ہے کہ ان ولم ہر دو بطریق تنازع عامل فعل ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ شرط تنازع اتحاد فی المعنی ہے اور وہ یہاں مفقود ہے کہ ان مثبت کا طالب ہے اور لم منفی کا اور ایسے ہی ایک ماضی کا مقتضی ہے اور دوسرا استقبال کا۔

الفعل، کرنا مصدر ف۔ ف فَعَلَ یَفْعَلُ۔ فَاعِلٌ۔ مَفْعُولٌ۔ اِفْعَلْ لَا تَفْعَلْ۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۹ - زید دون عمرو فی الشرف فاستعمل فی کل ما یجاوزنا حداً الی حد وبمعنی غیر پس گویا وہ ادات استثناء سے ہے اور اس کا استعمال اکثر من کے ساتھ آتا ہے کبھی حرف با کے ساتھ بھی لیکن قلیل طور پر۔

۵۱ - حجد بلم - لم حرف جازم مضارع اس کے داخل ہونے سے صیغ مضارع میں سے سوائے جمع مونث غائب اور حاضر کے اگر صفحہ ہو تو ساقط ہو جاتا ہے اور نون اعرابی گر جاتا ہے اور مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے - ۱۲

—— ۰۰ ——

ولن تفعلوا (وہرگز نخواہید آورد - یا نتوانید کردن البتہ نکر سکو گے - اور ہرگز نہ کر سکو گے)

لن ؂، حرف موکد نفی مستقبل وناصب

فاتقوا النار (پس بپرہیزید از آتش - پس ڈرو - یا بچو آگ سے) اسے اتقوا العناد انیم الموقوف مقام الاثر

ف، جزائیہ اتقوا ج صحیح امر

النار، ال عہدی یعنی دوزخ یا وہ نار جسکا ذکر سورۃ تحریم میں آیا ہے۔

التی وقودھا الناس والحجارۃ (آنکہ آتش انگیز دے مردماں اند و سنگ - جسکی چھپٹیاں یا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر)

وقود، وہ شے جس سے آگ روشن کیجائے یا آگ کا بھڑکنا یا بھڑکانا مجازاً ایندھن شبک - اسی طرح ہر وہ اسم جو فعول کے وزن پر ہے۔ اسے

کل ما کان علی فعول اسم لما یفعل بہ فی المشہور اور کبھی مصدر بھی آتا ہے مثل ولوع و قبول و وضوء و طہور و لغوب اور کہا ہے کہ مفتوح مصدر اور مضموم اسم آتا ہے۔

الناس - بحذف مضاف اسے وقودھا احتراق الناس الخ

الحجارہ، ال عہدی مراد بتان سنگ یا وہ سونا اور چاندی جسکی زکاۃ نہیں دیگئی یا گندھک وغیرہ اور حجارۃ اسم جمع ہے کیونکہ یہ وزن اکثر مفردات میں مستعمل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ الحجارۃ حجار جمع کثرۃ لحجر وجمع القلۃ احجار لیکن جمع فعل بفتحتین بر وزن فعال شاذ ہے ۱۲

اعدت للکافرین (آمادہ کردہ شدہ است برائے کافران - تیار کی گئی ہے منکرین کے لئے)

اعدت، اسے ہیئت ماضی ا - ع

؂ - لن خلیل نحوی کے اصل میں لا ان ہے ہمزہ کثرت استعمال کے باعث اور الف ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے اور فرا کہتے ہیں اصل لا ہے الف نون سے بدل ہو ہے لیکن ان تاویلوں کی کچھ ضرورت نہیں بہرحال یہ کلمہ عمل میں مثل لا کے ہے)

مونث مجہول اصل اُعْدِدَتْ یا اُعِدْدَتْ

عتاد بمعنی عدۃ سے الاعداد، اماده کرنا

تیار کرنا مصدر۔

ل، حرف جار مختصہ۔ الکافرین جمع

کافر وہ شخص جو اپنے قول و فعل سے محسن

حقیقی کا احسان نہ ظاہر کرے۔ یا صفات

واجب تعالیٰ میں غیر کو شریک سمجھے (مشرک)

اِنْ، .... حرف شرط

کنتم ،... فعل ناقص ضمیر اسم

فی، جار۔ ریب مجرور موصوف

مما نزلنا علی عبدنا صفت

فاتوا بسورۃ من مثلہ... جزا

من، جار۔

ما، موصولہ یا نکرہ موصوفہ۔

نزلنا ، فعل با فاعل

ہ ، ضمیر محذوف مفعول

علی، جار

عبدنا، مجرور ظرف لغو

اے مما نزلناہ علی عبدنا

ف ۔ اتوا ...... فعل با فاعل

سورۃ ..... موصوف

من مثلہ، جار مجرور متعلق کائنۃ صفت مفعول

و ۔ ادعوا، ..... فعل با فاعل

شہداء کم، مضاف مضاف الیہ

ذی الحال

من، ..... جار

دون اللہِ، مجرور حال

و متعلق منفردین

لہ بسورۃ من مثلہ والمعنی ان یقال لھم معاشر الفصحاء المرتابین فی ان القرآن من عند اللہ ائتوا بمقدار اقصر سورۃ من کلام البشر محلاۃ بطراز الاعجاز و نظم سواء کان الضمیر لما او للعبد لان معناہ ائتوا بمقدار سورۃ من کلام ہو مثل ھذا المنزل و اذا رجع الضمیر للعبد فمعناہ ایضًا ائتوا من مثل ھذا المنزل لہ بسورۃ۔ ومن ابتدائیۃ والمبدء لیس فاعلیا بل مادیا فحینئذ المثل الذی بعض السورۃ۔

اے ادعوا شہداءکم منفردین عن اللّٰہ
او عن انصار اللّٰہ من یقیم لکم
الشھادۃ بان ما اتیتم بہ مماثلۃ
فانھم لا یشھدون ولا تدعوا
اللّٰہ تعالیٰ للشھادۃ بان تقولوا
اللّٰہ تعالیٰ شاہد وعالم بانہ مثلہ
فان ذلک علامۃ العجز والانقطاع
عن اقامۃ البینۃ۔

ان، حرف شرط۔
کنتم ...... فعل ناقص
انتم، اسم ۔ صادقین .... خبر
اے ان کنتم صادقین فافعلوا
ذلک ۔

وان، شرطیہ ۔ لم تفعلوا، فعل
ضمیر انتم فاعل ۔ ذلک مفعول محذوف
فاتقوا النار التی الخ ..... جزا

یہ جملہ بیان نبوت ہے لفظاً اس کا
عطف اعبدوا پر ہے ۔ اور معناً بیان
جزا ہے ۔ اسے لما قرر وحدانیت

عقبہ بما ھو الحجۃ علی نبوۃ محمد صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ۔ ۱۲ (ک)

فاتقوا، ...... فعل با فاعل
النار ...... موصوف
التی، ... موصول
وقودھا .. مبتدا
الناس والحجارۃ خبر
اعدت، .. فعل با فاعل
للکافرین، جار مجرور ظرف لغو

۳ اور یا معطوف ہے صلہ سابقہ پر
یا صلہ بعد صلہ ہے۔

ولن تفعلوا　　جملہ فعلیہ
موکدہ معترضہ میان شرط
وجزا ۔

لہ با ضمار قد علماء نحو نے بیان
کیا ہے کہ اس ماضی پر جو کہ حال
واقع ہوتا ہے قد کا لفظ

ف۔ وَاِنْ کُنْتُمْ الخ ان آیات سے ثبوت نبوت مراد ہے۔ یعنی پچھلی آیتوں میں

ے۵ بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۳۔ داخل ہونا واجب ہو خواہ اسکو ظاہری طور پر لائیں خواہ مقدر رکھیں کوفیوں اور اخفش نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے۔ کہ فعل ماضی کو بغیر قد کے اکثر حال واقع ہونے کا باعث اس امر کی ضرورت ہو کہ لفظ "قد" اسکے ساتھ مقدر کیا جائے۔ سید جرجانی کہتے ہیں کہ اس اختلاف کا منشاء اشتباہ ہے بصریوں نے یہ سمجھا ہے کہ ہر ایک حال یکساں ہوتا ہے حالانکہ معاملہ اسطرح نہیں۔ کیونکہ وہ حال جس کو لفظ قد قریب بنایا کرتا ہے زمانہ کا حال ہے اور جو حال ہیئت فاعل یا مفعول کو بیان کرتا ہے وہ صفات کا حال ہے اور یہ دونوں حال بلحاظ معنی ایک دوسرے کے بالکل بیگانہ ہیں ۱۲ (خلاصہ مطولات)

ے۵ کہا ہے کہ فاتقوا الخ جملہ انشائیہ ہے اس میں جزا واقع ہونے کی صلاحیت نہیں ہے جبکہ وہ خبر نہیں واقع ہو سکتا بدون تاویل کے اور یہ کہ شرط جزا کے لئے سبب ہوتی ہے یا ملزوم اور بیان ہے عدم فعل اتقاء کے لئے نہ سبب ہے نہ ملزوم ہیں کیونکر یہ اس کے لئے جزا واقع ہو سکتا ہے لیکن اگر کہا جائے کہ فاتقوا جواب شرط ہے اس طریق پر کہ اتقاء سے نار کنایہ ہے ظہور اعجاز آیات و سور قرآنیہ سے اور وہ مقتضی ہے تصدیق اور ایمان لانے کو ساتھ اس کے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور تقدیر عبارت یہ ہے اے اذا بذلتم فی السعی غایۃ المجہود وجاوزتم فی التحدی کل حد معہود وعجزتم عن الاتیان بمثلہ وما یدانیہ فی اسلوبہ وفصلہ ظہر انہ معجز والتصدیق بہ لازم فآمنوا واتقوا النار۔ اور اِنْ بجائے اِذَا اظہار استمرار عجز کے لئے ہے۔ اور کلام بر سبیل تہکم ہے کیونکہ اعجاز قرآن تمام فصحائے عرب کے پاس مسلم ہے اور یا یہ کہ مخاطبین قبل تامل عجز اپنے ان میں مشکوک سمجھے لہذا باعتبار حال کلمہ اِنْ لایا گیا ہے۔ ۱۲

توحید، تخصیص عبادت، طریق وصول، حصول قرب بیان ہو چکا ہے۔ اب اس چیز کا بیان کیا جاتا ہے جو خاتم نبوت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور آپکی رسالت کے لئے واضح دلیل ہے کفار جب دیکھتے کہ جناب پیغمبر علیہ السلام ہر سوال کے جواب میں کوئی نہ کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں اور ہر موقعہ کے مطابق تنزیل وحی اظہار فرماتے ہیں۔ انہیں شبہ ہوتا تھا کہ شاید لسان شاعر اور فقرہ نویس نثار کی طرح آپ بھی کچھ سوچ سمجھا کر حسب حال مضمون تراش لیتے ہیں۔ کیونکہ جن دنوں میں قرآن نازل ہوا ہے عرب میں فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ شعر موزوں کر لینا اس وقت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ لونڈیاں تک بھی مختلف مضامین میں برموقعہ برجستہ اشعار کہہ دیا کرتی تھیں۔ اسلئے عام جہلا یہ آیات سنکر یہ کہہ اُٹھتے تھے۔ کہ یہ کلام نہ کلام خدا ہے اور نہ اس کا بھیجا ہوا ہے اگر یہ کلام خدا ہوتا، تو لکھا لکھایا ایک ہی دفعہ نازل ہو جاتا جیسے پہلے توریت مقدس اتری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے آسمانی قانون اور اصول حقہ پر رسم ورواج کو ترجیح دینے والو! اگر تمھیں اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہے تو محض وہمی اور خیالی امکان اور صرف زبانی آج خرچ سے کچھ فیصلہ نہیں ہوتا۔ تم خوب جانتے ہو۔ کہ محمد ایک اُمّی شخص ہے عمر بھر اس نے نہ ایک شعر موزوں کیا ہے نہ فقرہ نثر لکھا ہے۔ پھر بھی ہم قطع نزاع کے لئے کہتے ہیں کہ تم دو چار نہیں بلکہ سب کے سب فصیح و بلیغ شاعر و نثار مل ملاکر تمام سورت نہ سہی ایک دو آیتیں ہی بنا لاؤ جو فصاحت، بلاغت، لطافت، ترکیب

حسن تشبیہ، رعایت سباق و سیاق میں اس ہمارے کلام کی مساوی ہوں اور
پھر اسے اپنے ہی کلام فہم عادل گواہوں کے سامنے پیش کرو تاکہ دعوی کی
صداقت ظاہر ہوجائے اور ہر ایک شخص جان لے کہ یہ کتاب وحی آسمانی ہے
یا تالیف بشری ہے اور اسی معارضے کو فیصلہ ٹھہرائیں۔ لیکن ہم نہایت زور سے
کہتے ہیں کہ یہ کام ہرگز تم سے نہیں ہوسکتا اور قیامت تک نہ ہوگا (لئن اجتمعت
الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان
بعضہم لبعض ظہیرا) اور جب تم اس کے معارضے سے عاجز ہیں جیسے کہ
تمہاری حالت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ سہل کام کو چھوڑ کر لڑائی اور جنگ کے لئے
مستعد ہونا۔ اپنی اور اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کو ہلاک کرنا۔ جلائے وطن
اور خرابی ملک کو منظور کرنا وغیرہ اسطرح کے جملہ امور عجز معارضہ کے بین دلائل
ہیں۔ لہذا تمھیں یقین کرلینا چاہیئے کہ یہ کتاب کتاب خدا ہے اور جسپر نازل
ہوئی ہے وہ ہمارا سچا اور امین رسول اور خاص بندہ فرمانبردار ہے۔ اسکی
اطاعت تم پر فرض ہے اور اگر اب بھی تم اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے
تو یاد رہے کہ حق سے انکار کرنے والوں کے لئے ہمارے دوزخ کی دہکتی
آگ موجود ہے جسکی حدت اور تیزی منکرین حق اور انکے تراشے ہوئے
پتھر کے معبودوں کو نہایت آسانی سے جلا سکتی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ

و بشارت دہ آنانرا کہ ایمان آوردند　و کردند کارہائے شائستہ　بانکہ ایشانراست

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے　اور کام کئے اچھے　یہ کہ واسطے انکے

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا

بوستانہا میرود زیر آں جویہا ہرگاہ دادہ شوند از آنجا روزی

بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے انکے نہریں جب دیے جاویں گے اہیں سے

مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ

از قسم میوہ گویند این ہمان است کہ دادہ شدہ بودیم پیش

میووں سے رزق کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو دیے گئے تھے ہم پہلے

قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ

ازیں و آوردہ شود بایشاں آنروزی مانند یک دیگر و ایشاں راست در آنجا زنان

اس سے اور لائے جائیں گے متشابہ ایک دوسرے کے ساتھ اور واسطے انکے بیچ انکی بیبیاں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

پاک کردہ شدہ وایشاں در آنجا جاوید اند

ستھری اور وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں

بشّر (مژدہ و بشارت دہ۔ خوشخبری اور خوشی سنا)

بشّر: صیغہ امر اَلتَّبْشِیْر خوشخبری سُنانا یعنی وہ خبر جس کے سننے سے خوشی کے آثار چہرے سے نمایاں ہو جائیں۔ اور بِشارۃ بکسر و بضم اسم ہے بشر۔ بشرًا و بشورًا سے۔

تبشیر مصدر تفعیل بَشَّرَ۔ یُبَشِّرُ۔ مُبَشِّرٌ بَشِّرْ۔ لَا تُبَشِّرْ۔

الّذین (آنکساں را کہ ایمان آوردند۔ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

اٰمنوا: امنوا۔ ماضی ج مذ غ مصدر الایمان صفت

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(اور عمل کرد ند نیک اور کام کیے اچھے)

عملوا، ماضی جمع العمل، کسب کرنا مصدر

کرت عَمِلَ یَعْمَلُ۔ عَامِلٌ مَعْمُوْلٌ

اِعْمَلْ۔ لَا تَعْمَلْ۔

اَلصّٰلِحٰتِ، جمع صالحۃ تانیث

لفظ بتاویل خصلۃ ہے۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

(بانکہ ایشاں راست بہشتہا۔ کہ انکے لئے ہیں باغات)

اَنَّ، بمعنی تحقیق (حرف مشبہ بفعل موکد مضمون جملہ)

لَ، حرف جر بمعنی استحقاق وخصوصیت

جنات، جمع قلۃ جنۃ باعتبار قلت عدد اور

تنوین تنوع یا تعظیم کے لئے ہے۔

لے نوعًا الذین اغیر ما تعرفونہ

کھجوروں کے باغ اور وہ

بستان جنکے درختوں کے گھنے

پتوں کی انبوہی اور کثرت سے نہ

دکھائی دیں یا وہ باغ جنکی زمیں بڑے

بڑے گھن والے اور سایہ دار درخت

اپنی پیچیدہ شاخوں اور کثرت پتوں

کے سبب سے چھپائے رہتے

ہیں۔ بروایت حضرت ابن عباس

سات جنت ہیں۔ فردوس عدن

نعیم۔ خلد۔ ماوی۔ دار السلام

علیون۔

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

(رمیرود زیر آں جویہا۔ انکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ یا نہریں چلتی ہیں)

اے تجری من تحت اشجارھا ومساکنہا۔

تجری، مضارع، الجری والجریۃ

لہ صالحۃ مثل صفت مشبہ و سماء حسنہ صفات غالبہ سے ہے اور اعمال صالحہ سے وہ اعمال مراد ہیں جن کا صدور حسب تعلیم شرع و تجویز عقل سلیم و فطرت انسانیہ ہوا ہے۔ اور انکا کاسب شرعًا عقلًا عرفًا تحسین کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اور تعلیق تبشیر بالموصول میں اشارہ ہے کہ بشارۃ معلل بالایمان وعمل صالح ہے لیکن یہ چیزیں بذاتہ علت بشارۃ نہیں بلکہ بجعل شارع و بمقتضائے وعدہ۔

والجریان - پانی وغیرہ سیال اشیاء کا رواں ہونا - بہنا مصدر - ف - ک - ناقص جَرَیٰ - یَجْرِیْ - جارٍ مَجْرِیٌّ - اِجْرِ لَا تَجْرِ -

ھا ضمیر راجع بجنۃ دیا باشجار ومساکن

الانہار جمع، نہر پانی بہنے کی جگہ جو نالے سے بڑی اور دریا سے چھوٹی ہو - ال، جنسی[1] یا عہدی -

(ہرگاہ روزی دادہ شوند از انجا - جب رزق دیے جائیں گے ہمیں سے)

کلما، اسم ظرف زماں -

رزقوا، ماضی ج ع مجہول یقال رُزِقَ - اے نال الرزق وکان حسن الحظ -

الرزق، نصیب و روزی دینا مصدر ف - ض - رَزَقَ - یَرْزُقُ - رَازِقٌ مَرْزُوقٌ - اُرْزُقْ - لَا تَرْزُقْ -

مِنْ، ابتدائیہ اے مبتدأ من الجنۃ گویا مجرور اس کا موضع انفصال شے ہے -

(از قسم میوہ روزی ساختہ - کچھ میووں سے کھانا - یا میووں سے رزق -)

مِن، ابتدائیہ یا بیانیہ اور بعضیہ نہیں ہے کیونکہ اس کا ماقبل و یا مابعد اسکے مجرور کا جزو ہوتا ہے نہ جزئی اور من ثمرھا کی جگہ منہا اور من ثمرۃ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ تعلق منہا سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ جنۃ کے رہنے والے جنت ہی کی

---

[1] الانہار - ال، جنسی یعنی تعریف انہار سے جنس انہار مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے لفلان بستان فیہ الماء الجاری والتین والعنب، اور اُن سے وہ اجناس مراد ہوتی ہیں جن کو مخاطب پہلے سے جانتا ہے یا الف لام عہد ذکری ہے اور وہ انہار مراد ہیں - جن کا ذکر قول واجب تعالیٰ شانہ (فیہا انہار من ماء غیر اسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ) میں ہو

نعمتوں سے مستغنی رہیں گے اور کوئی
ایسی چیز نہ ہوگی جس کے لئے وہ غیر
کے محتاج ہوں (قال فیہا کل ما تشتہی
الانفس وتلذ الاعین۔

ثمرۃ، میوہ واحد جمع اسکی ثمرات ہے
والمراد منہ النوع من انواع الثمار
مثل انار وسیب۔

هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ

(گویند این آنست یا ہماں ست۔ کہینگے
یہ وہ چیز ہے یا وہی ہے جو)

قالوا، ماضی ج غ بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط۔

(آنکہ خورانیدہ شدہ بودند مارا پیش ازین
جو ہم اس سے پہلے کھلائے یا دیئے
گئے ہیں)

رزقنا، ماضی ج م مجہول صف
من ابتدائیہ **قبل** مضاف الیہ
منوی ہونے کے باعث مبنی علی الضم
ہے۔ اسم ظرف زمان۔

وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا

(حالانکہ آوردہ شود بایشاں آں روزی
مانند یکدیگر۔ اور لائے جائیں گے
ان کے پاس میوے مشابہ ایک دوسرے
کے ساتھ)

واتوا به، ماضی ج غ مجہول۔ ب التعدیۃ
متشابه (ایک جیسی آپس میں
ملتی جلتی چیزیں) اسم فاعل جمع متشابہات

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

(وایشاں راست در بہشت ہمصحبتان
پاکیزہ و پاک اور انکے واسطے اس میں
ہمصحبت پاک وصاف۔ یا خوش خلق)

ازواج جمع قلۃ اور جمع کثرۃ زوجۃ ہے
مثل عود وعودۃ لیکن یہ متروک الاستعمال
ہے اسلئے جمع قلۃ ہی توسعاً جمع
کثرۃ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ جمع زوج
(ہم نشیں وہم جلیس مراد مختص عورتیں

مطهرة، اصل مطہرۃ۔ نجاست بدنی
سے پاک۔ یا کج خلقی سے مبرا۔

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

(وایشاں در بہشت جاوید باشند۔
اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے
ہیں۔)

——— ۱۰۱ ———

الترکیب

وبشر[1] ...... فعل با فاعل

الذین ...... موصول

اٰمنوا، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ

وعملوا، فعل مع الفاعل

الصلحت، مفعول

انّ مشبہ بالفعل

لھم متعلق بثابت ... خبر

جنّٰت ... موصوف

تجری ... فعل

من تحتہا ... ظرف لغو

الانہار ... فاعل

کلما، منصوب المحل۔ اسم ظرف متضمن معنی شرط۔

رزقوا ...... فعل مع الفاعل

منہا، متعلق کائنًا حال اول

من ثمرۃ متعلق کائنًا وحال

رزقًا ...... ذی الحال

قالوا ھٰذا الّذی، الخ ...... جزا

اے کل حین رزقوا اے اطعموا مرزوقا مبتدءًا من الجنۃ مبتدءًا من ثمرۃ ویا من ثمرۃ حال اول (منہا) کی ضمیر سے حال واقع ہے بطور تداخل

[1] وبشر الذین الخ جملہ فعلیہ کا عطف مضمون آیۃ ان کنتم الخ پر ہے اسطرح کہ یا ایہا الناس اعبدوا خطاب عام ہے جس میں کافر اور مومن دونوں شریک ہیں اور قولہ ان کنتم سے فیہا خالدون تک اسی خطاب کی تفصیل ہے۔ کہ ان کنتم فی ریب سے اُعدت للکافرین تک کفار سے مختص ہے جسکا مضمون انذار ہے اور وبشر الذین اٰمنوا الخ مومنین سے مختص ہے جسکا مضمون بشارۃ ہے اور یا اسکا عطف فاتقوا پر ہے اے فان لم تفعلوا اے اذا لم یاتوا اظہر اعجازہ ووجب الایمان بہ فمن کفر بہ استوجب العقاب ومن اٰمن بہ استحق الثواب وذلک یستدعی ان یخوف ھؤلاء ویبشر ھؤلاء اور کہا ہے کہ اسکا عطف محذوف پر ہے اور وہ جزا ہے فان لم تفعلوا کی اور فاتقوا الخ قائم مقام محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ ان لم تاتوا بکذا فاٰمنوا

ف وبشر الذین امنوا الخ یہ پچھلی آیات میں توحید و نبوت اور اس کی ضرورت کا ثبوت اور اس سے انکار کرنے والوں کے لازمی نتیجے مثل عذاب رنج و تکلیف سے اطلاع دی گئی ہے۔ اس آیت میں خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لانے والوں اور اس کے مجوزہ قانون شریعت پر عمل کرنے والوں کو بشارت اور خوشخبری دیجاتی ہے کہ جیسے کفار کے لئے آخرت میں دوزخ طیار کی گئی ہے۔ اے مومنین تمہارے لیے ہمنے نہایت شاداب، خوش منظر سدابہار فرحت بخش باغیچے تجویز کئے ہیں جن کے درختوں کی پرورش شہد، دودھ اور شراب طہور کی بہتی نہروں سے کیجاتی ہے۔ ان کے میوے تازگی، لطافت، عمدگی اور خوبصورتی میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن طعم خوشبو اور ذائقہ میں ہر ایک دوسرے سے علحدہ اور نیا ہے۔ بہشتی لوگ جب ایک قسم کے میوے کھائیں گے اور دوسری قسم کے میوے انکے پیش کئے جائیں گے تو بعض استعجاباً یہ کہیں گے کہ یہ طعام ہمنے ابھی کھایا ہے یا ہمارا کھایا ہوا ہے۔ لیکن کھاتے وقت ان میں ایک نئی لذت پائیں گے۔ اسکے علاوہ تکمیل عیش کے لئے نہایت پاک صاف ستھری، خوش خلق، موزون اندام ہمراز اور ہم جلیس ازواج بھی تجویز کی ہیں اور واضح ہو کہ یہ عیش دائمی ہوگا اور ہر وقت تمھیں ایک تازہ مسرت اور فرحت حاصل ہوگی۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ جنت والے جب جنت میں پھل پائیں گے تو کہیں گے یہ ثمرہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۲۔ فی البعض مع ایرادہا فی البعض تنبیہا علی جواز الامرین فی الصفات ۱۲ (مظہری)

اس کا ہے جو پہلے سے ہم کو دیا گیا تھا یعنی یہ جنت کے پھل درحقیقت
وہی ہمارے اعمال صالحہ ہیں۔ جنکی توفیق ہمکو دنیا میں ملی تھی جسطرح اللہ نے
اہل دوزخ کے حق میں فرمایا ہے ذوقوا ما کنتم تعملون چکھو جو عمل
کرتے تھے تم۔ یعنی اہل دوزخ سے کہا جائیگا کہ یہ عذاب بعینہ وہی تمہارے
اعمال ہیں، کوئی دوسری شے نہیں۔ ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی
ہے۔ کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جنت کی پاک مٹی میٹھے پانی والی
ہے اور وہ ایک میدان ہموار ہے اسکی کھیتی تسبیح اور تحمید اور تکبیر ہے
پس یہی چیزیں وہاں جاکر درخت بن جاتی ہیں جس کا پھل آخرت میں ملیگا اس
تقدیر پر واتوا بہ متشابہا کے معنی یہ ہونگے کہ جنت میں پھل اہل جنت کو
مشابہ انکے اعمال کے دیے گئے یعنی جیسا کیا ویسا پھل پایا۔ ۱۲

ف ۲۔ اہل معرفت فرماتے ہیں کہ روح انسان میں بذریعہ ریاضت یا بواسطۂ توجہ شخص
کامل مکمل جب قوۃ تسلط پیدا ہوجاتی ہے۔ اور قواے غضبیہ و شہویہ و بہیمیہ
مہذب ہوکر اسکے زیر فرمان اور تابع حکم ہوجاتے ہیں اس وقت قدرتًا عالم غیب
کیطرف اسکی توجہ بڑھنے لگتی ہے اور ماسوی اللہ سے نفرت ہوتی جاتی
ہے۔ اور جسطرح ہلال ناقص آفتاب کی محاذات سے بدر کامل بنکر سیر گاہ آفتاب
کو اپنی ذات میں دیکھ لیتا ہے اسی طرح روح انسانیہ بھی عالم قدس کے
محاذی ہوکر معارف ذات و صفات باری تعالی افعال ملائکہ و طبقات روحانیہ
و حالم سموات وغیرہ نفسانی و روحانی مکاشفات کو برای العین مشاہدہ کرلیتی
ہے یہ معارف اگرچہ اسی عالم دنیا ہی میں حاصل ہوجاتے ہیں لیکن ان کی

کمال لذت اور گوارایت سے پورے طور پر وہ فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بدنی علایق فناے اتم کے بعد بھی ایسی سعادات کے ظہور کیلئے مانع رہتے ہیں لہذا دنیوی اور کونی تعلق زائل ہونے کے بعد جب اسکی نظر اپنے مکسوبہ سعادات پر گزرتی ہے اور معارف ذات حق کو ہمہ تن بصر اور کلی دید سے تماشا کرتا ہے اور متلذذ و مبتہج ہوتا ہے تو اس وقت تعجباً یہ کہتا ہے کہ کیا یہ وہی سعادات ہیں؟ جنکو میں دنیا میں اپنے پاس دیکھا کرتا تھا۔

ف۳ - وعملوا الصّٰلحٰت - قال عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی تفسیرہ اسے خلصوا الاعمال عن الریاء - وفیہ اشعارٌ بانّ الاعمالَ خارجٌ عن الایمان وبانّ السبب التام فی استحقاق البشارۃ الجمع بَیْنَ الوصفین - ۱۲ مظ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً

ہر آئینہ خدا شرم ندارد از انکہ بزند داستان پشہ

تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی سے مچھر کی

فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ

و بالاتر از آں اما آنکہ ایمان آوردہ اند میدانند کہ این

پھر جو اوپر اسکے ہے پس جو لوگ ایمان لائے پس جانتے ہیں یہ کہ

أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

داستان راست است از پروردگار ایشاں و اما آنانکہ کافر شدند

وہ سچے ہیں پروردگار انکی طرف سے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے

(وقف لازم)

فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ

میگویند چہ چیز خواستہ است خدا بایں داستان۔ خدا گمراہ میکند

پس کہتے ہیں کیا چاہا ہے اللہ نے ساتھ اسکے مثال لانا۔ گمراہ کرتا ہی خدا

كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ

بسبب وے بسیارے را وہدایت میکند بسبب وے بسیارے را و گمراہ نمے کند بوے

ساتھ اسکے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اسکے بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے

إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾

مگر بدکاراں را

مگر فاسقوں کو

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي

(بدرستیکہ خدا باک ندارد۔

(تحقیق اللہ کچھ ڈر نہیں رکھتا۔ نہیں شرماتا)

لَا يَسْتَحْيِي ا۔ع مضارع منفی الاستحیاء

حیا کردن و شرم داشتن۔ شرمانا

حیا کے باعث رک رہنا۔ یہ فعل بنفسہ

و بالظرف متعدی ہوتا ہے۔ یقال

استحییتہ و استحییت منہ۔

مصدر استفعال، ا۔ استحیاء یستحیی

مستحیی۔ استحیی۔ لا تستحیی

الحیاءُ[1]، یہ اس تغیر اور انکسار کا نام ہو

[1] الحیاء انقباض النفس من القبیح مخافۃ الذم وھو الوسط بین الوقاحۃ والخجل

[illegible] والخجل ھو انحصار النفس عن الفعل مطلقاً ۱۲

جو لوگوں کی عیب گیری اور مذمت
یا خدا کے ڈر اور غضب کے
خوف سے ارتکاب امر شنیع کے
وقت انسان کو عارض ہوتا ہے
اور وہ اس حرکت ناشائستہ سے
باز رہ جاتا ہے یہ ملکہ قوت جبن
اور عفت سے مرکب ہے۔ اسجگہ
مراد ترک فعل ہے۔ یعنی غائت حیا سے
اور حیا مشتق ہے حیات سے اور وہ موثر
ہے قوت حیوانی میں اور اس جگہ
قوت حس و حرکت میں تسامحاً استعمال
ہوا ہے۔

أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا

(اکہ بزند مثل بہر چہ باشد۔ کہ بیان کرے
کوئی مثال)
یضرب، بمعنی بیین ویذکر مضارع
منصوب بان۔ الضرب، ایک
شئی کو دوسری پر مارنا اسطرح کہ اسمیں
اثر نمایاں ہو جائے۔ ضرب المثل
ماخوذ ہے ضرب دراہم سے اور کہا ہے
یہاں بمعنی یصیر ہے مثل ضربت علیہم الذلۃ
الضرب، مارنا، بیان کرنا
مصدر ف۔ ک۔
ضَرَبَ، یَضْرِبُ، ضَارِبٌ
مَضْرُوْبٌ، اِضْرِبْ، لَا تَضْرِبْ
مثل، مشترک ہونا دو چیزوں کا ایک
وصف میں۔ اشیاء کا ایک دوسرے
سے مشابہ ہونا۔ اور وہ مشہور بات
جسکے مورد اور مضرب میں اس قسم
کی مشابہت پائی جائے کہ تشبیہ
دینے سے اس کا مضرب واضح
اور روشن ہو جائے۔
ما[1]، اسمیہ اور ابہامیہ بمعنی ای شئ
ویا نکرہ موصوفہ ویا زائد موکد تشبیہ۔

بَعُوضَةً

(پشہ خرد۔ ایک مچھر کی)

---

[1] ما اسمیہ ابہامیہ اسم نکرہ کے ساتھ ملکر اس کے ابہام اور شیوع اور تعمیم کو بڑھاتا ہے جیسے
کتاب ما بمعنی جونسی کتاب کوئی کتاب مثلاً ما۔ جونسی مثال کوئی مثال اور کبھی تحقیر کا فائدہ دیتا ہے

بَعُوضَۃً - تائے وحدت -
وہ ایک کاٹنے والا اور زہریلا چھوٹا
سا پرندہ ہے جو ساموں کی راہ سے
اپنی سونڈ کے ذریعے خون چوستا ہے
اور یہ فعول کے وزن پر صفت کا
صیغہ ہے غالب الاسمیت
قال الجوھری البعوض فعول
من البعض بمعنی القطع علی غلب
صغار البق کانہا بعض

فما فوقہا

(وبا انچہ فروتر ازاں باشد - اور جو
اوپر اس کے ہے)
اے ما زاد علیہا فی الجثۃ کالذباب
والعنکبوت او ما فوقہا فی الحقارۃ
وما دونہا فی الجثۃ - یعنی مراد
فوقیۃ سے یا زیادتی جثۃ وحجم مثل بہ
مراد ہے اس وقت ترقی ہوگی صغیر
سے کبیر کی طرف اور یا انہیں معنی
میں زیادتی مطلوب ہے جس میں
تمثیل واقع ہوئی ہے اور وہ صغر و
حقارت ہے اس صورت میں تنزل
ہوگا صغیر سے اصغر کیطرف اور حقیر
سے احقر کی جانب -
ف، بمعنی اسے ما نکرہ موصوفہ
یا موصولہ
فوق، اسم ظرف مکان -
ھا، ضمیر مرجع (البعوضۃ)

فاما الذین امنوا

(پس اما آنانکہ ایمان آوردہ اند -
پھر جو لوگ کہ ایمان رکھتے ہیں -)
فاما، اما، حرف تفصیل متضمن
معنی شرط اسی لئے اسکے جواب پر
حرف فا داخل کرتے ہیں اور یہ حرف
جس حکم پر داخل ہوتا ہے اس کی
تاکید اور اس مجمل کی تفصیل کرتا ہے
جو اس سے مقدم ہے صریحاً خواہ
دلالۃً اور یا مقدم فی الذکر ہیں بلکہ
حاضر ہے ذہن میں اور سیبویہ نے
اما فزید ذاھبٌ کی تفسیر میں
مھما یکن من شئ فزید ذاھبٌ

کہا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ اس اسم و فعل کے مرادف ہے بلکہ یہ اس کے معنی کا مآل ہے۔

فيعلمون انه الحق

امنوا، ماضی ج مذکر غائب مصدر الایمان صفت (پس بیقین میدانند کہ۔ سو جانتے ہیں کہ)

ف، جزائیہ جواب اَمّا

یعلمون، مضارع ج مذکر غائب صفت

انّ[1]، حرف موکد مضمون جملہ و بمعنی کاف بیانیہ۔

الحق، وہ خبر یا فعل یا شے جس کا خلاف تجویز نہ ہو سکے۔ سچ۔ خبر مطابق واقعہ

من ربهم – واما الذين كفروا – فيقولون ماذا

(از پروردگار ایشان۔ ان کے رب کی طرف سے)

من، ابتدائیہ۔ **هم** ضمیر (الذین)

(واما آنانکہ کافر شدند۔ لیکن وہ جو منکر ہیں)

کفروا، ماضی ج مذکر غائب مصدر الکفر والکفران

(پس میگویند چہ چیز یا چیست کہتے ہیں کیا ہے وہ)

یقولون، مضارع ج مذکر غائب – **ما**، استفہامیہ

ذا، بمعنی **الّذی** و یا **ماذا**[2] مجموع بمعنی استفہام

اراد الله

(خواستہ است خدا۔ چاہا ہے اللہ نے)

اراد، ماضی مذکر غائب

---

[1] انّ حرف موکد مضمون جملہ یہ حرف جب فقرہ کے اول اور شروع میں واقع ہوتا ہو تو تاکید یعنی جملہ کے معنوں میں زور پیدا کرتا ہے اور جب جملہ کے درمیان آتا ہے تو (کہ) بیانیہ کا کام دیتا ہے جیسے کہا جائے اعترف انہ مذنب یعنی اس نے مان لیا کہ وہ گنہگار ہے۔ اور انّ مکسورہ اور اس میں فرق یہ ہے کہ ان میں تاکید اسناد کی ہوتی ہے اور اَنّ مفتوح میں احد الطرفین کی تاکید مطلوب ہوا کرتی ہے

[2] ماذا۔ اس میں چند قول ہیں۔ ما استفہامیہ اور ذا، موصولہ ہے دوم ما استفہامیہ اور ذا اسم اشارہ ہے سوم ماذا، کا پورا لفظ بلحاظ مرکب ہونے کے استفہام ہے چہارم ماذا، پورا کلمہ اسم جنس بمعنی شئے یا موصول بمعنی الذی ہے۔ پنجم ما، زائدہ اور ذا، اسم اشارہ ہے۔ ششم ما استفہامیہ ہے اور ذا زائد ۱۲ (اتقان)

هٰذَا مَثَلًا

الارادۃ قصد اور قصد کرنا۔

مصدر افعال، اجوف، اَرَادَ۔ یُرِیْدُ

یُرِیْدُ۔ مُرَادٌ۔ اَرِدْ۔ لَا تُرِدْ

مثلاً ہیں ازروے تمثال۔ اس سے مثال (دینا)

هٰذَا اسم اشارہ تحقیر مشار الیہ کے لئے ہے جیسے آیت میں ہے اھٰذا الذی بعث اللّٰہُ رسولا اور کبھی تعظیم کے لئے آتا ہے باقتضائے مقام

یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا

(خدا گمراہ میکند بان بسیارے را۔ گمراہ کرتا ہے خدا اس مثل سے بہتوں کو)

یُضِلُّ، مضارع الاضلال گمراہ کرنا اور گمراہ ہونا۔

مصدر افعال مضاعف اَضَلَّ یُضِلُّ مُضِلٌّ۔ اَضْلِلْ۔ لَا تُضْلِلْ۔

بِهٖ، سببیہ کثیر، صفت مشبہ (صاحب کثرۃ)

وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا – وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ

(وراہ مینماید بآں بسیارے را۔ اور اسکے سبب سے بہتوں کو راہ بتاتا ہے)

(و گمراہ نمی کند بآں مگر بدکاراں اور گمراہ نہیں کرتا مگر جو فاسق ہیں)

اِلَّا، حرف استثناء مفرغ

الفاسقین۔ جمع فاسق[۲] شخص بدکار

۵-الارادۃ کسی چیز کی جانب نفس کے میلان اور توجہ کو ارادہ کہتے ہیں۔ اور واجب تعالیٰ کی اس صفت کو بھی کہتے ہیں جو ممکن معدوم کے دو مساوی شقوں عدم و وجود سے اُسکے وجود کی جانب کو مرجح یا مخصص کر دیتی ہو یہ صفت علم پر زائد ہے۔

۵۲ فسق کبیرہ گناہوں کا مرتکب یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے والا ایسا شخص اس وقت تک دائرہ اسلام میں سمجھا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ اس کا دل عقائد حقہ صحیحہ پر قائم ہے اور گناہوں کو دل سے برا جانتا ہے اور اپنے آپکو گنہگار سمجھتا ہے۔ لیکن اگر وہ انکو اچھا اور صواب جانکر اور دیدہ و دانستہ کرتا ہے تو کفر اس پر غالب ہو جاتا ہے اور احاطہ اسلام سے اسے خارج کر دیتا ہے۔ ۱۲

متمرد، سرکش، شرعی حدود کی پابندی نہ کرنے والا۔

الفسق (الخروج) فسق کے معنی لغت میں باہر نکلنے کے ہیں یقال فسقت الرطبۃ عن قشرھا اے خرجت وتسمی الفارۃ فویسقۃ لخروجھا لاجل المضرۃ اور شرعاً حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے کو فسق کہتے ہیں۔ یُقَالُ فَسَقَ وفَسُقَ۔ فِسْقًا، وفُسُوقًا اے خرج عن طریق الحق والصلاح فھو فاسق جمعہ فَسَقَۃٌ و فُسَّاقٌ وفاسقون مؤنث فاسقۃ جمعہا فاسقات و فواسق

ترکیب:
اِنَّ، ...... مشبہ بالفعل
اللہ، ...... اسم

لَا یستحی، فعل مع الفاعل
اَن یضرب، فعل مع الفاعل
مثلاً ما ... مبدل منہ
بعوضۃ ... بدل

انہا متصلۃ بقولہ فلا تجعلوا للہ انداداً اے لا یستحی ان یضرب مثلاً لھذہ الانداد

ویا ضرب بمعنی جعل فعل مع الفاعل
ومثلاً ما و بعوضۃ ہر دو مفعول

ویا مثلاً ...... حال
وبعوضۃ ... ذی الحال

ف۔ ما، موصولہ یا موصوفہ
فوقہا، مضاف مضاف الیہ صلہ یا صفت

اَمَّا، تفصیلیہ الذین، موصول
امنوا، جملہ فعلیہ ..... صلہ

ما، یا ما، زائدہ ہے اور بعوضۃ بدل ہے مثلاً سے یا عطف بیان ہے اس کا اور یا صفت یا بدل یا عطف بیان ہے ما سے اور یا منصوب بنزع خافض ہے۔ اے ما من بعوضۃ۔

تشبیت ہے موجودہ حالت پر فنون ضلالت سے۔	احدًا مستثنٰی منہ۔
ویا۔ اِلَّا، حرف استثنائے مفرغ	الفاسقین مستثنٰی یا بدل از مستثنٰی منہ۔

ف۔ ان اللہ لا یستحی الخ قرآن شریف میں بعض جگہ جانوروں کی تمثیلیں مذکور ہیں۔ اِنَّ الَّذِین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابًا ولو اجتمعوا لہ۔ وان یسلبھم الذباب شیاءً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب) کہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کے سوائے جن معبودوں کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں۔ اگر وہ ان کے معبود سب کے سب مل کر ایک مکھی بنانا چاہیں تو وہ نہیں بنا سکتے۔ پیدا کرنا تو درکنار اگر مکھی حقیر اُن سے کوئی چیز جھپٹ لے تو اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ مکھی کیا چیز ہے اور اسکی حقیقت ہی کیا ہے لیکن اس سے بڑھکر وہ بے حقیقت ہیں جن کے بس میں مکھی بھی نہیں۔ یہ آیت اس قسم کے اعتراضات کے جواب میں واقع ہوئی ہے کہ خداوند تمہارے ایسے واہی خیالات سے اس قسم کے طرز بیان اور اظہار واقعہ کو ترک نہیں کرتا الغرض الٓہ مشرکین کی فضیحت میں جب آیات نازل ہوئیں اور حقارت میں کہا گیا (وان یسلبھم الذباب شیاءً الخ) اور ان کی ساری کارروائی کو بیت عنکبوت سے ضعف بتایا گیا تو مشرکین یہ کہنے لگے کہ ایسی امثلہ سے خداوند کی کیا غرض ہے۔

امنوا یھدی بہ واما الذین کفروا یضل بہ اور یہاں ایمان وکفر سے استعداد ایمان کفر مراد ہے پس یہ کلام حق اسی استعداد و واقعہ کا مظہر ہے۔ جیسا کہ سورۂ حج میں ہے

اور ان سے کیا فائدہ متصور ہے جسکے جواب میں کہا گیا یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیرا۔

کہ یہ امثلہ ازلی بدبخت ہٹ دھرم حاسدوں کی آتش حسد کو بھڑکاتی اور ان کے کفر وعصیان تمرد اور سرکشی کو بڑھاتی ہیں اور نیک سچے مسلمانوں اور پکے دینداروں کی تصدیق اور خلوص کو تقویت دیتی اور اسے قایم رکھتی ہیں اور وہی لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں اور ان کی فطرتی استعداد ابھی تک صحیح و سالم ہیں اور وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور غرض اس آیت سے معترض کے تحمق کا اظہار ہے۔ کہ یہ لوگ صرف مکھی اور مچھر کے نام سے نفرت رکھتے ہیں ورنہ اس قسم کی چیزیں اپنی تام خلقت کے باعث دوسری مخلوق سے کچھ کم نہیں ہیں بلکہ عام مقدورات میں قدرت صانع کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ علاوہ اس کے مثال کی غرض اور اسکے نتیجہ کیطرف نہیں دیکھتے غرض کے لحاظ سے یہ تشبیہ نہایت برجستہ اور اور بر محل ہے۔ کیونکہ تمثیل میں ضروری ہے کہ وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہو۔ جب اس تمثیل میں ممثل لہ نہایت ہی ذلیل اور حقیر ہے تو اس مثال پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر وہی شخص اس سے مستفید ہو سکتا ہے جسکی آنکھوں پر حسد اور تعصب کی پٹی نہ ہو۔

ف ۲۰ وما یضل بہ الا الفاسقین۔ عرف قرآن میں فاسق کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک وہ جو عرف شرع میں رائج اور مشہور ہے۔ کہ فاسق وہ شخص ہے جو احکام شرعیہ کی اطاعت نہیں کرتا۔ کبیرہ گناہ اس سے سرزد ہوتے

رہتے ہیں۔ صغیرہ گناہوں میں منہمک اور ان پر مصر رہتا ہے توبہ اور استغفار سے معاصی کا تدارک نہیں کرتا اس قسم کا گنہگار شخص اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک مسلمان ہے البتہ گنہگار ہے۔ قبولیت شفاعت، معافی گناہ اور اسکی نجات کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ مناکحت غسل، وتوارث میں دوسرے مسلمانوں کے برابر ہے۔ مرنے کے بعد اسلامی طریق پر مقابر اہل اسلام میں اس کو دفن کرنا چاہیئے۔ اس سے الگ ہونا اور اسپر لعنت بھیجنا اور اس کے ساتھ بغض رکھنا ازروے دین حرام ہے۔ بلکہ استغفار، فاتحہ، درود اور صدقات وخیرات سے اسکی امداد لازمی سمجھنی چاہیئے۔ دوسرا وہ شخص فاسق ہے جو کفر وعصیان، تمرد وسرکشی اور عناد کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ دیدہ دانستہ حق سے انکار کرتا ہے۔ شعائر اسلام سے بیزار رہتا ہے۔ چنانچہ آیت (بئس الاسم الفسوق بعد الایمان) میں فسق بمعنی اول مستعمل ہوا ہے۔ اور آیۃ (ان المنافقین ھم الفاسقون) میں بمعنی دوم۔ اسجگہ بھی اسی دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ فاسق بمعنی اول مثل ایک مریض کے ہے جسکو مرض عارض ہے ابھی فاسد المزاج نہیں اسلیئے کہ اس کی روح عقاید حقہ پر اعتقاد رکھنے کے باعث صحیح المزاج اور زندہ ہے وعظ ونصائح، اور تمثیلات سے منتفع اور اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور فاسق بمعنی دوم جبکہ اپنے تمرد اور عصیان کے باعث جہل بسیط کی حد سے گزر کر جہل مرکب میں آ پہونچا ہے لہذا اسکی اصلاح کی امید نہیں۔ بلکہ تمثیلات شرعیہ اس کے فساد کو اور بڑھاتی ہیں جیسے غذائے صالحہ فاسد مزاج میں زیادتی فساد کا موجب ہوتی ہے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

آن فاسقاں میشکنند پیمان خدا بعد بستن آں

جو لوگ کہ توڑتے ہیں قول اللہ کا پیچھے مضبوطی کے

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

و می برند آنچہ خدا فرمودہ است پیوستن آں و تباہی میکنند

اور قطع کرتے ہیں جو حکم کیا اللہ نے ساتھ اسکے یہ کہ ملایا جاوے اور بگاڑ کرتے ہیں

فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

در زمین ایشانند زیاں کاراں

بیچ زمین کے یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ (آنانکہ می شکنند۔ جو لوگ کہ توڑتے ہیں۔

يَنْقُضُوْنَ امضٰ ج ع النقضُ عہد توڑنا خلاف وعدہ کرنا۔ عمارت یا رسی وغیرہ کو بنا کر بگاڑنا۔ مصدر ف۔ ض نَقَضَ يَنْقُضُ۔ نَاقِضٌ۔ مَنْقُوْضٌ۔ اُنْقُضْ۔ لَا تَنْقُضْ۔

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ (پیمان خدائے را از پس بستن و استواری آں اللہ کے قول کو اقرار کرنے کے پیچھے۔)

عَهْدٌ اقرار کرنا۔ اور وہ بات جسکے پورا کرنے کا عزم بالجزم ظاہر کیا جائے

ف عہد اللہ تین ہیں (۱) جو ذریت آدم علیہ السلام سے قبل تخلیق لیا گیا ہے اس میں اس کی ربوبیت تسلیم کی گئی ہے (۲) جو انبیاؤں سے لیا گیا ہے کہ دین کو پہنچائیں اور اس کو قایم کریں (۳) جو علماؤں سے لیا گیا ہے کہ حق کو ظاہر کریں اور شعائر دین کو پھیلائیں ۱۲۔

عہود - جمع -

من، ابتدائیہ یعنی جائے انفصال
وخروج شے یا زائد -

میثاق، مفعال وثاقہ اسم آلہ
جس سے مضبوطی اور قوت حاصل
ہو - یا مصدر بمقام مفعول (مستحکم)
وفی المظہری المیثاق اسم لما
وُثِقَ به العهد من الآیات
والکتب - اے بعد ما وثق
به عهده من آیاته وکتابه
پس وہ اسم جمع مواثیق ہے
موضع مصدر میں یا اسم آلہ
مثل محراث اور مراد اس سے وہ
آیات و کتب ہیں جن کے ساتھ
اللہ تعالے نے اس کی توثیق
کی ہے - اے ما وثق اللہ به
اور یا ما وثقوه به مراد ہے یعنی
قبول اور التزام اور یا مصدر بمعنی
حاصل بالمصدر ہے اور مرجع ضمیر

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

اگر اسم جلیل ہے تو اضافت
مصدر کی طرف فاعل کی ہے اور اگر
عہد ہے تو اضافت اس کی طرف
مفعول کی ہے -

ہ ضمیر راجع بہ عہد - یا باسم جلیل -
(رومی برند - چیزے را کہ خدا فرمودہ
است بآن پیوند کردن - اور کاٹتے
ہیں جس چیز کو کہ خدا نے فرمایا ہے
جوڑنا اُس کا)

یقطعون مضارع جمع القطع
قطع کرنا چھوڑنا - مصدر ف
قَطَعَ - یَقْطَعُ - قَاطِعٌ - مقطوعٌ
اِقْطَعْ - لَا تَقْطَعْ - یقال قطع
قطعًا ومقطعًا وتِقِطّاعًا
الشیءَ جزّہ وابانہ وفصلہ
ومنعہ عن حقّہ -

ما، نکرہ موصوفہ - یا موصولہ ہے
اور مراد اس سے تصدیق رسالت
حضرت خاتم نبوت ہے جسکو انہوں نے

تکذیب و عصیان کی مقراض سے کاٹا ہے۔ اور یا تصدیق جمیع انبیاء مراد ہے مگر انہوں نے بعض کی تصدیق اور بعض کی تکذیب کی ہے اور یا اس سے وصل جمیع قرابت مراد ہے جسکو انہوں نے بواسطہ ایذا و تکالیف قطع کیا ہے لیکن لفظ نقض عموم ہے اور مراد وصل سے تعمیل امر ہے جسکے انقطاع سے قطعہ وصلہ بین اللہ و بین العبد لازم آتا ہے۔

اَمَرَ، ماضی ع اَلْاَمْرُ[۵] حکم کرنا مصدر ف ن مہموز۔ اَمَرَ یَأْمُرُ۔ اٰمِرٌ۔ مَاْمُوْرٌ۔ مُرْ لَاتَاْمُرْ

اَنْ یُّوْصَلَ، مضارع منصوب

اَلْوَصْلُ ایک دوسرے سے ملنا۔ موافقت کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ مصدر ض معتل۔ وَصَلَ یَصِلُ۔ وَاصِلٌ۔ مَوْصُوْلٌ۔ صِلْ۔ لَاتَصِلْ۔

وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

(و فساد میکنند بر زمین۔ اور زمین پر بگاڑ کرتے ہیں۔ یا فساد کرتے ہیں ملک میں)

یُفْسِدُوْنَ، مضارع ج ع اَلْاِفْسَادُ فساد ڈالنا۔ بگاڑنا مصدر۔ افعال اَفْسَدَ۔ یُفْسِدُ۔ مُفْسِدٌ۔ اَفْسِدْ۔ لَاتُفْسِدْ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

(ایشان اندزیاں کاراں۔ یہی لوگ ہیں ٹوٹا پانے والے)

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ، جمع

[۵] الامر لفظ امر کے دو استعمال ہیں امر بمعنی قول مخصوص اسکی جمع اوامر ہے و بمعنی الفعل والشان کی جمع امور آتی ہے۔ اور اصل میں یہ مصدر ہے بمعنی قصد سمی بہ لذالك لان من شانہ ان یقصد و قیل سمی بہ لانہ من شانہ ان یوصر بہ اور کہا ہے کہ امر مشترک ہے قول و فعل میں کیونکہ اس کا اطلاق جیسے قول پر ہوتا ہے فعل پر بھی آتا ہے مثل وما امر فرعون برشید

استبدلوا الفساد بالصلاح و
اضاعوا فطرۃ السلیمۃ)

خٰسِرُوْنَ، جمع خاسر اسم فاعل
ہر وہ شخص جسے محنت کا اجر نہ ملے
خلاف مقصود سعی کرنیوالا ۔ راس المال
ضایع کرنے والا۔

اَلَّذِیْنَ، ...... موصول
ینقضون فعل مع الفاعل
عھد اللہ، ... مفعول
من، ... جار
بعد میثاقہ، مجرور

اے اولئک ھم الخٰسرون
الّذین ینقضون الخ وجملۃ
مستانفۃ۔

ویقطعون، ... فعل مع الفاعل
ما، .... اسم موصول

امر، ..... فعل
اللہ، ..... فاعل
بہ، جار مجرور مبدل منہ
ظرف لغو

ان یوصل، فعل ضمیر نائب فاعل
وھی بدل من ضمیر المجرور۔
اے امر اللہ بان یوصل الایمان
بالانبیاء کلھم ویقال لَا نُفَرِّقُ
بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وھُمْ
یقطعونہ ویَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ
ببعض الکتاب ونکفر ببعض
او یقطعون کل ما اَمَرَ اللہ بہ ان
یوصل کالارحام وغیرھا۔

وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
جملہ فعلیہ معطوف بر سابق۔

اولٰئک، ..... مبتدا
ھم، ضمیر فصل
الخٰسرون، .... خبر

لے ان یوصل۔ اور ممکن ہو کہ یہ جملہ ما سے بدل اشتمال ہواے یقطعون وصل ما امر اللہ بہ دیا خبر مبتدا ے محذوف ای ھو ان یوصل۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ

چگونہ کافر شوید بخدا وحال آنکہ بودید بیجان پس زندہ گردانید شمارا

کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے پس جلایا تمکو

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

بعد ازان بمیراند شمارا باز زندہ گردانید شمارا باز بسوے وے گردانیدہ شوید

پھر مردہ کریگا تم کو پھر جلائیگا تم کو پھر طرف اسکے پھیرے جاؤگے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ق

وے آنست کہ بیافرید براے شما هرچہ در زمین است همہ یکجا

وہی ہے جسنے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ط

باز متوجہ شد بسوے آسمان پس راست کرد آن هفت آسمان را

پھر قصد کیا طرف آسمان کے پس درست کیا ان کو سات آسمان

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾

وے بهمہ چیز دانا است

اور وہ سب چیز جاننے والا ہے

کَیْفَ، اسم مبہم استفہام حالات تعجب و توبیخ پر مستعمل ہوتا ہے۔	[illegible] چگونہ کافر میشوید بخدا۔ کسطرح کفر کرتے ہو تم۔ یا کیونکر انکار کرتے ہو تم

ف۔ کیف ہو منصوب لمشابہۃ سیبویہ اسے ظرف کی مشابہت پر منصوب کہتے ہیں اور اخفش

تکفرون، مضارع خطاب توبیخی صف
(و حال آنکہ بودید شما بیجان۔ اور تھے
تم مردے یا بیجان) اے ترابًا
و نطفًا و یا امواتًا فی اصلاب آبائکم

کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتًا فاحیاکم

اموات، جمع میّت اصل میوۃ
(پس زندہ کرد شمارا۔ پھر اس نے
جلایا تمکو) اے احیاکم بنا لُف
الارواح و نفخها فیکم۔

بقیہ از نوٹ ۴ صفحہ ۲۰۰

کے نزدیک بنا برحالیت منصوب ہے اور یا مرفوع بالابتدائیہ ابن مالک کہتے ہیں کہ یہ ظرف نہیں کیونکہ اس میں نہ زمان ہے نہ مکان لیکن چونکہ اس کی تفسیر علی ای حال سے کیجاتی ہے اسلیے ہم ظرف مجازًا اسپر طلاق کرتے ہیں والمعنی أفی حال العلم تکفرون ام فی حال الجهل وانتم عالمون بصانع موصوف بصفات الکمال منزہ عن النقصان وهو صارف قوی عن الکفر وصاد ورا لفعل عن القادر مع الصارف القوی مظنة تعجیب وفیه ایذان بان کفرهم عن عناد وهوا بلغ فی الذم۔

۵۔ اموات۔ بے حس وحرکت یعنی نطفہ کی حالت یا اس سے پہلی حالت مثل عناصر جداگانہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ موت اول سے مراد عدم سابق ہے اور احیاے اول سے خلق اور موت ثانی سے مراد موت معہود اور حیات ثانی سے بعثت آخرت ہے۔ اور کہا ہے موت اول سے مراد حالات واطوارات نطفہ و مضغہ مراد ہیں اور حیات سے نفخ روح اور موت ثانی سے مراد موت معروف ہے اور حیات ثانی سے بعثت آخرت اور اطلاق اموات کا ان اجسام پر مجازًا ہے اگر موت سے مراد عدم حیاۃ ہے اور حقیقۃً ہے اگر اسکی تفسیر کریں موت عدم حیاۃ عما من شانہ سے اور یا کہیں الموت عدم الحیاۃ مطلقًا اور کہا ہے موت اول سے موت معروف اور حیاۃ سے حیاۃ قبر مراد ہے اور موت ثانی سے موت برزخی اور حیاۃ سے حیاۃ بعثت مراد ہے۔ و فاحیاکم و ضم اتی بوضع مستقبلا ظہار۔

ف، مظہر ترتیب سلسلہ وعطف
بالفاء بخلاف ثُمَّ لاظہار عدم التراخی
بین الاحیاء والموت اللازم للعناصر
حیاۃ ایک قوۃ ہے تابع اعتدال
نوعی کے اور اس سے تمام دوسرے
قوی مستفیض ہوتے ہیں مجازاً قوۃ
حاسہ وقوۃ نامیہ پر بھی اس کا اطلاق
ہوتا ہے اور اس سے خصائل انسانی
مراد ہوتی ہیں مثل عقل وعلم وایمان
اس حیثیت سے کہ وہ کمالات حیاۃ ہیں
یا اسکی غایت ہیں۔
الاحیاء۔ زندہ کرنا مستعد مادہ کے
ساتھ روح کو متعلق کرنا۔ مضغہ میں
جان ڈالنا۔ مصدر افعال لفیف یائی
اَحْیَا۔ یُحْیِیْ۔ مُحْیٍ اَحْیِ۔ لَاتُحْیِ

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

(بعد ازاں بمیرانند شمارا۔ پھر مارتا ہے
تمھیں۔

ثُمَّ، حرف عطف مظہر تراخی معطوف۔
یُمِیْتُ، مضارع الاِمَاتَۃُ روح
وحرکت کرنا۔ روح ہوائی کا تعلق
بدن سے قطع کرنا۔ مصدر افعال اجوف
اَمَاتَ۔ یُمِیْتُ۔ مُمِیْتٌ۔
مُمَاتٌ اَمِتْ لَاتُمِتْ۔

ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(پس باز بسوے وے گردانیدہ
خواہید شد۔ پھر اسی کے پاس
پھیرے جاؤگے۔)
تُرْجَعُوْنَ، جمع مضارع الرَّجْعُ پھیرنا
واپس کرنا مصدر۔
ف۔ک رَجَعَ یَرْجِعُ رَاجِعٌ وُرْجِعَ
یُرْجَعُ مَرْجُوْعٌ اِرْجِعْ لَاتَرْجِعْ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ

(اوست خداوندے کہ بیافریدبرائے
شما۔ وہی خدا ہے جس نے پیدا کیا
یا بنایا تمھارے واسطے۔)
اے لاجل انتفاعکم فی الدین
والدنیاء و یا اصلاح ابدان اور
عبرت حاصل کرنے کے لیے)
ھو، یہ ضمیر ہے غیر متکلم وغیر مخاطب
کے لئے اور اہل اللہ کے نزدیک اسم ہو

اسماے واجب تعالیٰ شانہ سے اور
یہ مرکب ہے ھا اور واو سے ھا
اصل ہے اور واو زائدہ کیونکہ وہ جمع
وتثنیہ میں گر جاتی ہے پس حقیقۃ میں
حرف واحد ہے دال بواحد منفرد جو
موجود ہے اور اصل کل ہے اور
مبرا ہے جمیع جہات کثرۃ سے لہذا
اکابرین نے اسکو مدار ذکر قرار دیا ہے
اور بدرقہ نفس آور کہتے ہیں کہ ہوائیں
عام طور پر قاذورات اعتقادیہ وخیالیہ
ملے رہتے ہیں جو صحت روح کے
لیے زہر ہلاہل ہیں اور یہ اسم
مصفی ومطہر نفس ہے پس جو سانس
کہ اس سے صاف ہوکر روح میں پہونچتا
ہے وہ اسکی ترویج وحیات کا باعث
بنتا ہے اور جس سانس کی حفاظت
نہیں کیجاتی وہ قلب کے لیے باعث
تشویش وموت ہوتا ہے پس سالک
کے لیے ضرور ہے کہ وہ اسکو ہمیشہ

انفاس کے ساتھ جاری رکھے اور
مسمی اس کا غائب ہے یعنی حدود
قیاس حواس سے محیط نہیں ہوسکتے
والا فھو موجود ولا وجود الا ھو
وکل شی ھالک الا وجھہٗ
خلق، ماضی معروف مصدر الخلق صف
لکم، لام بمعنی اجل وانتفاع[۱]۔

ما فی الارض جمیعا ۱۹ (ہر انچہ در زمین است ہمہ ـ جو کچھ
زمین میں ہے سارا۔)
ما، موصول مراد وہ اشیاء جن سے
فائدہ حاصل ہوسکتا ہے ویا عام مخلوق

ثم استویٰ (بعد ازاں متوجہ شد ـ پھر قصد کیا)
ثُمَّ، حرف عطف مظہر تفاوت طرفین
اے تفاوت خلقت ما بین السماء
والارض مثل ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ
اٰمنوا ونہ براے اظہار تراخی وقت

[۱] ـ انتفاع یعنی لام تعلیل اور انتفاع کے لیے
ہے خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض
لتنتفعوا بہ فی امور دنیاکم بالذات

[illegible] الاستیلاء اولیٰ والاعتبار ۱۲

معطوف اخطا

استوی، امر الاستواء قصد کرنا۔ استوی کے معنی لغت میں سیدھا کھڑا ہونے اور مستقیم و معتدل ہونے کے ہیں و بمعنی قصد مصمم۔ و قصد بارادہ بلا اصارت۔

مصدر لفیف مقرون افتعال۔ استوٰی یستوی مستوٍ استو لا تستو۔

(بسوئے آسمان۔ آسمان کیطرف)

السماء آسمان و جہت علو واحد باعتبار لفظ و جمع بالمعنی یا اسم جنس و یا جمع سماوۃ۔

(پس راست کرد ایشانرا۔ پس درست کیا انکو)

فسوّٰی، امر التسویۃ برابر کرنا اتمام خلقت۔ سنوارنا مصدر تفعیل۔ سوّٰی۔ یسوّی مسوٍّ سوِّ لا تسوِّ۔

ھنّ، ضمیر جمع مونث غائب راجع بسماء و جمع ضمیر باعتبار معنی لفظ سماء و یا ضمیر مبہم و سبع سموات تفسیر

(ہفت آسمان۔ سات آسمان)

سبع، اسم عدد سموات جمع سماء

(و او بہمہ چیز داناست۔ اور وہ سب چیز سے واقف ہے)

کل، وہ جملہ یا مجموعہ جو چند افراد یا اجزاء

ـــــــــــــــ

[۱] جب کوئی شخص کسی چیز کی طرف کامل توجہ کرتا ہے کہ غیر کی طرف بالکل اسکی التفات نہیں رہتی تو اہل محاورہ کہا کرتے ہیں استوی الیہ کالسہم المرسل ۱۲

[۲] بکل، ب، حرف التعدیہ علیم باوجودیکہ بنفسہ متعدی ہوتا ہے یہ اسلیے کہ امثلہ مبالغہ اپنے افعال کے مخالف ہوتی ہیں جیسے کہ اپنی جگہ پر مصرح ہے کیونکہ یہ افعل التفضیل کے مشابہ ہوتی ہیں بوجہ اس کے کہ ان میں دلالت ہوتی ہے زیادتی پر لہذا تعدیت میں یہ افعل کا حکم رکھتی ہیں نہ اپنے افعال کا اور افعل کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا فعل متعدی ہوتا ہے اور اس سے علم یا جہل کے معنی سمجھے جاتے ہیں تو وہ متعدی بواسطہ حرف با ہوتے ہیں مثل اعلم بہ و اجہل بہ و علیم بہ

مرکب ہو ۔ مراد کل افراد ہیں

شیٔ ، چیز ۔ سے موجود متحقق

فی الخارج مراد ہے عام غیر مخصوص

کیفَ[۱] ، حرف استفہام منصوب المحل

بنا بر ظرفیت (سیبویہ) و بوجہ حال (الاخفش)

تکفرون ، ... فعل با فاعل ذو الحال

باللہِ ، جار مجرور ... ظرف لغو

و ، کنتم ، فعل ناقص

ضمیر حاضر اسم ۔ امواتاً ، خبر ۔ حال[۲] بمعنی قریبہ

فَاَحْیَاکُمْ ، فعل ضمیر مستتر فاعل ۔ کم مفعول

ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ

ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ

ثُمَّ اِلَیْہِ ، جار مجرور ظرف لغو مقدم

تُرْجَعُوْنَ ، فعل با فاعل

ھُوَ ... مبتدا

الَّذِیْ ، موصول

خَلَقَ ، فعل مع الفاعل

لَکُمْ ، جار مجرور ظرف لغو

مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ، مفعول

معطوف ہو وکنتم امواتاً پر اور ترک حرف اظہار استقلال کیلئے ہے افادہ میں اور یا یہ کہ یہ جملہ مثل نتیجہ کے ہے اس سے ۔

لہ ۔ کیف ظرف و یا حال ہو ضمیر تکفرون سے اسے اخبرونی علی ای حال تکفرون ۱۲ ۔

سے[۲] ۔ کنتم امواتاً جملہ اصل میں بعیدہ مجازاً قریب کے معنوں میں لیا گیا ہے جس سے اس کا حال ہونا جائز ہو ۱۲

سے[۳] ۔ جملہ ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ان تینوں کا عطف کیف تکفرون پر ہے اور جملہ کنتم امواتاً فاحیاکم قطع کلام ہے یعنی جب تم اپنا ابتدائی حال جانتے ہو تو پھر تمہارا کفر اختیار کرنا نہایت بعید ہے اور اگر تم اسی حالت پر جمے رہے تو یقین کر لو کہ اس موجودہ حیات کے پیچھے ایک اور موت اور حیات بھی آنے والی ہے جس میں

لگے۔ اور ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ہر ایک شخص کو ایک خاص وقت پر تمام دنیوی تعلقات چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اے معاندین اسلام! کیا تمھیں شک ہے کہ یہ سارے تغیرات ہماری قدرت سے نہیں ہوئے، یا ان کی متصرف کوئی دوسری ذات ہے، اور کیا اس موجودہ حالت کو دیکھکر آیندہ جی اٹھنے میں شک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پس ایسے نور ہدایت اور آفتاب کرامت یعنی شریعت حقہ سے انکار کرنا تمھاری بدبختی اور ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے اور ہم تمھیں پھر کہتے ہیں کہ اس موجودہ حیات پر غرہ نہ رہو۔ اس حیات کے بعد ایک اور موت اور زندگی بھی ہے اور تمھیں ہماری عادل اور سچی بارگاہ میں کھڑے رہکر اپنے بھلے برے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے۔

ف ۲۔ ھو الذی الخ۔ یہ آیت جملہ سابق کی تاکید ہے، کہ ہم نے صرف عدم سے وجود میں لانے ہی کی نعمت کا احسان نہیں کیا بلکہ تمہارے فائدے کے لئے زمین کو قابل محض بنا کر سات آسمانوں یا سات سیاروں کی دوری گردش اور ان کے شعاعی انعکاس کا اس سے تعلق پیدا کر دیا ہے۔ اور انکے مجموعی اثر و تاثر سے اونچے اونچے پہاڑ، چاندی سونے، تانبے اور لوہے وغیرہ کی کانیں، میٹھے پانی کے بہتے چشمے، جاری نہریں، رنگ برنگ پھولوں کے خوشنما تختے اقسام اور گوناگوں کے میوے چھوٹے بڑے پرندے اور چہار پائے شیردار حیوانات، مرغوب غذائیں، طرح طرح کے خوشبودار لوازمات اور ہزار ہا فائدہ بخش چیزیں پیدا کر دی ہیں

اور اس نعمتوں کے بھرے ہوئے گھر کا تمہیں مالک بنا دیا ہے بیشک
تمہارا خالق قادر مطلق ہے۔ ہر ایک شے کے وجود اُسکی ضرورت اور اسکے
فائدے اور انجام سے خوب واقف ہے۔

ف ۳ ۔ فائدہ اکثر بدن حیوان میں اخلاط اربعہ کے خلاصہ سے ایک لطیف
بھاپ پیدا ہوتی ہے اور شرائین کے ذریعہ سے ہر ایک عضو میں پہونچکر
باعث حس و حرکت بدن ہوتی ہے اسکا نام روح حیوانی یا روح ہوائی ہے
اسی کی موجودگی اور جریان کا نام زندگی ہے۔ اور جسوقت بدن میں روح
ہوائی کے پیدا کرنے کی قوت نہیں رہتی یا مضعف امراض اُسے تحلیل کر دیتے
ہیں تو بدن بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ اور اسی روح حیوانی کے بدن میں
نہ رہنے کا نام موت ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی

و یاد کن چوں گفت پروردگار تو بفرشتگان کہ من آفریننده ام در

اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ

الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ

زمین جانشینے را گفتند آیا می آفرینی در زمین کسے را کہ تباہی کند

زمین کے نائب کہا انہوں نے کیا بناتا ہے تو بیچ اس کے اس شخص کو جو فساد کرے

فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

در وے و خون ریزی کند و ما تسبیح میکنیم بحمد تو

بیچ اس کے اور بہا دے لہو اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری کے

وَنُقَدِّسُ لَكَ ۗ قَالَ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

وپاکی اقرار میکنیم	برائے تو	فرمود	ہر آئینہ	من میدانم	آنچہ شما نمی دانید
اور پاکی بیان کرتے ہیں	واسطے تیرے	کہا	تحقیق میں	جانتا ہوں	جو تم نہیں جانتے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ (و یاد کن چوں گفت پروردگار تو - اور جب کہا تیرے رب نے)

قَالَ، ماضی۔ اِذْ، اسم ظرف زمان[۱] منصوب المحل۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ (بفرشتگان - فرشتوں سے)

ل، جارہ مظہر تبلیغ

الملٰئکۃ - ال، استغراقی

ملائکہ جمع مَلَک[۲]

[۱] - اذ - ظرف زمان ہے ماضی کے لئے اور حرف ــــــ کے ساتھ ــــــ وضع واحتیاج میں مشابہ ہونے کے باعث مبنی ہے اسکے بعد جملہ فعلیہ ہوتا ہے یا اسمیہ جسکا ایک جز فعل ہوتا ہے یا ایسا اسمیہ جسکا وقوع زمانہ معین میں مشہور ہوتا ہے اور جب مضارع پر داخل ہوتا ہے اسے ماضی کے معنی میں کردیتا ہے اور ملازم الظرفیہ ہے مگر اس وقت کہ اس کی طرف زمان مضاف ہو۔ کبھی کبھی مفعول بہٖ اور بمعنی تعلیل ومفاجاۃ یا اسم مکان بھی واقع ہوتا ہے لیکن یہ شاذ ہے - اسجگہ زائد بمعنی قد ہے اور موضع رفع میں ہے - بے ابتداء وخلقکم اذ - یا موضع نصب میں ہے فعل مقدر سے لے ابتدأ خلقکم او احیاکم اذ - لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ منصوب المحل ہے قالوا اتجعل سے اور زمان سے مراد وقت ممتد ہے نہ زمانۂ قول -

[۲] - ملک دراصل مالک بفتح اول وسکون ہمزہ وفتح لام بروزن مفعل بمعنی موضع رسالت یا بمعنی مرسل الوکۃ یا ءَ لَاکَۃ بمعنی رسالت سے مشتق ہے بعد ازاں ہمزہ ساکت کردیا گیا ہے اور تائے تاکید تانیث جماعت کے لئے ہے - یا ملائکہ جمع مَلْئَکٌ بسکون لام وفتح ہمزہ مقلوب مألک صفت مشبہ ہے جیسے شمائل جمع مشمئل ہے پس ہمزہ تخفیفاً حذف کردیا گیا ہے

جاعل (بدرستیکہ من آفرینندہ ام - تحقیق میں بنانیوالا ہوں)

انی۔ (ان، حرف مشبہ بفعل، ی متکلم

جاعل بمعنی خالق و مصور اسم فاعل مصدر الجعل

فی الارض (در زمین جانشینے - زمین میں نائب)

خلیفة تائے مبالغہ فعیل بمعنی اسم فاعل شخص قائمقام مستخلف باجرائے احکام جمع اسکی خلفاء آتی ہے وعند البعض جمعہ خلائف بلحاظ تانیث

قالوا اتجعل (بگفتند آیا پیدا میکنی در زمین - انہوں نے کہا کیا بناتا ہے زمین میں)

قالوا، ماضی ج ع مصدر القول اجوف واوی۔

أ، ہمزہ تعجب یا استرشادیہ (طلب مصلحت) اور استفہام نفس جعل واستخلاف سے نہیں بلکہ مسئول جعل باعتبار حکمہ ہے۔

تجعل، مضارع ج ح، الجعل بنانا گردانا مصدر ف - جَعَلَ - یَجْعَلُ جاعِلٌ مجعولٌ اِجْعَلْ لاَتَجْعَلْ

فیہا، لے فی الارض -

من یفسد فیہا (شخصے راکہ فساد کند در وے - اس شخص کو جو فساد کرے زمین میں)

یعنی بطریق التسبب او من فیہ قوة ذالک

اور اس کی حرکت ما قبل کو دیگئی ہے اس تقدیر پر ہمزہ مزیدہ ہے ملائکہ ایک نورانی ہوائیہ لطیف اجسام ہیں اور اپنے کو مختلف اشکال میں دکھا سکتے ہیں اُن کے دو قسم ہیں (۱) علیین جنکا کام تسبیح وتہلیل ہے (۲) مدبرین امر جو تعلیم الٰہی کے مطابق احکام آلہیہ کی تعمیل کرتے ہیں بعض اہل کتاب کا اعتقاد ہے کہ وہ نفوس ناطقہ انسانیہ ہیں جو بعد مفارقت ابدان صالحین کاملین ملائکہ کہلاتے ہیں اور شیاطین نفوس ناطقہ ناقصین جہال ہیں جو بعد مفارقت ابدان خبیثہ شیاطین کے نام سے مشہور ہوتے ہیں

بقیہ صفحہ ۲۰۹

من، اسم موصول عہدی۔

یفسد، مضارع الافساد فساد ڈالنا مصدر صفہ

ویسفک الدماء

(و بریزد خونہا۔ یا خون ریزی کند۔ اور ناحق خون ریزی کرے)

یسفک، مضارع السفک زور سے بہانا۔ خون ریزی کرنا۔ ناحق خون گرانا مصدر ن ک سَفَکَ۔ یَسْفِکُ سَافِکٌ۔ مَسْفُوکٌ۔ اِسْفِکْ لَا تَسْفِکْ۔

الدِّمَاءَ۔ جمع دَم، خون مراد قتل ناحق لام، اسکا "یا" ہے۔ یا "واو"

ونحن نسبح بحمدک (۳۰)

(و ما تسبیح می کنیم ترا بستائش یا بحمد تو۔ اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ۔)

یعنی ہم تسبیح کرتے ہیں تیری ذات پاک کی اور تعریف کرتے ہیں تیرے کمالات کی پس تیری ذات اور صفات کا حق ادا کرتے ہیں۔ ادائے حق ذات تسبیح سے۔ اور ادائے حق صفات حمد سے۔

نُسَبِّحُ، مضارع ج م التسبیح التبعید مطلقاً والمراد تبعید اللہ عن السوء ذات واجب تعالیٰ کو نقائص امکان و حدوث سے بَری اور منزہ جاننا اور قولاً و فعلاً اس کا اظہار کرنا۔ مصدر تفعیل۔ سَبَّحَ۔ یُسَبِّحُ مُسَبِّحٌ سَبِّحْ۔ لَا تُسَبِّحْ۔

بحمد، ب، تعلیلیہ سببیہ یا مظہر استدامۃ صحبۃ ومعیۃ

حمد، اس قول اور فعل کو کہتے ہیں جس سے ممدوح کی عظمت اور اس کی کبریائی کا اظہار ہو۔

ونقدس لک (۳۰)

(و پاکی یاد میکنیم ترا۔ یا پاکی اقرار میکنیم برائے تو۔ تیرے لیے پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یا تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں یا پاک جانتے ہیں۔ ہم تیرے افعال کو سفاہت اور

خلاف حکمت ہے۔

نُقَدِّسُ[ل۵] ، ج متکلم مضارع ہم اپنے کو گناہ اور

لغزش سے بچاتے ہیں اور یاد کرتے

ہیں تیری پاک ذات کو التقدیس

پاک کرنا۔ یا پاکیزگی کے ساتھ منسوب

کرنا افعالِ واجب تعالیٰ کو مصدر تفعیل

قَدَّسَ یُقَدِّسُ۔ مُقَدِّسٌ۔

قَدِّسْ۔ لَاتُقَدِّسْ۔

لَکَ ، ل ، تعلیلیہ[م۵] لئے ، لاجلک ویا زائد[ن۵]

(فرمود بدرستیکہ من۔ کہا تحقیق میں)

قَالَ ، ماضی ، اِنِّیْ ، کلمہ مرکب (اِنَّ

حرف مشبہ بالفعل (ی متکلم)

(میدانم آنچہ شما نمیدانید۔ میں سمجھتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔)

اَعْلَمُ ، مضارع متکلم ویا افعل التفضیل

وما الخ مجرور باضافۃ

ما موصولہ۔ لاتعلمون ج حاضر مضارع منفی صلہ

اِذْ ، ظرف منصوب المحل۔ اے اذکر۔

یا منصوب بقالوا اتجعل۔

قَالَ ، فعل رَبُّکَ ، فاعل

لِلْمَلٰٓئِکَۃِ ، جار مجرور ظرف لغو

اِنَّ ، مشبہ بالفعل۔ ی اسم

جَاعِلٌ

فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔۔۔ خبر

ل۵ تقدس۔ تسبیح و تقدیس باعتبار لغت ہر دو بمعنی تطہیر ہے لیکن اصطلاحاً تقدیس میں مبالغہ ہے۔ پس تسبیح تنزیہ حق ہے شریک سے اور صفات نقص سے مثل عجز و ضعف ، تغیر و فنا وغیرہ۔ اور تقدیس تنزیہ حق ہے جملہ ان نقایص سے جو تسبیح کے مفہوم میں داخل ہیں اور نیز ان نقایص سے جو جناب مقدس وغیرہ لاشریک لہ کے لایق شان ہیں۔ وہ صفات امکانیہ ہوں خواہ دوسرے صفات ناقصہ ہوں خواہ کاملہ پس مشتق تقدیس مثل قدوس اخص ہوگا۔ مشتق تسبیح یعنی سبوح سے۔ از مطولات م۵ اسوقت یہ معنی ہونگے ہم اپنے آپ کو گناہ اور لغزش سے بچاتے ہیں تیری یاد کے لئے۔ ن۵ ویا زائد۔ یعنی ہم تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں ۱۲

اسکا عطف خلق لکم پر ہے اے
هوالذی خلق لکم وقال انی جاعلٌ
جاعلٌ، اسم فاعل بمعنی خالق
فی الارض، ظرف لغو
خلیفہ، ...... مفعول
ویا جاعل بمعنی مصیر،
فی الارض ...... مفعول (۱)
خلیفہ ...... مفعول دوم
قالوا، ...... فعل مع الفاعل
أتجعل، ... فعل با فاعل
فیها، جار مجرور ظرف لغو
من، ... موصولہ
یفسد فیها ... صلہ
خلیفہ محذوف .. مفعول دوم
کانہ قیل فما ذا قالت الملئکۃ
فقیل فی جوابہ قالوا الخ
ویسفك الدماء - جملہ فعلیہ معطوف
برا وّل عطف خاص ہے عام پر

ونحن، ...... مبتدا
نسبح، فعل با فاعل ذوالحال
بحمدك، ب، جار حمدك مجرور خبر
جار مجرور، متعلق متلبسین حال
ونحن الخ حال ضمیر فاعل تجعل اے
اتجعل فیها خلیفۃً من یفسد فیها
ونحن ننزهك عن كل ما لا یلیق
بشانك، متلبسین بحمدك
علی ما انعمت بہ علینا والهمنا
معرفتك -
و، نقدس، ... فعل با فاعل
لك، ظرف لغو یا مفعول بالواسطہ
ویا متعلق مصدر لے نقدس -
تقدیساً لك لے لاجلك -
قال، .... فعل مع الفاعل
ان، مشبہ بالفعل - ی - اسم
اعلم ما لا تعلمون، خبر

۵۱ - بحمدك - اضافہ حمد بفاعل ہے اے بحمدنا لك - او بحمل نا لك ے متلبسین -

اعلم ..... فعل مضارع با فاعل ما ..... موصول لا تعلمون. فعل با فاعل ضمیر محذوف مفعول } صلہ	مفعول	اعلم ما لا تعلمون
		ویا اعلم، افعل التفضیل مضاف وما الخ مضاف الیہ۔

ف ۔ واذ قال ۔ خداوند عالم کی یہ تیسری عامہ نعمت ہے ۔ اس میں سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی عظمت و بزرگی کا اظہار کیا گیا ہے، کہ اے بنی آدم کیا تم اس ہماری نعمت عظمی و عطیہ کبری کو بھول سکتے ہیں؟ تمہاری خلقت اور وجود کونی سے پہلے جب ہمنے فرشتوں پر ظاہر کیا، کہ محل کون و فساد عالم عناصر میں ہم اپنا ایک نائب بنایا چاہتے ہیں، اگرچہ اسکی پیدائش کھنکھناتی مٹی سے ہوگی لیکن وہ ہماری روح یا ہماری مدد سے تمام مخلوق پر حکمرانی کریگا ہماری بارگاہ میں اسکی بڑی عزت ہوگی ۔ فرشتے اسکے جسمانی اعراض اور لوازم عرضیہ کو دیکھکر یہ کہنے لگے اور تعجباً استفسار کرنے لگے کہ اے ہمارے بادشاہ زمین کی اصلاح اور اس کی تعمیر کے لیے ایک خود غرض، خون ریز، فتنہ پرداز، وعدہ فراموش کو خلیفہ بنانا اور ہماری جنس کے افراد کو (جو تیری حمد و ثنا میں مستغرق ہیں، اطاعت و فرمانبرداری عصمت و عفت انکا ذاتی منصب ہے) سرفراز نہ فرمانا ہماری عقل و فکر سے بعید ہے ۔ اور ہمنے کہا اے فرشتو ہماری حکمتوں و مصلحتوں سے تم واقف نہیں ۔

ف ۲ ۔ تاویلات صوفیہ میں ہے کہ جو چیز عالم کون میں حادث ہوتی ہے، اسکی ایک

صورت قبل حدوث اولاً عالم فضا میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد اس صورت ارادیہ کا نزول لوح پر ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد لوح محو و اثبات پر یا سمائے دنیا پر پس اس آیت میں اسی نزول سے کنایہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ خداوند عالم کا ایک خاص مخلوق کے بارے میں فرشتوں سے مشورتاً کلام کرنا، اور فرشتوں کا ایک قسم کی سوء ادبی سے عند الجواب پیش آنا جو ظاہر کلام سے مفہوم ہوتا ہے خلاف شان خداوندی اور حالت ملائکہ معصومین مکرمین ہے اور اس قسم کے تنزلات صورت ارادیہ انسان کے ہر ایک قول و فعل میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسکے اعضاء و جوارح سے صادر ہوتا ہے، قبل حدوث اسکی ایک صورت اولاً روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اسکے بعد اسکا نزول قلب پر ہوتا ہے۔ اور بعد میں قوائے نفسانیہ پر اور پھر اس کا ظہور اعضاء و جوارح پر ہوتا ہے۔

ف۳ قالوا اتجعل الخ فرشتوں کا یہ استفسار جو صورتاً اعتراض ہے، صرف جسم انسانی کے متعلق ہے جو متضاد عناصر کا مجموعہ ہے۔ چونکہ کل میں اجزاء کے خواص قائم رہتے ہیں اسلیئے جسم انسانی کو دیکھکر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس مرکب کا غضبناک حیوان ضرور دوسروں پر زیادتی کریگا۔ وعدوں اور اقراروں کو بھول جائیگا۔ ورنہ روح انسانی پر فرشتوں کا یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بجالانے تحمید و تسبیح و تہلیل اور اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے میں فرشتوں سے کچھ کم نہیں۔ چونکہ فرشتوں کا اعتراض نامکمل اور ناقص انسان پر ہے اسلیئے جواباً یہ ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے

انسان اور اس کی استعداد و قابلیت سے میں ہی واقف ہوں۔ ابھی تک جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ انسان نہیں بلکہ اس کا کالبد اور جسم ہے۔ جب اسکے ساتھ روح انسانی کو ملایا جائیگا اور وہ اپنے عاقلانہ تدبر سے اس کی متمرد اور سرکش قوتوں کو مہذب بناکر فضیلت عدل حاصل کریگی، اس وقت اسکی عظمت و رفعت شان کا سربستہ راز تم پر عیاں ہوگا۔ اور چونکہ مجردات کے تمامی فضائل اور ان کی ساری قوتیں بتدریج ترقی نہیں پاتیں۔ بلکہ ایک ہی دفعہ میں وہ ظہور پا جاتی ہیں یعنی ان کی فطرتی استعدادیں انکے وجود کے ساتھ ہی فعلیت میں آجاتی ہیں، اسلئے انسان کی تدریجی ترقی کا تذکرہ سنکر وہ اور بھی متعجب ہوئے۔ اور اضطراراً زبان حال سے کہنے لگے۔ اے بار خدایا ایسی عجیب خلقت افاضل، کامل شخص کی کیفیت پر ضرور ہمیں مطلع کیا جائے۔ لہذا مناسب مقام حضرت انسان کو وہبی اور کسبی فضائل سے آراستہ و پیراستہ کرکے دربار عام میں آنے کی اجازت دی گئی جسے دیکھکر تمام فرشتوں نے اسکی عظمت و کمالیت، اور اپنے عجز و انکسار کا اعتراف کرلیا اور حضرت رب العزت کا ارشاد ہوا الم اقل لکم انی اعلم الخ اے فرشتو! کیا میں نے نہیں کہا تھا، کہ انسان کوئی اور چیز ہے صرف اس کے جسمی ساخت پر اسکے فضائل کا قیاس نہیں ہوسکتا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی فضیلت کا باعث صفت علم ہے۔ وقال اللہ تعالی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ ۱۲

———۱۰۴———

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

و بیاموخت خدا آدم را نامہائے مخلوقات تمام آں باز پیش آورد آں چیز ہا بر

اور سکھا دیے آدم کو نام سارے پھر سامنے کیا انکو اوپر

الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ

فرشتگاں پس گفت خبر دہید مرا بنام ہائے ایں چیز ہا اگر

فرشتوں کے پھر کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

راست گو ہستید گفتند پاکی یاد میکنیم ترا ہیچ دانش نیست ارا

ہو تم سچے کہا انہوں نے پاک ہے تو نہیں علم ہے ہمکو

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۱﴾

مگر آنچہ تو آموختی بما ہر آئینہ توئی دانا با حکمت

مگر جو سکھایا تونے ہمکو تحقیق تو ہے جاننے والا حکمت والا

(و بیاموخت خداوند آدم را۔ اور سکھائے خدا تعالے نے آدم کو)

عَلَّمَ ماضی التعلیم علم سکھانا تعلیم دینا مصدر تفعیل عَلَّمَ یُعَلِّمُ مُعَلِّمٌ عَلِّمْ لَا تُعَلِّمْ۔

اٰدَمَ اسم عجمی غیر منصرف بوجہ علم و وزن فعل۔ اسکا ماخذ ادیم الارض ہے یا اصل اسکی أأدم ہے ہمزہ ثانی کو الف بنایا گیا ہے جمع اوادم اور تصغیر

(نامہائے ہمہ چیز اں یا نامہائے ہمہ مخلوق را۔ نام سب چیزوں کے)

الْاَسْمَآءَ[1] ملے اسماء المسمیات

[1] الاسماء۔ جمع اسم مراد اسم لغوی نہ اصطلاحی و عرفی خواہ سمۃ بمعنی داغ و علامت سے ماخوذ مانا جائے

فحذف المضاف الیہ وعوض عنہ اللام مراد علامات ذوات وصفات اور وہ آثار جن سے انکے مسمیات کیطرف ذہن متوجہ ہوسکے ۔	کلہا ۔ مراد کل افرادی مبالغۃ یعنی ایک ایک کا نام ۔ ثمّ عرضہم بعد ازاں پیش آورد ۔ یا نمودار کرو ۔ آں چیزہا ۔ پھر اُن چیزوں کو سامنے کیا

بقیہ از صفحہ ۲۱۶

اور خواہ سمو بمعنی ارتفاع سے لہذا اسجگہ اسماء سے وہ علامات وصفات اور خواص مطلوب ہیں جن کا علم مستلزم علم انکے مسمّٰی کا ہوسکتا ہے ۔ اور علم سے علم اجمالی مراد ہے جس سے آدم علیہ السلام کو ہر ایک اسم اور ہر ایک صفت کے ساتھ ایک خاص مناسبت پیدا ہوگئی تھی ۔ لہذا جب آپ کسی اسم کی طرف اسماء میں سے یا کسی صفت کی طرف صفات سے توجہ فرماتے تو وہ اور انکے مسمیات و موصوفات آپ پر منکشف ہوجاتے جسطرح کسی شخص میں جب ایک علم کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے تو اس علم کا ہر ایک مسئلہ اسپر آسان اور سہل ہوجاتا ہے اور ادنی توجہ کے ساتھ وہ اس مسئلہ کو حل کرلیتا ہے ۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنے نام سکھائے تھے اور چونکہ اللہ کے نام بے انتہا ہیں اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کل نام سکھائے اس لئے مراد یہ ہے کہ بالتفصیل نہیں بلکہ بالاجمال کل نام سکھائے یعنی ان میں یہ قوت پیدا کردی تھی کہ اللہ کے جس نام یا جس صفت کیطرف متوجہ ہوں وہ انپر روشن ہوجائے اور عرضھم میں ضمیر ھم کا مرجع آدم ہے اور جمع اسکی یا باعتبار تعظیم ہے یا اس لیے کہ آدم کے ساتھ ان کی آل بھی شامل ہے ۔ پس معنی یہ ہوئے کہ پیش کیا آدم اور آدم کی آل کو ملائکہ پر ۔ ایسے ہی ھٰؤلاء کا مشار الیہ آدم اور آل آدم ہے اور اسماء کی اضافت جو ھٰؤلاء کی طرف ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ اسماء الٰہی جو آدم اور آل آدم کو معلوم ہیں ۔ پس گویا یہاں اسماء بمعنی معلومات ہیں اور معنی آیت فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء یہ ہیں کہ پھر اللہ نے کہا کہ اے ملائکہ خبر دو مجھے اُن اسماء کی جو انکو یعنی آدم

عَرَضَ، دکھایا سامنے کیا ماضی ج
العرض۔ ظاہر کرنا دکھانا۔ مصدر ف
ک۔ عَرَضَ۔ یَعْرِضُ۔ عارِضٌ۔
معروضٌ۔ اِعْرِضْ۔ لَا تُعْرِضْ

هُم، ضمیر راجع (بمسمیات الاسماء
آدم۔ جمع الضمیر للتعظیم)

(بر فرشتگاں۔ سامنے فرشتوں کے)
مَلٰئِکَة، جمع ملک۔ ال عہدی
یا جنسی۔

(پس بگفت خبر دہید مرا۔ پھر کہا بتاؤ
مجھے)
اَنْبِئُوْا ج ص امر۔ مظہر تعجیز والزام نہ
تکلیف و امتثال۔ کیونکہ فرشتوں نے
اس امر اور خطاب کے سنتے ہی
عجز کا اظہار کیا ہے۔

الانباء، واقعہ کا اظہار کرنا۔ خبر دینا مصدر
افعال مھموز اللام۔ انباء یُنْبِئُ
مُنْبِئٌ اَنْبِئْ لَا تُنْبِئْ۔

نی، (ن، وقایہ و یٓ متکلم)

(بنامہائے ایں چیزہا۔ نام ان چیزوں کے)
باسماء۔ ب، حرف تعدیہ فعل
اسماء جمع اسم (علامات تعریف ذات
یا وہ علامات اور اعراض جن سے
اشخاص میں تمیز ہو سکے۔)

هٰؤُلَاءِ، جمع اسم اشارہ۔ واحد ہذا۔
(اگر ہستید راست گویاں۔ اگر
ہو تم سچے)
صادقین، جمع صادق مصدر الصدق صف
(بگفتند بپاکی یاد میکنیم ترا۔ انہوں نے
کہا تو پاک سب سے نرالا ہے۔)

اور آل آدم کو معلوم ہیں اور معنی آیت یا ادم انبئہم باسمائہم یہ ہیں کہ اے آدم خبر دے
ملائکہ کو ان اسماء الٰہی کی جو ملائکہ کو معلوم ہیں۔ کیونکہ صرف مخلوقات کے نام یا مختلف زبانیں
سیکھ لینے میں آدم کا کوئی کمال نہیں ہو سکتا اور نہ اُن چیزوں کے سیکھنے سے مرتبہ فضیلت
ثابت ہو سکتا ہے۔

یعنی اے پروردگار ہم تیری ذات کو پاک
جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ تیرا
علم ہر قسم کے قصور اور تیرا فعل ہر طرح کے
عیوب سے منزہ اور بری ہے تیرا
کوئی امر خلاف مصلحت نہیں۔ پس اے
پروردگار ہمارا سوال محض طلب ہدایت
کے لیے ہے، کیونکہ ہمیں وہی چیزیں
معلوم ہوسکتی ہیں جن کی تو نے ہمیں
تعلیم دی ہے اور سبحان مصدر ہے
بمعنی تسبیح اسکو نصب اور کسی اسم مفرد
کی طرف مضاف ہونا لازم ہے وہ ظاہر
ہو مثل سبحان اللہ و سبحان الذی
اسرٰی، یا وہ مضمر ہو مثل سُبْحَانَہٗ
اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ۔ سبحانک

لا علم لنا ،، اور یہ ایسا مفعول مطلق
ہے کہ اس کا فعل حذف کرکے یہ اسکی
جگہ قایم کردیا گیا ہے۔

لا علم لنا
(ہیچ دانستے نیست مارا۔ کچھ علم نہیں
ہمیں۔)

لا ، حرف نفی جنس مراد نفی کلی [۱] لام
بمعنی عند۔

الا ما علمتنا
(مگر آنچہ بیاموختی مارا۔ مگر جتنا سکھایا تو نے)

ما ، موصولہ۔ اے لا معلوم لنا الا
معلومًا ھو علمتنا۔ یا مصدریہ اے
لا علم لنا الا علمًا علمتنا۔
علمت ، ماضی۔ بعض اساتذہ نے
تصریح کی ہے کہ جن مقامات پر ،، ما،،
کے قبل۔ لیس۔ لم۔ لا۔ یا۔ الا میں سے

۱۔ لا سے نفی جنس اس سے انکار کلی مراد ہے کیونکہ جنس غیر محدود ہوتی ہے یہ لا عمل میں ان
کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ امور غائبہ کا علم الہام ربانی اور اس کی خاص
تعلیم پر موقوف ہے۔ نجوم کہانت وغیرہ سے ان پر اطلاع نہیں ہوسکتی قال وعندہ مفاتیح
الغیب لا یعلمہا الا ھو۔ وقال عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا
من ارتضی من رسولٍ۔

کوئی لفظ واقع ہوا ہے تو وہ "ما"
موصولہ ہوگا۔ جیسے ما لیس لی بحق
مالم یعلم۔ ما لا یعلمون۔ الا ما
علمتنا (اتقان)

انک انت العلیم الحکیم
(البتہ تو ہی دانا ہے حکیم۔ البتہ تو ہی
ہے جاننے والا حکمت والا۔ یا پختہ کار۔
انت، ضمیر مرفوع تاکید (ک) یا ضمیر
فصل۔ العلیم (دانا۔ وہ ذات جسکا علم
سارے معلومات پر محیط ہو۔ فعیل
بمعنی فاعل۔
الحکیم، وہ ذات جسکا ہر ایک فعل
مصلحت سے پر ہو۔ ہر ایک شے کی
غائت اور ابتداء سے واقف ہو۔

الترکیب

و علم، .... فعل مع الفاعل
ادم، مفعول اول
الاسماء۔ ای اسماء المسمیات مفعول
کلھا، ..... تاکید اسماء

ثم عرض، فعل مع الفاعل
ھم، .... مفعول
علی الملٰئکۃ ظرف لغو

ف قال، ... فعل مع الفاعل
انبئو، ... فعل مع الفاعل
نی، .... مفعول اول
باسماء ھٰؤلاء مفعول دوم

ان، شرطیہ۔ کنتم، فعل ناقص
انتم۔ اسم۔ صادقین، ... خبر
فافعلوا ذلک ان کنتم صادقین
اذ قیل ان کنتم صادقین فی
زعمکم انکم احق بالاستخلاف او
فی ان استخلافھم لا یلیق فانبئونی

قالوا، .... فعل مع الفاعل
سبحٰنک، مضاف
مضاف الیہ مفعول
لا علم لنا الا ما علمتنا، ... مقولہ

۵ سبحان، مصدر قائمقام فعل محذوف اور یہ ہمیشہ اضافت کے ساتھ مستعمل ہوا کرتا ہے اور فعل مقدر کی وجہ سے منصوب المحل ہوتا ہے اسے سبحت سبحانا۔

لا ۔ نفی جنس ۔ علم ۔ اسم

لنا ۔ متعلق بثابت ۔۔۔ خبر

الا ۔ حرف استثنا ۔ ما ۔ موصولہ

علمت ۔ فعل با فاعل

نا ۔ ضمیر الی لا عائد مفعول

ان ۔ مشبہ بالفعل ۔ ک ۔ اسم

انت العلیم الحکیم ۔۔۔ خبر

انک انت مبتدا العلیم الحکیم موصوف

صفت خبر کیونکہ العلیم معناً موصوف ہے

ویا انت اِنَّ کے اسم کاف سے تاکید

واقع ہے ۔ ویا انت ضمیر فصل یہ

جملہ ملائکہ کے قصر علم کی تعلیل ہے

کانھم قالوا انت العالم باستعداد

ادم علیہ السلام من العلوم

الخفیۃ المتعلقۃ بما فی الارض

(مسعودی)

ف ۔ وعلم ادم الخ ان آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت وشرافت کا اظہار مقصود ہے تاکہ فرشتے انکو حقارت سے نہ دیکھیں ، کہ ہمنے آدم کو اپنی معرفت حصولِ اشیاء اور ان کی کیفیت کا پورا علم دیکر فرشتوں پر منصب خلافت میں بحث کرنے کے سلسلہ میں پیش کیا لیکن فرشتوں نے علم الاشیاء میں حضرت آدم کے سامنے اپنے عجز کا اقرار کیا اور کہنے لگے اے ہمارے مالک ہمیں یقین ہے کہ تیری ذات علیم ہے اور تیرے علم میں کسی قسم کا نقص نہیں اور تیرا ہر ایک کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے ہم اپنی کم علمی اور ناقص فہمی کے مقر ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا علم انہیں معلومات میں محصور ہے جنکا فیضان تیری ذات اقدس سے ہوا ہے اور بیشک تو ہر ایک شے کی ماہیت اور اس کے استحقاق و قابلیت سے پورا واقف ہے ۔

ف۲۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی فضیلت اور اسکی شرافت کا باعث وہ لطیفہ ربانی ہے جسکی نورانی شعاعیں حقائق اشیاء اور کوائف ماہیات انکے حالات جوہر، عرض، اجمال تفصیل، علت معلول، لازم ملزوم جنس فصل کلیت جزئیت کے اعلی مطالع اور مشارق پر چمک سکتی ہیں۔ عزت ربوبیت اور اسکے استحقاق عبادت کی معرفت اسی جوہر لطیف کی اضاءت اور تنویر پر موقوف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء، وجہ تخصیص یہ ہے۔ کہ کسی شئے سے خائف اور مرعوب ہونے کے لئے تین چیزوں کا علم ضروری ہے (۱) اس ذات کی قدرت پر واقف ہوں کیونکہ بادشاہ اگر یقین بھی کرلے کہ رعیت اس کے بُرے حرکات سے واقف ہے۔ تاہم وہ اُن سے کچھ خوف نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ رعیت اسپر کچھ جبر نہیں کرسکتی۔ نہ انہیں منع کرنے کی قدرت ہے۔ (۲) اس کے عالم ہونے پر یقین رکھنا۔ کیونکہ شاہی سامان چرانے والا شخص اگرچہ بادشاہ کی قدرت پر علم رکھتا ہے۔ لیکن وہ اس لئے نہیں ڈرتا۔ کہ بادشاہ کو اسکی چوری کا علم نہیں۔ (۳) اس کے حکیم ہونے پر یقین رکھنا۔ کیونکہ بادشاہ کے سامنے استہزاء اور تمسخر کرنے والا شخص اگرچہ جانتا ہے کہ بادشاہ کو اسکی منع پر البتہ قدرت ہے اور وہ اسکے قبائحہ احوال سے بھی واقف ہے۔ لیکن اس لئے اس سے وہ خوف نہیں رکھتا۔ کہ بادشاہ کی سفلہ پسند طبیعت نے اسے گستاخ کردیا ہے۔ لیکن جب وہ جان لیتا ہے۔ کہ بادشاہ اس کے بُرے فعل کو خوب جانتا ہے اور اُسے منع کرنے کی بھی پوری قدرت ہے اور وہ حکیم ہے۔ سفاہت پسند نہیں کرتا، تو

بادشاہ کے ایسے اوصاف سے البتہ مصاحب کا دل مرعوب ہو سکتا ہے اور اس سے کوئی ناشائستہ حرکت صادر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب انسان یقین کرلیتا ہے کہ اس عالم الغیب ذات پر جمیع مخلوقات عیاں اور منکشف ہے تمام مقدورات پر اسکی قدرت حاوی و محیط ہے منکرات اور محرمات وغیرہ منہیات شرعیہ سے خوش نہیں ہوتا۔ اس وقت اسکے دل میں اس قادر مطلق کی عزت اقتدار پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا رعب اسپر مسلط ہو جاتا ہے اور کوئی کام اسکے خلاف مرضی اس سے صادر نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی سعادت کی تحصیل لوازم علم سے ہے۔ پس حصول سعادت دارین علم اور معرفت پر موقوف ہے۔ قال ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ اور اس کے سوائے انسان میں صورت انسان کے سوائے اور کچھ نہیں قال اولئک کالانعام بل ھم اضل۔

قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ

فرمود اے آدم خبر دہ فرشتگاں را بنامہائے اینہا پس چوں خبر داد ایشاں را بنامہائے اینہا

کہا اے آدم بتا دے انکو نام انکے پس جب بتا دیئے انکو نام ان کے

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَ

فرمود آیا نگفتہ بودم شمارا کہ ہر آئینہ من میدانم پنہان آسمانہا و

کہا کیا نہ کہا تھا میں نے تمکو تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور

ٱلْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾

زمین و میدانم آنچہ آشکارا میکنید و آنچہ پوشیدہ میداشتید

زمین کی اور جانتا ہوں جو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے

قَالَ (فرمود کہ اے آدم۔ کہا اے آدم)

يٰٓاٰدَمُ آدمُ، اسم عجمی غیر منصرف

اَنۡۢبِئۡهُمۡ (خبردہ فرشتگاں را بنامہائے آں چیزہا۔ بیان کر فرشتوں پر ان سب چیزوں کے نام۔ یا بتا دو انکو نام انکے)

اَنۡۢبِئۡ، بیان کر صیغہ امر صیغہ

باسماء، ب تعدیہ اسماء جمع اسم مراد مسمیات اسماء۔ یا خواص اشیاء رو یا اسم عرفی۔

بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ (پس ہرگاہ آدم خبر داد ایشاں را از نامہائے ان چیزہا۔ پھر جب آدم نے بتا دئے انکو ان سب کے ناموں سے۔

فلمّا، ف، حرف عطف یا فصیحیہ

لمّا، ظرف یا مفید معنی شرط۔

انبأ، ماضی

ب، تعدیہ یا زائد۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ (بفرمود آیا نگفتم شمارا یا نگفتہ بودم شمارا کہا اللہ نے کیا میں نے نہ کہا تھا تمکو)

لے لمّا، جب یہ حرف فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ایسے دو جملوں کا مقتضی ہوتا ہے جن میں سے دوسرے جملے کا وجود پہلے جملے کے پائے جانے کے وقت ہوتا ہے۔ لہذا کہا جاتا ہے وھو حرف وجود موجود ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اسوقت بمعنی حین ہوا کرتا ہے۔ اور ابن مالک کہتا ہے وہ بمعنی اذ ہوتا ہے اسلیے کہ اذ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے اور جملہ کی طرف مضاف ہونے کے لئے بھی اور اس کا جواب بھی ماضی ہوگا اور جملہ اسمیہ جس پر حرف فا داخل ہو یا اذا فجائیہ آیا ہو وہ بھی اس کے جواب میں واقع ہوتا ہے مثلاً فلمّا نجّاھم الی البرّ فمنہم مقتصد۔ فلمّا نجّاھم الی البرّ اذا ھم یشرکون۔ اور جہاں فعل مضارع جواب میں واقع ہوا ہے مثل فلمّا ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشریٰ یجادلنا۔ تو اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اصل جادلنا فعل ماضی ہے اور دوسری جماعت نے جواب کا فعل مضارع کا ہونا بھی جائز رکھا ہے۔ (خلاصۂ مطولات)

فَ، جواب امر۔ لمّا، شرطیہ

اَنۡبَاَ، ...... فعل مع الفاعل

هُمۡ، ...... مفعول اول

بِاَسۡمَآئِهِمۡ، بواسطہ حرف مفعول (۲)

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ الخ ...... جزا

قَالَ، ...... فعل مع الفاعل

اَ۔ لَمۡ اَقُلۡ، ...... فعل با فاعل

لَكُمۡ، جار مجرور ظرف لغو

اِنّ، حرف مشبہ بفعل یؔ، اسم

اَعۡلَمُ، فعل با فاعل

غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ، مفعول

قَالَ يٰۤاٰدَمُ، تقریر جواب اجمالی

اِنّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ سوکلام خلافت

وَ۔ اَعۡلَمُ ...... فعل مع الفاعل

مَا، ...... موصولہ

تُبۡدُوۡنَ ...... فعل با فاعل

ہٗ ضمیر محذوف ...... مفعول

وَ۔ مَا، ...... موصولہ

كُنۡتُمۡ، فعل ناقص مع اسم

تَكۡتُمُوۡنَ، جملہ فعلیہ خبر

وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ،

فعل با فاعل

ہٗ ضمیر محذوف ...... مفعول

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّآ

و چوں گفتیم بفرشتگاں سجدہ کنید آدم را پس سجدہ کردند مگر

اور جب کہا ہمنے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا مگر

اِبۡلِيۡسَ اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ (۳۴)

ابلیس قبول نکرد و سرکشی نمود و گشت از کافراں

شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

وگفتیم اسے آدم بمان تو و زوجہ تو در بہشت

اور کہا ہم نے اسے آدم رہ تو اور جورو تیری بہشت میں

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

و بخورید از بہشت خوردن بسیار ہرجا کہ خواہید و نزدیک مشوید

اور کھاؤ تم اس میں سے بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۵)

باین درخت کہ خواہید شد از گنہگاراں

اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

(و) چوں بگفتیم فرشتگاں را۔ اور یاد کر جب ہم نے فرشتوں سے کہا

اذ، اسم ظرف زمان۔ قلنا، ماضی ج م

سجدہ کنید آدم را۔ آدم کو سجدہ کرو

اسجدو، صیغہ امر ج ح السجدۃ بالکسر والسجود مسجود کی تعظیم اور اپنی غایت درجہ کی ذلت اور حقارت کو ایک خاص صورت میں ظاہر کرنا۔ عبادت[۱] کے خیال سے زمین پر ماتھا ٹیکنا مصدر ف۔ض سَجَدَ، يَسْجُدُ، سَاجِدٌ مَسْجُوْدٌ۔ اُسْجُدْ، لَا تَسْجُدْ۔

لِاٰدَمَ، اے الیٰ آدم لان المسجود فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ وجعل آدم قبلۃ تفخیماً لشانہ فاللام بمعنی الیٰ وقال الحسان فی مدح الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ الیس اول

[۱] السجدۃ فی الاصل التذلل وفی الشرح وضع الجبھۃ علی الارض علی قصد العبادۃ (ک)

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ

من صلی بقبلتکم اے الی قبلتکم و تمامہ واعرف الناس بالقران والسنن - او جعل ادم سببا لوجوب السجود توبۃ لما صدر عنہم صورۃ الاعتراض واللام حینئذ للسببیۃ نحو صل لدلوک الشمس فالمعنی التواضع والتذلل لادم تحیۃ و تعظیما کسجود اخوت یوسف (مظ)

مذہب جمہور ہے کہ یہ سجدہ بطور سجدہ شرعی کے پیشانی زمین پر رکھکر ادا ہوا ہے جیسے سورۂ صٓ میں حکم ہوا ہے - گرو اسکے لئے سجدہ ہیں - مگر حضرت ابن عباس فرماتے ہیں - کہ بصورت رکوع ادا ہوا ہے -

(فسجدوا) پس سجدہ کردند مگر ابلیس سب نے سجدہ کیا مگر شیطان -

ف، مظہر مسارعت یعنی فوراً وہ گر پڑے سجدے میں -

سجدوا، ماضی ج ع - اِلّا[۵]، حرف استثنائے متصل -

ابلیس[۵۲]، اسم عجمی غیر منصرف بروزن فعلیل اور یا عربی ہی بروزن مفعیل

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ

(ابی واستکبر) (کہ سر باز زد و تکبر نمود - کہ انکار کیا اسنے اور تکبر کیا)

ابی، ماضی الاباء انکار کرنا - انکار مع الکراہۃ وقدرت فعل - نہ ماننا مصدر - ف، ف، ناقص مہموز الفاء أبی، یأبی، ابِ، مابیٌّ، ائبِ

---

۵ الا ابلیس - اس کے استثنائے متصل اور منقطع ہونے میں اختلاف ہو - مگر اس کے متصل ہونے کو ترجیح ہے - کیونکہ اگرچہ ابلیس قوم ملائکہ میں داخل اور شریک نہیں - تاہم وہ اُنکے سے کام کرنے اور ان سے باہمی میل جول پیدا کرنے سے گویا وہ انہیں کی نوع کا ایک فرد سمجھا جاتا تھا - اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ امر سجود گو ظاہرا ملائکہ سے متعلق ہے مگر بالتبع جن بھی اسمیں شریک ہیں اور استثنائے متصل بلحاظ تبعیت لایا گیا ہے - ۵۲ ابلیس عجمی اسم ہے جو عجمہ اور تعریف کے باعث غیر منصرف ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اسم عربی ہے ماخذ اسکا ابلاس بمعنی نومیدی و مایوسی ہے بروزن مفعیل ۱۲

لاَ تَأْب۔

وَاسْتَكْبَرَ ، ماضی ، ع ، حرف سین مظہر مبالغہ

الاستکبار۔ اپنے آپ کو غیر سے بڑا سمجھنا

غرور کرنا۔ مصدر ، استفعال ، اِسْتَکْبَرَ

یَسْتَکْبِرُ ، مُسْتَکْبِرٌ ، اِسْتَکْبِرْ ،

لاَ تَسْتَکْبِرْ۔

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

(رہ بود از کافراں۔ یا گشت از کافراں

تھا کافروں سے یا کافروں میں سے

ہو گیا)

ایثار ، و ، حرف فاء ، پہ ، ابی و استکبار

کی استقباح پر دلالت کرتی ہے

کہ یہ ہر دو فعل محض کفر ہیں نہ کہ سبب کفر

کَانَ ، ماضی ، ع ، ناقص یا بمعنی صار۔

مِنْ ، تبعیضیہ۔ والمعنی کان فی علم

اللہ تعالیٰ من الکافرین او کان من

القوم الکافرین الذین کانوا فی الارض

قبل خلق آدم او بمعنی صار۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ

(و گفتیم اے آدم۔ اور کہا ہم نے

اے آدم)

وَقُلْنَا ، ماضی ، ج ، م ، حضرت حوا کو حضرت

آدم علیہ السلام کے ساتھ اول خطاب

میں شریک نہ کرنا۔ اس امر کی تنبیہ ہے

کہ مقصود بالحکم حضرت آدم ہیں۔

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

(ساکن شو تو و زوجہ تو در بہشت۔

بس رہ تو اور تیری عورت بہشت میں)

اُسْكُنْ ، امر ، ح ، امر ہے سکنیٰ

بمعنی اتخاذ المکن نہ سکون بمعنی ترک

حرکت سے یقال سَکَنَ ، سَکَنًا

وَسُکْنَی الدَّارَ اے اَقَامَ بِھَا

فھو ساکنٌ جمع ساکنون وسکان

السکون آرام پانا۔ وَالسَّکَنَۃُ

قیام کرنا ٹھہرنا وطن اختیار کرنا مصدر

ف ، ض ، سَکَنَ ، یَسْکُنُ ، سَاکِنٌ

مَسْکُوْنٌ ، اُسْکُنْ ، لاَ تَسْکُنْ

اَنْتَ ، ضمیر بارز منفصل اصل ضمیر

اَنْ اور حرف تا بیان خطاب ہے۔

زَوْجٌ ، مصاحب۔ شریک رنج و راحت

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا

الجَنَّةَ، دار ثواب سرسبز وشاداب اور گھنے پتوں اور شاخوں والے درختوں کا باغ)

(وبخورید ازاں باغ بفراغت۔ اور کھاؤ تم دونوں اس باغ سے دلکی خوشی یا فراغت سے)

كُلَا، ص، ۲ ح، امر اصل میں أأکلا ہمزتین ہے اول ہمزۂ وصل ہے اور ثانی فائے کلمہ ہے پس ثانی اجتماع مثلین کے باعث اور اول تخفیفاً حذف ہوا ہے۔

الاکل کھانا مصدر ف، ض مہموز الفا۔ أَكَلَ، يَأْكُلُ، أَكْلٌ، مَأْكُولٌ، كُلْ، لَا تَأْكُلْ، ۔

مِنْ، بعضیہ یا زاید ها ضمیر راجع بجنۃ بحذف مضاف اے مطاعمہا

رَغَدًا، فراغت۔ خوشحالی۔ خوش وقتی اے اکلاً رغدًا۔

حَيْثُ شِئْتُمَا

(از جائے کہ بخواہید۔ جس جگہ سے ہو۔)

حَيْثُ بمعنی این اسم ظرف مکان مبہم اے ای مکان من الجنۃ شئتما۔

شِئْتُمَا، چاہا تم دونوں نے۔ تم دونوں چاہو۔

ص، ۲ ح، اَلْمَشِيْئَةُ، وَالْمَشِيْئُ مصدر ک، ف۔ مہموز اللام،

وَلَا تَقْرَبَا

(و نزدیک مشوید۔ اور نزدیک نہ جاؤ)

منع عن قرب الشجرۃ مبالغۃ فی النہی عن اکلہ لان قرب الشئ یورث داعیۃ ومیلانًا الی ذلک الشئ۔

لَا تَقْرَبَا، ص، ۲ ح، نہی اَلْقُرْبَانُ وَالْقُرْبُ، قریب ہونا مصدر ض، ض، قَرُبَ، يَقْرُبُ، قَرِيْبٌ قَارِبٌ، مَقْرُوْبٌ، اُقْرُبْ لَا تَقْرُبْ،

هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ

(بایں درخت۔ اس درخت کے)

هٰذِهٖ، اصل (ها، ذی) ها کلمہ تنبیہ اس سے مخاطب کی رغبت مطلوب ہوتی ہے، اور کلمہ ذی

کی "ی"، حرف (ھ) سے بدل گئی ہے۔

الشجرۃ، ال، عہدی۔

شجرۃ، وہ درخت شاخدار جو اپنی ساق پر قایم ہو۔ وتا مظہر وحدۃ شخصی یا نوعی۔ اشجار، جمع

(کہ خواہید شد از ستمگاراں۔ ورنہ ظالموں سے ہو جاؤگے)

ف، جواب امر۔ تکونا، تم دونوں ہو جاؤگے یا بن جاؤگے۔

مضارع نائص اصل تکونان

من، تبعضیہ، الظالمین جمع ظالم (اپنی جان کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈالنے والا شخص) الظلم وضع الشئ فی غیر موضعہ مصدر

فتکونا من الظلمین

اسجدوا، فعل با فاعل

لآدم، جار مجرور ظرف لغو

فسجدوا، ... فعل با فاعل

الا، حرف استثنا۔

ابلیس، ذو الحال

ابی واستکبر، ہر دو جملہ حال

اے ابیا مستکبرا

وکان، فعل ناقص

ھو، ... اسم

من الکفرین، متعلق کائنا خبر

اے ترک السجود کا رہا و مستکبرا

ویا ابی واستکبر ہر دو جملہ مستانفہ

عدم سجود کی کیفیت کا بیان

الترکیب

اذ، اے اذکر اذ قلنا یا متعلق بالقادوا و اطاعوا

قلنا، ... فعل با فاعل

للملئکۃ، جار مجرور ظرف لغو

ف الا، حرف استثنا، اگر ابلیس منجملہ ملائکہ سے ہے تو یہ استثنائے متصل ہے اور اگر ان میں سے نہیں بلکہ یہ ایک الگ قسم سے ہے تو منقطع ہے ۱۲

جو استثناء سے مفہوم ہوتی ہے۔ اور جملہ کان من الکفرین جملہ اعتراضیہ ہے۔ ابا و استکبار کی تاکید ہے۔

وقلنا، ۔۔۔ فعل با فاعل
یا ادم، ندا و منادی مفعول
اسکن، ۔۔۔ فعل
انت وزوجک، فاعل
الجنۃ، ۔۔۔ مفعول

اسے اسکن انت ولتسکن زوجک

وکلا، ۔۔۔ فعل با فاعل
منھا، جار مجرور، ظرف لغو
رغدا، ۔۔۔ صفت
مصدر محذوف اکلا۔ حال

و یا رغدا ۔۔۔ حال ہے فاعل سے وکلا منھا اکلا رغدا واسعا اور راغدین مرفھین۔

حیث، ۔۔۔ اسم ظرف مکان مضاف
شئتما، جملہ فعلیہ ۔۔ مضاف الیہ

و یا الجنۃ، مبدل منہ
وحیث، بدل
مفعول کلا

ولا تقربا، فعل با فاعل
ھذہ، ۔۔۔ مبدل منہ
الشجرۃ، بدل
مفعول

و یا ھذہ، موصوف۔
والشجرۃ، صفت۔

اسے ھذہ الحاضرۃ یعنی اسم اشارہ بتاویل مشتق ہو کر موصوف ہے۔

۵۷۔ انت، ضمیر منفصل یہ ضمیر اسکن کی ضمیر حاضر کی تاکید ہے اور صرف اس غرض کے لئے لائی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے زوجک کا عطف ضمیر اسکن پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عطف اصل نسبت میں مشارکت کا باعث ہوتا ہے نہ کیفیت نسبت میں لہذا کہہ سکتے ہیں جاء نی زید لا عمرو حالانکہ معطوف علیہ میں نسبت ہوتی ہے۔ اور ایسے قامت ھند وزید کہنا حالانکہ عامل زید کے لیے تانیث روا نہیں اسلئے قامت زید نہیں کہہ سکتے۔ لہذا اس جگہ بھی عطف ۔۔۔ اصل

اصل میں یہ مطلب ہے کہ اسکن انت و زوجک یعنی اسکن انت ولتسکن زوجک الجنۃ ۱۲

فتکونا ۔ فعل ناقص مع اسم من الظّٰلمین ۔ ۔ خبر جواب نہی مثل قولہ ولا تطغوا فیہ فیحل اور نصب با ضمار ان ہے	اور کان بمعنی صار ہے ۔ اور یہ مجزوم المحل ہے اور نون اسکا حذف ہوگیا ہے اور معطوف ہے لا تقربا پر اور منہی عنہ ہے یعنی نہ اس درخت کے پاس جاؤ اور نہ ظالم ہو

واذ قلنا الخ خداوند عالم کی یہ چوتھی نعمت ہے ۔ کہ جب فرشتوں نے معارضہ استحقاق خلافت میں اپنے عجز کا اقرار کر لیا ۔ تو اظہار خلوص بپیرایہ عجز کے لئے ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب آدم کی تعظیم بجالاؤ اور سجدہ کرو چنانچہ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے ۔ مگر ایک شخص ابلیس کہ سعادت دارین سے بے نصیب تھا کہنے لگا میں آدم سے علم و عمر اور مادہ تکوین میں افضل ہوں آپ سے ارذل کے سامنے سجدہ نہیں کر سکتا ۔ اسی غرور و تکبر سے وہ راندۂ درگاہ ہوگیا ۔

بعض حضرات اس آیت مسجود سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام علوی و سفلی تمام فرشتوں سے افضل و اکمل ہیں ۔ کہ بدون اکملیت فرشتوں کو انکے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ہونا خلاف حکمت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے انا خیر منہ کہکر سجدہ سے انکار کر دیا ۔ کیونکہ بدون اعتقاد عظمت مسجود سجدہ کرنا خلاف عقل ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال اسوقت صحیح ہو سکتا ہے ۔ کہ فرشتوں نے حقیقتاً آدم علیہ السلام کو مسجود بنایا ہو اور اگر آدم کی طرف سجدہ کرنے کی غرض آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا محض قبلہ بنانا ہے نہ مسجود حقیقتہ تو یہ استدلال صحیح نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ایک شے کو متوجہا سجدہ

کرنا علیحدہ بات ہے اور اسے محض قبلہ بنانا ایک دوسرا قضیہ ہے۔ سجدہ
جسکی حقیقت پیشانی کو زمین پر ٹیکنا ہے۔ شرعًا دو طریق پر مستعمل ہوتا ہے۔
اول یہ کہ غرض سجدہ اداے حق معبودیت ہو۔ چونکہ اس سجدہ میں غایت درجہ
کی ذلت کا اظہار ہوتا ہے لہذا مسجود کے لیے غایت عظمت یعنی ذاتی عظمت
اور استحقاق معبودیت کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں خاصۂ
حضرت حق ہیں۔ پس اس قسم کا سجدہ جمیع مذاہب میں غیر اللہ کے لئے حرام و
ممنوع ہے۔ اور کسی وقت کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔ طریق دوم یہ کہ غرض
سجدہ محض تحیت و تکریم ہو چونکہ اس قسم کے سجدہ میں صرف اتحاد و محبت اور خلوص
دلی و یگانگت کا اظہار بپیرایۂ عجز و انکسار و فروتنی کیا جاتا ہے لہذا اس سجدہ کی کیفیت
رسوم و عادات و اوقات کے اختلاف و تبدل کے موافق مختلف ہوتی رہتی
ہے اور اس کا جواز و امتناع صاحب شریعت کے اجتہاد پر موقوف رہتا ہے
اُمم سابقہ میں اس قسم کا سجدہ جائز اور معمول تھا۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام
اور اُنکے والد و بھائیوں کے قصہ میں واقع ہے (وخرّوا له سجدا) حضرت
آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کا سجدہ کرنا اسی طریق دوم پر تھا مگر ہماری
شریعت میں بدلیل احادیث متواترہ اس قسم کا سجدہ بھی غیر اللہ کے لئے حرام و ممنوع
ہے۔ الغرض ایک شے کو قبلہ بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت وہ
مستقبل سے افضل واکمل ہے۔ جیسے کہ سید الابرار اشرف الانبیاء والمرسلین
علیہ و علی آلہ وسلم سے قبلہ اہل اسلام (کعبۃ اللہ) اجماعًا افضل نہیں حالانکہ آپ نے
مدۃ العمر اسکی طرف سجدہ کیا ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سجدہ سے خدمتِ اللہ مقصود تھی اور حرمت آدم کی جیسے کہ نماز جنازہ میں دعا میت کے واسطے عبادت اللہ کی ہوتی ہے مگر حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سجدہ سے عبادت اللہ مقصود نہ تھی صرف آدم کی تحیت کے واسطے تھا اسلئے کہ اگر یہ سجدہ اللہ کی عبادت کے واسطے ہوتا اور آدم صرف بطور قبلہ کے ہوتے تو ابلیس کبھی انکار نہ کرتا۔

۲۔ وقلنا یا آدم الخ ارشاد ہوتا ہے کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کی افضلیت اور عظمت جب ملاءِ اعلیٰ میں تسلیم ہو چکی تو اُسکے رہنے کے لئے ہمنے نعمت کا بھرا ہوا اپنا گھر تجویز کیا اور عام اجازت دی۔ کہ جہاں چاہیں رہیں جس طبقے کی آب و ہوا پسند کریں وہاں ٹھہریں، سیر کریں، مرغوب اور دلکش میوے کھائیں، فرحت بخش اور راحت افزا خوشبوؤں سے حظ اُٹھائیں مگر ایک خاص درخت کی نسبت فہمائش کر دی اور تاکیداً کہا۔ کہ اے آدم کبھی اس درخت کے پاس نہ آنا ورنہ گنہگار عاصیوں کی طرح محروم رہجاؤ گے۔ اسی فہمائش پر آدم و حوا نے ایک زمانے تک زندگی بسر کی لیکن آخر کار شیطانی وساوس ان پر غالب آ گئے اور اُنھوں نے اس ممنوعہ درخت میں تصرف کر لیا اور موجودہ عیش و عشرت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس خلاف وعدگی اور عہد شکنی پر ہم نے کہا۔ اب تم دونوں میاں بیوی یہاں سے نکلکر زمین پر جا رہو اور اپنے غمخوار دوست (ابلیس) کے ساتھ جو فی الواقع تمہارا دشمن ہے زندگی بسر کرو۔ اور یہ اس لیے کہ نعمت کی قدر تکلیف اُٹھانے کے بعد ہوتی ہے۔

ابن عطیہ[لہ] کا قول ہے کہ اس قید سے جو آدم علیہ السلام و حوا کے لئے لگائی گئی ہے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جنت فی الحال ان کو ہمیشہ کے لئے نہیں دی گئی - اور یہ کہ ان کی ذریت تکلیف احکام شرعیہ کی قیدوں میں مبتلا ہونے والی ہے اسی وجہ سے جنت میں بھی اللہ نے باوجود اس قدر آزادی اور آسایش دینے کے کسی قدر حکم شرعی کی بھی قید لگا دی تاکہ ابھی سے تکلیف شرعی کے عادی ہوں اور فرمانبرداری اور نافرمانی کے نتیجوں سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ بعض کہتے ہیں وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ایک باغ تھا جو آدم علیہ السلام ہی کے لیے امتحاناً بنایا گیا تھا۔ سوائے جنت معروف کے کیونکہ جنت دار نعیم ہے اور مکان راحت ہے دار تکلیف نہیں حالانکہ آدم علیہ السلام کو کہا گیا لا تاکل من الشجرۃ اور ایسے ہی ابلیس کافر ہے اور اس کا داخل ہونا ثابت ہے۔ حالانکہ کافر کا دار جنت میں داخل ہونا ہرگز ممکن نہیں اسلیے کہ وہ محض ظلمۃ ہے اور جنت محض نور ہے۔ اور ایسے ہی جنت محل تطہیر و محویت ہے عصیان و مخالفۃ کا اس میں پیدا ہونا بعید ہے۔

و۳ - قیل سمیت حوا حواء لانہا خلقت من الحی و سمیت امرأۃ لانہا خلقت من المرء کما یسمی آدم ادماً لانہ خلق من ادیم الارض (زاہدی)

لہ - ابن عطیہ - ان کا نام عبدالحق بن غالب ہے اور کنیت ابو محمد غرناطہ کے باشندے ہیں۔ فقہ، تفسیر اور احکام اور حدیث و نحو و ادب، و لغت، میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تفسیر جس کا نام وجیز ہے نہایت معتمد و مقبول ہے۔ سنہ پانسو چھیالیس میں فوت ہوئے ہیں (اکسیر اعظم)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ

پس بلغزانید ہر دو را شیطان از انجا پس برآورد ایشان را از ان نعمتہا کہ بودند دراں

پس ڈگایا انکو شیطان نے اس سے پس نکال دیا ان دونو نکو اس چیز سے کہ تھے بیچ اسکے

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ

و گفتیم فرو روید بعض شما بعضے را دشمن باشد و شمارا ہست

اور کہا ہمنے اترو بعضے تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں اور واسطے تمہارے

فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ

در زمین آرامگاہ و بہرہ مندی تا مدتے پس فرا گرفت آدم

بیچ زمین کے ٹھکانا ہے اور فائدہ ہے ایک وقت تک پس سیکھ لیں آدم نے

مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

از پروردگار خود سخنے چند پس بازگشت خدا بمہربانی بروے ہر آئینہ اوست باز گردندہ

پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس پھر آیا اوپر اسکے تحقیق وہی ہے پھر آنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۳۶﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

مہربان فرمودیم فرو روید از انجا ہمہ شما پس اگر بیاید بشما

مہربان کہا ہمنے اترو اس سے سب پس جو آویگی تمہارے پاس

مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

از من ہدایتے پس ہر کہ پیروی کرد ہدایت مرا ہیچ ترس نیست بران جماعت

میری طرف سے ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے ہدایت میری کی پس نہیں ڈر اوپر انکے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۷﴾

وہ ایشاں	اندوہ خورند
اور نہ وہ	غم کھائیں گے

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

(پس بلغزانید ہر دو را شیطان از انجا - پھر ڈگا دیا - یا پھسلا دیا دونوں کو شیطان نے) اسی جگہ سے یا اطاعت حکم سے - اے فَاَصْدَرَ الشَّيْطَانُ زَلَّتَهُمَا عَنْهَا	ف، سببیا اسے حملها على الزلة بسببها و تحقیقه اصدر زلتهما عنها وقیل معناه اذهبهما اَزَلَّ، اصبح الزَّلَالُ، والزَّلَلُ

لہ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ - پھر پھسلا دیا ان کو شیطان نے اس حکم کی اطاعت سے - مفسرین کا اختلاف ہے اس امر میں کہ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس کس طرح پہونچا - قرآن شریف میں اس قسم کا کوئی مذکور نہیں اور روایات و اقوال جو اسلاف سے منقول ہوئے ہیں - وہ کچھ ایسے ہیں جو قرین قیاس معلوم نہیں ہوتے - مثلاً (۱) سانپ نے ابلیس کو اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں پہونچا دیا اور محافظین جنت اس سے غافل رہے - (۲) وہ سیر کرتے کرتے باہر چلے آئے تھے وہاں بات چیت ہوگئی (۳) بہشت کے دروازے پر کھڑا رہکر ابلیس نے انکو بلا لیا اور وہاں کچھ سمجھا دیا (۴) ابلیس ایک شیخ کی صورت بنکر سو برس تک بہشت کے باہر پڑا رہا - آخر طاؤس کی مشورت سے ہوا بنکر سانپ کے وساطت سے بہشت میں گھس آیا وغیرہ وغیرہ -

لیکن اگر کہا جائے کہ یہ ملاقات عالم رویا میں یا عالم خیال میں ہوئی ہے تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوتا - کیونکہ ظاہر ہے کہ ابلیس محافظان جنت کو دھوکہ دیکر یا ان سے چھپ چھپا کر اگر بہشت میں پہنچ سکتا ہے تو عالم رویا میں اسے کوئی منع نہیں کر سکتا -

—— ۱۰۲ ——

پھسلانا۔ شئے کا ثابت و قائم ہونے کے بعد پھسل جانا، بمعنی خطا یقال زلہ فی دینہ اسے اخطاء مصدر افعال مضاعف

آزَلَّ، یُزِلُّ، مُزِلٌّ۔ آزْلِلْ، لاَ تُزْلِلْ،

هُمَا، ضمیر تثنیہ راجع بآدم و زوجہٗ او

شیطان، اسم غیر منصرف بوجہ علمیت والف و نون زائدتان۔ ماخذ شطن، یا شاط۔

عنها، عن بمعنی تجاوز و یا بمعنی رب سببیہ و مرجع ضمیر جنۃ یا شجرۃ اسے ازل بہا۔

فاخرجهما (کہ بیروں کرد آں ہر دو را۔ پس نکال دیا ان دونوں کو)

ف، تعلیلیہ یا سببیہ کیونکہ اخراج ہی دوری نعمتوں کا سبب ہے۔

اَخْرَجَ، ماضی ع الاخراج، نکالنا۔ باہر کرنا، مصدر افعال، اَخْرَجَ، یُخْرِجُ، مُخْرِجٌ۔ اَخْرِجْ، لاَ تُخْرِجْ،

مما کانا فیه (ازاں کہ بودند ہر دو۔ وہاں سے کہ وہ دونوں تھے)

من، ابتدائیہ۔ **ما**، موصولہ یا نکرہ موصوفہ اسے من مکان او من النعیم الذی کانا فیہ۔ (جمل)

فیه، مرجع ضمیر جنۃ ہے اگر عنہا کی ضمیر کا مرجع **شجرۃ** ہے اور اگر وہ جنۃ کی طرف راجع ہے تو فیہ کی ضمیر عزت و کرامت کی طرف راجع ہوگی۔

وقلنا اهبطوا (وبگفتیم فرو روید۔ اور ہمنے کہا تم سب اتر جاؤ)

قلنا، ماضی ج م **اهبطوا**، امر ج ح الھبوط اترنا۔ اعلے مکان سے دنی کی طرف حرکت کرنا اور مکان میں داخل ہونا اضداد سے ہے۔

مصدر ف، ک و مضارع ش بضم عین نیز آمدہ۔ هَبَطَ، یَهْبِطُ، یَهْبُطُ، هَابِطٌ، مَهْبُوطٌ، اِهْبِطْ، لاَ تَهْبِطْ یُقَالُ هَبَطَ فلان من الجبل

اى نزل ومن موضع الى موضع اٰخر
اسے انتقل،

بعضکم لبعض عدو (بعض از شما بعض دیگر را دشمن باشد۔ ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے)

بعض، ایک جزو شے کے چند اجزا ہے یا ایک شخص جماعت اور گروہ سے۔ اصل میں مصدر ہے بمعنی قطع اور اس کا اطلاق جزو شے پر ہوتا ہے اور مثل کل کے ہے لزوم اضافہ میں اس پر لام داخل نہیں ہوتا۔ اور ضمیر مفرد و جمع ہر دو اسکی طرف راجع ہو سکتی ہیں

لبعض، لام زائد۔

عدوٌ، (دشمن و حاسد و بدخواہ) واحد باعتبار لفظ بعض یا باعتبار مشابہت وزن فعل (جمل)

ولکم فی الارض مستقر (و شما راست در زمین آرام گاہ۔ اور تمہارے لیے ہے زمین ٹھکانا)

اے انہا مستقر کم حالتی الحیاۃ والموت۔

مستقر، اسم ظرف مکان آرام گاہ قیام اور ٹھہرنے کی جگہ و یا بمعنی استقرار اسے آرام یا مصدر

ومتاع الی حین (و بہرہ مندی است تا مدتے۔ اور فائدہ ہے ایک وقت تک)

متاعٌ، ساز و سامان زندگی۔ فائدہ مندی اور یہ ماخوذ ہے متع النہار اذا ارتفع سے اور اس کا اطلاق انتفاع ممتد پر ہوتا ہے۔ **الی**، غایت زمان۔

حین، زمانہ مبہم و زمان ممتد اسم زمان و یا بمعنی موت و قیامت۔

فتلقی آدم (پس فرا گرفت آدم۔ پھر سیکھ لیں آدم نے)

ف، اعرابیہ و یا تعقیبیہ لدلالتہ علی ان التوبۃ حصلت عقب الامر بالھبوط۔

تلقی، ماضی ا، ع التلقی کچھ لینا فائدہ اٹھانا کسی سے۔ دوسرے سے سامنے ہو کر ملنا مصدر تفعّل ناقص تَلَقّی۔ یَتَلَقّی، مُتَلَقٍّ، تَلَقَّ، لَا تَتَلَقَّ۔

(از پروردگار خود سخنے چند۔ اپنے مالک سے چند باتیں)

اے عرفہ وجوب التوبۃ و کونہا مقبولۃ ولیس المراد بان اللہ تعالیٰ عرفہ حقیقت التوبۃ لان المکلف یعرف ماھیۃ التوبۃ

من، ابتدائیہ یا زائد۔

کلمات، جمع کلمہ پُر اثر کلام

(و بازگشت خداوند بمہربانی بر وے) یا توبہ او قبول کرو۔ پھر اپنی مہربانی سے اُسپر متوجہ ہوا۔

تاب، توبہ کی اس نے۔ مہربان ہوا وہ مانند التوبۃ الرجوع۔ نیقال فی العبد تاب الی ربہ

کہ غلام اپنے مالک کی طرف نافرمانی سے واپس رجوع ہوا۔ ویقال فی الرب تاب علی عبدہٖ کہ مالک اپنے غلام کی طرف مہربانی اور احسان سے متوجہ ہوا اور گناہ اور اسکی سزا سے درگزرا۔ اصطلاح شرع میں گناہ کے اقرار اور اسپر ندامت و پشیمانی کے ظاہر کرنے اور دوبارہ نہ کرنے پر عزم بالجزم کرنے کو توبہ کہتے ہیں

مصدر ف۔ ض، تَابَ، یَتُوْبُ تَائِبٌ۔ مَتُوْبٌ، تُبْ، لَا تَتُبْ

علیہ، مرجع ضمیر آدم

(ہر آئینہ اوست توبہ قبول کنندہ و پذیرندہ و مہربان۔ وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان

انّہ، انّ، حرف موکد مضمون جملہ۔

ہٗ، ضمیر شان۔

لہ۔ التوبۃ۔ اس کے اصل معنی رجوع کے ہیں لہٰذا عبد و رب دونوں اس میں شریک ہیں اور فعل کی نسبت صلہ سے تمیز پاتی ہے۔ فیقول فی العبد تاب الی ربہ اے رجع عن ذنبہ ویقال فی الرب تاب علی عبدہٖ اے رجع علی عبدہ بالکرم والجود۔

لہ۔ ضمیر شان و قصہ اسکو ضمیر مجہول بھی کہتے ہیں، کتاب مغنی میں آیا ہے کہ یہ ضمیر پانچ وجوہ سے

هو، ضمیر مرفوع مفید حصر۔
التواب، کثرت سے توبہ قبول کرنیوالا
صیغہ مبالغہ بوجہ کثرت قبول توبہ یا بوجہ
کثرت تائبین۔
الرحیم، صفت موکد تواب
(وہ بگفتیم فرو روید از انجا ہمہ۔ ہمنے کہا اترو
نیچے جاؤ تم سب)

قلنا۔ ماضی ج م
اھبطوا، ج ح امر
من، ابتدائیہ۔ وضمیر راجع بجنۃ
جمیعًا اسے مجتمعین تاکید یا حال
(پستر اگر بیاید۔ پھر جو پہنچے تمکو)
ف، مظہر ترتب مابعد بر مبسوط۔
امّا، اصل (ان ما) ان شرطیہ

قیاس کے مخالف ہے اول یہ لازمی طور پر اپنے مابعد کی طرف عاید ہوا کرتی ہے۔ اس لئے کہ جو اسکی تفسیر کرنے والا ہوتا ہے اس کا کل یا جز کچھ بھی اسپر مقدم ہونا جائز نہیں ہوتا۔ دوم[2] یہ کہ اس کا مفسر جملہ ہی ہوتا ہے کوئی اور شے نہیں ہوتی۔ سوم یہ کہ اسکے مابعد کوئی تابع نہیں آتا چنانچہ اس کی تاکید ہوتی ہے نہ اسپر عطف کیا جاتا ہے اور نہ اس سے بدل ڈالا جاتا ہے۔ چہارم[4] یہ کہ اس میں ابتداء یا اس کے ناسخ کے سواے اور کوئی چیز عمل نہیں کرتی۔ پنجم[5] یہ کہ وہ افراد (مفرد ہونے) کو لازم لیا کرتی ہے اس کی مثال ہے۔ قولہ تعالیٰ "قل هو الله احد" "فاذا هی شاخصة ابصار الذین کفروا" و "فانها لا تعمی الابصار" اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ مخبر عنہ (مسند الیہ) کی تعظیم اور بڑائی پر دلالت کرتی ہے یوں کہ پہلے اس کا ذکر مبہم طریقہ سے کرکے پھر اسکی تشریح کیجائے۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ جہاں تک ضمیر کا احتمال ضمیر شان کے علاوہ کسی اور ضمیر پر ہو سکے اسوقت تک کبھی اسکو ضمیر شان پر محمول نہ کرنا چاہیے اور اسی وجہ سے قولہ تعالیٰ "انه یراکم" کے بارے میں زمخشری کا یہ قول کہ "ان" کا اسم ضمیر شان ہے۔

ف۔ امّا، الفارسی کہتا ہے کلام مجید میں جتنے مقاموں پر "امّا" کے بعد کوئی شرط واقع ہوتی ہے

وما تاکید یہ

یَاتِیَنَّ، امر غ، موکد بنون تاکید ثقیلہ مجزوم المحل۔ الاتیان، آنا مصدر۔ اتی، یاتی، اتٍ، ماتی، ائتِ، لاتاتِ۔

مِنِّی هُدًی (از من ہدایتے۔ میری طرف سے ہدایت)

مِنِّی، من، ابتدائیہ ویائے متکلم

هُدًی، ہدایت رہنما۔ راہ دانمود یعنی مصدر بمعنی فاعل ویا اسم نکرہ بمعنی مطلق۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ (پس ہر کہ پیروی کرد یا آنکہ از پے روند ہدایت مرا۔ پس جو کوئی چلا۔ یا جو لوگ پیروی کریں میری ہدایت کی۔

قال البیضاوی کرر لفظ الھدی ولم یضمر لانہ اراد بالثانی اعم من الاول وھو ما اتی بہ الرسل و اقتضاہ العقل ای تبع ما اتاہ مراعیا فیہ ما شھدہ العقل۔

ف، رابط۔

تَبِعَ، ماضی امر غ۔ اتبع۔ پیروی کرنا۔ ہدایت کے موافق عمل کرنا مصدر را کے ف تَبِعَ، یَتْبَعُ، تابِعٌ، مَتْبُوعٌ اِتْبَعْ، لَاتَتْبَعْ۔

هُدَایَ، یائے متکلم۔ وھدی مصدر بمعنی فاعل، ومراد رہنما۔ ویا اسم ومراد شریعت وقرآن۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ (ہیچ ترسے نباشد برایشان۔ کچھ ڈر ان پر نہیں ہے)

---

* نون تاکید کے ساتھ ضرور موکد کی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ما کے داخل ہونے سے فعل شرط اسی تاکید سے مشابہ ہوجاتا ہے جو فعل قسم میں لام کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جس طرح قسم کے بارے میں لام تاکید کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح شرط میں ما سے تاکید آتی ہے اور ابوالبقا کا قول ہے کہ ما کی زیادتی اسبات کا پتا دیتی ہے کہ یہاں تاکید کی شدت مراد ہے (اتقان)

(اتقان جلد دوم صفحہ ۳۳۲)

خوف ، اس رنج و غم کو کہتے ہیں جو نفس
کو کسی مکروہ امر کی توقع یا امید و آرزو کے
نہ بر آنے کے خیال سے حاصل ہوتا ہو
(یعنی موت و خسارہ) مراد اسجگہ نفی عقاب
ہے۔

هو ، ضمیر جمع راجع بمن ، باعتبار معنی
(ونہ ایشاں اندوہ خورند - اور نہ وہ لوگ
غم کھائیں گے)

یحزنون ، مضارع الحزن ، دلگیر ہونا
غمگین ہونا - اور حزن اس رنج کو کہتے
ہیں جو کسی مرغوب اور محبوب شے کے
فوت اور گم ہو جانے سے عارض
ہوتا ہے - مراد نفی ثواب ۱۲

مصدر ک ، ف ، حَزِنَ ، یَحْزَنُ ،
حَزِیْنٌ ، مَحْزُوْنٌ ، اِحْزَنْ ، لَا تَحْزَنْ

ازل ، ... فعل ، الشیطان فاعل
هما ، مفعول ، عنها جار مجرور ظرف
کانہ قیل فما شانہما بعد اسکان
الجنة فقیل فازلهما الخ

ف - أَخْرَجَ ، ... فعل مع الفاعل
هما ، ... مفعول
من ما کانا فیه ، ظرف لغو
ای اکلا فاخرجهما مما کانا فیه
من ، حرف جار - ما ... موصولہ
کانا ، فعل ناقص ضمیر اسم
فیه ، متعلق ثابتین و خبر
وقلنا ، ... فعل با فاعل
اهبطوا ، فعل با فاعل ذو الحال
بعضکم لبعضٍ عدو ، حال
ای اهبطوا متعادین بعضکم لبعض

[1] الحزن ضد السرور ماخوذ من الحزن
وهو ما غلظ من الارض فکانه ما غلظ
من الهم ولا یکون الا فی الماضی علی المشهور
وقدم الضمیر اشارة الی [illegible]
الحزن وان غیرهم یحزن والمراد بیان
دوام الانتفاء لا بیان انتفاء الدوام
لما تقرر فی محله ان النفی وان دخل علی نفس
المضارع یفید الدوام والاستمرار بحسب المقام

بعضکم، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

لبعض، متعلق عدو، خبر

یا لبعض متعلق ثابت وصفت عدو

ولکم فی الارض، ہر دو ظرف

متعلق کائن خبر مقدم

مستقر و متاع، مبتدا

الی حین، جار مجرور متعلق ثابت و

وصفت متاع۔

یا الی حین، مفعول متاع۔

ف، تلقی، فعل، ادم، فاعل

من ربہ، متعلق کائنۃ حال

کلمات، ۔ ۔ ۔ ذی الحال

درحقیقت من ربہ کلمات کی صفت ہے

مگر جب وہ مقدم ہے تو حال کے اعتبار

سے منصوب المحل ہے (اعراب) اور

یا متعلق بتلقی ہے بمعنی تلقنہ

ف، تاب علیہ، جملہ فعلیہ معطوف بر سابق

ان مشبہ بالفعل ضمیر اسم

ہو ضمیر تاکید ضمیر اول

التواب الرحیم، موصوف صفت خبر

قلنا، ۔ ۔ ۔ ۔ فعل با فاعل

اھبطوا، فعل با فاعل ذو الحال

جمیعا، ۔ ۔ ۔ ۔ حال

منہا، جار مجرور ظرف لغو

ف۔ اما، ۔ ۔ ۔ ۔ حرف شرط

یاتینّکم، ۔ ۔ ۔ ۔ فعل

ھدی، ۔ ۔ ۔ ۔ فاعل

کم، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مفعول

منی، ۔ ۔ ۔ ۔ ظرف لغو

فاتبعوہ، ۔ ۔ ۔ محذوف جزا

ف، من، ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

تبع، ۔ ۔ ۔ فعل مع الفاعل

ھدای، ۔ ۔ ۔ ۔ مفعول

ف، لا، حرف نفی

خوف، ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

علیہم، متعلق ثابت۔ خبر

و۔ لا، حرف نفی۔ ھم، مبتدا

یحزنون، جملہ فعلیہ ۔ ۔ ۔ خبر

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

وکسانیکہ نہ گرویدند و دروغ داشتند آیتہاے ایشان اند

اور جو کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو یہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۳۸)

باشندگان دوزخ ایشان در آنجا جاویدند

رہنے والے آگ کے ہیں وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا (آنانکہ کافر شدند و بدروغ داشتند جو لوگ نہ ایمان لائے اور جھٹلائے) کفروا باللہ و بآیاتہ وکذبوا بہا

كَفَرُوْا ، ماضی ج ۔ ع **كذبوا** ماضی ج ۔ ع

التکذیب، جھٹلانا مصدر تفعیل

كَذَّبَ ، يُكَذِّبُ ، مُكَذِّبٌ ، مُكَذَّبٌ

كَذِّبْ ، لَا تُكَذِّبْ ،

بِاٰيٰتِنَا (آیت ہائے مارا۔ ہماری آیتوں کو)

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (ایشاں اند باشندگان دوزخ۔ وہی لوگ ہیں دوزخ کے رہنے والے)

اَصْحَابٌ، جمع صحب جمع الجمع صاحب (ملازم) و یا جمع صاحب جمع فاعل بروزن افعال شاذ ہے۔ اور صحبت قربت وملازمت کو کہتے ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (ایشاں در آنجا دائم مانند۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) **هم** ضمیر مفید حصر

سلہ ۔ ایات جمع آیۃ بمعنی علامت ونشان وحکم شرعیہ ۔ ماخذ ای د اصل آیۃ اَیَیَۃٌ بفتحات ہے یاے اولی متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کے باعث الف سے بدل ہوئی ہے خلاف قیاس مثل غایۃ ورایۃ کسائی کہتے ہیں اصل میں اَیِیَۃٌ بر فاعلۃ ہے قیاس مقتضی ادغام ہے لیکن تخفیفاً اسے ترک کردینے کے بعد عین کلمہ حذف کردیا گیا ہے فراء کہتے ہیں کہ وزن اس کا فعلۃ بسکون عین ہے ماخذ اسکا تأیی القوم اذا اجتمعوا ہے جمع ایاء کا فعال ہے۔

خٰلِدُوْنَ، جمع خالد، مصدر الخلود
یعنی دوام۔ صفت

الَّذِیْنَ .... موصول
کَفَرُوْا، جزء معطوف علیہ
کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ، معطوف
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ .... خبر
م عطف فمن تبع قسیم لہ کانہ قال
فمن لم یتبعہ۔

اُولٰٓئِكَ .... مبتدا
اَصْحٰبُ النَّارِ، ذوالحال } خبر

هُمْ .... مبتدا
فِیْهَا خٰلِدُوْنَ، خبر } حال
یا۔ اُولٰٓئِكَ .... مبتدا
اَصْحٰبُ، مضاف
النَّارِ، ذوالحال
هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ، حال } خبر
کیونکہ وہ ضمیر نار پر مشتمل ہے اور عامل
معنی اضافت ہے یا لام مقدرہ۔
(۳) اُولٰٓئِكَ، مبتدا۔ اَصْحٰبُ النَّارِ، خبر
هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ، خبر بعد خبر

ف فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ: اس آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے دوبارہ مشرف ہونے کا ذکر ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے حقیقی مالک سے عتاب آمیز کلام سنا۔ اور بہشت سے نکل کر زمین پر (سراندیپ میں) قیام پذیر ہوئے تو اپنی لغزش پر سخت نادم ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے۔ بیقراری اور شدت غم سے کھانے پینے اور آرام لینے کی سدھ نہ رہی حضرت حوا کی یاد بھول گئے۔ اور ایک زمانہ تک اسی تباہ حالت میں پھرا کئے آخر کار آپ کے عالم یاس و بیکسی کے دردناک آوازوں، شب گیر نالوں، اور سحری سرد آہوں نے رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ کہ بذریعہ الہام تلافی مافات کی اُنہیں توفیق عطا فرمائی گئی۔ اور بذریعہ درخواست (ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا

وتوحمنا لنکونن من الخسرین) آپ کے جرائم معاف کردیے گئے ۔ سچ ہے جرائم و معاصی کا معاف کرنیوالا اس تنہا بے مثل سچے مالک کے بغیر اور کوئی دوسرا نہیں ہے ۔ اور وہ بڑا مہربان اور بہت ہی بخشش کرنیوالا ہے۔

ف۲ فتاب علیہ ۔ التوبۃ الرجوع ۔ توبہ تین چیزوں ۔ علم ۔ حال اور عمل سے مرکب ہے یعنی مجرم جب اپنے گناہ کے ضرر اور اسکے برے اثر پر مطلع ہوجاتا ہے اور اسکے ذہن میں اسکی برائی کا خیال پوری طرح جم جاتا ہے تو اس یقینی علم سے اس کے دل میں ایک گونہ طپش اور بیقراری پیدا ہو جاتی ہے جس سے آہستہ آہستہ وہ اپنے مافات پر تاسف کرنے لگتا ہے یہ تاسف حالاتِ دل سے ایک حالت ہے جسکو ندامت سے بھی تعبیر کرتے ہیں ۔ اس حالت کے تین متعلقات ہیں (ماضی) جس سے مجرم تلافی مافات میں کوشش کرنے لگتا ہے ۔ (حال) جس سے عاصی ضرر دہ حرکت کو فوراً چھوڑ دیتا ہے (مستقبل) جس سے وہ یہ پختہ ارادہ کرلیتا ہے کہ آئندہ ایسا جرم اور ایسی ضرر دہ حرکت کبھی نہیں کریگا ۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقت توبہ چھ چیزوں سے مرکب ہے ۔ (۱) گناہان گذشتہ پر ندامت کرنا (۲) آئندہ کے لئے ترک گناہ کا مصمم ارادہ کرلینا ۔ (۳) تلافی مافات میں مشغول ہونا (۴) جس شخص کا نقصان ہوا ہے اسکے حقوق کو پورا کرنا (۵) اس گوشت اور خون کو گلانا جو مال حرام سے پیدا ہوا ہے ۔ (۶) نفس کو طاعات و ریاضیات شرعیہ کی تلخی چکھانا بقدر حلاوت معصیت (عزیزی)

ف۳۔ قلنا یا آدم الخ یہ جملہ اس پہلے جملے اهبطوا الخ کی تاکید ہے یا دونوں سے دو امر مقصود بالذات ہیں۔ اول سے بنی آدم کی باہمی عداوت اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کا انتفا اور دوسرے سے شرعی تکالیف کی پابندی کا اظہار مقصود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہمنے آدم و حوا اور اُسکی مقدرہ بالقوہ اولاد سے کہدیا کہ اب تم سب جنت سے نکلکر زمین پر جا رہو اور آیندہ کے لئے ہماری ہدایت پر چلنے والے البتہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں کسی قسم کا دُکھ درد اور رنج نہ ہوگا لیکن ہماری شریعت سے انکار کرنے اور ہمارے برگزیدہ بندوں کی نافرمانی کرنے والے بہشت سے محروم اور ابد الآباد تک دوزخ کی دہکتی آگ میں جلتے رہیں گے۔ ابن عساکر[۵] نے سلمان[۵۲] فارسی سے روایت

ف۵۔ ابن عساکر حافظ الحدیث علی ابن الحسین دمشقی شافعی صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور تاریخ دمشق ان کی بڑی معتبر اور مشہور کتاب ہے۔ محدثین انکو ثقہ اور حجت سمجھتے ہیں ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے بغداد میں علم حاصل کیا۔ آپ کے شیوخ دو ہزار تین سو سولہ ۲۳۱۶ ہیں جن سے انہوں نے حدیث سنی ہے ۵۷۱ھ میں انکا انتقال ہوا ہے ۱۲

ف۵۲۔ سلمان فارسی ابو عبد اللہ۔ انکو سلمان بن اسلام و سلمان الخیر بھی کہتے ہیں۔ آپ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ یہ مشہور ہے کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی کو دیکھا تھا الغرض آپ بڑے طویل العمر صحابی گزرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ڈھائی سو برس کی اوپر تھی آپ نے اپنا ملک تلاش علم و طلب حق میں چھوڑا ہے عالموں اور عابدوں کی صحبت آپکو پسند تھی۔ آخر اس تلاش میں آپ نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا اتفاقاً راستہ میں پکڑے گئے اور غلام بنکر دس بارہ برس تک غلامی کی حالت میں مدینہ منورہ میں رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے
اُتارے گئے تو زمین ہند میں اُترے۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ

اے فرزندان یعقوب یاد کنید آں نعمت مرا کہ ارزانی داشتیم برشما

اے بیٹے یعقوب کے یاد کرو نعمت میری کو جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِیَّایَ

ووفا کنید پیمان مرا تا وفا کنم پیمان شمارا وازمن

اور پورا کرو عہد میرا پورا کروں گا عہد تمہارے کو اور مجھ ہی سے

سے ملے اور آپ کا وعظ سنا تو فوراً مسلمان ہو گئے۔ اُن کے مالک نے یہ شرط کی تھی۔ کہ وہ خرما کا
ایک باغ لگا دیں جس میں تین سو درخت ہوں اور قریب ہزار چھ سو درہم کے سونا ادا کریں تو آزاد ہو جائیں
انکی اس شرط کے ادا کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مدد کی کل درخت باغ کے
آنجناب علیہ الصلوٰۃ نے اپنے مبارک ہاتھ سے نصب کیے اور سب مسلمانوں کو امداد کا حکم
فرمایا چنانچہ سب نے ملکر سونا بھی ادا کر دیا۔ اور حضرت سلمان کو آزاد کرا لیا۔ عبد البر سے
ایک قول منقول ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ مگر اس میں سب کا
اتفاق ہے۔ کہ وہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔ بعد اسلام انہوں نے نکاح
بھی کیا ہے۔ آپ نہایت عابد زاہد شب خیز تھے اپنے ہاتھ سے بوریا بنا کرتے
تھے اور اسی کی محنت کی مزدوری سے کھاتے پیتے تھے اس کے سوا سے جو
کچھ انہیں ملتا تھا وہ محتاجوں پر صدقہ کر دیتے تھے ۳۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ ۱۲

بقیہ از زیر صفحہ ۲۵۰

فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا

بترسید و ایمان آرید بآنچہ فرود آوردہ ام باور کنندہ

پس ڈرو اور ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنے والی ہے

لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا

آنچہ با شما است و مباشید نخستین منکر او و

اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے اور مت ہو کافر ساتھ اسکے اور

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ (۳۹)

مستانید عوض آیتہائے من بہائے اندک را و از من حذر کنید

مت مول لو بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا اور مجھ سے پس ڈرو

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (اے فرزندان یعقوب۔ اے یعقوب کے بیٹو)

یا، حرف ندا۔ بنی اصل بنین جمع ابن تشبیہ جمع تکسیر سے ہے کیونکہ بنائے مفرد اس میں قائم نہیں اور اسی لئے اسکے فعل میں تائے تانیث الحاق کرتے ہیں مثل قالت بنو عامر اور یہ اولاد ذکور کے لئے خاص ہے لیکن اضافت کیحالت میں ذکور واناث دونوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

اسرائیل[1]، لقب حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام اسم عجمی

[1] اسرائیل، اسم عجمی غیر منصرف بمعنی عبد اللہ وصفی اللہ۔ یہ لفظ عبرانی ہے بمعنی اہل اللہ۔ اور اسرا عبد کو کہتے ہیں یا بنی اسرائیل خطاب میں مرد وعورت تمام ملحوظ ہیں اگرچہ ابن اولاد ذکور پر استعمال ہوتا ہے اور بنی اصل میں بنین ہے نون بوجہ اضافت ساقط ہوا ہے۔ اور یہ جمع سالم نہیں کیونکہ اس کا واحد دراصل بنو اسم ناقص وادی ہے ۱۲

غیر منصرف و بنی اسرائیل نسل یعقوب
علیہ السلام انہیں کو یہود بھی کہتے ہیں
(یاد کنید نعمت ہائے مرا۔ یاد کرو میرا
احسان۔ یا میری نعمتیں)
اذکروا، ج ح امر الذکر یاد کرنا خیال
کرنا مصدر ف ض ذَکَرَ۔ یَذْکُرُ
ذَاکِرٌ۔ مَذْکُورٌ۔ اُذْکُرْ۔ لَا تَذْکُرْ
نعمتی، بیائے متکلم۔ نعمت، لذت
و استلذاذ اور وہ اشیاء جن سے
لذت حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز جس سے
انعام کیا جائے اسم جنس و یا شبیہ
بفعل بمعنی مفعول
محققین کے نزدیک نعمۃ اس امر کو
کہتے ہیں جس سے عاقبت نیک ہو۔
اضافت مفید استغراق و نعمۃ لفظاً
واحد و معناً جمع ہے۔
(آن نعمتہا کہ ارزانی داشتم بر شما۔
وہ نعمتیں یا احسان جو میں نے میسر کیا
ہے۔

اَنْعَمْتُ، اسے النعمت بہا ضمیرہ
عائدٌ الی الموصول فحذف حرف الجر ثم
حذف ضمیرہ۔
اَنْعَمْتُ، ماضی امر الانعام احسان
کرنا مصدر۔
(و وفا کنید بعہد من۔ اور پورا کرو پیمان
میرا۔ یا عہد و اقرار میرا)
عھدی، بیائے متکلم۔ اقرار واجب
الاداء اور وہ وعدہ جس کی حفاظت ضروری
سمجھی جائے۔
(تا وفا کنم بعہد شما۔ پورا کرونگا میں تمہارا
وعدہ و اقرار۔)

لہ اوفوا بعھدی اے بالتامل فی الدلائل الدالۃ
علی التوحید یقال اوفی ووفی مخففا و مشددا
بمعنی وقال ابن قتیبۃ اوفیت بالعھد
ووفیت بہ وا وفیت الکیل لا غیر والمعنی
اوفوا العھدی بالایمان والطاعۃ اوف
بعھدکم بحسن الاثابۃ او اوفوا بعھدی اے
اوفوا بما عاھدتمونی من الایمان ۱۲

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ

اوف - فعل مجزوم کیونکہ جواب امر ہے
المراد به الثواب والمغفرۃ - والعہد
یضاف الی المعاهد بالکسر والمعاهد
بالفتح ولعل اولا اضافت الی
الفاعل وثانیًا الی المفعول فان
اللہ تعالٰی عهد الیهم بالایمان
ووعدهم بالثواب او فی کلیهما
اضاف الی المفعول اسے اوفوا بما
عاهدتمونی - اوف بما عاهدتکم -
(وا(رمیں پورا کروں) تمہارا عہد - اور مجھ سے ہی ڈرو)

اِیَّایَ ضمیر واحد متکلم منفصل منصوب بفعل محذوف -

فارھبون - ف جزائیہ در جواب امر مقدر -
اسے تنبهوا فارھبونی - پس اگر
تعقیب زمانی مراد ہے تو غرض اس سے
طلب استمرار رہیب ہے جمیع ازمنہ میں
بلا تخلل فاصل اور اگر تعقیب رتبی مراد ہے
تو مفاد اس کا طلب ترقی ہے من
رهبۃ الی رهبۃ علیا تقدیر عبارت یہ ہے
ایای ارهبوا فارهبونی والمعنی ان
کنتم متصفین بالرهبۃ فخصونی
بالرهبۃ وحذف متعلق الرهبۃ
للعموم اسے ارهبونی فی جمیع
ما تاتون وتذرون او ارهبونی
فی نقض العهد -

ارھبون، اصل ارهبونی ہے یا نون
وقایہ ویائے متکلم - جو حذف ہوئی ہے
صیغہ سے اسلئے کہ وہ فاصلہ ہے -
مص امر ج ح الرهب بالضم وبالفتح -
ڈرنا، خوف کرنا خصوصًا وہ ڈر جو
کسی کے ادائے حق میں کوتاہی
اور تقصیر کرنے سے دل میں پیدا ہوتا
ہے مصدر ک ، ف
رَهِبَ ، یَرْهَبُ ، رَاهِبٌ ، مَرْهُوبٌ
اِرْهَبْ ، لَا تَرْهَبْ

وَآمِنُوا

(و ایمان آرید بانچه فرو فرستادم -
اور ایمان لاؤ اس پر جو بھیجا یا اتارا میں نے)

اے اٰمنوا بما انزلت علی محمد ان کنتم تریدون المبالغۃ فی الایمان بالتوراۃ والانجیل فاٰمنوا بالقراٰن فان الایمان بہ یؤکد الایمان بالتوراۃ والانجیل ویا اٰمنوا بمحمد وبالقراٰن تصدیقا للتوراۃ والانجیل (۴۱)

مصدقا لما معکم

راباور دارندہ یا باور کنندہ است آں چیزراکہ برشما است یا باشما است۔ سچا کرنے والا اس چیز کو جو تمہارے پاس ہے یا جو تمہاری کتاب میں ہے مُصَدِّق۔ تصدیق کنندہ، اسم فاعل والمعنی بتصدیقہ لہا انہ نازل ۱۲

لما: ل، صلہ فعل مقویہ، ما، موصولہ یا موصوفہ۔

معکم: مع بمعنی نزدیک وہمراہ، کم ضمیر ومعنی مامعکم اے ما فی کتابکم

ولا تکونوا اول کافر بہ

(ومباشید نخستین منکر بآں۔ اور نہ ہو پہلے منکر ساتھ اس کے)

اے اوّل کافر بہ من اھل الکتاب یا اول من جحد بالمعرفۃ

لاتکونوا، ج ح نہی مجازا اوّل افعل بالمعنی لا فعل من لفظہ لانّ فاءہ وعینہ واو وقد دل استقرا علی انتفاء الفعل لما ھو کذلک قبل اصلہ اوال معنی تبادر من وال علی وزن سال ابدلت ھمزۃ واوا من غیر قیاس یا اصلہ أأول یا ووول علی فوعل قلبت ھمزۃ واوا او الواو ھمزۃ فادغمت بمعنی رجوع۔

بہ، اے بما انزلت وھو القراٰن او التوراۃ۔

ولا تشتروا

(وبدل مکنید۔ اور نہ مول لو)

اے لاتستبدلوا[1]۔ لاتشتروا، ج ح نہی۔ الاشتراء خرید وفروخت کرنا۔ مول لینا۔ مصدر۔

---

[1] اے لاتستبدلوا بایات التوراۃ بیان نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وقال المظهری وایای منصوب
بفعل مقدر بعدہ یفسرہ وھذا
آکد فی افادۃ التخصیص من تقدیم
المفعول وتکریر الفعل تقدیرا ولفظًا
والفاء الجزائیۃ۔ فتقدیر الکلام ان
کنتم راھبین فایای ارھبوا فارھبونی
اے ارھبونی رھبۃ بعد رھبۃ
او ارھبونی فی جمیع ما تاتون و
تذرون او ارھبونی فی نقض العھد

وَ۔ اٰمِنُوْا ... فعل با فاعل
بِ، جار، مَا، موصولہ
اَنْزَلْتُ، فعل با فاعل
ہٗ ضمیر محذوف، مفعول

[illegible]

وَاٰمِنُوْا الخ عطف تفسیری لِاَوْفُوْا
وتخصیص بعد تعمیم فَاِنَّ
الایمان ھو العمدۃ فی الوفاء بالعھود

مُصَدِّقًا ...... اسم فاعل
لِ، جار۔ مَا ... موصولہ
مَعَكُمْ، متعلق ثبت جملہ صلہ

ویا حال ضمیر فاعلی اٰمنوا۔
اے اٰمنوا بما انزلت مصدقًا
او اٰمنوا مصدقًا بما انزلت۔

وَ۔ لَا تَكُوْنُوْٓا، فعل ناقص مع الاسم
اَوَّلَ كَافِرٍ، مضاف مضاف الیہ، خبر
بِهٖ، جار مجرور متعلق اسم فاعل

معطوف علی اٰمنوا

اَوَّلَ كَافِرٍ۔ خبر من ضمیر الجمع بتاویل
اول فریق او بتاویل لا تکن کل واحد
منکم اول کافر بہ والمراد عموم السلب

وَ۔ لَا تَشْتَرُوْا۔ فعل با فاعل
بِاٰیٰتِیْ، جار مجرور ظرف لغو
اے بالایمان بایاتی
ثَمَنًا، موصوف یا ذو الحال
قَلِيْلًا، صفت یا حال

[illegible]

۵۱۔ اول کافر ضمیر جمع سے خبر ہے اور جماعت کا اول کافر ہونا محال ہے لہٰذا احد الطرفین میں تاویل کی ضرورت ہے یا (کافر) کو جنس مانا جائے جو لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے۔ جیسے فوج اور قوم اور یا ضمیر جمع سے مراد کل افراد ہی لیا جائے تاکہ ہر واحد سے نہی مراد لی جائے۔ اے لا تکن کل واحد منکم اول کافر بہ

وایایَ ، ضمیر منصل مفعول
اتقوا ـ محذوف ... فعل با فاعل
ف ، جزائیہ اتقوا ، فعل با فاعل
نی ، .... مفعول
جملہ شرطیہ جزائیہ مجموعہ کر
اسے ان کنتم محبین التقوی فایای

فاتقون فاتقونی وھذا مثل فایای
فارھبون غیران فی الآیۃ السابقۃ
خطاب لعوام بنی اسرائیل ولھذا فصلت
بالرھبۃ التی ھی مقدمۃ التقوی وفی
الثانیۃ خطاب لعلمائھم ولھذا فصلت بالتقوی

الذی ھو منتھی الامر ۱۲

ف۱ ـ یابنی اسرائیل الخ پچھلی آیتوں میں چار نعمتوں کا ذکر ہوا ہے جو عموماً ہر فرد بشر بنی آدم پر شامل ہیں اور ان کی احسان مندی و شکر گزاری ہر ایک شخص پر فرض ہے۔ اب یہاں سے حزب سیقول السفہاء تک بنی اسرائیل کے مختلف حالات کا بیان ہے۔ کہیں ان کی جہالت گمراہی، ناعاقبت اندیشی کا تذکرہ ہے۔ کہیں صداقت اسلام اور اُس کی حقیقت کے پرزور دلائل سے انکے فاسد خیالات کا بطلان کیا ہے۔ کہیں اُنکو انکے بُرے اعمال اور گذشتہ واقعات کی یاد دلائی ہے نعما مخصوصہ [۱] اذ نجینکم من اٰل فرعون ـ [۲] اذ فرقنا بکم البحر ـ [۳] وبعثنکم من بعد موتکم ـ [۴] وظللنا علیکم الغمام [۵] انزلنا علیکم المن والسلوی ـ [۶] وعفونا عنکم ـ [۷] نغفر لکم خطیکم [۸] واٰتینا موسی الکتب ـ [۹] فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا ـ حرکات مذمومہ بنی اسرائیل [۱] سمعنا وعصینا ـ [۲] واتخذتم العجل ـ [۳] قولھم ارنا اللہ ـ [۴] وبدل الذین ظلموا [۵] لن نصبر ـ [۶] یحرفون الکلم ـ [۷] تولیتم من بعد ذلک ـ [۸] وقست قلوبکم [۹] وکفرھم بایات اللہ ـ [۱۰] وقتلھم الانبیاء ـ نتائج اعمال، [۱] ضربت علیہم الذلۃ [۲] وباؤ بغضب من اللہ ـ [۳] ویعطوا الجزیۃ ـ [۴] واقتلوا انفسکم

وکونوا قردۃ - وانزلنا علیہم رجزاً - واخذتکم الصاعقۃ - وجعلنا قلوبھم قاسیۃ - وحرمنا علیہم طیبات مما احلت لھم -

یا بنی اسرائیل - اے فرزندان یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم میرے احسانات اور اُن نعمتوں کا شکر بجا لاؤ جو تمہارے آبا و اجداد پر وقتاً فوقتاً کیگئی ہیں کیونکہ تم انہیں کی اولاد سے ہو - اور یہ انہیں انعامات کا اثر ہے کہ اب تک تمھیں قومی عزت ملکی حکومت علمی فخر کا اعزاز حاصل ہے اور اُن وعدوں اور اقراروں کی تعمیل کرو جو تمہارے اسلاف سے لیے گئے ہیں اور جن کے وہ خود پابند تھے مثلاً توحید - عبادت مخصوصہ - پابندی احکام مشروعہ اور خصوصاً اس عہد کو پورا کرو جو پیغمبر آخر الزماں کی نسبت تم سے توراۃ مقدس میں لیا گیا ہے - کہ جب ان کا زمانہ آئے - تم سبکو اسکی اطاعت کرنی چاہیئے - اے بنی اسرائیل جان بوجھکر حق پوشی نہ کرو ورنہ دوسرے جاہل لوگ تمہاری دیکھا دیکھی اتباع حق سے باز رہجائیں گے - توراۃ مقدس کی صریح آیات کو بذریعہ تاویل مشکوک کر دینے سے (جیسے تمہاری عام عادت ہے) عوام الناس شُبہ میں پڑجاتے ہیں - بلکہ تمہاری شان کے لایق تو یہ ہے - کہ اس منزل کتاب (قرآن مجید) پر سب سے پہلے ایمان لاتے کیونکہ یہ کتاب انہیں پہلی کتابوں کے اصول کی تائید کرتی ہے - اور یہ اسلیے کہا گیا ہے - کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک صرف بنی اسرائیل میں قریب چار ہزار کے پیغمبر مختلف صورتوں اور حالتوں میں گزرے بعض بادشاہ ہوئے ہیں - مثل حضرت داؤد حضرت سلیمان اور بعض علماء مثل حضرت زکریا و

یحییٰ اور بعض وزراء مملکت مثل حضرت یوسف و سموئیل اور بعض زاہد مثل
حضرت یونس وغیرہم علیہم السلام اجمعین جس سے بنی اسرائیل پر یہ امر واضح
ہے کہ نبوت کے لوازم سے کوئی خاص صورت یا حالت نہیں اور یہ لوگ
زبور ۔ توراۃ ۔ انجیل وغیرہ صحائف کے مضمون اور مطالب (توحید عبادت
کبائر سے احتراض خداوند کی ذات و صفات کا بیان ۔ جنت دوزخ کا ذکر وعدہ
وعید کی اظہار) سے بھی خوب واقف ہیں ۔ لہذا سب سے پہلے بنی اسرائیل
کو اس کتاب کی طرف راغب ہونا چاہیئے تھا مگر اسکے خلاف جب انہوں نے
توراۃ مقدس کی تحریف و تاویل کرنی شروع کر دی تو تنبیہاً انہیں کہا گیا کہ اے
بنی اسرائیل میری کتاب کو تاویل اور تحریف سے نہ بدلو و دنیاوی طمع اور توقع
امید پر ایمان کو ہاتھ سے نہ دو ۔ اور اگر تم اس وعدے کو پورا کرینگے اور سچے
دل سے شرعی احکام کی تعمیل میں مشغول ہونگے تو ہم بھی اپنا وعدہ وفا کرینگے
یعنی معافی گناہ ۔ عزت و حرمت دارین نصرت و امداد ۔ انعام نعمائے جنت
وغیرہ وغیرہ اور یاد رہے کہ تم ہماری قدرت کے احاطہ سے ہرگز تجاوز نہیں
کر سکتے اسلیئے تمکو مجھ ہی سے ڈرنا چاہیئے ۔

ف ۲ ۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل کے خطاب میں ان کے
تمام قبائل شامل ہیں مگر اصل مخاطب اسکے یہود کے دو قبیلے بنی نضیر و بنی قریظہ
ہیں پیغمبر علیہ السلام جب تک مکہ میں رہے وہاں صرف مشرکین آپ کے
مقابل تھے اسلیئے کہ اہل کتاب کا کوئی گروہ مکہ میں آباد نہ تھا ۔ مگر جب آنجناب
مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اور مدینہ کے بت پرست سب مسلمان

ہو گئے تو یہود کو جو اطراف مدینہ میں آباد تھے حسد پیدا ہوا۔ خصوصًا بنی نضیر و قریظہ آں سرور کائنات اور تمام مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے۔

ایک مرتبہ آنجناب سرور کائنات کسی ضرورت سے مع صحابہ انکے شہر میں گئے تھے اور جناب ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے کہ یہودیوں نے آپس میں کچھ مشورت کی وہ کچھ ایذا پہونچانے کی فکر ہی میں تھے کہ وحی سے آپکو اسکی اطلاع ہوئی اور آنجناب وہاں سے اُٹھ گئے چند روز بعد آپ نے بارادۂ جہاد ان پر چڑہائی کی اور انہیں محصور کرلیا چھ دن تک ان کا محاصرہ رہا آخر انہوں نے یہ التجا کی کہ ہمیں امن دیا جائے ہم یہاں سے جلاوطن ہو جاتے ہیں چنانچہ دس دن کی مہلت انکو دیگئی۔ مگر بعد میں وہ بعض منافقین کے بہکانے سے پھر باغی ہو گئے جس سے آنجناب نے دوبارہ ان پر چڑہائی کی وہ لوگ عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقوں کی امداد کے منتظر تھے مگر جب انہیں کچھ مدد نہ ملی تو مجبور ہو کر مطیع ہو گئے۔ انکے لیئے یہ حکم ہوا کہ اسی وقت نکل جائیں اور جتنا اسباب لیجا سکیں لیجائیں۔ آخرکار انہوں نے اپنے ہاتھوں سے گھرونکو ویران کیا درخت کاٹ ڈالے۔ اور پھر کچھ لوگ خیبر اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۴ھ میں ہوا ہے۔ ایسے ہی دوسرے قبیلہ بنی قریظہ والی غزوہ خندق میں کفار قریش کے ساتھ شریک ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے تھے اور شہر مدینہ میں جو مسلمانوں کے بال بچے باقی تھے انکو بھی انہوں نے ایذا پہونچانی چاہی تھی۔ لہذا جب آں جناب غزوہ خندق سے فارغ ہوئے اسی روز

بنی قریظہ پر جہاد کرنے کا حکم نازل ہوا اور فوراً مسلمانوں نے انہیں محصور کر لیا پچیس روز تک ان کا محاصرہ رہا مجبور ہو کر انہوں نے یہ کہلا بھیجا کہ جو حالت بنی نضیر کی ہوئی تھی اسی طرح ہم معاہدہ کے لیے راضی ہیں۔ مگر آنجناب نے اسکو منظور نہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ تم اپنے آپکو ہمارے حوالے کر دو اور قلعہ سے باہر نکل آؤ۔ ہمکو اختیار ہے جو چاہیں گے وہ معاملہ کریں گے۔ انہوں نے حضرت ابولبابہ[۵] سے مشورت کرنیکی اجازت مانگی۔ چنانچہ ابولبابہ بھیجے گئے انہوں نے بطور معمہ ان سے کچھ ایسا کہا جس سے وہ سمجھ گئے کہ قلعہ سے باہر ہو جانے کے بعد وہ قتل کروئے جائیں گے جس سے بنی قریظہ میں ایک جوش پھیل گیا اور وہ پھر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے آخر بڑی ردو کد کے بعد مجبور ہو گئے اور کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذ جو تجویز کرینگے وہ ہمیں منظور ہوگی۔ پھر وہ قلعہ سے باہر آ گئے۔ حضرت سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ مرد میدان سب قتل کروے جائیں۔ ۱۲

۵۔ ابولبابہ انصاری مدنی نام آپ کا بشیر ہے اور بعض نے رفاعہ لکھا ہے مشہور صحابی ہیں آپ کے والد کا نام عبدالمنذر ہے آپکا گھر انہیں بنی نضیر یہودیوں کے محلہ میں تھا مال و اہل و عیال بھی سب وہیں تھے۔ اسیوجہ سے یہودیوں نے ان پر اعتبار کیا تھا۔ جب یہ وہاں پہونچے تو وہاں کی عورتیں اور بچے آپ کے پاس اپنی بیکسی کو ظاہر کرنے لگے اور زار زار رونے لگے اور اس امر میں مشورت طلب کی ابولبابہ نے زبان سے تو یہی کہا کہ ہاں قلعہ سے باہر نکلو مگر ساتھ ہی اپنے ہاتھ کا اشارہ حلق کی طرف کو بھی کیا۔ اس اشارہ میں سمجھا دیا کہ ضرور گردن مارے جاؤ گے یہ کہتے ہی ابولبابہ کے دل میں گھبراہٹ سی پیدا ہوئی اور مضطربانہ سیدھے مسجد نبوی کو چلے گئے۔

ف۳۔ تفصیل عہدہم مذکور فی المائدۃ حیث قال ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا ھم اثنی عشر نقیبا۔۱۲

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ

وخلط مکنید راست را با ناراست وپنہان مکنید راست را وشما

اور مت ملاؤ سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور مت چھپاؤ حق کو اور تم

تَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا

دانستہ وبرپا دارید نماز را وبدہید زکوۃ را ونماز گزارید

جانتے ہو اور قایم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو

مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۴۱﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

با نماز گذارندگان آیا مے فرمائید مردمان را بہ نیکوکاری وفراموش میکنید

ساتھ رکوع کرنے والوں کے کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھول جاتے ہو

أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۲﴾

خویشتن را وشما میخوانید کتاب یعنی توریت آیا نمی فہمید

جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو

دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اسلئے وہ حضرت کی خدمت میں نہ آئے اور وہیں ایک ستون سے اپنے آپ کو نہایت کس کر باندہ دیا اور عہد کرلیا کہ جب تک توبہ قبول نہ ہوگی اسی حالت میں رہونگا۔ چھہ دن تک وہ اسی طرح بندھے رہے نماز اور ضروری حوائج کے وقت کھول دئے جاتے تھے ضعف سے اور زاری کرتے کرتے ان کی حالت نازک ہوگئی اور قریب المرگ ہوگئے تمام صحابہ کو ان پر رحم آتا تھا اور خداوند نے ان کی سچی ندامت پر توبہ قبول فرمائی اور خود سرور کائنات نے ان کی درخواست

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ

و مدد طلبید بشکیبائی و نماز و هر آئینه نماز دشوار است

اور مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے اور تحقیق وہ البتہ بڑی ہے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

مگر بر فروتنی کنندگان آنانکه میدانند که ایشان

مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے وہ لوگ کہ جانتے ہیں یہ کہ وہ

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

ملاقات خواہند کرد با پروردگار خویش و آنکه ایشان بسوے وے باز خواہند گشت

ملنے والے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ کہ وہ طرف اسکے پھر جانے والے ہیں

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

(و خلط مکنید سخن راست بناحق را اور نہ ملاؤ سچ جھوٹ کے ساتھ)

اے لا تخلطوا الحق اے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالباطل اے بالذی تکتبونہ بایدیکم من التغیر۔

لَا تَلْبِسُوا ص ج ح نہی اللَّبس واللُّبس، واللُّبسَة والالتباس واللَّبوسة، واللبوسة۔ شبہ و پیچیدگی و عدم وضوح و مشتبہ کرنا۔ چھپانا۔ خلط ملط کرنا۔ مصدر

ف۔ ک و ک۔ ف، لَبَسَ، يَلْبِسُ لَابِسٌ، مَلْبُوسٌ، اِلْبَسْ، لَا تَلْبِسْ

الْحَقَّ، ال عہدی مراد نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق، امر مطابق واقعہ وعدل وراستی۔

ب، بمعنی استعانت والصاق و سبب اے لا تلبسوہ بسبب الشبہات۔

الْبَاطِلِ۔ ال عہدی، اے التحریفات والتاویلات المخترعۃ والمعنی لا تخلطوا الحق المنزل فی التوراۃ

بالباطل الذی اخترعتموہ وکتبتموہ او لا تجعلوا ذلک ملتبسًا مشتبہًا غیر واضح لا یدرکہ الناس

وتکتموا الحق (وپوشید حق را - اور نہ چھپاؤ سچ کو -)

تکتموا[له]، اسے لا تکتموا صیغہ جمع حاضر نہی مصدر کتمان -

یقال کَتَمَ، کِتمًا وکِتمانًا وکتّمَ واکتتم الشیٔ یعنی اخفاہ (چھپایا اسکو) وکتومًا وکتامًا الاناء یعنی امسک اللبن او الشراب (یعنی برتن خالی کرنے کے بعد جو اس میں دودھ وغیرہ کا بقیہ چند قطرے رہجاتی ہیں)

وانتم تعلمون (حالانکہ شما میدانید - یا دیدہ ودانستہ اور تم جانتے ہو - یا جان بوجھکر)

اسے تعلمون ما فی اضلال الحق ضرر عظیم والعائد علیکم فی یوم القیامۃ - ویا انکم تعلمون انہ الحق لا یجوز کتمانہ او تعلمون انکم لابسون کاتمون - اور مقصود تقیید نہی سے ساتھ علم کے زیادتی تقبیح ہے کیونکہ ایسے امور پر اقدام کرنا - مطلقًا قبیح ہے اور ذی علم سے کیونکر متوقع ہوسکتا ہے -

واقیموا الصلوٰۃ (وبپا دارید نماز را - اور قایم کرو نماز کو)

اسے اقیموا صلوٰۃ المُسلِمینَ

اقیموا صیغہ امر جمع حاضر اصل اُقوموا مصدر الاقامۃ - صف

الصَّلوٰۃ، دعا وعبادت مخصوصہ شرعیہ

له - تکتموا - مجزوم ہے اور اُس کا عطف تلبسوا پر ہے اور ممکن ہے کہ اضماران کیوجہ سے منصوب ہو اور واو بمعنی جمع وضع ہے اسے لا تجمعوا لبس الحق بالباطل وکتمان الحق والمراد لا یکن منکم لبس الحق علی من سمعہ وکتمان الحق واخفاءہ عمن لم یسمعہ اور کہا ہی کہ اضماران کی ضرورت نہیں بلکہ جائز ہے نصب بلفظ واو بمعنی مع اور اس واو کو واو جمع و واو

وبہ میدز کاۃ را۔ اور دو زکاۃ کو۔

اٰتوا، صیغہ امر ج ح۔ الزکوۃ، الطہارۃ و انماء قال اللہ تعالیٰ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً اے مطہرۃ ویقال زکا الزرع اذ انما شرعًا تجارتی اور بڑھنے والے مال سے ایک سال کے بعد بیس دینار میں سے نصف دینار فقرا میں خرچ کرنا (ورکوع بکنید یا نماز گزارید بارکوع کنندگاں اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ)

اے صلوا مع المصلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ ذکر بلفظ الرکوع وھو رکن من ارکان الصلواۃ لان صلواۃ الیھود لم یکن فیہ رکوع وفیہ حث علی الصلواۃ با الجماعۃ۔ والجماعۃ عند الجمھور سنۃ موکدۃ قریب من الواجب یترک سنۃ الفجر مع کونھا اکد السنن عند خوف فواتھا۔ وقال علیہ وعلی اٰلہ الصلواۃ والسلام صلواۃ الجماعۃ یفضل صلواۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ متفق علیہ (مظ)

ارکعوا، صیغہ امر ج ح۔ الرکوع جھکنا بعد قیام و منحنی ہونا مصدر ف ف رَكَعَ، يَرْكَعُ، رَاكِعٌ، مركوعٌ۔ اِرْكَعْ لَا تَرْكَعْ۔

(آیا میفرمائید مرداں را۔ کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو)

أ، ہمزہ استفہام توبیخی و مظہر تعجب و تقریر۔

تامرون، صیغہ ج ح۔ الامر طلب فعل علی سبیل استعلاء۔ کہنا حکم کرنا مصدر ف ض۔ اَمَرَ، یامُرُ، اٰمِرٌ مامورٌ، مُرْ۔ لا تامُرْ۔

(بہ نیکو کاری۔ نیک کام۔ بھلائی کے ساتھ)

ب، صلہ فعل۔ البر، اسم جامد مراد جمیع افعال حسنہ مثل راستی و رحمدلی

وقبول اسلام و بمعنی صدق و تقوی ماخذ
بر بالفتح بمعنی صحرائے وسیع -

وتنسون انفسکم

(و فراموش میکنید خویشتن را یا نفسہای خود را - اور بھولے جاتے ہو اپنی جانوں کو)

تنسون ، بھولتے ہو - ترک کرتے ہو -
اصل تنسیون مضـ ج ح النسی
والنسیان - التفات نہ کرنا بھول جانا
و بمعنی ترک اور حقیقت میں نسیان
اُس صورت حاصلہ کے زوال کو کہتے
ہیں جو قوۃ مدرکہ اور حافظہ میں محفوظ
ہوتی ہے -
یقال نسی ، نسیاً ، ونسیاناً ، و
نسایۃً ، و نسوۃً ، ضد حفظ ،
انفس ، جمع نفس ذات شخص وجود
کم ضمیر مجرور راجع بہ بنی اسرائیل -

وانتم تتلون الکتب

(و شما میخوانید کتاب را - حالانکہ تم
پڑھتے ہو کتاب کو)
و - انتم (ان ضمیر تم حرف
خطاب)

تتلون ، پڑھتے ہو اور پڑھاتے ہو
تم - مضـ ج ح التلاوۃ کتاب پڑھنا
مصدر ن - ض ناقص - تلیٰ ، یتلو
تالٍ ، متلوٌّ - اُتلُ ، لا تتلُ ،
الکتاب اسے التوراۃ والانجیل
ومعنی الآیۃ انتم تتلون الکتب
فیہ نعت محمدٍ وصفۃ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وفیہ وعید علی العناد
و لمخالفۃ الحق
کتب ، مصدر مثل خطاب یا اسم
مثل لباس یا صفت بمعنی مکتوب مراد
عبارت منظومہ مکتوبہ

افلا تعقلون

(پس چرا خرد را کار نفرمائید - یا آیا نے
فہمید - کیا پس نہیں سوچتے - یا پس
کیا نہیں سمجھتے -)
اَ ، ہمزۂ استفہام توبیخی
ف ، لا تعقلون ، مضـ ج ح منفی
العقل والمعقول خردمند شدن
واقف کار ہونا سمجھ بوجھ پیدا کرنا -

اصل میں عقل کے معنی روک رکاوٹ اور قید کے ہیں قوت مدرکہ کو بھی اسی مناسبت سے عقل کہتے ہیں کہ وہ انسان کو برائیوں سے منع کرتی ہے۔ مصدر ف۔ ک عَقَلَ یَعْقِلُ عاقِلٌ، مَعْقُولٌ، اِعقِل۔ لَاتَعْقِلْ

واستعینوا

(دیاری بجواہید۔ اور مدد مانگو۔ قوت پکڑو۔

اِسْتَعِینُوا، اصل اِسْتَعْوِنُوا۔

ج ح امر

بالصبر والصلوٰۃ

(بہ شکیبائی کردن و نماز گزاردن محنت سہارنے اور نماز کے ساتھ)

ب، بمعنی استعانت وتلبس

الصَّبْرُ، ال جنسی حبسِ نفس لذات سے اور ترک شہوتِ بطن و فرج اور ہر امر جس سے کدورت دنیا مندفع ہو سکتی ہیں۔ ویا عہدی ومراد صوم شرعی ویا طاقت شرعیہ اصطلاحاً تکالیف ومصائب میں تحمل کرنے اور نفس کو شہوات ومعاصی سے روکنے طاعات الٰہیہ پر مجبور کرنے کو کہتے ہیں

الصَّلوٰۃ[۵۱]، ال جنسی ومراد مطلق اشتغال بذکر اللہ ویا عہدی ومراد صلوٰۃ مسلمین

وانہا لکبیرۃ

(والبتہ نماز گزاردن گرانست۔ اور البتہ وہ بھاری ہے)

اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ۔ ہا[۵۲] ضمیر راجع

[۵۱] والصلوٰۃ قیل الواو بمعنی علی اے استعینوا بالصبر علی الصلوٰۃ کما فی قولہ تعالیٰ وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا ۱۲ [۵۲] ہا ضمیر واحد غائب صبر اور صلاۃ دو چیزوں کے ذکر کے بعد ذہن متبادر ہوتا ہے تو ضمیر تثنیہ (ھما) لائی جاتی ہے۔ لیکن عرب کی عادت ہے کہ جب وہ مذکر اور مونث ذکر کرتے ہیں اور پھر بذریعہ ضمیر ان کی طرف عود کرتے ہیں تو صرف ضمیر مونث لاتے ہیں کقال اللہ تعالیٰ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ۔ اور یا صلوٰۃ کو بذریعہ ضمیر خاص کرنا اس غرض سے ہے کہ وہ صبر کی جامع ہو (بیضاوی)

بصلواۃ۔

ل، حرف تاکید بمعنی البتہ وضرور۔

کبیرۃ، صفت مشبہ بمعنی شاق وگران (اگر بر خشوع کنندگان رسوا سے اوپر خشوع کرنے والوں کے)

اِلَّا، استثناء منقطع ای کبیرۃ علی کل احدٍ الا علی الخاشعین۔

علی، بمعنی استعلاء

الخاشعین، حقیقی مالک کے سامنے اپنی عاجزی اور حقارت ظاہر کرنے والے جمع خاشع الخشوع ظاہری اعضاء وجوارح سے عاجزی وفروتنی کو اظہار کرنا اصل میں دھیمی آواز اور نیچی نظر کر لینے کو خشوع کہتے ہیں۔ قال المظھری الخشع السکون وھو فی الصوت والبصر قال اللہ تعالی خشعت الاصوات للرحمن وقال خاشعۃ ابصارھم والخضوع اللین والانقیاد ولذا یقال الخشوع بالجوارح والخضوع بالقلب والمراد المومنین الساکنین الی طاعۃ اللہ الخائفین المتواضعین۔ (آنانکہ میدانند۔ وہ لوگ جو جانتے ہیں) یظنون، مضارع الظن

ف۵ الظن شک کے دو مساوی طرفوں میں سے جانب راجح کو کہتے ہیں اگر اسے حقیقی معنوں میں لیا جائے تو ملاقات رب سے مجازاً موت مراد ہے بطریق مجاز مرسل کہ مسبب سے سبب ارادہ کیا گیا ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے انھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون الموت فی کل لحظۃ کیونکہ منتظر موت ہر وقت خائف رہتا ہے اور ہمیشہ اسے ایسے ذرائع کی تلاش رہتی ہے جو اس کی فلاحیت اور سرخروئی کا باعث ہو سکتے ہیں پس گویا خائف موت صوم وصلواۃ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کا بالطبع طالب ہے اور یا ملاقات رب سے ثواب رب مراد ہے اور یہ مظنون ہے کیونکہ کوئی زاہد اور عابد اپنی عبادت اور زہد سے تحصیل ثواب پر یقین نہیں رکھ سکتا اور یہی ظن اسکی کمال خشوع کا باعث ہوتا ہے اور یا ظن بمعنی یقین ہے۔ کیونکہ دونوں تصدیق راجح پر بولے جاتے ہیں۔ علم راجح مانع نقیض اور ظن راجح غیر مانع نقیض کو کہتے

گمان رکھنا مصدر ن ض مضاعف
ظَنَّ - یَظُنُّ - ظَان مَظْنُوْنٌ -
اُظْنُنْ - لَا تَظُنُّنْ ،
قَالَ الْمَظْہَرِیُّ وفی ایراد لفظ
الظن دون العلم والیقین اشعار
بان من کان غالب ظنہ انہ
ملاقی ربہ الیہ وان اللہ تعالیٰ مجازیہ
علی اعمالہ فالعقل الصحیح یکون
علیہ الصبر علی الطاعۃ وعن المعصیۃ
مخالفۃ الضرر - الا تری ان من
کان غالب ظنہ ان ماء القدح
مسموم فھو یصبر علی مشقۃ العطش
ولا یشرب من ذلک الماء ولا یتجرعہ
(کہ ایشاں رسندگانند بملاقات
پروردگار خود - ویا ملاقات خواہند
کرد بہ پروردگار خود - کہ وہ ملنے
والے ہیں اپنے مالک سے)
مُلٰقُوْا اصل ملاقیون جمع مُلَاقٍ
اسم فاعل اللقاء باہم مقابل ہونا - روبرو
ہونا و وصول احد الجسمین بالآخر
یقال لقی ھذا ذالک اذا ماسہ
واتصل - اس جگہ لقا اور اک کے
معنی میں ہے -
وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (وآنکہ ایشاں بسوے او باز گردندگانند
اور وہ اسی کی طرف پھر جانے والے
ہیں -) اسے راجعون بحیث لا یکون
لھم مالک سواہ وان لا یملک
لھم نفعاً ولا ضراً غیرہ -
رَاجِعُوْنَ - جمع راجع اسم فاعل
یقال - رَجَعَ - رُجُوْعًا و مَرْجِعًا وَ
مَرْجِعَۃً ورجعیٰ وَرُجْعَانًا - انصرف
اور پس ہوا لوٹا)
وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَ - لَا تلبسوا ، فعل با فاعل
الحق ، مفعول - - - -
بالباطل ، ظرف لغو - - -
وَلَا تکتموا الحق } جملہ فعلیہ معطوف
ہے جملہ نہی پر اور یہ موضع حال میں ہے
اسے کاتمین الحق حال لازمہ ہے اور

تقیید مفید تعلیل ہے مثل لاَ یضرب زید گ
وھو اخوك۔

وانتم، ------ مبتدا
تعلمون، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد خبر
اے تعلمونہ۔ بحذف عائد۔

و اقیموا الصلٰوۃ، جملہ فعلیہ
و اٰتوا الزکٰوۃ، جملہ فعلیہ
وارکعوا مع الراکعین جملہ فعلیہ

اتامرون، فعل با فاعل
الناس، ...... مفعول
بالبر، جار مجرور ظرف لغو
وتنسون، فعل با فاعل و ذوالحال
انفسکم، مضاف مضاف الیہ مفعول

و انتم، ..... مبتدا
تتلون الکتاب جملہ فعلیہ خبر

وانتم الخ جملہ اسمیہ حال ہے
فاعل تامرون سے۔

افلا تعقلون } جملہ فعلیہ مقرر اول
جملہ استینا فیہ ہے لا تعقلون قبیح

صنیعکم اذ لا عقل لکم یمنعکم
عما تعملون سوء خاتمت۔

و استعینوا، فعل با فاعل
بالصبر والصلوٰۃ ظرف لغو
وانہا لکبیرۃ الخ صفت صلوٰۃ

و ان، مشبہ بفعل۔ ھا ضمیر اسم
ل، حرف تاکید
کبیرۃ، صفۃ مشبہ
متعلق کبیرۃ
خبر

الا علی الخاشعین۔ لکبیرۃ کی وجہ
سے منصوب المحل ہے۔

الذین، .... موصول
یظنون، فعل مع الفاعل
انھم ملاقوا ربھم، مفعول

ان، مشبہ بفعل ھم، اسم
ملاقوا، مضاف ...
ربھم، مضاف الیہ ...
خبر

و ان، مشبہ بفعل۔ ھو ضمیر اسم
الیہ، متعلق، راجعون خبر

ف - ولاتلبسوا الخ یہ آیت علمائے یہود کے زجر و تنبیہ میں ہے اور بالتبع ہر ایک صاحب علم جس میں اس قسم کے صفات پائے جائیں۔ حکم آیت میں داخل ہے کہ اے احبار یہود جب تم جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے اور یہ وہی پیغمبر ہے جسکا وعدہ دیا گیا ہے اور تمہاری کتابوں میں جنکو تم رات دن پڑھا کرتے ہیں اُسکا نام اور اسکے اوصاف مذکور ہیں تو کیسکے ڈر یا نفسانی عزت کے خیال سے اغوائے جہال کے لئے توراۃ مقدس و انجیل معظم کی اُن آیات کو جو اس کتاب یعنی قرآن مجید کے منزل ہونے اور اس پیغمبر آخر الزماں کی صداقتِ نبوت پر واضح دلائل ہیں۔ باطل اور لاطائل تاویلات سے نہ بدلو۔ اور نہ امر حق کو چھپاؤ۔ علمائے یہود کی اور علمائے نصاریٰ کی یہ عام عادت تھی کہ جب کوئی شخص توراۃ و انجیل مقدس کے اُن آیات میں (جن میں پیغمبر آخر الزماں کی نسبت بشارۃ دیگئی ہے) غور و فکر کرنے سے آپکے صدق نبوت کو ترجیح دیتا۔ تو یہ لوگ اُن دلائل میں مجادل ہو کر وجہ دلالت کو متاملین پر مشوش اور مشکوک کر دیتے اور جاہلوں پر کلیۃً اُن نصوص کو ظاہر نہ کرتے لہذا زجراً ارشاد ہوتا ہے کہ اے یہود جان بوجھ کر امر حق کو نہ چھپاؤ اور نہ اسے مشکوک کرو تم جانتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عام گمراہی خلق کا وبال تمہاری گردن پر عائد ہوگا۔ چند روزہ اُمید ریاست میں دائمی امراض دائمی عذاب اور ابدی رنج نہ اختیار کرو۔ بلکہ یہی انسب ہے کہ ہماری منزلہ کتاب پر ایمان لاؤ اور اسکے احکام کی پوری پوری تعمیل کرو۔ اسلامی تعلیم کے موافق برعایت آداب و سنن و مستحبات نماز کو باجماعت ادا کرو اپنے مالوں اور جانوں کو

اداے زکوٰۃ شرعیہ سے پاک وصاف بناؤ - ۱۲

ف - وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰة - کیونکہ صبر انسان کو تکالیف اور مصائب کی برداشت کا متحمل بنا دیتا ہے اور صلوٰۃ اشغال ما سوی اللہ سے مانع ہوکر اُسے خداوند عالم اور حقیقی معبود کی طرف متوجہ کردیتی ہے - اسکے ذریعہ سے سخت اور سرکش نفس نرم اور متواضع ہوجاتا ہے اور اسے تلاوت کلام اللہ کا شوق اور اسکے مندرجہ احکامات وعدووعید مواعظ وآداب جمیلہ کی پابندی اور ان کی تحصیل کا خیال پیدا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ عالم اسباب سے ہٹکر خالق اسباب کی طرف اسکی رغبت بڑہنے لگتی ہے بالآخر عالم غیب کے جذبات قدسیہ نہایت زور سے اُسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں - اور وہ اپنی استعداد کے موافق روحانی مکاشفات سے مستفیض ہونے لگ جاتا ہے آیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اسی معنی کی تائید کرتی ہے -

جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ دائمی عادت تھی کہ جب آپکو کسیطرح کی کوئی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نوافل میں مشغول ہوجاتے مگر جن لوگوں کو اسلام سے سروکار نہیں اور جو کہ احکام الہیہ کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتے انکے لئے نماز مفروضہ ہی کا پڑہنا ایک بھاری مصیبت ہے وہ نوافل مین کیونکر مشغول ہوسکتے ہیں اور جسطرح نماز باعث تسلی خاطر غمگین ہے - اسی طرح صبر بھی ایک ایسی خصلت ہے کہ جو شخص اسکو اختیار کرلیتا ہے - بڑے بڑے مصائب اسپر آسان ہوجاتے ہیں اور پے در پے رنجوں کا مقابلہ نہایت آسانی سے کرسکتا ہے -

يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِيَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتُ

اے فرزندان یعقوب یاد کنید آن نعمت مرا کہ ارزانی داشتہ

اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت وہ جو انعام کی مینے

عَلَيۡكُمۡ وَأَنِّي فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٤٧﴾ وَٱتَّقُواْ يَوۡمٗا

ام بر شما و آنکہ فضل دادم شمارا بر ہمہ عالمہا و حذر کنید از آں

اوپر تمہارے اور یہ کہ میں نے بڑائی دی تمکو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے

لَّا تَجۡزِي نَفۡسٌ عَن نَّفۡسٖ شَيۡـٔٗا وَلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا

روزیکہ کفایت نکند ہیچ کس از کس چیزے را و نہ پذیرفتہ نشود از ہیچکس

کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیجاوے گی اس سے

شَفَٰعَةٞ وَلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٞ وَلَا هُمۡ يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾

شفاعت و گرفتہ نہ شود از ہیچکسے عوض و نہ ایشاں یاری دادہ شوند

سفارش اور نہ لیا جاوے گا اس سے بدلا اور نہ وہ مدد دیے جاویں گے۔

يا بنی اسرائيل اذكروا نعمتی

التی انعمت علیکم۔

(اے بنی اسرائیل یاد کنید نعمتہاے

مرا۔ آں نعمتہا کہ ارزانی داشتم

بر شما۔ اے فرزندان یعقوب یاد کرو

میرا احسان وہ جو میں نے تم پر کیا ہے

اے ان لم تطیعونی لاجل سوابق

نعمتی فاطیعونی للخوف من لواحق

عقابی۔ اس پوری جملہ کی تعریف اور

تشریح اوپر لکھی گئی ہے۔

(ابدرستیکہ من برگزیدم شمارا۔

اور تحقیق کہ میں نے تمکو برگزیدہ کیا یا بڑائی دی

لے فضلت آباءکم بما منحتہم علیہم

من النبوۃ والکتاب وغیر ذلک۔

روح البیان

وانی فضلتکم علی العالمین

واللہ سبحانہ اشھد بنی اسرائیل فضل انفسہم فقال وانی فضلتکم واشہد المسلمین فضل نفسہ فقال قل بفضل اللہ ورحمتہ

فضلت، ماضی، التفضیل بزرگ بنانا۔ دوسروں پر بڑائی دینا۔ مصدر تفعیل۔ فَضَّلَ۔ یُفَضِّلُ۔ مُفَضِّلٌ۔ فَضِّلْ۔ لَا تُفَضِّلْ۔

علی العالمین (برہمہ عالمہا۔ یا برہمہ جہانیاں۔ تمام عالموں پر یا تمام جہاں والوں پر)

العالمین، ال عوض مضاف الیہ کے عالمے زمانکم عالم اجناس ذوی العلوم یا عام مخلوقات۔

واتقوا یوما لا تجزی (وحذر کنید از روزے کہ برندارد یا کفایت نکند۔ اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے

اتقوا، ج، ح، امر۔ مصدر الاتقاء

یوما، مراد یوم قیامت ومنصوب بر ظرفیت اور متعلق محذوف ہے۔ ای اتقوا العذاب یوما اور یا مفعول بہ ہے اور اتقاء یوم سے مراد اتقاء ما فیہ ہے۔ اور یا مضاف حذف ہے۔ ای اھوال یوم ھذا

لا تجزی، کام نہ آئے۔ کفایت نہ کرے۔ ا، س، ع، ص، نفی اور یہ مفعول کی طرف متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور مفعول ثانی کی طرف بواسطہ عن اور کبھی بمنزلہ لازم شمار کیا جاتا ہے۔ مبالغۃً والمعنی لا تقضی یوم القیمۃ نفس عن نفس شیئا مما وجب علیہا۔

الجزاء ۔ بدلا دینا دوسرے کی مہم کو سرانجام دینا۔ مصدر ف۔ ک ناقص جزی۔ یَجْزِی۔ جازٍ۔ مَجْزِیٌّ۔

لہ لا تجزی۔ ای لا تجزی فیہ والجزی فی الاصل القضاء وھو متعد بنفسہ للمفعول الاول وبعن الثانی وقد ینزل منزلۃ اللازم للمبالغۃ والمعنی لا تقضی یوم القیامۃ نفس عن نفس شیئا مما وجب علیہا وای لا تنوب نفس عن نفس شیئا ولا تحمل عنہا شیئا۔

اَجْزِ۔ لَا تَجْزِ۔

(لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا) نفس از نفس چیزیرا۔ یا ہیچ کس از شخصے چیزے را۔ کوئی جی کسی جی سے کچھ)

نفسی اے عن نفس کافر بقرینۃ المقام

ونفس عن نفس اے نفس من الانفس لا تجزی۔

شیئاً۔ چیزاندک مصدر بمعنی مفعول۔

(وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ) (و پذیرفتہ نشود از ان درخواستے و شفاعتے نہ قبول کیجاوے گی اس کی طرف سے سفارش۔) وتذکیر الصیغۃ بان فاعلہ مؤنث غیر حقیقی یجوز فیہ التذکیر والتانیث۔

لَا تَقْبَلُ، ا۔ع نہی مجہول القبول بالفتح قبول کرنا۔ مان لینا۔ مصدر ک ف شاذ۔ قَبِلَ۔ یَقْبَلُ۔ قَابِلٌ مَقْبُولٌ وقُبِلَ یُقْبَلُ۔ اِقْبَلْ لَا تَقْبَلْ۔

مِنْهَا۔ من، بیانیہ و مرجع ضمیر نفس ثانی ہے اے نفس عاصیۃ ان جاءت بشفاعۃ شفیع لا یقبل منہا یا مرجع ضمیر نفس اولیٰ ہے۔ اے انہا لو شفعت لہا لم یقبل شفاعتہا کما لا تجزی عنہا شیئاً الشفاعۃ کما فی البحر ضم غیرہ الی وسیلۃ وھی من الشفع ضد الوتر لان الشفع ینضم الی الطالب فی تحصیل ما یطلب فیصیر شفعا بعد ان کان فردًا۔

(وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ) (و گرفتہ نشود از اں۔ باز کسے عوض اور نہ لیا جاوے اس سے بدلا۔)

لَا یُوْخَذُ، ا۔ع مضارع مجہول الاخذ لے لینا حاصل کرنا۔ مصدر ف۔ ض مہموز الفاء اَخَذَ یَاْخُذُ۔ آخِذٌ وَاُخِذَ۔ یُؤْخَذُ۔ مَاْخُوْذٌ۔ خُذْ لَا تَاْخُذْ۔

عدل فدیہ۔ وَالْعَدْلُ۔ التَّسْوِیَۃُ

لے۔ شفاعت۔ وہ سوال جو مجرم کی معافی گناہ کے لیے کیا جاے۔ یا حصول مطلب کے لئے اپنے ساتھ کسی غیر کو شریک کر لینا۔ اور شفاعت شفع بمعنی جفت سے مشتق ہے۔ گویا مشفوع شفیع کو اپنا شفع بناتا ہے۔

تقول ما اعدل بفلان احدا اے
لا اری لہ نظیراً۔ اور وہ کہ مساوی ہو شے
کے ساتھ قیمت وقدر میں اسکی جنس ہو
خواہ ہو و بمعنی بدل وکفیل و رشوۃ۔ تغلب۔۱۲
نہ از ونہ ایشان مدد ویاری دادہ شوند اور
نہ مدد دئے جاوینگے۔
ھم، ضمیر راجع بہ نفس ثانی بتاویل
اناس [۱]۔
ینصرون، مضارع ج غ النصرۃ دفع
ضرر میں مدد کرنا۔ تکلیف دور کرنے مین
شریک ہونا۔ اصل میں نصرۃ معونۃ کو
کہتے ہیں۔ ومنہ ارض منصورۃ
اے ممدۃ بالمطر۔

مصدر ف۔ ص۔ نَصَرَ۔ یَنْصُرُ۔
نَاصِرٌ۔ وَنُصِرَ۔ یُنْصَرُ۔ مَنْصُوْرٌ
اُنْصُرْ۔ لَا تَنْصُرْ۔

و۔ ان، مشبہ بالفعل ی۔ اسم
فضلت، فعل با فاعل
کم، مفعول } خبر
علی العالمین [۲]۔ ظرف لغو
ح تکرار تذکیر تاکید کے لئے ہے جسمیں
ادائے حقوق نعمۃ وحقوق احسان سے
انکی کمال غفلت کا اظہار دیکر ہے اسکے
برے نتیجے اور اسکے وبال سے آگاہ
کیا ہے۔ فکانہ قال ان لم تطیعونی
لاجل سوابق نعمتی فاطیعونی للخوف
من لواحق عقابی۔

[۱] ۔ھم۔ ضمیر جمع مذکر راجع بنفس ثانی کیونکہ وہ نکرہ ہے اور تحت نفی مین واقع ہونے سے عمومیت پر دلالت کرتا ہے اور یا اس کا مرجع افراد مدلولہ النفوس ہیں ماول بالعباد یا اناس) جسکی طرف ضمیر مذکر عود کرتی ہے۔

[۲]۔ علی العالمین۔ ال، عوض مضاف الیہ اے عالمی زمانکم۔ کیونکہ عالم کا اطلاق اکثر شے موجود پر ہوتا ہے پس اس آیت سے بنی اسرائیل کی فضیلت جزی کا ثبوت ہوتا ہے۔ حضرت اسرائیل سے پہلے کے لوگ اور تنسیخ احکام توریت وانجیل مقدس کے بعد کے لوگ اس حکم میں داخل نہیں۔

اے انی فضلتکم معطوف علی نعمتی عطف
خاص علی العام وھو مما انفردت بہ
الواو وفی البحر یسمی ھذا النحو من العطف
بالتجرید کانہ جرد المعطوف من
الجملۃ وافرد بالذکر اعتناء بہ
والکلام علی الحذف اے فضلت
آباءکم۔

واتقوا، ...... فعل با فاعل
یومًا، موصوف ... مفعول بہ

لا تجزی، فعل نفس فاعل
فیہ، محذوف رابط ... ظرف لغو
شیئًا ..... ذی الحال
عن نفس متعلق کائنۃً حال

ہ محذوف ہے۔ اے لا تجزی فیہ
اور یا جملہ یوم محذوف کا مضاف الیہ ہے
اور یوم محذوف یومًا مذکور سے بدل ہو
مثل الطعمون لحمًا سمینا شاۃ و
نجرھا ای نجر شاۃ علی تقدیر لحم شاۃ
و یا تجزی بمعنی تقضی و شیئًا

مفعول بہ و یا شیئًا مفعول مطلق
قائم مقام مصدر بمعنی جزاءً ما عن
نفس بوجہ تجزی منصوب المحل
و یا شیئًا صفت مصدر محذوف
اے قلیلًا من الجزاء

ولا یقبل، فعل شفاعۃ نائب فاعل
منھا ..... جار مجرور ظرف لغو
فیہ، محذوف ..... ظرف دوم

ولا یؤخذ منھا عدل، جملہ فعلیہ
معطوف بر اول ہو سکتا ہے کہ منھا
شفاعۃ و عدل کی صفت ہو (اعراب)

ولا، مشابہ لیس ھم، اسم
ینصرون، جملہ فعلیہ خبر

واتقوا یومًا۔ الخ ان چاروں جملوں
میں عائد محذوف ہے۔ اے لا تجزی
فیہ ولا یقبل فیہ ولا یؤخذ فیہ فحذف
حرف الجر ثم حذف مفعول بہ ایضًا
فبقی لا تجزی ولا یقبل الخ

———·———

ف ۱۰ - یا بنی اسرائیل الخ تکریر بکلام تاکید حکم سابق اور شریعت حقہ محمدیہ کے عدم اتباع کی وعید میں ہے - ان آیات میں بنی اسرائیل کے بعض فاسد خیالات اور انکے بیہودہ اعتقادات کی تردید کی گئی ہے وہ کہا کرتے تھے ہمیں گناہوں کی بخشش کفر والحاد کی معافی عذاب آخرت سے نجات اور اُخروی انعامات کے حاصل کرنے کے لئے نہ اسلام قبول کرنے کی ضرورت ہے - نہ اسکی شریعت کی حاجت - کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد خاصان خدا ہیں - وہ ہمکو نہایت آسانی سے بخشوا سکتے ہیں - ارشاد ہوتا ہے اے بنی اسرائیل میرے فضل و کرم اور احسانات کو یاد کرو میں نے تمہارے آباؤ اجداد بلکہ ساری قوم کو زمانے پر عزت دی - نبوت - حکومت آسمانی قوانین کی تشریف سے مشرف کیا - مناسب تو یہی تھا کہ اس انعام کی احسان مندی اور شکر گزاری میں ثابت قدم رہتے - شریعت حقہ اور پیغمبر صادق الامین کی اطاعت کرتے لیکن اس کے برخلاف جب تم نے خود رائی خود پسندی اور غرور کو اختیار کر لیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خبردار ہو جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس میں کوئی شخص کسی کے کام نہ آئیگا - نہ کسی شخص کو مجرم کے چھڑانے میں سفارش کرنے یا اسکے گناہوں کے عوض کچھ دینے کی جرأت ہو گی - اور نہ کسی کا ڈر دباؤ یا زور کچھ مفید ہو سکیگا بلکہ ہر ایک شخص بحالت خود دم بخود ہو گا - کیونکہ ہماری عادل اور سچی بارگاہ میں ہر ایک شخص کی نجات اسکے خالص - اطاعت فرمانبرداری اور ہمارے فضل و کرم اور احسان پر موقوف ہے - صرف پیغمبروں - ولیوں اور بزرگوں کے نام لینے اور انکی اولاد کہلانے سے کچھ نہیں ہو سکتا ان آیات میں جن مصائب

اور تکالیف کا ذکر ہے وہ یوم کی صفت ہیں یعنی قیامت کی تعریف اور حالت کا بیاں ہیں لہذا اوصافِ مذکورہ ہر اُس شخص کی حالت کا بیان ہیں جو اُس دن حاضر ہونیوالا ہے۔ صرف یہود و نصاریٰ ہی مخصوص نہیں ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرمودہ اند کہ آ در دن ضمیر در مانند این مقامات مفید حصر میشود چنانچہ در بحث ما ناقلت مقرر است پس معنی کلام آن شد کہ نصرت ندادن مخصوص بکافران و تقصیر ایشان است مومناں را دران روز نصرت واقع خواہد شد کہ انتقام ایشاں از دشمنان ایشاں بواجبی خواہند گرفت چنانکہ در آیتہائے دیگر مصرح است فرمودہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد۔ وحقا علینا نصر المومنین برخلاف قبول شفاعت بے حکم دگرفتن فدیہ دیر غال کہ مومن و کافر و صالح و فاسق ہمہ در نفی آن شریک اند۔ و گفتہ اگر چہ ایں ایت بحسب ظاہر دلالت میکند کہ شفاعت ہیچکس را نباشد نظر بتعمیم نفس عن نفس شیئاً کہ در سہ مرتبہ واقع شدہ۔ اول در نفس شفیعہ دوم در نفس مشفوع لہا۔ سوم در امر یکہ دران شفاعت واقع شود یعنی مفاد شیئا و آن از تنکیر شفاعت مستفاد میشود حالانکہ اہل ملت اجماع دارند بر آنکہ فی الجملہ شفاعت واقع شدنی است معتزلہ در حق غیر صاحب کبیرہ شفاعت جائز دارند و اہل سنت در حق صاحب کبیرہ نیز۔ آرے کافر را ہیچ کس قابل شفاعت نمیداند۔ گوییم آیات واحادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص ایں لابد است۔ اہل سنت بکافر تخصیص میکنند و میگویند کہ معنی ایں آیت آنست کہ شفاعت بحکم الٰہی

درآں روز مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ درآیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید
فرمودہ اند مثل آیۃ۔ یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ
الرحمٰن ورضی لہ قولا۔ ومن ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ۔ ولا
تنفع الشفاعۃ عندہٗ الا لمن اذن لہ۔ وقولہ تعالیٰ واستغفر لذنبک
وللمومنین سوم احادیث متواترہ وارد شدہ است کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی
حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است
ولیس مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ ایں کلام برائے رد
خیالات فاسدۂ اہل کتاب ونیز ہم مشربان ایشان ست از اولاد انبیاء و اولیاء
ومتوسلان بزرگان دین کہ خودرا بتوسل بزرگاں مامون از مواخذہ وباز پرس
میدانند ومی فہمند کہ باوجود کفر وقبائح بزرگان مارا از عذاب اخروی خلاص
خواہند ساخت۔ وطریق رد خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما توقع آں غرہ میشوید
دراں روز واقع نخواہد شد مگر آنکہ شفاعت ہر شفیع دراں موقوف بر حکم الٰہی
خواہد بود وچون شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد اعتماد نماند چہ توسل باں شفیع
در حصول آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی درکار است وآں در خطر است شود
یا نہ شود۔

وحقیقت شفاعت آنست کہ کمال نفس کاملہ انسانیہ انبساط پیدا کند ونفوس
ناقصہ اتباع خودرا خود درگیرد کہ نقصان آنہا در ضمن کمال او منجبر شود پس
مدار ایں شفاعت ہر دو چیز است انبساط کمال نفس کاملہ کہ روز قیامت
بعنایت خداوندی حق جل وعلا موعود است بتوسط عمل وبکوشش وسعی

وتلاش زیرا کہ منتہاے سعی وکوشش تحصیل وکمال خود است واحاطہ آں کمال باتباع خود بوجھے کہ نقصانات انہا را بپوشند ودر رنگ کمال ظاہر کنند وایں بسط واحاطہ وہیئتے را در شریعت باین عبارت تعبیر فرمودہ اند کہ تعبیر باذن وحکم نمودہ اند۔ دوم بودن نفس ناقصہ از اتباع اہل کمال است کہ بدون ایمان وصحت عقاید باشد۔ وایں امر را باین عبارت تعبیر فرمودہ کہ کافر ومنافق را شفاعت نیست۔ قال اللہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابدًا۔ ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ مصرح است۔ وانچہ محققین فلاسفہ در تحقیق معنی شفاعت گفتہ اند نیز موید این معنی است گفتہ اند کہ حضرت واجب الوجود عام الفیض است قصورے کہ ہست از جانب قابل است جائز است کہ فردے از افراد قابلیت اخذ فیض بلا واسطہ از آنجناب نداشتہ باشد۔ واز قابل دیگراں فیض را قبول تواند کرد۔ پس آں قابل متوسط واقع شود میان ایں فرد وذات عام الفیض اوتعالیٰ مانند آنکہ آفتاب روشن نمیکند مگر مقابل خود را ودرین فیض آفتاب مقابلہ شرط است وبعض چیزہا کہ بلا واسطہ مقابل آفتاب نتواند شد مانند سقف خانہ از اخذ این فیض محروم اند لیکن چوں طشت پر از آب صاف در آفتاب نہند آفتاب ازاں آب صاف بجانب سقف منعکس شود واو را روشن سازد پس ارواح انبیاء مانند آب صاف وسائط جود الٰہی واقع شدہ اند چنانچہ آب صاف شعاع آفتاب را بسقف رسانیدہ ہمچناں ایں ارواح رحمت

و فیضان الٰہی را بعوام مومنین میسر ساند آرے استعداد قبول نور شرط ہست حتیٰ کہ اگر سقف استعداد قبول مطلق ندارد از توسط آب صاف ہم ست تنویر نخواہد شد مانند کافر و مشرک کہ استعداد آنہا برہم شدہ۔ بے نصیب و محروم مطلق گردیدہ اند۔ پس کسیکہ ایمان با نبیاء ندارد مانند سقفے است کہ با آب صاف ہم مقابلہ آفتاب اورا حاصل نیست پس اورا توقع استنارت بواسطہ آن آب صاف خیال خام است۔ (عزیزی)

ف۲ ۔ لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ الخ کہ وہ ایسا سخت دہشت ناک دن ہوگا۔ کہ کوئی مالدار شخص کسی کے حق کو اپنی طرف سے ادا نکر سکیگا نہ کسی عابد و زاہد کی عبادت کسی عاصی کے گناہوں کا بدل و عوض ہو سکیگی۔ جبکہ دنیا میں کوئی دوست یا رشتہ دار اپنے مدیون دوست یا قرابت دار کے دین کو اپنے ذمہ پر لے لیتا ہے اور اُسے ادائے دین سے بری کر دیتا ہے۔ بلکہ اُسدن ہر ایک شخص پر ہول واقعات کو دیکھکر اپنی شان اور کیفیت میں ایسا مست ہوگا کہ اُسے اپنی ذات کے سواے کسی غیر کی طرف توجہ نہ رہیگی۔ قال لکل امرءٍ منھم یومئذ شان یغنیہ۔

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ

یاد کنید نعمت من آن وقت کہ رہانیدیم شما از کسان فرعون میرسانیدند بشما

اور چھڑایا ہمنے تمکو قوم فرعون کی سے پہنچاتے تھے تمکو

سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَ

سخت تریں عذاب ذبح میکردند پسران شمارا و

بڑا عذاب ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور

يُسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن

زندہ میداشتند دختران شمارا و دریں کار از ما آزمائشے بزرگ بود

جیتا رکھتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اسکے آزمایش تھی

رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ

از پروردگار شما و آنوقت که شگافتیم برائے شما دریا را پس خلاص کردیم شمارا

پروردگار تمہارے سے بڑی اور جب پھاڑا ہمنے ساتھ تمہارے دریا کو پس چھڑا دیا ہمنے تمکو

وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾

و غرق ساختیم کسان فرعون را و شما میدیدید

اور ڈبا دیا ہمنے لوگوں فرعون کے کو اور تم دیکھتے تھے

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ (یاد کنید نعمت من آنوقت کہ برہانیدیم شمارا۔ اور جب چھڑایا ہمنے تمکو)

نَجَّيْنَا، ماضی ج م التنجیۃ نجات دینا۔ چھڑانا مصدر۔ تفعیل ناقص نَجَّى۔ يُنَجِّي۔ مُنَجٍّ۔ نَجِّ۔ اَوْ تُنَجِّ۔

نَا، ضمیر جمع باظہار عظمت قائل و باظہار قوت قائل۔

مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ (از کسان فرعون۔ فرعون کے لوگوں سے)

مِنْ، بیانیہ۔ آل، اصل اہل تصغیر اُہَیْل۔

فِرْعَوْنَ، اسم غیر منصرف عام لقب بادشاہان بنی عمالقہ مثل کسریٰ و قیصر۔

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ (میچشانیدند شمارا سخت ترین عذاب پہنچاتے تھے تمکو بری تکلیف۔)

يَسُومُونَ، مضارع ج غ السوم ظلم و ستم کے لئے بلانا۔ تلاش میں نکلنا

۵۱۔ آل فرعون۔ آل کی اصل اہل ہے ھا ہمزہ سے

۵۲۔ فرعون۔ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے لغت قبط میں

یقال سامہ کلفہ العمل الشاق۔ مصدر ف۔ ض۔ اجوف۔ سَامَ یَسُوْمُ۔ سَائِمٌ۔ سَوْمٌ۔ سُم لَا تَسُمْ۔

سوء سخت و اشد۔ مصدر بمعنی اسم العذاب، شکنجہ۔ دُکھ۔ درد مصدر سَاءَ، یَسُوْءُ، وَیُرَادُ بِہِ السِّیُ علیہ اور ہر ایک قبیح و مستکرہ امر پر استعمال ہوتا ہے مثل اعوذ باللہ من سوء الخلق و سوء العذاب اور یہ لفظ گیارہ وجوہ پر آیا ہے (۱) سختی۔ یَسُوْمُونَکُمْ سُوْءَ العذاب (۲) کونچیں کاٹنا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْءٍ (۳) زنا۔ وما جزاء من اراد باھلک سوء اور ماکان ابوک امرأ سوء (۴) شرک۔ مَا کُنَّا نعمل من سوءٍ (۵) شتم۔ لا یحب اللہ الجھر بالسوء اور السنتہم با لسوء۔ (۶) برص۔ بیضاء من غیر سوءٍ (۷) عذاب۔ ان الخزی الیوم والسُّوْءَ (۸) گناہ یعملون السوء بجہالۃ (۹) بمعنی بئس وَلَهُمْ سوء الدّار (۱۰) رنج و آفت ویکشف السوء اور ما مسّنی السوء (۱۱) قتل اور شکست

۵ بقیہ صفحہ ۲۸۴۔ قریب المخرج ہونے کے باعث بدل ہوئی ہے پھر ہمزہ اپنے ماقبل کے سکون اور فتح کے باعث یا توالی دو ہمزوں کے باعث الف سے بدل ہوا ہے تصغیر اُھَیْل اُوَیل لیکن استعمال میں اصحاب با عظمت و شان کے ساتھ مخصوص ہے۔ مثل انبیاء علیہم السلام و سلاطین لہٰذا آل نداف و آل حجام کہنا درست نہیں۔ اور کہتے ہیں الف اس کا واؤ سے بدل ہے کیونکہ ال بمعنی یا یول الیک فی قرابۃ اور تصغیر اسکی اویل ہے۔

۶ بقیہ صفحہ ۲۸۴۔ فرعون بادشاہ کو کہتے ہیں اور آہستہ آہستہ بنی عمالقہ کے بادشاہوں کا یہ لقب ہو گیا تھا اسجگہ فرعون سے ولید بن مصعب بن ریان مراد ہے برا فروختگی چہرہ کے باعث لوگ اسے قابوس

لقیسسہم سوءٌ (اتقان)

(میکشتند پسران شمارا - ہلاک کرتے ہیں تمہارے بیٹوں کو -

یذبحون، مضارع ج ع التذبیح کثرت سے ہلاک کرنا مصدر تفعیل ذَبَّحَ یُذَبِّحُ مُذَبِّحٌ - ذَبِّحْ - لَاتُذَبِّحْ -

ابناء، جمع ابن - اولاد ذکور -

(و زندہ میگذاشتند دختران شمارا - اور جیتی رکھتے ہیں تمہاری عورتوں یا بیٹیوں کو

اسے یستبقون بناتکم و یترکونھن حیات وقیل یفتشون فی حیائھن

حیا شرم گاہ کو کہتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ان کی شرم گاہوں یا پیٹوں کو دیکھا کرتے تھے کہ یہ حاملہ ہیں یا نہیں -

یستحیون، اصل یستحییون تھا مضارع ج غ -

الاستحیاء زندہ چھوڑنا - شرم رکھنا مصدر استفعال - استحیاء - یستحیی

مُسْتَحْیٍ - اِسْتَحْیِ، لَاتَسْتَحْیِ

نساء، جمع تکسیر نسوۃ، بروزن فعلۃ یا جمع امرأۃ یا اسم جمع ہے - بالغہ عورتیں مجازاً دختران و نوشیزگاں -

(و دریں کار شمارا آزمایشے است از پروردگار شما بزرگ - اور اس میں تمہارے لیے آزمائش تھی مالک کی طرف سے بڑی -)

ذٰلکم، اسم اشارہ (ذا - اسم اشارہ - ل، حرف زائد - کم ضمیر بیان خطاب -

مِن رَّبِّکُم - اے من جهة تعالیٰ بحذف مضاف یعنی بواسطہ تسلط فرعون یا ببعثت حضرت موسیٰ علیہ السلام یا بوجہ آزادی دتخلیص عظیم و تنکیر مظہر تفخیم لیکن یہ عظمت باعتبار مخاطب و سامع کے ہے نہ باعتبار متکلم کے -

بلاء - امتحان - مصیبت و عطیہ - اس لفظ کا استعمال خیر و شر دونوں معنی میں ہوتا ہے اصل بلاوٌ واؤ ہمزہ سے

بدل ہوئی ہے اَلْبَلْوُ وَالْبَلَاءُ - آزمائش
کرنا - مصدر ف - ض ناقص وادی
یا یائی مراد حاصل بالمصدر اور منسوب
بواجب تعالیٰ ہونے میں کبھی اس سے
مراد نعمت آسائش ہوتی ہے اور کبھی
ضرر و رنج و تکلیف اور کبھی دونوں مراد
ہوتے ہیں -

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ

(و یاد کنید آنوقت را کہ بشگافیم برائے
شما دریا را - اور جب پھاڑا ہمنے تمہارے
ساتھ دریا کو -) **فَرَقْنَا** - چیر دیا ماج م
الفرق - جدا کرنا - الگ الگ کر دینا
ملی ہوئی چیزوں کا - پھاڑنا - مصدر
ک ف - ف - ض - فَرَقَ، یَفْرُقُ
فَارِقٌ، مَفْرُوقٌ، اِفْرُقْ، لَا تَفْرُقْ
بکم، اسے لاجلکم، دیا زائدہ یا
سببیہ -

البحر، ال، عہدی مراد بحر احمر -
اصل میں بحر سعۃ اور کشادگی و فراخی
کو کہتے ہیں - اسی سے ہے بحرۃ
بمعنی بلدہ اور اسی مناسبت سے کھاری اور
میٹھے پانی کے دریاؤں کو بحر عرب کہتے
ہیں - جبکہ اسکا پانی خوب پھیل کر بہتا ہو
مثل مرج البحرین یلتقیان بینہما
برزخ - اور کہتے ہیں اصل میں بحر کے
معنی شق کے ہیں اسی سے ہے بحیرہ
جسکے دونوں کان شق کیے جاتے ہیں -
اور تعدیہ اس کے ساتھ بحر کے باعتبار
تضمن معنی شق ہے اسے فلقناہ و
فصلنا بین بعضہ و بعض لاجلکم
و بسبب انجائکم و انما قال سبحانہ
بکم دون لکم لان الحرب علی ما
نقلہ لدامغانی تقول غضبت لزید
اذا غضبت من اجلہ وھو حی و
غضبت بزید اذا غضبت من اجلہ
وھو میت نفیہ تلویح الی ان
الفرق کان من اجل اسلاف
المخاطبین اور یا با بمعنی استعانۃ ہے
والمعنی بسلوککم گویا سلوک کو آلہ

کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

(فانجیناکم) (پس برہانیدیم شمارا - پھر بچا دیا ہمنے تمکو)

کلام میں حذف ہے باعتبار معنی۔
تقدیر کلام یہ ہے۔ وَاِذْ فرقنا
بکم البحر و تبعکم فرعون وجنوده
فی تقحمه فانجیناکم اے من الغرق
او من ادراک فرعون وآله لکم او
مما تکرهون۔

ف، جزائیہ - انجینا، خلاصی دی
ہمنے - چھڑایا ہمنے۔ ماضی ج م الانجاءُ
چھوڑانا مصدر - افعال ناقص انجی
یُنجی، منج، انج لا تنج۔
یقال نجا نجاةً و نجواً و نجايةً
بمعنی خلص وانجی الرجل خلّصه

(واغرقنا آل فرعون) (و آب فرو بردیم قوم فرعون را - اور غرق کردیا ہمنے لشکر فرعون کو)

اَغرقنا، ماضی ج م الاغراق۔
غرق کرنا مصدر افعال - اَغرَقَ
یُغرِقُ، مُغرِقٌ۔ اَغرِق - لَا تُغرِق

(وانتم تنظرون) (وشما میدید - اور تم دیکھتے تھے)

تنظرون، مضارع ج م ح النَّظرُ
والنَّظَرانُ دیکھنا مصدر ف
ض نَظَرَ، یَنظُرُ، نَاظِرٌ، مَنظُورٌ
اُنظُرْ - لَا تَنظُرْ۔

(واذ نجیناکم) اِذْ - اے اذکر اذ نجینا۔

نجینا، .... فعل با فاعل
کم، مفعول ذی الحال
من آل فرعون، ... ظرف لغو
یسومون، فعل با فاعل
کم مفعول .... (۱)
سوء العذاب مفعول (۲)
حال

(تفصیل لما اجمل فی قوله من قبل عطف علی نعمتی التی انعمت علیکم)

باسقاط حرف الجر او بدونه وفیه
منة علیهم حیث تجوز نجاتهم

یذبحون، فعل ... مع الفاعل
ابناءکم، مضاف مضاف الیہ مفعول
(بیان لیسومون)

ویستحیون، ... فعل مع الفاعل
نساءکم، ..... مفعول
(معطوف بر بیان)

(۱) یسومون الخ حال من آل فرعون (۲) یا حال عن کلیھما۔ و یذبحون ابناءکم یسومونکم ولذالک لم یذکر بالعطف بل علی البدل۔

وفی ذٰلکم، متعلق کائن خبر مقدم
بلاء ...... موصوف
من ربکم، متعلق کائن صفت اول
عظیم ...... صفت دوم

(۲) یا فی ذٰلکم، متعلق ثبت و بلاء عظیم فاعل۔ و جملہ معطوف بر اول

و اذ، ظرفیہ۔ فرقنا، فعل با فاعل
بکم، مفعول اول البحر، مفعول دوم
یا۔ بکم، متعلق محذوف حال
یا بیان نجات ۔ فرقنا الخ
فرقنا ... ذوالحال

(۱) تفریق بحر کیونکہ اس ناصر حقیقی کی ملابستہ کا ہونا ظاہر ہے اور یہ ملابستہ عقلی ہو سکتی ہے یعنی نصرت و حفاظت اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت موسیٰ نے وھو قولہ کلا ان معی ربی سیھدین۔

فانجینکم، جملہ فعلیہ معطوف بر سابق

و اغرقنا ... فعل با فاعل
آل فرعون، مفعول مضاف الیہ مفعول

و انتم ...... مبتدا
تنظرون، بمعنی تشاھدون
فعل با فاعل
غرقھم محذوف ... مفعول ۔ خبر

(۲) وفیہ تجوز لان اباءکم ینظرون جمیعھم۔ اور فائدہ اس سے اظہار اتمام نعمت ہے کیونکہ دشمن کی ہلاکت ایک نعمت ہے اور اس کا مشاہدہ دوسری نعمت ہے۔

اور یا حال ہے فاعل سے اور معمول ہے جمیع افعال سابقہ کا بطریق تنازع اور فائدہ اس سے تقریر نعمت ہے۔ کا تمثیل وانتم لا تشکرون فیھا

کسائی سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل
جب دریا پار ہو گئے تو اس کے
کنارہ پہ ٹھہر گئے اور دریا کی طرف
اور فرعون کے لشکر کی طرف دیکھنے
لگے اور انفلاق بحر کو بغور ملاحظہ کرتے
رہے اس صورت میں تعلق حال کا
فرقنا کے ساتھ ہے۔ وقیل مرادہ
منظر بعضکم بعضاً و انتم سائرون
فی البحر اور یہ اسلیئے منقول ہے
کہ قبائل قوم متفرق راستوں سے گذر
رہے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ
نہیں سکتے تھے۔ جس سے بعض
نے کہا ہم تو چل رہے ہیں لیکن
ہمارے اصحاب نہ معلوم کہاں ہیں۔
اور ان کی کیا حالت ہے۔ جسپر
خداوند تعالیٰ ان کے درمیانی پردونکو
اٹھادیا اور پانی کی دیواریں سوراخ
سوراخ ہو گئیں اور ایک کو دوسرے
کی کیفیت اور اسکی پوری حالت
مشاہدہ ہونے لگی۔

ف۱ - واذ نجینکم - الخ یہاں سے ان واقعات کی تفصیل شروع ہوتی ہے
جو بنی اسرائیل کے اسلاف پر گزرے ہیں کہ اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو
جبکہ تمہارے اسلاف مصر میں آباد ہوئے اور ان کی قوم اور نسل پھیل گئی۔
تو قبطیوں کو حسد پیدا ہوا وہ چاہتے تھے کہ غیر ملکی مصر میں ترقی نہ پائیں۔ اور
فرعون کو کاہنوں[۵] اور منجموں سے یقین ہو چکا تھا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے

۵ - کاہنوں سے۔ لکھا ہے کہ فرعون نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک آگ کا بگولا بیت المقدس
کی طرف سے اٹھا ہے اور اسنے ملک مصر کو تمامہ گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کے گھر اس سے جل کر تباہ ہو جاتے
ہیں۔ اور بنی اسرائیل کو اس سے کچھ صدمہ نہیں پونہچتا۔ اس خواب کے دیکھنے سے فرعون کے
دل میں خوف پیدا ہوا۔ اور منجموں و کاہنوں سے اسکی تعبیر پوچھی انہوں نے کہا۔ کہ بنی اسرائیل

کسی ایک شخص کے ہاتھ پر فرعونی حکومت اور عمالقی سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ لہذا
اس نے اپنی سلطنت کے دوام اور ملکی استحکامی کے لیئے یہ تجویز کی۔ کہ بنی اسرائیل
کی نسل منقطع کردی جاسئے۔ اسلیئے جو بیٹا لڑکا پیدا ہوتا قتل کردیا جاتا۔ لیکن پرستاری
اور کنیزکی کے لیئے لڑکیاں زندہ چھوڑی جاتی تھیں۔ اور موجودہ تمام قوم قبطیوں
کی بیگار بنی ہوئی تھی۔ مردوں سے نہایت سخت اور مشکل کام لیئے جاتے
تھے۔ عورتیں مردوں سے زیادہ تکلیف میں تھیں۔ فرعونی لوگ انہیں اپنے
گھروں میں حبس اور ذلیل خدمت پر رکھ لیتے تھے جس سے وہ طرح طرح کی
تکلیفیں سہتی تھیں۔ آخر ہم نے ان پر رحم کیا اور حضرت موسیٰ کو فرعون اور اسکی
تمام قوم کی اصلاح اور صحیح تعلیم کے لیئے بھیجا۔ لیکن انھوں نے نہ مانا اور حضرت
موسیٰ نے تنگ آکر تمہارے اسلاف کی رہائی اور خلاصی کے لیے درخواست
کی۔ اور ہماری تعلیم کے موافق وہ تمہیں راتوں رات ہمراہ لیکر مصر سے نکل گئے

ف ۲ - **واذ فرقنا بکم البحر** الخ۔ یہ خداوندعالم کی دوسری نعمت کا ذکر ہے اور
اس میں بنی اسرائیل کی نجات و آزادی اور انکے خوف و ترسناکی ظاہر کیا ہے
کہ جب حضرت موسیٰ نے الہام ربانی کے موافق سرداران قوم کو اطلاع دی اور
سب متفق ہوگئے تو فرعون سے ایک دن کے لیئے شہر سے باہر جانے کی
رخصت لیکر تمام شہری بنی اسرائیل اور اطراف و جوانب کے رہنے والے اپنے زن
و فرزند اہل و عیال کے ساتھ عید کے بہانے شہر سے باہر نکلے۔ اور رات بھر
چلکر دریاے احمر یا بحر قلزم کے اس کنارے پر پہونچے۔ جہاں حضرت موسیٰ نے

بقیہ صفحہ ۲۹۰ - میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تجکو ہلاک کرے گا۔ اور تیری سلطنت چھین لیگا۔

بذریعہ وحی ٹھہرنے کے لئے کہا گیا تھا - ادھر مخبروں نے فرعون کو اطلاع دی -
کہ موسیٰ و ہارونؑ بنی اسرائیل کو لیکر کہیں چلے گئے ہیں - ان کی یہی عید ہے
کہ تیری قوم کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں یہ سنتے ہی غضبناک ہو کر فرعون نے
اپنی تمام فوج کو باہر نکلنے کا حکم دیدیا اور ارکان سلطنت سمیت خود بھی انکے
پیچھے روانہ ہو گیا بنی اسرائیل اسکے لشکر کی آمد اور فرعون کے تعاقب سے
مطلع ہو کر گھبرائے اور دہشت کے مارے تھرانے لگے - اور چونکہ فرعون
کا ظلم اور اسکی سخت گیری کا صدمہ اٹھائے ہوئے تھے زندگی سے مایوس
ہو کر کہنے لگے اے موسیٰؑ اب وہ وعدہ کہاں ہے - تیرے خدا کے وعدے
سے تو فرعون ہی پہلے آپہونچا - پیچھے ایک خونخوار فوج ہے - اور آگے متلاطم
کا بھرا ہوا یہ بحر زخار اب پیچھے ہٹنے والے فرعونیوں کے ہاتھ سے قتل
ہوتے ہیں - اور آگے بڑھنے والے ڈوب کر مرتے ہیں - اسپر حضرت موسیٰؑ
نے انہیں صبر و استقلال کی فہمائش کی اور بتائید غیب اپنا عصا نہایت زور سے
دریا پر مارا - کہ وہ پھٹ کر دو طرفہ کھڑا رہگیا اور درمیان میں ایک سیدھی سڑک
نکل آئی - اور حضرت موسیٰؑ کے اشارہ پر اول حضرت یوشعؑ اور بعد حضرت
ہارونؑ اور پھر ساری قوم دریا میں اتری اور تھوڑی دیر بعد باسلامت دریا پار
ہو گئی - اتنی دیر میں فرعون بھی وہاں آپہونچا - اور اسی راستے پر دریا میں کود
پڑا اور اسکے لشکر نے بھی اسکی متابعت کی جب تمام فوج دریا میں آگئی -
تو بحکم خدا وہ پانی ملگیا - اور فرعون مع لشکر و ارکان سلطنت بنی اسرائیل کے
سامنے جو دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے - غرق ہو گیا -

کہتے ہیں کہ فرعون کے غرق ہونے کا دن عاشورہ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے
ایسے مہیب دشمن سے نجات پانے کے بعد ادائے شکریہ کے لیے روزہ رکھ لیا
تھا ۱۲۔ اصحاب اشارۃ کہتے ہیں۔ بحر سے دنیا اور اسکے پانی سے لذات اور شہوات
دنیا مراد ہے۔ موسیٰ سے قلب اور صفات قلب کو قوم موسیٰ مراد ہے نفس امارہ
فرعون ہے۔ اور صفات نفس قوم و آل فرعون اور یہی قلب موسیٰ کے دشمن ہیں
وہ سائر الی اللہ ہیں اور دشمن اسکے پیچھے اسکے تعاقب میں لگا ہے۔ انکے سامنے
بحر دنیا ہے جو سیر الی اللہ و وصول بحق کے رستہ میں حائل ہے اور اس سے عبور
کرنا بغیر ضرب عصائے لا الہ الا اللہ کے ممکن نہیں یہ موسیٰ قلب ہی کام ہے جو
اپنی قوم کو بچا کر لیجا سکتا ہے۔ اگر یہ قوم بدوں امداد موسیٰ قلب گزرنا چاہتی تو ضرور
غرق ہوتی جسطرح فرعون اور اسکی قوم غرق ہوئی ہے۔ پس جسطرح انفلاق بحر کیلئے
یدموسیٰ قلب شرط ہے اسی طرح عصائے ذکر بھی شرط ہے جب یہ دونوں شرطیں
جمع ہو جائیں اور البتہ انفلاق بحر دنیا ممکن ہے اور موسیٰ اور اسکی قوم لعبارۃ توحید
ساحل نجات پر پہنچ سکتی ہیں۔ وأن الی ربک المنتہی ویقال لفرعون وقومہ
اذا غرقوا وادخلوا نارًا الا بعدا للقوم الظالمین۔

وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسٰى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

وآنوقت	که میعاد	مقرر کردیم با موسیٰ	چهل	شب	پس	گرفتید
اور جب	وعدہ کیا	ہمنے موسیٰ سے	چالیس	رات کا	پھر	پکڑا تمنے

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ ثُمَّ

گوساله را پس از رفتن موسیٰ و شما ستمگار بودید پس

گائے کا بچہ پیچھے اسکے اور تم ظالم تھے پھر

عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

درگذرانیدیم از شما بعد از این که سپاسداری کنید

معاف کیا ہمنے تم سے پیچھے اسکے تاکہ تم شکر کرو

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ

و آنوقت که دادیم موسیٰ را کتاب و حجت تا بود که

اور جب دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور معجزہ تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ

راه یابید و آنوقت که گفت موسیٰ قوم خود را اے قوم من هر آئینه شما

راه پاؤ اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری تحقیق تمنے

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

ستم کردید برخویشتن بفرا گرفتن گوساله پس باز آئید بسوے

ظلم کیا جانوں اپنی کو ساتھ پکڑنے تمہارے کے بچھڑے کو پس توبہ کرو طرف

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

آفریدگار خود پس بکشید خویشتن را این بهتر است شما را نزدیک

پیدا کرنے والے اپنے کی پس مارو جانوں اپنی کو یہ بہتر ہے تمکو نزدیک

بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝٥٢

آفریدگار شما پس خدا بازگشت بمہربانی برشما ہر آئینہ اوست باز گردندہ مہربان

پیدا کرنیوالے تمہارے کی پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق وہ ہے پھر آنے والا مہربان

وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ

(چوں وعدہ دادیم یا موسیٰ - اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے)

واعدنا[1]، باب موافات سے ہے وعدہ ووعید کا اس میں اعتبار نہیں مثل قول موعدك يوم كذا و موضع كذا

ویا بمعنی وعدنا - معیاد مقرر کردیم ہمنے وعدہ کیا۔

ماخذ - المواعدة کسی کے ساتھ وعدہ کرنا مصدر مفاعلة، معتل واعد، يُوَاعِدُ - مواعِدُ، وَاعِدُ

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

لا تواعد -

مُوسَىٰ[2]، اسم عجمی غیر منصرف نام حضرت کلیم اللہ

(چہل شبانروز یا چہل شب - چالیس دن رات - یا چالیس راتوں کا)

اے عند انقضائها -

اربعین، چالیس اسم عدد ذاتی - وهي ثلثون من ذی القعدة وعشر من ذی حجة (مظ)

لیلۃ، رات لیالی جمع -

ف[1] - واعدنا کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہم نے اسی سے وعدہ کیا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہم میں اور موسیٰ میں باہم وعدہ ہوا اس لحاظ سے زجاج نے کہا ہے - کہ اللہ کی طرف سے حکم ہوا اور موسیٰ کیطرف سے قبول اسی وجہ سے ایسا لفظ فرمایا جس میں دونوں طرف سے وعدے کے معنی پائے جاتے ہیں بعض نے کہا ہے - اللہ کی طرف سے توریت دینے کا وعدہ ہوا - اور موسیٰ کی طرف سے اعتکاف (کبیر ۱۲)

ف[2] - موسیٰ، اسم عجمی غیر منصرف نام حضرت کلیم اللہ بن عمران کا ہے (اصل موشا یا میشا) قبطی زبان میں

ثم اتخذتم العجل

ترجمہ پس فراگرفتید شما گوسالہ را۔ پھر تم نے بنا لیا بچھڑے کو۔

ثم، حرف عطف مشعر استبعاد مضمون مابعد از مضمون ماقبل۔

اتخذتم، باب افتعال اتخاذ کبھی بمعنی ایجاد صنعت کے آتا ہے اسوقت متعدی بمفعول واحد ہوتا ہے مثل اتخذت سیفا اے صنعتہ۔ اور کبھی بمعنی اتخاذ وصف آتا ہے۔ اسوقت جاری مجری جعل ہوتا ہے اور دو مفعولوں کو چاہتا ہے نحو اتخذت زیداً صدیقاً — آیت دونوں امر کی محتمل ہے۔ تقدیر ثانی پر مفعوم دوم محذوف ہوگا اے اتخذتم العجل الذی صنعہ السامری الٰہاً اور احتمال اول پر تقدیر مفعول کی ضرورت نہیں۔ الاتخاذ بنانا پکڑنا مصدر افتعال اس میں تا اصلی ہے۔ اتخذ یتخذ متخذ اتخذ لا تتخذ۔

العجل، ال عہدی یعنی سامری کا بنایا ہوا بچھڑا

عجل۔ گائے کے چھوٹے بچھڑے کو کہتے ہیں جو ابھی دودھ پیتا ہے اور یہاں پر اس مناسبت سے عجل کہا گیا ہو کہ قوم موسیٰ نے اسکو اپنا معبود بنانے میں عجلت سے کام لیا تھا۔ اسے سمی عجلا لانہم عجلوا بہ۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۵

مو پانی اور شا درخت کو کہتے ہیں چونکہ فرعون نے آپ کے صندوق کو نہر کے کنارے درختوں کی شاخوں کے درمیان اٹکا ہوا پایا تھا۔ اس لیے آپ کا نام موشی رکھا۔ اہل عرب نے جب اپنے لغت میں نقل کیا تو شین کو سین سے بدل لیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ماس بمعنی میس سے مشتق ہے اور وزن اس کا مفعل ہے اور کہا گیا فعلی ہے پس یا واو سے بدل ہوئی ہے ضمہ میم کی وجہ سے مثل موسی کہ طاب یطیب سے ہے بحرین ہے کہ موسی مونث عربی ہے مشتق ہے اسوت الشئ اے اصلحتہ ہے اور وزن اس کا مفعل ہے اسی شئی موسی اور حدیدۃ راستہ اور کہا ہے وہ مشتق ہوا و سیت

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷

مِنْ بَعْدِهٖ

(پس از رفتن موسیٰ - اسکے پیچھے)

من ، حرف جار وقتیہ - مرجع ضمیر ذہاب موسیٰ - اے من بعد ذھابہ -

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ

(وشما ستمگاراں بودید - اور تم ظالم تھے - یا تم بے انصاف ہو)

و - حالیہ **انتم** ضمیر راجع بہ بنی اسرائیل

ظالمون ، جمع ظالم مصدر ظلم اور متعلق اس کا شرک یعنی عبادت غیر اللہ ہے - یا فعل سامری پر اعتراض نہ کرنا -

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

(پس در گزرانیدیم - پھر معاف کیا ہمنے)

ثم ، مظہر تفاوت افعال - یعنی درمیان فعل قبیح قوم و الطاف خداوندی -

عفونا ، ماضی ج م العفو محو الجریمۃ یقال عفا اثرہ اے درس جرم اور گناہ مجرم سے درگزر کرنا - اثر مٹا دینا - متعدی و غیر متعدی یقال عفت الدار وعفاھا الریح

مصدر عفو ف - ض - ناقص عَفٰی اَلْعَفْوُ عَافٍ - مَعْفُوٌّ - اُعْفُ - لَا تَعْفُ -

عَنْ ، صلہ فعل - **کُمْ** ، ضمیر راجع بہ بنی اسرائیل -

مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

(بعد ازیں - اسپر بھی اسکے بعد)

من ، حرف جر وقتیہ -

ذٰلك ، اسم اشارہ بعجل ذٰلکم (اتخاذ عجل)

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(تا بود کہ شما سپاسداری کنید - تا اگر احسان مانو - تا کہ تم شکر کرو -

لعل - اے لاجلکم - اظہار علت و سبب کے لئے ہے نہ امید و رجا کے لئے - مظہر تحقیق -

تشکرون ، مضارع ج ح الشکر ذکر احسان محسن بلسان یا بجوارح و قلب اس طرح کہ مالک جائز رکھے - و سپاسداری کرنا - جنید کہتے ہیں عجز شکر کمال شکر ہے اور ذوالنون کہتے ہیں شکر مافوق طاعت ہے اسکی اور شکر مثل مکافات ہے اور شکر ماتحت احسان ہے -

شَکَرَ ، یَشْکُرُ - شَاکِرٌ - مَشْکُوْرٌ اُشْکُرْ - لَا تَشْکُرْ

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(وآں وقت کہ دادیم موسیٰ را کتاب و فرقاں تا باشد کہ شما راہ راست یابید - اور یاد کرو جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حجت تو کہ تم سیدھی راہ پاؤ -)

آتَيْنَا، اضـ الکتاب - ج م - اسے التوراۃ -

وَ، حرف عطف مظہر تغایر وصف طرفین مثل قولك رایت الغیث واللیث اے رایت الرجل الذی ھو جواد کالغیث وشجاع کاللیث -

الفرقان، المعجزات او الشرع لغۃً الفارقۃ بین المبطل والحق - و شعائر دیں و مناسک شرع - مصدر بمعنی اسم فاعل - مراد توراۃ اور یہ عطف قبیل عطف صفات سے ہے -

لعل، تعلیلیہ وسببیہ -

تَهْتَدُونَ، مضـ ج ح الاھتداءُ - سیدھی راہ چلنا مصدر افتعال ناقص اِهتدٰی، یَهتَدِی مُهتَدٍ - اِهتَدِ لَا تَهتَدِ -

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ

(وآں وقت کہ گفت موسیٰ مر قوم خود را اور یاد کرو جس وقت کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو)

قال، اضـ ا ع لقومه ل تبلیغ کے لیئے ہے - زاید اضافت عہدی -

قوم، لفظ مذکر و مؤنث کیونکہ ہر اسم جمع جسکا مفرد اسکے لفظ سے نہیں اسکا

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

لہ - الفرقان - فرقان سے مراد توراۃ ہے کیونکہ توراۃ کو دو صفتوں سے متصف کر سکتے ہیں انہا کتاب جامعۃ لما لم یجمعہ منزل سوی القرآن وانہا فرقان اسے حجۃ تفرق بین الحق والباطل قال اللہ تعالی واٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاء وذکرا (۲) فرقان سے مراد شریعۃ فارقہ حق و باطل ہے (۳) مراد اس سے معجزات فارقہ ہیں مثل عصا وید بیضا وغیرہ (۴) مراد نصرت ہے جس سے دشمن اور دوست میں فرق ہو سکتا ہے اسی وجہ سے یوم بدر کو یوم فرقان کہتے ہیں ۱۲

استعمال صیغہ مذکر و مونث دونوں سے ہوسکتا ہے۔

یہ اسم جمع ہے اور واحد اس کا اسکے لفظ سے نہیں واحد اس کا امرأ ہے اور استعمال اس کا مخصوص بالرجال ہے بقولہ تعالیٰ لا یسخر قوم من قوم مع قولہ ولا نساء من نساء و قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ میں اندراج نساء بنا بر استتباع وتغلیب ہے اور رجال کو اسلئے قوم کہتے ہیں۔ کہ وہ ایسے امور پر اقدام کر سکتے ہیں جن پر نساء کا اقدام ممکن نہیں۔

(اے قوم من شما ستم کردید۔ اے میری قوم تحقیق تم نے نقصان کیا یا ظلم کیا)

قوم اصل قومی۔ یائے متکلم حذف کر دی گئی ہے۔

اِنکم، اِن، حرف مؤکد مضمون جملہ کُم، ضمیر قوم،

ظلمتم، ماضی ج ح الظُّلمُ والمظلَمۃُ بے انصافی کرنا۔ شئے کو اپنی جگہ پر نہ رکھنا۔ مصدر ن ک ظَلَمَ، یَظلِمُ ظالِمٌ، مَظلُومٌ، اِظلِمْ، لَا تَظلِمْ۔

(بر نفسہائے خود۔ اپنے آپ پر)

انفس جمع قلت نفس بجائے کثرت

(از اگرفتن شما گوسالہ را۔ بنا لینے سے بچھڑے کے۔

ب۔ بمعنی سبب۔ اتخاذ۔ بنانا۔ پکڑنا ٹھہرانا۔

اسجگہ بھی وہ پہلے دونون احتمال جاری ہوسکتے ہین۔

مصدر۔ افتعال۔ العجل۔ سامری کا بنایا ہوا بچھڑا۔

(پس باز آئید بسوے آفریدگار خود پس توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کیطرف

ف، سببیہ کیونکہ توبہ کا سبب ظلم ہے

توبوا، ج ح ا م الی صلہ فعل

باری، اسم ذات بمعنی خالق بے عیب ونقص وہ ذات جو ابتداءً کسی چیز کو

پیدا کرے ولمعنی تراشندہ قلم وقالب
اور خالق وہ ہے کہ مقدور کو ایک احوال
سے دوسری حالت کیطرف نقل کرے
اور باری اس ذات صانع کو
کہتے ہیں جسکا مصنوع عیب و نقص اور
تفاوت سے بری ہو - کبرء اللہ آدم
اے خلقہ ابتداء متمیزاً عن لوث
البطن وعلی تناسب الاعضاء

فاقتلوا انفسکم (پس بکشید نفسہائے خود را - یا خویشتن را - اور مار ڈالو اپنی جانوں کو)

ف، حرف عطف تفصیلیہ یا تفسیریہ
اے تفسیر للتوبۃ اے فاقتلوا انفسکم
هذہ توبتکم -
اقتلوا ج ح امر القتل ہلاک کرنا یا
خون گرانا - مصدر ف - ض - قَتَلَ
یَقتُلُ - قاتِلٌ - مقتُولٌ - اُقتُل
لاتَقتُل -

ذٰلکم خیر لکم (این جملہ بہتر است شمارا - یہ سب بہتر ہے تمہارے لئے -

ذٰلِکُم، اسم اشارہ (توبہ و رجوع و قتل)
خیر، مصدر بمعنی اسم - نیکی و نیکوی
ضد شر و یا افعل التفضیل والمعنی
اِنَّ ذٰلکم خیر لکم من العصیان و
الاصرار علی الذنب او خیر من
ثمرۃ العصیان او خیر من الخور
الکائنۃ لکم

عند بارئکم (نزدیک آفرینندہ شما - تمہارے خالق کے پاس -

عند، اسم ظرف مکان -
باری - خالق اسم صفت مشبہ -

فتاب علیکم (پس برحمت بازگشت خدا بر شما - پس متوجہ ہوا اپنی مہربانی سے وہ تم پر)

ف، جزائیہ - یا فصیحہ - تاب علیکم
متوجہ ہوا تم پر عنایت اور مہربانی سے
تاب، ماضی علی، صلہ فعل
کم ضمیر راجع بقوم بلحاظ افراد -

انہ ہو التواب الرحیم (ہر آئینہ اوست توبہ پذیرندہ مہربان

کہ وہی ہے معاف کرنے والا مہربانی
کرنیوالا۔)
اِنَّهٗ ۔ اے الشان او الباری۔
هو، ضمیر فصل مفید حصر۔ التواب۔
کثرت سے توبہ قبول کرنیوالا صیغہ مبالغہ
الرَّحِیْمُ، مہربان صفت مشبہ
و۔ اذ، اسم ظرف منصوب المحل۔
واعدنا، ..... فعل با فاعل
موسٰی، مفعول اول
اربعین لیلة، ممیز و تمیز مفعول (۲)
ویا اربعین لیلة ظرف۔ و معاملة مفعول محذوف
اے واعدنا موسٰی معاملة
عند انقضاء اربعین لیلة (۴)
ویا اربعین لیلة ظرف مستقر و صفت
مفعول محذوف اے واعدنا موسٰی
امرًا کائنًا فی اربعین اور یا مفعول
مطلق ہے۔ واعدنا موسٰی مواعدة
اربعین لیلة
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ العجل فعل با فاعل

العجل، مفعول ....
الٰهًا، محذوف مفعول (۲)
من بعدهٖ، جار مجرور ظرف لغو
و۔ انتم، ..... مبتدا
ظالمون، ..... خبر
ثُمَّ عفونا، ..... فعل با فاعل
عنکم، ظرف لغو ...
من بعد ذٰلک، ظرف دوم
لعل، مشبہ بالفعل کم، ضمیر، اسم
تشکرون، جملہ فعلیہ تاویل مفرد خبر
و۔ اذ، ظرفیہ۔ اٰتینا، ... فعل با فاعل
موسٰی، ..... مفعول اول
الکتٰب و الفرقان، مفعول دوم
لعل، مشبہ بالفعل .....
کم، ..... ضمیر اسم
تهتدون، جملہ فعلیہ .. خبر
الکتٰب والفرقان، العطف فیه
من قبیل عطف الصفات مع اتحاد
الذات (شیخ)

و۔ قال، فعل ۔ موسیٰ، فاعل
لقومہ، جار مجرور ۔۔۔۔ ظرف لغو
یا، حرف ندا ۔ قوم، منادیٰ
انکم ظلمتم انفسکم الخ جواب ندا
ان، مشبہ بفعل ۔ کم، ضمیر اسم
ظلمتم ۔۔۔ فعل با فاعل
انفسکم، مضاف مضاف الیہ مفعول
ب، جار ۔ اتخاذ، مضاف
کم، مضاف الیہ
العجل ۔ مفعول بہ مصدر
ف ۔ توبوا ۔۔۔۔ فعل با فاعل
الیٰ بارئکم، جار مجرور ظرف لغو
و ۔ اقتلوا ۔۔۔۔ فعل با فاعل
انفسکم ۔۔۔۔۔ مفعول

ذٰلکم ۔ ای القتل والتوبۃ مبتدا
خیر، ۔۔۔۔۔۔۔۔ خبر
لکم، جار مجرور متعلق بخیر
عند، مضاف
بارئکم، مضاف الیہ
ف ۔ تاب علیکم، جملہ فعلیہ جزائے شرط
محذوف اے متعلق بمحذوف فان کان
من کلام موسیٰ فتقدیرہ ان فعلتم القتل
فقد تاب اللہ علیکم والا فتقدیرہ علی
طریقۃ التفات من الغیبۃ الی الخطاب
اے ان فعلتم ما امرتم بہ فتاب علیکم
ان، مشبہ بفعل ۔ ہ، ضمیر اسم
ھو، ضمیر فصل ۔ التواب الرحیم خبر
انہ ھو ۔ ضمیر منصوب اگر ضمیر شان ہو تو ضمیر

فتوبوا ۔ اس وقت یہ دونوں جملے ملکر ظلمتم کا معمول ہیں ۔ فتوبوا ۔ اپنی اصلی معنے میں ہے اور فاقتلوا اسکی تفصیل ہے
دریا توبوا ۔ سے حقیقی معنی یہ ہے ۔ اس وقت جملہ فاقتلوا انفسکم اسکا متمم ہے اور بتقدیر اول توبہ مجموعہ ندامت
وعزم ہے یعنی گزشتہ معاصی پر ندامت کا ظاہر کرنا اور آیندہ نہ اختیار کرنے پر عزم کرنا ۔

ف ۔ فتاب علیکم ۔ اگر مقولہ موسیٰ علیہ السلام ہے تو اس جملہ کا تعلق ایک محذوف سے ہوگا تقدیر عبارت یہ ہے ۔ ان
فعلتم ما امرتم بہ فقد تاب علیکم ۔ اور اگر یہ جملہ کلام خدا ہی بطریق التفات تو یہ حرف فا عاطفہ ہے اور اس کا عطف

مفعول ہے یعنی ضمیر مرفوع کی تاکید ہے ۔ اور اگر ضمیر شان ہو تو ضمیر مرفوع ۔ مبتدا ۔ وعطف ۔ انہ فاعل ۔ فتاب علیکم ۔ بتاویل مصدر ہو کر

ف - وَاِذْ وَاعَدْنَا - یہاں سے اُن واقعات کا ذکر ہے جو فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پیش آئے ہیں جب بنی اسرائیل فرعونیوں سے بالکل مطمئن ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے وفاے عہد کی تحریک کی اور کہا اب سچے دل سے عبادت الٰہی میں مشغول ہو شرعی احکام کی پابندی کرو - مگر یہ لوگ زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں کرتے تھے اور ہر بات میں طرح طرح کے حیلے اور اقسام اقسام کے عذرات پیش کرتے تھے موسیٰ علیہ السلام کی تحریک اور ان کے اصرار پر کہنے لگے - بیشک ہم آپکے مطیع اور فرماں بردار ہیں لیکن شرعی احکام پر مطلع ہونے کے لئے کوئی کتاب لائیے جسپر ہم ہمیشہ عمل کر سکیں - اسپر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے اپنی قوم کے لئے ایک دائمی دستور العمل کی درخواست کی اور کوہ طور پر چالیس روز ٹھہرنے کے بعد حسب درخواست آپکو توریت مقدس کی لکھی لکھائی چند لوحیں عطا کی گئیں لیکن ادھر آپ کے بعد قوم نے گمراہ ہو کر گوسالہ پرستی شروع کر دی تھی - قبیلہ سامری کے ایک شخص موسیٰ بن ظفر (جو بنی اسرائیل کے حالات سے پورا واقف تھا - اور اسے یقین ہو چکا کہ سالہا سال کی مصری رہائش اور فرعونیوں کی ملازمت نے ان کے دلوں میں بت پرستی کی پوری عظمت پیدا کر دی ہے اور دریا سے پار اُترنے کے بعد گاؤ پرست قوم سے ملتے وقت بت پرستی کیطرف بنی اسرائیل کے دلی رجحان نے اور بھی اُسکے خیال کو پختہ کر دیا تھا) نے قوم سے چاندی اور سونے کا زیور (جسکو یہ لوگ عید کے بہانے فرعونیون سے لیکر آئے تھے) لیکر ایک بچھڑا بنایا - اور قوم سے کہا کہ جس خداوند کی

تلاش میں حضرت موسیٰ طور پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی عنایت سے اس بچھڑے میں جلوہ گر ہوا ہے۔ اور یہ بیوقوف اسکے سامنے سر جھکانے لگے اور اُسے اپنا معبود بنا بیٹھے۔ ہر چند حضرت ہارون علیہ السلام نے منع کیا اور سمجھایا۔ موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک توقف پر اصرار کیا لیکن یہ قوم ایسی نہ تھی کہ اپنے خیال پر حضرت ہارون علیہ السلام کی نصیحت کو ترجیح دیتی۔ اسی حال میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت مقدس لئے ہوئے تشریف لائے قوم کو گمراہ دیکھکر حیران رہ گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کفر و ارتداد کی ناشائستہ حرکت کے بعد ہر چند یہ قوم عذاب کے سوائے کسی انعام کی مستحق نہ تھی مگر پھر بھی ہم نے اپنی عنایت سے اے بنی اسرائیل تمھیں کتاب اور شریعت عطا فرمائی کہ اسپر عمل کرو اور ہدایت حاصل کرو ہم تمھیں اسکے ثواب اور اُخروی نتائج سے محروم نہیں کریں گے۔ اے مومنین جن کے اسلاف کی یہ حالت ہے اُنکے پس ماندہ اگر دین حق سے انکار کریں یا اپنی بیوقوفی اور بیعقلی سے اسکی خوبی اور حسن کو نہ سمجھیں تو کیا تعجب ہے۔

ف ۲ - وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی توبہ اور ندامت کا ذکر ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ پرستی اور شرک و بدعت کی قباحتیں اُنکے بھلے بُرے نتائج سے قوم کو مطلع کیا اور وہ آپکی نصیحت سے موثر ہوکر نادم ہوئے تو اس مہلک مرض سے نجات پانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے قوم سچے دل سے اس مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہو اور یہی بہتر ہے کہ مر جاؤ کیونکہ زندہ رہکر سچے دینداروں کے سامنے اب تم سر اُٹھانے

کے قابل نہیں۔ ایسی بیہودہ قوم کو نیست و نابود ہی ہو جانا چاہیئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد اُنھوں نے خود اپنے آپ کو مار ڈالا یا ایک دوسرے کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ غرض اُن کی سچی ندامت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معافی جرائم کے لیئے دعا کی اور درگاہ تواب میں اُنکی دعا مقبول ہوئی۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى

وآنوقت کہ گفتید اے موسیٰ ہرگز باور نداریم ترا تا آنکہ بہ بینیم

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ ایماں لاوینگے ہم تیرے پر جب تک نہ دیکھیں

ٱللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ ٱلصَّٰعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝

خدارا آشکارا پس گرفت شمارا صاعقہ وشما میدیدید

اللہ کو سامنے پھر لیا تمکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے

ثُمَّ بَعَثْنَٰكُم مِّنۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

باز زندہ گردانیدیم شمارا پس از مردن شما تا شما شکر گزاری کنید

پھر جلایا ہمنے تمکو پیچھے موت تمہاری کے تو کہ تم شکر کرو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ ٱلْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ ٱلْمَنَّ

وسایہ باں ساختیم بر شما ابر را وفرود آوردیم بر شما من

اور سائبان کیا ہمنے اوپر تمہارے بادل کو اور اُتارا ہمنے اوپر تمہارے من

وَٱلسَّلْوَىٰ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا

وسلوی را گفتیم بخورید از پاکیزہائے آنچہ دادیم شمارا وایشاں ستم نکردند برما

اور سلوی کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہمنے تمکو اور نہ ظلم کیا انھوں نے ہمکو

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

ولیکن بر خویشتن ستم میکردند

ولیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے

۵۸ (وآں وقت کہ گفتید۔ اور یاد کرو جب کہا تم نے)

قُلْتُمْ ، ماضی ج ح مصدر القول صفہ

(اے موسیٰ ہرگز باور نداریم بتو۔ اے موسیٰ ہرگز ہم یقین نکرینگے تیرا۔ یا ہرگز ایمان نہ لائیں گے تیرے کہے پر)

یہ مقولہ مومنین کا ہے اور نفی سے مراد نفی کمال ہے[1] لا یکمل ایماننا لك مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ المومن ما یحب لنفسہ۔

یا، حرف ندا۔ اس حرف کے ذریعہ سے مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے وہ دور ہو یا قریب۔

مُوْسٰی۔ یہ عمران بن یصہر بن فاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام کے بیٹے قبیلہ شموٗہ کے آدمی ہیں ان کے نسب میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سریانی زبان کا اسم ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکا صندوق درختوں کی شاخوں اور پانی میں اٹکا ہوا پایا گیا تھا چنانچہ قبطی زبان میں پانی کو "مو" اور درخت کو "شا" کہتے ہیں۔ حدیث صحیح میں انکی صفت یوں آئی ہے کہ وہ گندمی رنگ۔ دراز قامت گھونگر والے بالوں والے تھے ایکسو بیس سال زندہ رہے

لَنْ نُّؤْمِنَ، مضارع ج م منصوب موکد بلن لَكَ، ل، بمعنی اجل ای لاجل قولك ویا صلہ فعل

[1] ۔ ایمان بمعنی اقرار ای لن نقر لك اور یا اس لحاظ سے کہ ایمان معنی اقرار کو متضمن ہے اور یہ اس لئے کہ لفظ ایمان کبھی متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ حرف با لیکن حرف لام اس کا صلہ

حتی نری اللہ جھرۃ

وایمان بمعنی اقرار اے لن نقرّ لکَ (تا آنکہ بہ بینیم خدارا آشکارا جب تک کہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے۔ یا مگر اللہ کو سامنے دیکھکر۔	حتیٰ [۱] حرف ناصب مضارع بتقدیر آن بمعنی غایۃ۔ یا الاّ۔ نری، مضـ منصوب الرُّؤیتہ ج م وَالرّاٰیُ آنکھ سے دیکھنا۔ جاننا

نہیں آتا۔ اور اقرار کبھی حرف با اور کبھی حرف لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اس صورت میں حضرت موسیٰ مقرّلہ ہیں اور مقرّبہ محذوف ہے۔ وتقدیرہ ان اللہ تعالیٰ اعطاہ التوراۃ او ان اللہ تعالیٰ کلمہ فامرہ ونہاہ۔

[۱] حتی۔ الیٰ کی طرح یہ بھی انتہائے غایت کا حرف ہے مگر بعض وجوہ سے متفرق ہیں (۱) حتی، محض اسم ظاہر کو جر دیتا ہے (۲) اور اس آخر مسبوق کو جو کئی اجزاء رکھتا ہے اور اس کا مجرور جزو اخیر کے ساتھ ملاقی ہے مثلاً قولہ تعالیٰ " سلام ھی حتی مطلع الفجر "، کہ اس مثال میں حتی نے مطلع کو جر دیا ہے اور وہ رات کے آخری حصہ یعنی فجر سے ملاقی ہے (۳) اور وہ اپنے ماقبل فعل کے تھوڑا تھوڑا شروع ہو چلنے کا فائدہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ میں ابتدائے غایت کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس کے بعد آن مقدرہ کے باعث سے مضارع منصوب واقع ہوتا ہے اور اس حالت میں مضارع منصوب مع ان مقدرہ کے دونوں مصدر مجرور کی تاویل میں ہوتے ہیں۔ پھر اس وقت حتی کے تین معنی آتے ہیں (۱) وہ مرادف الیٰ ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ حتی نری اللہ جھرۃ۔ ولن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسیٰ میں یعنی اللہ کے دیکھ لینے اور موسیٰ کے واپس آجانے تک (۲) یہ کہ " ایت تعلیلیہ "، کا مرادف ہوتا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ وَلاَ یزالون یقاتلونکم حتی یردّوکم اور لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتی ینفضّوا) (۳) یہ کہ وہ استثناء میں إلاّ کا مرادف ہوتا ہے مثل قولہ تعالیٰ وَمَا یعلّمان من

سمجھنا مصدر ف مہموز العین ناقص
یائی - رای - یرای - رایٔ مرئیٌّ - رلا تر

جَھرۃً، ظہور چیزے تمام - پورے
طور پر شے کا ظاہر ہونا - اور دیکھنا - اصل میں
جہر آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں شئی کو کمال ظہور دیکھنے
میں مجاز استعمال ہوا ہے لیکن راغب کا قول ہے کہ جہر
ظہور شئی بتمامہ وبکمالہ کو کہتے ہیں ظہور بصری ہو خواہ معنی
قال اللہ تعالیٰ رأیتہ جہاراً وقال ان تجہر بالقول
السر واخفی - اور یا جہرہ جمع جاہر کے مثل فاسق فسقۃ

فاخذتکم الصاعقۃ
(پس فرا گرفت شمارا صاعقہ - پھر پکڑ لیا
تمکو بجلی نے) ف مظہر ترتیب امر -

اخذت، ماضی واحد مونث الاخذ
پکڑنا - لے لینا - غالب ہونا - گھیر لینا -
اصل میں اخذ قبض بالید کو کہتے ہیں -
مصدر ف - ض اَخَذَ - یَاخُذُ
اٰخذٌ - ماخوذٌ - خُذ - لاتاخذ

الصاعقہ، آواز سخت یا آگ یا
یا چمکارا یا مراد جند سماوی -

وانتم تنظرون
(وشما می دیدید - اور تم دیکھتے تھے)
ے وانتم تعلمون انہا تاخذکم
او المعنی وانتم تنظرون اجابۃ
السوال فی حصول الرویۃ لکم من
قولہم نظرت الرجل ای انتظرتہ

و - حالیہ - **تنظرون** مضارع جمع مذکر حاضر
ماضی باعتبار قصہ النظر دیکھنا حس کرنا
مصدر ف - ض نَظَرَ یَنظُرُ ناظِرٌ
منظورٌ اُنظُر لاتنظُر

ثم بعثناکم
(باز برانگیختیم شمارا - یا زندہ گردانیدیم
شمارا - پھر اٹھایا ہمنے تمکو)

بعثنا، ہشیار کیا ہمنے - اٹھایا -
ماضی جمع متکلم البعث اثارۃ الشئی من
محلہ مردہ زندہ کرنا - بیدار اور ہشیار
کرنا - نیند سے اٹھانا مصدر ف
بَعَثَ یَبعَثُ باعِثٌ مَبعُوثٌ
اِبعَث - لاتبعَث -

من بعد موتکم
(پس از مردن شما - تہارے مرنے
کے بعد)

من، دقیۃ **موت**، بدن سے
روح حیوانی کا علیحدہ ہونا - نیند میں غافل

ہوجانا -

(کہ شما شکر گزاری کنید تاکہ تم احسان مانو)

لَعَلَّ، بمعنی تعلیل مجرد عین المعنی -

تَشۡکُرُوۡنَ، ج ح مفض

(و سایبان ساختیم - اور سایہ کیا ہم نے)

ظَلَّلۡنَا، ج م اض التَّظۡلِیۡلُ سایبان بنانا سایہ میں کر لینا مصدر تفعیل مضاعف

ظَلَّلَ یُظَلِّلُ مُظَلِّلٌ ظَلِّلۡ لَا تُظَلِّلۡ

(برشما ابر را - تمہارے پر ابر کو)

غمام جمع غمامہ رقیق سفید بادل ماخذ اسکا غم بمعنی ستر ہے اور بادل کو اسی لئے غم کہتے ہیں کہ وہ آسمان کو ڈھانک لیتا ہے و یا غمام اسم جنس ہے تاے وحدۃ کے زیادہ کرنے کے بعد مفرد کے معنی میں آتا ہے مثل حمامہ و حمام والمعنی جعلنا الغمام علیکم ظلۃ -

(و فرود آوردیم - اور اُتارا ہم نے)

اَنۡزَلۡنَا، ج م مفض مصدر انزال -

(برشما من و سلوی را - تم پر من اور سلوی)

مَنّ، ترنجبین یا ترنگبین وہ ایک میٹھی تری یا شبنم ہے جو درختوں اور پتھروں پر گوند کی طرح جمی ہوئی ملتی ہے - اور بعض جگہ بستہ ہو کر برف کی طرح گرتی ہے - لیکن عرف میں ہر اُس چیز کو مَنّ کہتے ہیں جو بلا مشقت طبخ و تکلیف زراعت کھانے کے لئے دستیاب ہو مثل جنگل کے بیر اور وہ غلہ جو خودرو گھاسوں سے ملسکتا ہے -

و فی الحدیث الکماۃ من المن وماءھا شفاءٌ للعینین -

اور من اسم جنس ہے اس کا واحد اس کے لفظ سے نہیں ہے

السَّلۡوٰی، بر وزن حبری ایک پرندہ ہے - جسے سمانی اور لوا بھی کہتے ہیں -) یہ بھی اسم

جنس ہے۔ اور واحد اس کا سلواۃ ہے
اور اس کا الف علامت تانیث نہیں
ہے ورنہ اس پر تا سے تانیث
داخل نہ ہوتی۔ اور کہا ہے سلویٰ
واحد ہے اور جمع اسکی سلاوی ہے
اور کہا ہے کہ اسکی جمع و واحد بلفظ
واحد ہے سدوسی لکھتے ہیں سلوی
لغت کنانہ میں عسل کو کہتے ہیں۔

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ
(بخورید از پاکیزہا۔ کھاؤ ستھری چیزوں سے)
كُلُوا ا ج ح صیغہ امر الاکل کھانا مصدر
ف۔ ض اَكَلَ يَاكُلُ اَكْلٌ مَاكُولٌ
كُلْ۔ لَا تَاكُلْ
مِن بیانیہ یا تبعیضیہ۔ طیبات۔ اشیائے
لذیذہ۔ مصرحات شرعیہ۔ جمع طیبہ
صفت مشبہ۔

مَا رَزَقْنَاكُمْ
(آنچہ روزی دادیم شمارا۔ جو ہمنے دیا تمکو)
مَا موصولہ۔ و عاید محذوف ہے۔
یا مصدریہ و مصدر بمعنی مفعول۔ رزقنا
روزی دی ہمنے حصہ معین کیا ہم نے
ا ض مصدر الرزق صف ا ج م

وَمَا ظَلَمُونَا
(وایشان ستم نکردند برما۔ اور کچھ
نقصان نہیں دیا انہوں نے ہمکو)
عطف بر محذوف۔ اے فعصوا
ولم يقابلوا النعم بالشكر او فظلموا
بان كفروا هذه النعم وما
ظلمونا بذلك وفى هذا دليل
على انه ليس من شرط نفى الشئ
عن الشئ امكان وقوعه لان
ظلم الانسان لله تعالى لا يمكن
وقوعه البتة۔
مَا ظَلَمُوا ا ج ع ا ض منفی مصدر
الظلم صف
نَا ضمیر جمع متکلم مظہر تعظیم قائل

وَلٰكِن و لکن حرف استدراک۔

كَانُوا اَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
(بر نفسہا سے خود ستم میکردند۔ اپنے
اوپر ہی ظلم کرتے رہے۔
نفس جمع قلت نفس مظہر تحقیر۔
كَانُوا يَظْلِمُونَ۔ ظلم کرتے تھے

یا ظلم کرتے رہتے تھے۔ ماضی
استمراری مصدر ظلم۔ صف

التركيب

و۔ اذ، ظرفیہ۔ قلتم، فعل با فاعل
یا، حرف ندا۔ موسیٰ، منادیٰ
لن نومن، ۔۔۔ فعل با فاعل
لک، ۔۔۔۔ ظرف لغو
حتی نری اللہ جھرۃ،
ظرف دوم
حتی، حرف جار۔ نری فعل با فاعل
اللہ، ۔۔۔۔ ذو الحال
جھرۃ، ۔۔۔۔ حال
اے نری اللہ ظاہرا معاینا غیر
مستور۔
ویا جھرۃ ضمیر فاعل سے حال ہے
اے نری اللہ ظاہرین، ویا حال ہے
ضمیر قلتم سے اے قلتم ذلک
مجاہرین ویا جھرۃ صفت ہے مفعول مطلق قلتم
قلتم کذا قولا جھرۃ۔ ویا مفعول مطلق ہے
فعل محذوف کا اے جھر جھرۃ ویا مفعول مطلق ہے نری کا

غیر لفظ سے۔ موکد مزیل احتمال
روئیۃ منامی در روئیۃ علمی قلبی
اس صورت میں جھرۃ صفات
روئیۃ میں سے ہے۔
ف۔ اخذت، فعل
الصاعقۃ، فاعل
کم، ۔۔۔۔ ذو الحال
و انتم، ۔۔۔ مبتدا
تنظرون، حال
جملہ فعلیہ خبر
اے و انتم تعلمون انہا
تاخذکم اذا انتم یقابل
بعضکم بعضا۔
ثم بعثنا، ۔۔۔ فعل با فاعل
کم، ۔۔۔۔ مفعول
من، ۔۔۔۔ جار
بعد موتکم، ۔۔۔ مجرور
لعلکم، حرف مشبہ بفعل مع اسم
تشکرون، جملہ فعلیہ خبر

وظللنا، ..... فعل با فاعل
عَلَیکُم، ..... ظرف لغو
الغمام، ..... مفعول
وانزلنا، ..... فعل با فاعل
عَلَیکُم، ..... جار مجرور ظرف لغو
المنّ والسلوٰی مفعول
کلوا من طیّبات
مَا رَزَقْنٰکُم ......

طیّبات، .. مضاف
ما، ...... موصولہ
رزقنٰکم، .. صلہ
ای رزقنا کموہ۔

وما ظلموا، ... فعل با فاعل
نا، ...... مفعول

کانوا انفسہم یظلمون۔ } جملہ استدراکیہ

ف۔ وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوسٰی الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی اور خداوند تعالیٰ کی عنایت کا ذکر ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے قوم کی درخواست کیموافق آسمانی کتاب لادی اور شریعت کی پابندی پر مصر ہوئے تو انہوں نے ایک اور حیلہ نکالا کہنے لگے راے موسیٰ ہم تیرے کہنے پر یقین نہیں لاتے جب تک کہ ہم خود خداوند کو نہ دیکھ لیں اور ہمیں یقین نہ ہوجاے کہ یہ کلام کلام خدا ہے انکی اس درخواست پر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر برگزیدہ آدمی لیکر طور پر گئے اور عرض کی کہ اے مالک انک تعلم ما فی قلوبنا

ل‍ہ باستفادہ حرف جر مثل ظللت علی فلان بالرداء وبلا اسقاط ومعنی جعلنا الغمام ظلة علیکم

ل‍ہ کانہ قیل فما فعلوا بعد ذلک فقیل فکفروا تلک النعم وما ظلموا نا بذالک الکفران بل ظلموا علی انفسہم۔

یہ لوگ تیرے دیکھنے اور تیرا کلام سننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ قومی درخواست محض حیلہ سازی اور موسیٰ علیہ السلام کی باتوں پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ سے تھی اور فی الواقع نہ انہیں کلام خدا سننے کی آرزو تھی اور نہ خداوند عالم کے دیکھنے کا شوق تھا لہذا ایک بجلی سی چمکی اور یہ سب کے سب دہشت زدہ ہو کر بے حس و حرکت ہو گئے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اسے بنی اسرائیل یہ اسلیئے کہ ہماری عظمت و جلال کا اقرار کریں اور اس احسان کے مشکور رہیں۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ انھیں ستر اشخاص کا مقولہ ہے جو حضرت موسیٰ کے ساتھ طور پر گئے تھے اس آیت کی تفسیر میں سلف کے دو قول ہیں (۱) محمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت موسیٰ پہاڑ سے واپس آئے اور قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا پایا تو اس پر انہوں نے قوم کو لعنت ملامت کی اور وہ اپنی ناشایستہ حرکت پر نادم ہوئے اور اس امر کی انہیں فکر ہوئی کہ اللہ سے اپنا قصور معاف کرائیں۔ اس کام کے لئے جب آن حضرت طور پر جانے کے لئے تیار ہوئے تو بنی اسرائیل نے کہا مزید اطمینان کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ چند آدمی ہماری طرف سے بھی آپکے ہمراہ طور پر جائیں وہ بھی اللہ کے کلام کو سنیں۔ چنانچہ اسی اصرار پر حضرت موسیٰ نے ستر آدمی قوم سے منتخب کئے۔ (۲) سدی کہتے ہیں یہ واقعہ قصہ قتل کے بعد کا ہے جب بنی اسرائیل گوسالہ پرستی کی سزا میں قتل ہو چکے تو اللہ کا حکم ہوا کہ موسیٰ چند آدمیوں کو ہمراہ لیکر طور پر آویں اور باقیماندوں کی

خطا اللہ سے معاف کرائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ ستر آدمیوں کو ہمراہ لیکر طور پر تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہونچے اور کلام کا وقت ہوا تو حضرت موسیٰؑ اور قوم کے آدمیوں میں ایک بادل کا ٹکڑا حائل ہوگیا جس سے وہ لوگ حضرت موسیٰؑ کو دیکھ نہ سکتے تھے انہوں نے کلام کو تو سُنا۔ لیکن کہنے لگے ہم اسپر اعتبار نہیں کرتے۔ جب تک ہم اللہ کو علانیہ آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ ۱۲ (اکسیر)

ف۲۔ وظللنا الخ اس آیت میں خداوند تعالیٰ کی مزید عنایت کا ذکر ہے اور اس انعام کا اظہار ہے جو بنی اسرائیل پر اُس حالت میں انعام کیا گیا ہے جبکہ وہ نافرمانی کے عذاب میں گرفتار تھے۔ فرعون کے غرق ہونے اور توریت مقدس کے عطا ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے بذریعہ وحی بیت المقدس کا ارادہ کیا۔ یہ شہر اسوقت بنی عمالقہ کے قبضہ میں تھا۔ مگر بنی اسرائیل کو اس طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ فرعون کی غلامی نے زبانی حجت کے سوائے دلیری ہمت۔ شجاعت اور غیرت کے جوہروں سے انہیں خالی کردیا تھا اور آخرکار اس انکار سے مورد غضب الٰہی ہوکر چالیس سال تک تیہ کے لق و دق جنگل میں بھٹکنے کے مستحق ٹھہرائے گئے اس ریگستان میں جب آفتاب کی گرمی سے تنگ آگئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی تکلیف کے دفعیہ کے لئے ہم سے التجا کی۔ تو اے بنی اسرائیل ہمنے اس حالت غضب اور محل انتقام میں بھی حضرت موسیٰ کی دعا اور قوم کی تباہ حالت پر رحم کیا اور اُن پر سفید پتلے بادلوں کا سایہ

سایہ کردیا۔ اسی طرح جب اُن کے پاس کھانے کے لئے ذخیرہ نہ رہا اور بھوکے مرنے لگے۔ تو ہم نے اپنی مہربانی سے ایک قسم کے پرندوں کو انکے لیے مسخر کردیا یہ لوگ ان کو آسانی سے پکڑ لیتے اور بھون کر یا کباب بنا کر کھالیتے اور اس کے ساتھ خوش ذائقہ شیرینی بھی معین کردی تھی جو آخر رات سے صبح تک اُن پر برف کی طرح برسا کرتی تھی۔ اور جم جاتی تھی صبح اُٹھ کر ہر ایک شخص اپنی اپنی خواہش کے موافق اُسے جمع کرلیتا۔ اے بنی اسرائیل کہو اس نافرمانی سے اُنھوں نے کچھ ہمارا بھی نقصان کیا ہے؟ نہیں بلکہ اپنے ہی پر انہوں نے ظلم کیا ہے۔ ۱۲

ف۳۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی۔ مَنْ تحقیق حکماء یہ ہے کہ جب بخار و دخان زمین سے الگ الگ آسمان پر چڑھتے ہیں تو اُن سے بادل۔ بجلی۔ کڑک۔ شہب وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور اگر ملکر اوپر چڑھیں اور دخان لطیف و رطوبت غالب ہو اور عمل حرارت بھی باعتدال ہو۔ تو اس امتزاج سے شیرینی پیدا ہوتی ہے اور برف کی طرح زمین پر برستی ہے اسے ترنجبین کہتے ہین۔ اور اگر اس مرکب میں یبوست غالب ہے اور عمل حرارت باعتدال تو اسے خشک انجبین کہتے ہیں اور اگر رطوبت و یبوست دونوں غالب ہوں اور عمل حرارت اعتدال سے ہو تو اسے شیر خشک و شیر خشت بولتے ہیں۔ لیکن اگر بخار و دخان دونوں لطیف ہوں اور حرارت معتدلہ اس میں عمل کرے تو اس مرکب کو من کہتے ہیں اور اگر حرارت مغلوب یا معدوم ہو تو اسے طلول خاسدہ یا شبنم متعارف

کہتے ہیں جسکا کوئی طعم اور مزہ نہیں ہوتا مگر اصطلاح اطباء میں عموماً ہر اُس شبنم کو مَن کہتے ہیں جو درخت یا پتھر پر گر کر جم جائے اور طعم و مزاج بھی رکھتی ہو مثل ترنجبین و شیرخشت و گزانگبین و بیدانگبین۔

ف - یہ ایک بھوسلے رنگ کا پرندہ ہے عرب میں اسکو سمانی بروزن حباری کہتے ہیں اور پارس میں آردہی بعضوں نے کہا ہے کہ ہندی میں اسکو لوا کہتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کی عام پیدائش کا مقام ساحل سمندر ہی ہے اور یہ نہایت ضعیف القلب ہوتا ہے یہاں تک کہ سخت آواز اور رعد کی کڑک سے مرجاتا ہے اسلئے اسکو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں (عزیزی)

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا

و آنوقت کہ گفتیم در آئید دریں دہ پس بخورید از آن

اور جب کہا ہمنے داخل ہو اس گاؤں میں پس کھاؤ اس سے

حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

بافراخی ہر جا کہ خواہید خوردنی گوارندہ و در آئید بدروازہ سجدہ کناں

جہاں چاہو تم بافراغت اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ

و بگوئید سوال ما آمرزش است تا بیامرزیم شمارا گناہان شما و زیادہ خواہیم داد

اور کہو بخشش مانگتے ہیں ہم بخشیں گے ہم واسطے تمہارے خطائیں تمہاری اور البتہ زیادہ دینگے ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا

نیکوکاراں را پس بدل کردند کسانیکہ ستمگار بودند سخنے

نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا بات کو

غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

بجز آنچہ فرمودہ شد ایشانرا پس فرود آوردیم برآں ستمگاراں

سوائے اسکے جو کہی گئی تھی واسطے انکے پس اُتارا ہمنے اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

عذاب از آسماں بسبب بدکار بودن ایشاں

عذاب آسمان سے بسبب اسکے کہ تھے فسق کرتے۔

وَاِذْ قُلْنَا (وآں وقت کہ گفتیم اور یاد کرو جب کہا ہمنے) خطاب للیہود اے اذکروا وقت قولنا لاباءکم او خطاب لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

اِذْ، منصوب بروجہ ظرفیۃ یا بروجہ مفعولیۃ

قُلْنَا، ماضی ج م مصدر القول صف

(ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ) (در آئید بدیں دہ - آؤ اس گاوں میں)

ادخلوا - داخل ہو ج ح امر الدخول

له - قریہ اگر یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہوا ہی تو اس سے غالباً اریحا مراد ہے کیونکہ آپکی موجودگی میں بنی اسرائیل بالاتفاق بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے۔ اور اریحا اسوقت عمالقہ کے قبضہ میں تھا۔

والدخول - والمدخل داخل ہونا - گھسنا مصدر ف - ض

دَخَلَ - يَدْخُلُ - دَاخِلٌ - مَدْخُوْلٌ

اُدْخُلْ - لَا تَدْخُلْ -

اَلْقَرْيَةَ، اسم مکان - مراد بیت المقدس یا اریحا جمع قریٰ علی غیر قیاس ور قیاساً مثال اسکی ظبیۃ وظبیاء سے ماخذ قرء بمعنی جمع والقریۃ سمیت قریۃ لانہا تجمع اھلہا۔

فَكُلُوْا مِنْهَا (پس بخورید ازآں - اور کھاؤ اس سے)

ف، جواب اذ - کلوا، ج ح امر مصدر الاکل -

حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

مِنْ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ۔
(از ہر جا کہ خواہید - جہاں چاہو)
حَیْثُ، ہر جگہ ظرف مکاں مبہم مفید تعمیم
شِئْتُمْ، ماضی ج ح مصدر اَلْمَشِیْئَۃُ
وَالْمَشِیْءُ۔
(رگوارندہ - محظوظ ہوکر - بافراغت)
(ودر آئید بدروازہ سجدہ کناں - اور
داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے)
اُدْخُلُوْا، امر ج ح الباب، ال
عہد خارجی یا ذہنی - و مراد باب مسجد
جسکو عبادت کے لیئے حضرت موسیٰ
علیہ السلام و ہارون علیہ السلام نے دشت
تیہ میں بنایا ہے - یا اس شہر کا کوئی ایک
دروازہ - اگر یہ شہر بیت المقدس ہے
تو اس باب سے وہ دروازہ مراد ہے
جسکو آجکل بھی باب حطہ کہتے ہیں
حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے
کہ وہ اس کے آٹھ دروازوں میں سے
ایک دروازہ ہے جسکو آجکل باب التوبہ
کہتے ہیں مراد اس سے باب القبۃ ہی
جس میں حضرت ہارون و حضرت موسیٰ
علیہما السلام عبادت کیا کرتے تھے اور
جو کہ تیہ میں قبلہ بنی اسرائیل تھا۔
سُجَّدًا، جمع ساجد یعنی سجدہ کر کے داخل
ہونا - یا داخل ہونے کے بعد سجدہ کرنا
قال وھب فی تفسیرہ اذا دخلتموہ
فاسجدوا شکرًا للہ علی ما انعم
علیکم۔

لہ حیث ظرف مکان ہے اخفش کہتا ہے کہ یہ ظرف زماں بھی واقع ہوتا ہے اور مشابہت غایات کی وجہ سے
مبنی علی الضم پڑھا جاتا ہے کیونکہ جملوں کی طرف اضافت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اضافت ہوئی ہی نہیں
اسیواسطے زجاج نے قولہ تعالیٰ "من حیث لا ترونھم" کے بارے میں کہا ہے کہ حیث کا
مابعد اس کا صلہ ہے اور اسکی جانب وہ مضاف کبھی نہیں ہے پس وہ جملہ مابعد حیث کے لیئے صلہ ہے
یعنی ایک زائد جملہ متعلقہ کے طور پر جو اسکا جزو نہیں ہے ۱۲۔

(۹) (وقولوا حطۃ)

(دبگوئید دور کن از ما گناہان مارا۔ اور کہو ہم بخشش اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

قُوْلُوْا، ج مبامر حِطَّۃٌ بروزن فِعلۃ مثل جلسۃ مصدر ہے اور رفع اسکا اثبات اور دوام کے لیئے ہے۔

(معاف کر تمام گناہ ہمارے سب کی سب) اے شانك یاربنا ان تحط عنا ذنوبنا۔ وقیل معنی توبہ

(۱۰) (نغفر لکم خطایکم)

(بیامرزیم گناہانِ شمارا۔ ہم بخشدینگے تمکو تمہاری تقصیریں)

نَغْفِرْ، ج م مضـ مجزوم بجواب امر یا جزائے شرط مرتبط با دخلوا۔

اَلْمَغْفِرَۃُ۔ وَالْغَفْرُ۔ وَالْغُفْرَانُ گناہ معاف کرنا مصدر ف ک۔ ک ن۔ غَفَرَ۔ یَغْفِرُ۔ غَافِرٌ۔ مَغْفُوْرٌ[ل] اِغْفِرْ۔ لَا تَغْفِرْ۔

خَطَایَا[ل] - اصل خَطَایِئُ بروزن دَبَائِحُ تقصیرات وگناہ وجرائم۔

(۱۱) (وسنزید المحسنین)

(وزیادہ خواہیم داد نیکوکاراں را۔ اور زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنیوالوں کو)

سَنَزِیْدُ، ج م مضـ موکد بحرف سین[ل] اَلزِّیَادَۃُ۔ بڑھنا زیادہ ہونا مصدر ف ک۔ اجوف۔ زَادَ۔ یَزِیْدُ۔ زَائِدٌ۔ مَزِیْدٌ۔ زِدْ۔ لَا تَزِدْ

اَلْمُحْسِنِیْنَ۔ جمع مکسر مُحْسِن صفت مشبہ

[ل] - خطایا - اصل خطایئ بروزن ذبائح - اُبدلت الیاء الزائدۃ همزۃ واجتمعت الهمزتان فابدلت الثانیۃ یاءً عند سیبویہ وعند الخلیل قدمت الهمزۃ علی الیاء فصار خطائ وعلی التقدیرین ابدلت الیاء الفاً وکانت الهمزۃ بین الفین فابدلت یا ۱۲ع

[ل] - حرف سین - یہ حرف ہے اور اس کا دخول مضارع کے لیئے خاص ہے اور جب یہ مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اسکو خالص استقبال کے معنی میں کر دیتا ہے پھر خود بمنزلہ اسکے ایک جزو کے ہو جاتا ہے اسی واسطے اسکو مضارع میں کوئی عمل نہیں دیا گیا۔ اہل بصرہ کہتے ہیں کہ "سوف" کے ساتھ آنے کے مقابلہ

پیروان شریعت اور وہ لوگ جن کے اخلاق و عادات شرعًا اور عقلًا تحسین کے قابل ہوں۔

فَبَدَّلَ (پس بدل کردند - پھر بدل دیا۔)

ف - تعقیبیہ بَدَّلَ، ماضی ا - ع

اَلتَّبْدِيْلُ - بدل دینا مصدر تفعیل - بَدَّلَ - يُبَدِّلُ مُبَدِّلٌ بَدِّلْ - لَا تُبَدِّلْ -

الَّذِينَ ظَلَمُوا (آنانکہ ستمگار بودند - وہ جو بے انصاف ہیں - یا جنہوں نے ظلم کیا۔

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ (سخن را غیر آنکہ گفتہ شدہ بود بایشان) اس بات کو سوائے اسکے جو کہی گئی تھی انکو)

غَيْرَ، اسم شديد الابهام لازم الاضافة -

قِيْلَ، ماضی مجہول - ا - ع

ل، زائدہ صلہ فعل -

بقیہ از صفحہ ۳۱۹ -
میں اگر فعل مضارع "سین" کے ساتھ وارد کیا جائے تو اس میں بہ نسبت "سوف" کے استقبال کی مدت زیادہ تنگ ہوتی ہے اور اصطلاح نحوین اسکو حرف تنفیس کے ساتھ تعبیر کرتے ہین - اور اس کے معنی توسیع (وسعت دینے) کے ہین کیونکہ "سین" فعل مضارع کو ایک بیحد تنگ زمانہ یعنے حال سے دوسرے وسیع زمانہ یعنی استقبال کی طرف منتقل کرلے جاتا ہے زمخشری نے کہا ہے کہ جبوقت حرف سین کسی محبوب یا مکروہ فعل پر داخل ہوتا ہے تو اسبات کا فائدہ دیتا ہے کہ وہ فعل لامحالہ واقع ہوگا اور کہا ہے کہ حرف سین فعل کے حاصل ہونیکے وعدہ کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اس کا کسی ایسے کلام مین داخل ہونا جس سے وعدہ یا وعید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کلام کی توکید کا موجب ہوگا اور اسکے معنی کو ثابت کریگا - پس سنزید المحسنین میں سین کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات لامحالہ ہونے والی ہے - جیسے قولہ تعالیٰ "سیرحمہم اللہ" میں کہا گیا ہے - کہ سین - رحمت کے لامحالہ وجود میں آنیکا فائدہ دے رہا ہے یا یہ کہ سین وعدہ رحمت کی تاکید اور اسکی تثبیت ہے - (خلاصہ مطولات)

فَاَنْزَلْنَا (پس فرود آوردیم - پھر نازل کیا ہمنے)

اَنْزَلْنَا - ج م مض - مصدر اَلْاِنْزَالُ

عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (بر آنانکہ ستم کردند - اُنپر کہ ظلم کرتے تھے -)

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا - کررہ مبالغۃً فِیْ تَقْبِیْحِ اَمْرِهِمْ -

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ (عذابے از آسمان - ناگہانی عذاب یا آسمان سے عذاب سخت)

رِجْزًا ، بالکسر و بالضم عذاب و سختی

مِنْ ، ابتدائیہ ظرفیہ -

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (بہ سبب آنکہ فسق می کردند - یا بسبب بدکار بودن ایشان - اسوجہ سے کہ وہ فسق کرتے تھے - یا عدول حکمی کے باعث)

بما - ب ، سببیہ - ما مصدریہ والمعنی اَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عذابا مقدرا بسبب کونهم مستمرین علی الفسق فی الزمان الماضی -

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ، ماضی ج - استمراری

اَلْفِسْقُ بھلائی اور خیر کی راہ سے ہٹنا شرعی احکام کی پابندی نہ کرنا - مصدر ف ک - ف - ض فَسَقَ - يَفْسُقُ - فَاسِقٌ - مَفْسُوْقٌ - اُفْسُقْ - لَاتَفْسُقْ

و - اِذْ ، ظرفیہ قُلْنَا ، فعل با فاعل

اُدْخُلُوْا ... فعل با فاعل

هٰذِهِ ، اسم اشارہ موصوف

الْقَرْيَةَ ، یا صفت یا عطف بیان

ف - كُلُوْا .... فعل با فاعل

مِنْهَا ، جار مجرور ظرف لغو

حَيْثُ ... مضاف

شِئْتُمْ ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ

رَغَدًا - حال - ضمیر فاعل كُلُوْا ..

و - اُدْخُلُوْا ، .... فعل با فاعل

الْبَابَ ، ...... مفعول فیہ

سُجَّدًا [1] ، حال ضمیر فاعل اُدْخُلُوْا

---

[1] سجدا ادخلوا کی ضمیر فاعل سے حال ہے بمعنی اے ادخلتم الباب وقد سجدتم قبل دخوله یا حال [illegible]

وَ - قُولُوا ...... فعل با فاعل
حِطَّةٌ - خبر مبتدای محذوف
سوالنا - محذوف مبتدا

نَغْفِرْ ...... فعل با فاعل
لَكُمْ - جار مجرور ظرف لغو
خَطَايَا ...... مضاف
كُمْ ...... مضاف الیہ

اے - إِن تَعلتُم هذا نَغفِر لَكُم خطيكم۔

وَسَنَزِيدُ ...... فعل با فاعل
الْمُحْسِنِينَ ...... مفعول اول
ثَوَابًا ...... مفعول دوم

ف - بَدَّلَ ...... فعل
الَّذِينَ ...... موصول
ظَلَمُوا جملہ فعلیہ صلہ
قَوْلًا ، موصوف ......
غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ صفت
با لَّذِي قِيلَ لَهُمْ محذوف مفعول (۱)

اے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا بِا الَّذِي قِيلَ لَهُم قولاً غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ کیونکہ بَدَّلَ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے ایک کی طرف بنفسہ اور دوسرے کی طرف بواسطہ حرف باء - (ب)

ف - حِطَّةٌ خبر مبتدا اسے محذوف دیا گیا اسکا دوام اور اثبات کے لئے نصب سے بدلا ہوا ہے اور وہ دراصل مصدر ہے تقدیر عبارت یہ ہے حُطَّ عَنَّا حِطَّةً -

ف - وسنزید الخ جملہ جواب شرط نہیں اس لیے مجزوم نہیں کیونکہ محسنین کے ثواب کی زیادتی اس شرط کے وجود پر موقوف نہیں - اور مجرمیں کی معافی مشروط بشرط ہے اور اس میں حرف سین مبالغہ کے لیئے ہے جو فعل کی قطعیت پر دلالت کرتا ہے - گویا محسنین کو زیادتی ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے ۱۲ (بیضاوی)

غیر ۔۔۔۔۔۔ مضاف
الَّذِیْ ۔۔۔ موصول
قِیْلَ لَهُمْ، جملہ فعلیہ صلہ
ف۔ اَنْزَلْنَا ۔۔۔۔ فعل با فاعل
عَلٰی، جار۔ الَّذِیْنَ، موصول
ظَلَمُوْا، جملہ فعلیہ۔ صلہ

رِجْزًا ۔۔۔ موصوف
مِنَ السَّمَآءِ، متعلق کائنا
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔
۔۔۔۔۔۔ متعلق دوم
مِنْ ۔۔۔ جار
السَّمَآءِ ۔۔۔۔ مجرور } متعلق بہ اَنْزَلْنَا

ف۔ وَاِذْ قُلْنَا۔ الخ۔ اِن آیات میں خداوند تعالیٰ کی ایک دوسری عنایت کا ذکر ہے یہ وہ وقت ہے جبکہ بنی اسرائیل تیہ کے جنگلوں میں خانہ بدوش ہیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور بقیہ قوم حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل خانہ بدوشی اور دشت نوردی سے عاجز ہو گئے اور پیغمبر وقت کے ذریعہ سے کسی شہر میں اُترنے کی التجا کرنے لگے۔ تو اُنکی حالت زار پر ہم نے رحم کیا۔ اور انکے پہلے جرم کی سزا معاف کر کے ایک شہر میں اُترنے کی اجازت دیدی۔

ف۲۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ۔ الخ۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی حیات میں تو بنی اسرائیل نے کسی شہر کو فتح نہیں کیا اور نہ کوئی ایسا گاؤں آباد کیا ہے جہاں واپس جانے اور اسمیں رہنے کی اُنہیں آرزو ہوتی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب خلیفہ قوم حضرت یوشع[۱] علیہ السلام ہوئے۔ تو انھوں نے بنی اسرائیل

[۱] حضرت یوشع علیہ السلام خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کبار سے ہوئے ہیں۔ بعد وفات حضرت موسیٰ

فتح شام کی ترغیب دیکر بنی عمالقہ سے جہاد کرنے پر آمادہ کرلیا اور بتائید آلہی
کنعان کے چند شہر فتح بھی کرلئے۔ پہلا شہر جو فتح ہوا ہے غالبًا وہ اریحا
تھا اس شہر میں داخل ہونے سے پہلے حضرت یوشع علیہ السّلام نے اپنے
ہمراہیوں سے یہ وعدہ لے لیا تھا۔ کہ وہ اس فتح کو اپنے قوت بازو اور شجاعت
کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ اس عمیم الاحسان مالک الملک کا احسان مانکر شہر مین
داخل ہوتے ہوئے سجدہ شکر بجا لائیں۔ خداوند عالم سے اپنے گناہوں
کی معافی اور استقامت امر دین کی دعا مانگین اور آیندہ ہمیشہ کے لئے احکام
حقہ اور شریعت غرا کی پیروی کرین۔ لیکن بنی اسرائیل نے تھوڑے ہی دنون بعد
سب کچھ بھلا دیا فتح شہر کو اپنی قوت و جوانمردی کا نتیجہ سمجھکر اترانے لگے۔
پیغمبر وقت کی اطاعت کو چھوڑ دیا عیش و عشرت اور نفسانی خواہشوں مین منہمک
ہوگئے۔ آخر کار ان کی نافرمانی اور فسق و فجور کی سزا میں دوبارہ غضب الٰہی اُن پر
نازل ہوا جس سے فتح کئے ہوئے ملک اُن کے ہاتھ سے نکل گئے اور قوم
کچھ تو آپس میں لڑکر مرگئی اور کچھ وبا سے تباہ ہوگئی اور بقیہ ذلیل و خوار ہوکر آوارہ
ہوگئے۔

———۱۰۷———

[illegible] علیہ السلام آپ سردار قوم مقرر ہوئے شام میں بنی اسرائیل کی بادشاہت آپ ہی نے قایم کی ہے۔
آپ نے اٹھائیس برس خلافت کی ہے آپکی عمر ایک سو دس برس کی ہوئی ہے۔ ۱۲

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ

و آنوقت کہ آب خواست موسیٰ برائے قوم خود پس گفتیم بزن بعصائے خود

اور پانی مانگا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہمنے مار تو ساتھ عصا اپنے کے

الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ

سنگ را پس روان شد از سنگ دوازدہ چشمہ بدانست

پتھر کو پس پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جانا

كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ

ہر قوم آب خورد خود را گفتیم بخورید و بنوشید از روزی خدا

ہر آدمی نے گھاٹ اپنا کھاؤ اور پیو رزق اللہ کے سے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ

و فساد مکنید در زمین تباہی کنان و آں وقت کہ گفتید

اور مت پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے ہوئے اور جب کہا تم نے

يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا

اے موسیٰ ہرگز شکیبائی نکنیم بر یک طعام پس بطلب برائے ما

اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کرینگے ہم اوپر کھانے ایک کے پس مانگ واسطے ہمارے

رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا

از پروردگار خود تا بیرون آرد برائے ما از جنس کہ میرویاند ش زمین از ترہ وے

پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے اس چیز سے کہ اگاتی ہے زمین ساگ اسکے سے

وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ

و از بادرنگ وے و گندم وے و عدس وے و پیاز وے

اور ککڑی اسکی سے اور گیہوں اسکی سے اور مسور اسکی سے اور پیاز اسکی سے

واصل الانفجار انصداع شیٔ من شیٔ منہ الفجر والفجور مصدر انفعال۔
اِنْفَجَرَ ۔ یَنْفَجِرُ ۔ مُنْفَجِرٌ ۔ اِنْفَجِرْ ۔ لَا تَنْفَجِرْ ۔
مِنْہُ ، مِن ، ابتدائیہ ضمیر راجع بحجر۔
(دوازدہ چشمے ۔ بارہ چشمے)
اِثْنَتَا عَشْرَۃَ ، اسم عدد مرکب بنائی متضمن حرف واو۔ اصل اثنتا وعشرۃ اثنتا ۔ التاء للتانیث والالف محذوف وھی یاء لانہا من ثنیت
عَیْنًا ۔ چشمہ جیتا پانی ۔ عیون واعیان ۔ جمع ۔
(چنانکہ بدانست ہر قوم ۔ پہچان لیا ہر ایک گروہ نے) اے کل اناس منہا

قد[1] ، حرف تحقیق و تاکید عَلِمَ ، ماضی معلوم ۔ ج
کُلُّ[2] ، مراد کل افرادی اسم مبھم لازم الاضافۃ ۔
اُنَاسٍ ، یہ مفرد لفظ ہے بمعنی شخص واحد یا جمع ہے اور اسکا واحد لفظ سے نہیں ۔
(آب خوردِ خود را ۔ گھاٹ اپنا)
مَشْرَبٌ ، پانی پینے اور پینے کی جگہ اسم مکان یا مصدر میمی بمعنی الشرب یا معنی مفعول مشروب ۔
اسے قُلْنَا ۔ (گفتیم بخورید و بنوشید ۔ ہم نے کہا ۔ کھاؤ پیو)
کُلُوْا ، امر حاضر ج وَاشْرَبُوْا ، امر حاضر ج
الشرب ۔ بالکسر و بالضم پانی ۔ یا

---

[1] ۔ قد یہ حرف جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو تحقیق اور تاکید کے معنے دیتا ہے اور مضارع پر داخل ہو کر (کاہے کبھی) کے معنی دیتا ہے ۔ ۱۲

[2] ۔ کل یہ لفظ کبھی مختلف افراد کے مجموعے پر بولا جاتا ہے جیسے تمام قوم یا کل قوم اسے کل اعتباری کہتے ہیں ۔ اور کل افرادی بھی کہتے ہیں ۔ اور اس کا اطلاق اجزا کے مجموعے پر ہوتا ہے ۔ جیسے زید اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ اجزاء کا مجموعہ ہے اسے کل مجموعی کہتے ہیں ۱۲

اسکی مثل دوسری سیال چیز پینا مصدر
ک ۔ ف شَرِبَ ۔ یَشْرَبُ ۔
شَارِبٌ ۔ مَشْرُوبٌ ۔ اِشْرَبْ
لَا تَشْرَبْ ۔

مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

(روزی خداوند ۔ روزی اللہ کی)
مِنْ ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ رِزْق بمعنی
مرزوق وہ شے جس کے کہانے سے
انسان کی قوت اور صحت باقی رہ سکے
اور وہ جس سے فائدہ ہوسکتا ہے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

(و مروید در زمیں فساد کناں اور مت
کرو ملک میں فساد ۔
لَا تَعْثَوْا ، ج ح نہی اَلْعِثِیُّ حد سے
بڑہنا مطلقاً ۔ لیکن اکثر اسکا استعمال
فساد میں ہوتا ہے ۔ مصدر ف ض
ناقص ۔ عَثٰی ۔ یَعْثُوا ۔ عَاثٍ ۔
مَعْثُوٌّ ۔ عُثْ ۔ لَا تَعْثُ ۔
اَلْاَرْض ۔ مراد ملک و شہر اور فساد
سے مراد کفر و عصیان ہے والمعنی
لا تتمادوا فی الفساد حال افسادکم

والمقصد النہی عما کانوا علیہ ۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَّاحِدٍ

(و آں وقت کہ گفتید اے موسیٰ ۔
اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ۔
قُلْتُمْ ، ماضی ج ح مصدر ۔ اَلْقَوْل ۔
(ہرگز صبر نکنیم ۔ ہم ہرگز صبر نہیں کرسکتے)
لَنْ نَّصْبِرَ ، مضارع ج م مؤکد بلن
اَلصَّبْر ۔ سہارنا مصیبت میں تحمل کرنا
مصدر ف ک ۔
صَبَرَ ۔ یَصْبِرُ ۔ صَابِرٌ ۔ مَصْبُوْرٌ
اِصْبِرْ ۔ لَا تَصْبِرْ ۔
(بریک طعام ۔ ایک طعام پر)
اے مَا لَا یَتَبَدَّلُ ۔ وَلَا یَتَغَیَّرُ
الوانہ ۔ طعام ، حبوب خوردنی ۔
گیہوں و جوار وغیرہ کہانے پینے کی
چیزیں ۔
واحد ۔ مراد وحدت تکراری نہ فردی
و جنسی کیونکہ انہیں ہر روز نیا طعام دیا
جاتا تھا مگر اس وجہ سے کہ وہ ایک ہی
قسم اور ایک ہی جنس کا ہوتا تھا ۔

اسے طعام واحد کہا ہے اور عرف
میں بھی طعام مکرر کو جو ایک ہی جنس
سے ہو طعام واحد کہتے ہیں اور اس
وحدت اعتباری کو وحدت حقیقی
کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

(پس بطلب از برائے ما یا بخواں
از برائے ما پروردگار خود را۔ پس
پکار اپنے رب کو ہمارے لئے۔)

فَ تعقیبیہ یا سببیہ مظہر سببیت عدم
صبر دعا کے لئے اُدْعُ مانگ سوال کر
امر الدعاء والدّعوۃ
والدِّعَایَۃُ مصدر۔ ل۔ صلہ فعل
لنا اے لاجلنا۔ ضمیر راجع بنی
اسرائیل۔

ربّک۔ اے بدعائک ایّاہ۔

(برآرد برائے ما۔ نکالے ہمارے لئے)

یُخْرِجْ۔ مضارع مجزوم بجواب امر

لَنَا اے لاجلنا ولانتفاعنا۔
اخراج سے مراد مجازی معنی ہیں

اے یظہر لنا بطریق الایجاد لا
بطریق ازالۃ الخفاء

(ازاں جنس کہ برویاندش زمین۔
اس چیز سے کہ اسکو زمین اگاتی ہے)

مِنْ۔ تبعیضیہ۔ اے ماکولا
بعض ما تُنْبِتُ یا بیان شئے محذوف
متعلق بہ یُخْرِجْ ویا زائدہ اے
یُخْرِجْ لَنَا مَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ۔
مَا، موصولہ یا نکرہ موصوفہ
تُنْبِتُ، اے تنبتہ مضارع
اگاتی ہے یا اگاتا ہے اَلْاِنْبَاتُ اگنا
اگانا مصدر افعال۔ نَبَتَ یَنْبُتُ
مُنْبِتٌ، اَنْبِتْ۔ لَا تُنْبِتْ
اَلْاَرْضُ، زمین مراد کھیتی وزراعت

(از ترہ وے وبادرنگ یا خیارے
اسکے ساگ سے اور ککڑی سے)

مِنْ، بیانیہ بیان جنس۔ یا بدل
سبق (۴۳)

بَقْل، جنس ترہائے خوردنی وغیرہ

خوردنی - مراد ساگ پات و ترکاری
قِثَّآءِ - جمع قثاءۃ - خیارہ یا کھیرا
و فُومٌ - گندم دے و عدس دے
اور اسکے لہسن یا گیہوں سے اور
مسور سے -

فوم - بعض مفسرین صحابہ نے بر عاء
بصل کہا ہے کہ فوم ثوم مراد ہے -
گویا حرف ثا - فا - سے بدل ہے
اور یہ جائز ہے جیسے فروغ الدلو کو
ثروغ الدلو اور حدث بمعنی قبر کو
جدث کہتے ہیں و الا فوم کے
معنی اصل میں گندم کے ہیں - اور
دوسرے عرب پر بھی اسکا اطلاق
ہوتا ہے -

عدس - جمع عدسہ - مسور
(و بصلہا) و پیاز دے اور اسکے پیاز سے
بَصَل - جمع بصلہ - پیاز و مرجع ضمیر
ارض ہے -

وَاِذِ اسْتَسْقٰى ... فعل
مُوْسٰى ..... فاعل
ربہ - یا ماء محذوف مفعول
لِقَوْمِهٖ - جار مجرور ... ظرف لغو
(جملہ فعلیہ معطوف علیہ)

فَقُلْنَا - فعل با فاعل
اضْرِبْ ... فعل با فاعل
بِّعَصَاكَ - جار مجرور ظرف لغو
الْحَجَرَ ..... مفعول
(مقولہ)
(جملہ فعلیہ معطوف بر سابق)

فَانْفَجَرَتْ ...... فعل
مِنْهُ ..... جار مجرور ظرف لغو
اثْنَتَا عَشْرَةَ - مرکب بنائی ممیز
عَيْنًا ..... تمیز
(فاعل)
(جملہ فعلیہ معطوف بر مقدر)

ضرب دال علی هذا وجود الانفجار -
اے فضرب بہ موسیٰ فانفجرت
منہ یا فاے فصیحہ اے ان
ضربت فقد انفجرت -

قَدْ عَلِمَ ...... فعل
كُلُّ اُنَاسٍ ..... فاعل
مَّشْرَبَهُمْ - مضاف مضاف الیہ مفعول
(جملہ فعلیہ)

یہ جملہ صفت ہے اثنتا عشرۃ عینا کی اور یا حال ہے اس سے

کُلُوا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ
وَاشْرَبُوا، جملہ معطوف
مِن رِّزْقِ اللّٰہِ، ظرف متعلق کلوا
(مفعول بہ)
قلنا، محذوف ... فعل با فاعل
(جملہ فعلیہ استینافیہ)

وَ-لَا تَعْثَوْا، ... فعل با فاعل
فِی الْاَرْضِ، ... جار مجرور ظرف لغو
مُفْسِدِیْنَ، ... حال موکدہ
(معطوف بماقبل)
وَاِذْ-قُلْتُمْ، ... فعل با فاعل
یَا، حرف ندا ...
مُوْسٰی، ... منادی
لَنْ نَّصْبِرَ، فعل با فاعل
عَلٰی، ... حرف جار
طَعَامٍ، ... موصوف
وَّاحِدٍ، صفت
(ظرف لغو)
(جواب ندا)
(مقولہ جملہ ندائیہ)
(جملہ فعلیہ معطوف بماسبق)

فَادْعُ، ... فعل با فاعل
لَنَا، جار مجرور ظرف لغو
رَبَّکَ، ... مفعول
(معلول لن نصبر)
یُخْرِجْ، ... فعل با فاعل
لَنَا، ظرف لغو شیئاً محذوف مفعول
مِنْ، ... جار
مَا، ... موصولہ
تُنْبِتُ، فعل
الْاَرْضُ، فاعل
ہٗ ضمیر محذوف
مفعول ذو الحال
مِنْۢ بَقْلِهَا
وَقِثَّآئِهَا الخ ۵۲ حال
(صلہ)
(ظرف لغو)
(جملہ فعلیہ بیان دعا)

۵۱۔ مفسدین حال موکدہ ضمیر فاعل لا تعثوا سے ہے۔ اسلئے لا تعثوا بمعنی لا تفسدوا ہے۔

۵۲۔ من بقلها الخ حال ہے ما تنبته الارض کائنا من بقلها وقثائها الخ ویا بدل بہ اعادہ حرف جر۔ ویا بیان ما۔ بتقدیر اول دونوں مبدل منہ و بدل میں اتحاد معنی ضروری ہے لہذا یہ معنی ہونگے کہ الخ پہلا سوال اس چیز سے ہے جو منبتہ

کھائی جاتی ہے اور بعد ازاں اس سے جو تدبیر کرنے کے بعد استعمال ہوسکتی ہے۔ (حاشیہ بیضاوی)

ف - وَاِذِ اسْتَسْقٰی الخ یہ ایک درمیانی واقعہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میدان تیہ میں پیش آیا تھا - تیہ کے لق و دق صحرا میں بنی اسرائیل خانہ بدوش رہا کرتے تھے جس سے انکو اکثر پانی کی تکلیف رہتی تھی ایک مرتبہ تنگ آکر قوم نے حضرت کلیم اللہ سے پانی کی درخواست کی اور انہوں نے اُن کی التجا کو درگاہ الٰہ العالمین میں پہونچا دیا جس سے ہمیشہ کے لئے ان کی یہ تکلیف رفع ہوگئی - کہ اے بنی اسرائیل وہ وقت تمھیں یاد ہے جبکہ صحرائے تیہ میں پانی کی قلت سے تنگ آکر تم نے التجا کی تھی اور ہمنے تمھاری حالتِ زار پر رحم کرکے حضرت موسیٰ سے یہ فرما دیا تھا - کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھریلی زمین پر یا کسی پتھر پر زور سے مار - اور عصا مارتے ہی اس میں سے پانی یہ نکلا تھا - اور کثرت سے شاخیں پھیل گئی تھیں - یا اسی پتھر یا زمین میں سے بارہ فوارے پھوٹ نکلے - غرض اس کثرت سے پانی بہنے لگا کہ قوم کو پھر ضرورتوں میں دوبارہ پانی کی شکایت نہ رہی - اور اس عطیہ کے بعد ہمنے فہمایش کی تھی کہ ہمارے دیے ہوئے پاکیزہ رزق سے کھاؤ پیو - اور فسق و فجور سے اپنے آپ کو تباہ نکرو دوسروں کو تکلیف نہ دو - اور اس سے تمھاری ہی بہتری ہے - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ ان چشموں کا پانی جمع ہونے کے واسطے بنی اسرائیل نے حوض کھدوا لئے تھے - ہر ایک حوض میں ایک چشمہ کا پانی جمع ہوتا تھا یہ مقام آجتک عیون موسیٰ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں اب کوئیں بنے ہوئے ہیں - اور زیارتگاہ عوام ہیں - اسی قسم کا واقعہ

جناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات کے زمانہ میں بھی ہوا ہے۔ صحیحین میں حضرت انس اور جابر اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عصر کی نماز کا وقت تھا اور پانی نہیں ملتا تھا صرف ایک شخص کے وضو کے لائق پانی تھا جو آنجناب کے حضور میں لایا گیا۔ آپ نے اس پانی کے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھدیا اور حکم دیا کہ صحابہ وضو شروع کریں۔ انسؓ فرماتے ہیں ہم دیکھ رہے تھے کہ آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکل کر جاری ہو رہا تھا۔ اوّل سے آخر تک تمام لوگوں نے اس سے وضو کر لیا ایسے ہی ابن شاہین حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں غزوہ تبوک میں آنجناب علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ایک مقام پر صحابہؓ نے حضرت سے عرض کی کہ ہمارے تمام جانور پیاس سے مرے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کسی کے پاس اگر کچھ پانی ہے تو لاؤ چنانچہ تھوڑا سا پانی ایک شخص کے پاس تھا وہ خدمت اقدس میں لایا گیا آپ نے اس پانی کو ایک چوڑے برتن میں الٹ دیا اور اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھ دیا۔ اس قدر پانی نے جوش کیا کہ تمام آدمیوں اور گھوڑوں۔ اونٹوں نے سیر ہو کر پانی پی لیا اور آئندہ کے واسطے جمع بھی کر لیا۔

ف۲ وَلَا تَعْثَوْا الخ قال العزیزی۔ تعثوا صیغہ مشتق از عثی است و عثی بمعنی مبالغہ در فساد است پس ذکر مفسدین بعد ازیں تکرار است۔ جواب لَا تَعْثَوْا۔ صیغہ فعل است کہ دلالت بر حدوث فساد میکند و مفسدین صیغہ اسم فاعل است و دلالت بر ثبوت آن میکند پس حاصل کلام چنین شد لا تحدثوا

المبالغۃ فی الافساد حال کونکم تابتین فی الافساد - وگویا چنیں میفرماید
کہ احتراز شما از مطلق فساد ممکن نیست کہ فساد دررگ وریشہ دو لہاے شما ودیدہ است
اما احتیاط کنید کہ آں فساد زیادتی نہ پذیرد وبحد مبالغہ نرسد (ع) عرفا کہتے ہیں
روح انسانی اور اسکے صفات عالم قلب میں مثل موسیٰ اور اسکی قوم کے ہیں
جب انہوں نے اپنے منبع فیض سے باران حکمت ومعرفت کی استدعا کی تو انہیں
حکم ہوا کہ عصاے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ضرب حجر قلب پر لگاؤ اس ضرب سے
وہ حجر قلب اگرچہ اشد قسوہ ہے نرم ہو جائیگا اور اس سے پانی بہ نکلے گا
اس عصا کے دو شعبے ہیں - نفی واثبات کے جن سے نورانی شعاعیں نکلتی
رہتی ہیں اور نفسانی قوتیں انجلا پاتی ہیں - مستفید ہونے والے بارہ سبط حواس
ظاہرہ وباطنہ وقلب ونفس ہیں ہر ایک کے لیئے ایک چشمہ خاص ہے کلمہ
شریف کے بارہ حروف میں سے ہر ایک حرف بمنزلہ سرچشمہ ہے - بعض چشمے
میٹھے اور خوشگوار ہیں اور بعض بدمزہ اور کھارے - پس بعض نفوس انقاد
کمالات کی گھاٹ سے سیراب ہوتے ہیں - اور ارواح زلال کشف ومشاہدہ
واسرار سے تازگی پاتے ہیں - وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ اے وَلَا تَعۡثَوۡا
فی ھٰذا القالب مفسدین بترك الامر واختیار الوزر -

ف۳ - واذ قلتم الخ - ان آیات میں بنی اسرائیل کی ناعاقبت اندیشی اور اسکے
مآل کا ذکر ہے - تیہ کی دشت نوردی اور منّ وسلویٰ کھاتے کھاتے جب
انکی طبیعت اکتاگئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی مانوس غذا ساگ
پات - گیہوں اور مسور کی انہوں نے درخواست کی - آپ نے فرمایا اگر تمھیں

اس خداداد نعمت کی پروا نہیں تو پھر کسی گاؤں میں اُتر پڑو یا کہیں قیام پذیر ہوکر کھیتی و زراعت کرلو غرض یہ لوگ اس کے بعد تیہ کے اطراف کسی گاؤں میں جا اُترے یا اپنی بستی آباد کرکے زراعت محنت مزدوری خرید و فروخت وغیرہ معاملات میں مصروف ہوگئے۔ اسی زمانے میں حضرت ہارون و حضرت موسیٰ علیہما السلام کا انتقال بھی ہوگیا اور حضرت یوشع علیہ السلام خلیفہ قوم ٹھہرائے گئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد بنی اسرائیل کی وہ حالت نہ رہی فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے پیغمبر کی اطاعت اور شرعی احکام کی تعمیل کو نامناسب وقت و مقام سمجھ کر ترک کردیا۔ حضرت یحییٰ و ذکریا وغیرہ پیغمبروں کو محض اس جرم میں قتل کردیا کہ وہ ان کی خلاف مرضی احکام سُناتے ہیں۔ آخرکار ان کی شامت اعمال سے غضب الٰہی نازل ہوا اور اُن کی بنی بنائی عزت و دولت خاک میں ملگئی اور ذلیل خوار ہوکر تتر بتر ہوگئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ اسوقت کا ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل پر جالوت مسلط کیا گیا تھا

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ

گفت موسیٰ آیا بدل میکنید آنچہ وے فرود تر است بآنچہ

کہا کیا بدلتے ہو وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے

هُوَ خَیْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ

وے بہتر است فرود آئید بشہرے پس ہر آئینہ باشد شمارا آنچہ خواستید

کہ وہ بہتر ہے اترو کسی شہر میں بس تحقیق واسطے تمہارے ہے جو مانگا تم نے

وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ وَبَآءُوۡ

زدہ شد برایشاں خواری و بے نوائی وبازگشتند

اور ماری گئی اوپر انکے ذلت اور فقیری اور پھر آئے

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ

بخشمے از خدا این بسبب آنست کہ باور نمیداشتند

ساتھ غصہ کے اللہ سے یہ اسواسطے ہے کہ تھے کفر کرتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ

آیتہائے خدارا و میکشتند پیغمبراں را بہ ناحق

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۵۹

این بسبب گناہ کردن ایشاں است و آنکہ از حد در میگذشتند

یہ اسواسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکلجاتے۔

وبگفت موسیٰ ایا بدل میکنید کہا موسیٰ نے کیا بدلتے ہو تم

قَالَ ماضی ۔ اَ ہمزہ استفہام تعجب و توبیخ۔

تَسۡتَبۡدِلُوۡنَ مضارع جمع حاضر الاستبدال بدل کرنا۔ بدل لینا۔ بدلنا۔ مصدر۔

اِسۡتِفۡعَال ، اِسۡتَبۡدَلَ ، يَسۡتَبۡدِلُ

مُسۡتَبۡدِلٌ ، اِسۡتَبۡدِلۡ ،
لَا تَسۡتَبۡدِلۡ ۔

(آنچہ وے فروتر است۔ وہ چیز جو ادنیٰ۔ یا ناقص ہے)

اَلَّذِیۡ ، موصول جنسی۔

هُوَ ، ضمیر منفصل ،

اَدۡنٰی ۔ الف اسکا واؤ سے بدلا ہوا ہے

اور یا ماخذ اسکا دَنَا - یَدْنُو - بمعنی
قرب مکان ہے وقال المظہری
الدنو القُرْبُ فِی المکان فاستعیر
للخست کما استعیر البعد فی
الشرف وریا مہموز ہے اور الف
اس کا ہمزہ سے بدل ہوا ہے اور
ماخذ اسکا دَنُوءٌ ، یَدْنُوءُ فہو دَنِیٌّ
ہے اور یا مقلوب ہے دون کا
(بآنچہ کہ وے بہتر است - اُس چیز
سے کہ وہ بہتر ہے -)

الذی ھو خیر

بِ ، حرف جار بمعنی مقابلہ -
اَلَّذِی ، عہدی - ھو ضمیر منفصل
مرفوع - خَیْرٌ بمعنی کامل و انفع -
(فرو روید بشہرے - اترپڑو کسی
شہر میں)

اھبطوا مصرا

اھبطوا ، ج ح یقال
ھبط الوادی اذا نزل بہ وھبط
منہ اذا خرج منہ یہاں ھبوط
رتبی مراد ہے نہ ہبوط مکانی -

مِصْرًا ، شہرستان وآباد شہر اصل میں
دو شہروں یا دو زمینوں کے حدِ
فاصل کو مصر کہتے ہیں یا تبادیل بلد
ہے - اور یہ مِصْرِم یا مصریم کا معرب
ہے اور صرف اسکی سکون وسط
(کہ مرشمار است درآں - کہ تمہارے
لئے ہے اس میں)

فان لکم

ف ، تعقیبیہ یا جواب امر محذوف
اے ان ھبطتم فان لکم
(آنچہ خواستید - جو مانگا تم نے)

ما سألتم

ما ، موصولہ -
سَأَلْتُمْ ، ماضی ج ح اَلسُّؤَالُ
پوچھنا - مانگنا - مصدر ف
مہموز العین - سَاَلَ - یَسْئَلُ
سَائِلٌ ، مَسْئُوْلٌ ، سَلْ ، لَاتَسَلْ
(ولازم گشت برایشاں - ماری گئی
اُن پر)

وضربت علیہم

اے جعل ذلک محیطاً بھم احاطۃ
القبۃ بمن ضربت علیہ او الصق

بھم من ضرب الطین علی الحائط

ضُرِبَتْ، لگا دی گئی ماضی ا-ع مونث مجہول۔

الضَّربُ، لازم کرنا۔ مارنا مصدر ف-ک، ضَرَبَ، یَضرِبُ، ضَارِبٌ، مَضرُوبٌ، اِضْرِبْ لَا تَضْرِبْ۔

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (خواری و بے چارگی۔ رسوائی و فقیری)

الذِّلَّة، ضعف۔ بے عزتی و خواری۔

المسکنۃ، احتیاجی جو گھر سے نکلنے نہ دے۔

وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (و باز گشتند بخشمے از خدا۔ یا مستحق شدند بہ غضبے از خداوند۔ اور غضب کے مستحق ہوئے۔)

بَاءُوْا، اے رجعوا مغضوبًا علیھم من اللہ وان العرب یقول لمن قدم من سفر التجارۃ انّہ باء بالربح او بالخسران اے رجع وقیل لا یستعمل الا فی الشر۔ ویا باءُوا بغضبٍ اے صاروا احقاء من غضب اللہ تعالیٰ وعقابہ ما یساوی ذنوبھم یقال باء فلان بفلان اذا کان حقیقًا بان یقتل۔ باءُوا۔ بمعنی رجعُوا یا بمعنی صاروا احقاء واپس ہوئے یا مستحق ہوئے ماضی ج-ع البوء، والبوءُ واپس ہونا البواءُ قصاص میں مساوی ہونا قرار دینا۔ مصدر ف-ض دف ک ناقص۔ مہموز العین۔ بآءَ۔ یَبِیْئُ۔ بَاءٍ مَبِیْئٌ، بِئْ۔ لَا تَبِیْئُ

غَضَبٍ، ہیجان نفس ارادہ انتقام کے وقت مراد مقہوریت مغضوب وغایت غضب۔

مِنْ، ابتدائیہ تجوزًا۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

(وایں ہمہ بسبب آنست کہ ایشاں - یہ اس سبب سے ہے کہ وے لوگ)

ذٰلك، اسم اشارہ (ضرب و ذلۃ و مسکنۃ)

ب، سببیہ - اِنّ، حرف مؤکد مضمون جملہ -

كَانُوا يَكْفُرُونَ

(کفر میکردند - کفر کرتے تھے - نہیں مانتے تھے)

کانوا یکفرون، ماضی استمراری ج - ع

بِآيَاتِ اللّٰهِ

(بآیات خدا - احکام خدا کے ساتھ - شریعت حقّہ)

آیات جمع آیۃ علامت و معجزہ و حکم

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

(ومی کشتند پیغمبراں را - اور مار ڈالتے تھے - یا مارتے رہتے تھے پیغمبروں کو)

یقتلون، اے کانوا یقتلون، ماضی استمراری ج - ع القتل خون گرانا - ہلاک کرنا - مصدر ف -

ص - قَتَلَ - یَقْتُلُ - قَاتِلٌ - مَقْتُوْلٌ - اُقْتُلْ - لَا تَقْتُلْ -

اَلنَّبِیّیْنَ[1]، جمع نبی - احکام خدا پہنچانے والا - مخلوق کو سچی ہدایت کرنے والا شخص -

بِغَيْرِ الْحَقِّ

(بناحق) ال، جنسی اے بغیر حقٍ اصلاً کیونکہ لام جنس مبہم مثل نکرہ کے ہوتا ہے او عہدی اے لغیر الحق فی معتقدھم - او بغیر حق شرعی

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

(این بسبب گناہ و نافرمانی کردن ایشانست - یہ انکی نافرمانی کے سبب سے ہے)

ذٰلك، اسم اشارہ - کفر و قتل بتاویل ماذکر مشار الیہ -

ب، سببیہ اور اس کا مابعد سبب کا سبب ہے والمعنی انّ الّذی حملھم علی الکفر والقتل انما ھو تقدم عصیانھم اور یا ب بمعنی مع ہے،

مَا، موصولہ - یا مصدریہ -

عَصَوا، ماضی ج - ع اصل عصیوا -

---

[1] النَّبِیّیْنَ، ظاہرا جمع قلۃ ہے اور انبیاء جمع کثرۃ لیکن ال دونوں میں اس وقت تک فرق ہے جب تک کہ یہ نکرہ ہیں اور ال داخل ہونے کے سبب

اَلْعِصْیَانُ - وَالْمَعْصِیُ، وَالْمَعْصِیَۃُ
عدول حکمی کرنا - نافرمانی کرنا مصدر ف
ک ناقص - عصٰی - یَعْصِی - عاصٍ
مَعْصِیٌّ - اِعْصِ - لَا تَعْصِ -

وَکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۔ رو از حد در میگذشتند - اور حد سے بڑھ جاتے تھے -

کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ، ماضی استمراری ج ع
اَلْاِعْتِدَاءُ زیادتی کرنا - ناحق ظلم کرنا
مصدر افتعال ناقص اِعْتَدٰی -
یَعْتَدِیْ، مُعْتَدٍ - اِعْتَدِ - لَا تَعْتَدِ

التركیب

قَالَ، ...... فعل مع الفاعل
اَتَسْتَبْدِلُوْنَ، فعل با فاعل
اَلَّذِیْ، ...... موصول
هُوَ اَدْنٰی، جملہ اسمیہ صلہ
بِ، جار - اَلَّذِیْ، موصول
هُوَ خَیْرٌ، جملہ اسمیہ، صلہ -
اِهْبِطُوْا، ...... فعل با فاعل
مِصْرًا، ...... مفعول
کانہ قیل فما قال لهم - فقیل قال لهم

اِهْبِطُوْا مِصْرًا -
فَ - اِنَّ، مشبہ بفعل ...
لَکُمْ، ...... خبر مقدم
مَا، ...... موصولہ
سَاَلْتُمْ، فعل با فاعل
ہٗ، ضمیر محذوف مفعول
وَ - ضُرِبَتْ، فعل عَلَیْهِمُ مفعول بہ
الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ، نائب فاعل
وَ - بَآءُوْ، فعل مع الفاعل ذوالحال
بِ، جار - غَضَبٍ، مجرور موصوف
مِنَ اللّٰهِ، متعلق ثابت، صفت
اے رَجَعُوْا مغضوبًا علیهم من اللّٰہ
ذٰلِكَ، اسم اشارہ
اَلذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ مشار الیہ
بِ، زائد - اَنَّ، مشبہ بفعل
هُمْ، اسم کَانُوْا الخ خبر

لہ بان هم کانوا یکفرون الخ علۃ لضرب الذلۃ والعصیان والاعتداء علۃ لکفران هم وقتلهم الانبیاء - او کل واحد علۃ مستقلۃ لضرب الذلۃ ان کان کلمۃ ذٰلک فی العلۃ الاولٰی اشارۃ الی ما ذکر ۱۲

كانوا يكفرون ، فعل مع الفاعل
باٰيٰتِ اللّٰهِ ، ... مفعول
و- يقتلون ، فعل مع الفاعل
النبيّين ، ... مفعول به
بغير الحق ، متعلق كائنين حال ضمير فاعل
اے يقتلون هم مبطلين
يا - بغير الحق صفت مفعول مطلق محذوف

اے يقتلون هم قتلاً بغير الحق
ذٰلِكَ ، اى الكفران والقتل مبتدا
ب ، زائد - ما ، ... موصوله
عَصَوا جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ
و- كانوا يعتدون جملہ فعلیہ معطوف
ويا ما ، مصدریہ ومعنى الآية اے
بسبب عصيانهم واعتدائهم -

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ

ہر آئینہ آنانکہ مسلمان شدند وآنانکہ یہود شدند وترسایان

تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے اور عیسائی

وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

وبے دینان ہر کہ ازایشاں ایمان آرد بخدا اور بروز بازپسین

اور بے دین جو کوئی ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

وکرد کارشائستہ پس ایشان راست مزد ایشان نزدیک پروردگار ایشاں

اور کام کرے اچھے پس واسطے انکے ہے ثواب انکا نزدیک رب ان کے کے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ⑥⓪ وَإِذْ

ونہ ترس بود برایشاں ونہ ایشاں اندوہگین شوند وآن وقت

اور نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھاویں گے اور جب

هَادَ، يَهُوْدُ، هَائِدٌ، يَهُوْدٌ، هُدًا

لَا يَهُوْدُ -

اَلنَّصٰرٰی، جمع نصران مثل سکاری

بمعنی نصرانی اور یا مبالغہ کی ہے۔

جیسے احمر کو احمری کہتے ہیں گویا وہ

اس وصف میں غرق ہیں اور یا واحد

و جمع میں تمیز و فرق کے لیے ہے

مثل زنج و زنجی و روم و رومی و یا جمع نصر

(دیکھا رو پرستان یا بے دینان)

صَابِئِيْنَ، جمع صابی - قوم ستارہ پرست

ؔ ۵۱ - نصاریٰ قیل سمی بذلک لان عیسی علیہ السلام ولد فی بیت لحم بالقدس ثم سارت بہ امہ الی مصر ولما بلغ اثنی عشر سنۃ عادت الی الشام واقامت بقریۃ ناصرۃ وقیل لنصرتہ وقیل نصران ہی مدینۃ باسمہا او اعتقد لہ اسم منہا

ؔ ۵۱ النصاریٰ سیبویہ کے نزدیک یہ نصران مثل ندمان یا نصرانہ مثل ندمانہ کی جمع ہے اور خلیل نصری کی جمع کہتے ہیں مثل مہری و مہاری ایک یا حذف ہونے اور کسرہ فتحہ سے منقلب ہونے کے بعد دوسری یا الف سے بدل ہوئی ہے اور نصرانیت سے متصف ہونے کی یہ صفت ہے کہ یا تابعین حضرت مسیح علیہ السلام موضع ناصرہ میں آکر آباد ہوئے ہیں یا اسلئے کہ انہوں نے حضرت مسیح کی مدد اور نصرت کی ہے۔ بتقدیر اول نصرانی کی یائے نسبت ہے اور بتقدیر ثانی یائے مبالغہ - ۱۲

ؔ ۵۲ - صابئین یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عیسوی دین اور موسوی شریعت سے نکلکر فرشتوں دیوتاؤں اور ستاروں کی پرستش شروع کرلی تھی - اس فرقہ کی نسبت کہ یہ کون تھے اور کہاں تھے اور انکا کیا عقیدہ تھا) مفسرین کے اقوال مختلف ہیں اگر کچھ مستنبط ہوسکتا ہے تو یہی ہے کہ صابئین فلسفیانہ عقاید کے لوگ تھے - بعض موحد اور بعض مشرک ستارہ پرست تھے - ۱۲

ستارہ پرست جو افعال کو
سیاروں کی طرف منسوب کرتے
ہیں اور انہیں حقیقۃً علل افعال
سمجھتے ہیں - و یا وہ شخص جو مذہب
صحیح سے باطل طریقہ کی طرف مائل
ہو جائے ماخوذ ہے - صبأ بہمزہ
بمعنی خرج یا صبا معتل بمعنی مال
اسوجہ سے کہ انہوں نے دین حق
کو چھوڑ دیا تھا اور باطل کی طرف
ہو گئے تھے اس نام سے موسوم
ہوئے -

من آمن باللہ
(ہر کہ ایمان آرد بخدا - جو شخص ایمان
لایا ساتھ اللہ کے)
مَن ، شرطیہ یا موصولہ -
اٰمن ، ماضی
ا - ع

والیوم الآخر
(و بروز آخرت - اور قیامت پر)
یوم الآخر - منتہائے زمان عالم
دنیا - اور وہ وقت یا دن جس میں
دنیوی معاملات کا فیصلہ ہو کر بہشتی
بہشت اور دوزخی دوزخ میں بھیجے
جاویں گے یا آخری فیصلہ کا دن -

وعمل صالحا
(و عمل نیک کرد - اور اچھا کام کیا)
عمل ، ماضی
ا - ع
صالح ، با صلاحیت
اور وہ عمل جو شرعی تعلیم کے موافق ہو

فلهم اجرهم عند ربهم
(پس برائے ایشانست مزد ایشاں
از پروردگار ایشاں - پس انکے
لیئے ہے ثواب انکا انکے مالک
کے پاس)
فلهم - ف ، جواب من
ل - بمعنی انتفاع یا زاید -
اجر ، مصدر بمعنی ماجور بہ (مفعول)
نتیجہ محنت مزدوری - انعام و ثواب
عند ، قریب و پاس اسم ظرف -

ولا خوف علیهم
(و نہ ترسے باشد بر ایشاں - اور نہیں
ڈر ان پر - یا انکو ڈر نہیں -
لا ، حرف نفی مشابہ لیس
خوف ، یہ اس کیفیت کا نام ہے
جو کسی مکروہ کے واقع ہونے یا

مرغوب ومحبوب شئے کے فوت ہوجانے
کے توقع سے پیدا ہوتی ہے۔

ولا ہم یحزنون

ھم، ضمیر راجع بمن امن برعایت معنی
(ونہ ایشاں اندوہگین شوند۔ اور نہ وہ
غم کھائیں گے۔ یا نہ غمگین ہونگے)
لا، مشابہ بلیس یحزنون، مضارع

ان الذین

ان، حرف ... مشبہ بفعل
الذین، ... اسم موصول
امنوا، ... جملہ فعلیہ صلہ
والذین ھادوا والنصاریٰ
والصابئین
من، ...... اسم موصول
امن، فعل، ضمیر فاعل
باللہ والیوم الاخر، متعلق
وعمل، فعل ضمیر فاعل
صالحا، مفعول
فلھم، متعلق ثابت خبر
اجرھم، موصوف
عند ربھم، صفت
مبتدا .... خبر

اے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
ھادوا والنصاریٰ والصابئین
من امن منھم باللہ ایمانا کاملا
فلھم اجرھم عند ربھم۔
یا۔ من امن۔ من شرطیہ ہے
فلھم اجرھم الخ جواب شرط
کانہ قیل ھولاء وغیرھم اذا امنوا
فلھم اجرھم۔
یا۔ ان، .... مشبہ بفعل
الذین امنوا الخ مبدل منہ
من امن باللہ، .. بدل
فلھم اجرھم الخ ...... خبر
یا۔ ان، ...... مشبہ بفعل
الذین امنوا، ...... اسم
والذین ھادوا
والنصاریٰ والصابئین
من امن باللہ الخ بدل
فلھم اجرھم، ...... خبر
اے ان الذین امنوا من غیر

اَلثَّلٰثَۃِ ، مَنْ اٰمَنَ مِنْ اَصْنَافِ الثَّلٰثَۃِ فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ الخ	عَلَیْھِمْ ، متعلق کَائِنًا ، خبر ، جملہ اسمیہ
لَا ، حرف مشابہ بلیس - خوف اسم	وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ - جملہ معطوفہ -

ف ۱ - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں - کہ ایک دن میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے قدیم مذہب کے پیروؤں کی حالت اور ان کی عبادت کا تذکرہ اور اس کی کیفیت عرض کر رہا تھا اور ان کے نتائج سے پوچھ رہا تھا کہ آنجناب نے اس آیت کو پڑھ سنایا عن مجاہد قال - قال سلمان سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اہل دین کنت معہم فذکرت من صلاتہم وعبادتہم فنزلت ان الذین اٰمنوا الخ (اسباب) غرض ان آیات میں عموماً ان لوگوں کے اس فاسد خیال کا رد کیا گیا ہے جو نسبی شرافت اور خاندانی عزت ہی کو فخر سمجھ کر اکتساب فضائل سے باز رہتے ہیں اور خصوصاً بنی اسرائیل کو تنبیہ کی جاتی ہے جو اس گھمنڈ میں آکر (کہ ہم خاندانِ نبوت کی یادگار ہیں - پیغمبر زادگی کا فخر ہمیں حاصل ہے) اعمال کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے - اور کہتے تھے - کیا ہم سے بڑھ کر کوئی اور شخص مورد عنایت الٰہی ہو سکتا ہے ؟ ارشاد ہوتا ہے کہ ہمیں کسی شخص کی شخصی حیثیت - قومی عزت - نسبی شرافت سے کوئی غرض نہیں بلکہ ہمارے نزدیک تو عزت و حرمت کا مدار شخصی اعمال پر ہے - کوئی شخص خواہ منافق ہو خواہ مسلمان - یہودی شریعت کا پابند ہو خواہ عیسوی مذہب

کا تابع بے دین ہو خواہ ستارہ پرست مشرک - بے مثل تنہا و بے نظیر
ذات پر یقین کرنے اور اُسکے مجوزہ قانون شریعت پر مستقیم ہو جانے
بعد اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق عزت و حرمت حاصل کر سکتا ہے
اور اپنے بھلے بُرے کاموں کا اجر اور ثواب پانے کا مستحق بن سکتا ہے
حساب دیتے وقت نہ اُسے کچھ ڈر ہوگا اور نہ جزا پانے میں کچھ غم گذشتہ
امتوں میں سے ہر ایک با ایمان بھلے کاموں والا شخص مثلاً اچھے صلے
اور بہتر ثواب کا مستحق ہے - ایسے ہی خاتم الانبیاء سید المرسلین کا اطاعت
پذیر اُسکے فضل و کرم سے ابدی سعادت اور دائمی راحت کا امیدوار ہے -

(و آں وقت کہ بگرفتیم - اور یاد کرو
جب لیا ہم نے) اخذنا ماضی ج م
الاَخذُ - پکڑنا لینا - مصدر ف
مہموز - اَخَذَ، یَاخُذُ
اٰخِذٌ، مَاخُوذٌ، خُذْ، لَاتَاخُذْ
(پیمان شمارا - عہد تمہارا - یا اقرار تم سے
میثاق، اسم آلہ وہ شے جس سے
اُستواری اور استحکامی حاصل ہو بمعنی
محکم و مضبوط و عہد واجب الادا -
پیمان واجب المحافظت جمع اسکے
مواثق - مواثیق اور میاثق،
و میاثیق - آتے ہیں -

(و برداشتیم بالائے شما طور را -
اور اونچا کیا ہمنے اوپر تمہارے پہاڑ کو)
رفعنا، ماضی ج م الرَّفْع اُٹھانا اونچا
کرنا - مصدر ف رَفَعَ، یَرْفَعُ
رَافِعٌ، رَفِیْعٌ، مَرْفُوْعٌ، اِرْفَعْ
لَاتَرْفَعْ -
فوقَ[1]، اوپر - بالائے اسم ظرف مکان

[1] فوق اسم ظرف مکان ہے منجملہ ان ظروف کے
ہے کہ جب سوائے اسم کے استعمال ہوتے ہیں
تو ان پر ضمہ آتا ہے مثل قبلُ، بعدُ تحتُ - فوقُ

الطور، ال عہدی و مراد وہ پہاڑ جس پر حضرت کلیم اللہ مشرف برسالت ہوئے ہیں - و یا جنسی و مراد عام سرسبز پہاڑ۔

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

(بگیرید آنچہ دادیم شمارا - مانو جو کچھ دیا ہے ہمنے تمکو) خذوا، صیـ امر ج ح

ما، موصولہ آتینا، ماضـ آلایتاء ج م

لانا اور دینا مصدر افعال ناقص مہموز الفاء اٰتی، یوتی، موت اٰت لاتوت

بِقُوَّةٍ

(باستواری - و جہد تمام - نہایت احتیاط اور مضبوطی سے) قوت سے مراد کوشش واحتیاط ہے۔

وَاذْكُرُوا

(و یاد دارید - اور یاد رکھو) امر ج ح

و بمعنی تدبروا واعملوا۔

الذکر یاد کرنا مصدر ف - ض -

ذَكَرَ، يَذْكُرُ - ذَاكِرٌ - مَذْكُورٌ

اُذْكُرْ - لَا تَذْكُرْ -

مَا فِيهِ

(آنچہ در وے است - جو اس میں ہے) ما، موصولہ - فیہ، مرجع ضمیر ما آتینا -

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(کہ در پناہ شوید - یا شما بپرہیزید - کہ تم بچو - یا کہ تم پرہیز کرو)

لَعَلَّ، بمعنی اَجَلْ و کے اے لکے تَتَّقُوا۔

تَتَّقُونَ، مضـ ج ح مصدر الاتقاء صف

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

(باز روے بگردانید پھر تم پھر گئے -)

ثُمَّ، حرف عطف مظہر انفصال زمانی

تَوَلَّيْتُمْ، منھ پھیر لیا تم نے - انکار کیا یا چھوڑ دیا تمنے - اصل میں تولی اعراض کو کہتے ہیں اور اعراض معنوی میں مجازاً استعمال ہوتا ہے - مضـ ج ح التَّوَلِّي منھ پھیرنا - ہٹ جانا مصدر تَفَعُّلْ لفیف مقرون - تَوَلّٰی - يَتَوَلّٰی - مُتَوَلٍّ، تَوَلَّ، لَا تَتَوَلَّ -

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

(از بعد این - اسکے بعد)

مِنْ، حرف جر و بعد اسم ظرف معرب باضافت -

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

(اگر نبودے بخشایش خدا - اگر خدا کا فضل نہ ہوتا)

لَوْلَا[۱] مظہر امتناع وقوع شئے بجلیوں امر سے کلمہ مفرد اور اس کے مابعد کا اسم مبتداء محذوف الخبر ہوتا ہے۔ والتقدیر لولا فضل اللہ ورحمتہ حاصلان۔

فضل، زیادتی واحسان و فضل اللہ مراد قبول توبہ وعطائے نعمت اسلام وقرآن و شریعت اسلام۔ و یا مراد توفیق خیر (برشما و رحمت او۔ تم پر اور اسکی عنایت) رحمت مراد قبول توبہ۔

یا بعثت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ لفظ چودہ وجوہ پر آیا ہے۔

(۱) اسلام یختص برحمتہ من یشاء

(۲) ایمان و آتانی رحمۃ من عندہ

(۳) جنت ففی رحمت اللہ ھم فیہا خالدون۔

(۴) بارش بشراً بین یدی رحمتہ

(۵) نعمت لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ

(۶) نبوت ام عندھم خزائن رحمۃ ربک۔

(۷) قرآن قل بفضل اللہ وبرحمتہ

(۸) رزق خزائن رحمت ربی

(۹) نصرۃ و فتح۔ ان اراد بکم سوءًا او اراد بکم رحمۃ

(۱۰) عافیت۔ او ارادنی برحمۃٍ۔

---

[۱]- لولا۔ یہ ایک کلمہ ہے جو کسی امر کے حائل ہونے سے شئ مفروض کے عدم وقوع پر دلالت کرتا ہے سیبویہ کے نزدیک یہ مفرد کلمہ ہے اور اسکے مابعد کا اسم مبتدا ہوتا ہے اور دلالت کلام کے اعتبار پر اسکی خبر محذوف ہوتی ہے لیکن اگر اسکے بعد ان واقع ہو تو خبر کا اظہار ضروری ہے جیسے آیۃ فلولا انہ کان من المسبحین۔ اور کوفییں اسے مرکب کہتے ہیں۔ تو شرطیہ اور لا کے نافیہ سے اور اسکے بعد کا اسم فعل محذوف کا فاعل ہوتا ہے اسے فلولا حصل فضل اللہ ورحمتہ۔

(۱۱) مودت یعنی دوستی - رأفۃ ورحمۃ
رُحماء بینھم-

(۱۲) کشایش تخفیف - من ربکم
وَرَحْمَةٌ-

(۱۳) مغفرت - کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ

(۱۴) عصمت یعنی پناہ دینا - لَاعاصم
الیوم من امر اللہ الا من رحم (القان)

لَکُنْتُمْ (ہر آئینہ میشدید - البتہ ہو جاتے تم)
ل، تاکید جواب لولا - اور اس کا لانا
واجب ہے جبکہ جواب موجب ہو-
اور کبھی لام کو حذف کرکے اسکی جگہ
قد لاتے ہیں - مثلا لولا الامیر قد اکرمتک
کنتم، ماضی ناقص-

مِنَ الْخَاسِرِينَ (از زیاں کاراں - خسارہ پانیوالوں سے)
من، زائد یا تبعضیہ - الخاسرین
جمع خاسر الخسران بالضم کمی وزیانکاری
و بالفتح گمراہی وہلاکی و ناکسی ونقصان
راس المال-

وَ اِذْ، ظرفیہ - اخذنا، فعل با فاعل
میثاقکم، مضاف مضاف الیہ مفعول

وَرَفَعْنَا ... فعل با فاعل
فوقکم ... ظرف متعلق فعل
الطُّور ... مفعول بہ

اے اخذنا میثاقکم باتباع
موسیٰ - خذوا فعل با فاعل ذوالحال
مَا ... موصولہ
آتَیْنَاکُمْ، جملہ فعلیہ صلہ
بِقُوَّةٍ، متعلق عازمین حال

اے قلنا خذوا عازمین علی الجد
فی العمل - ویا بقوۃ حال من ضمیر
محذوف اے خذوا ما آتیناکموہ بقوۃ اے حال کونہ ملابسا
بقوۃ-

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ حال من
ضمیر قول المحذوف-
اے رفعنا فوقکم قائلین لکم
خذوا-

وَاذْكُرُوا ، ... فعل با فاعل
مَا ، ... موصولہ
فِيهِ ، متعلق ثابت خبر — مفعول
مبتدائے محذوف صلہ
اے ھو ثابت فیہ۔
لَعَلَّ ، مشبہ بفعل ۔ كُمْ ، اسم
تَتَّقُونَ ، جملہ فعلیہ ... خبر
ویا لعلّ معنی کے متعلق بخذوا
اے خذوا لکے تتقوا ویا متعلق
باذکروا۔ اے اذکروا لکے تتقوا
او بمعنی خذوا واذکروا راجین
ان تکونوا متقین ۔ ویا متعلق
بقول محذوف اے قلنا رجاء
منہم ان تتقوا ۔ (شیخ زادہ)

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ ، ... فعل با فاعل
مِنْ ، جار ۔ بَعْدِ ، مضاف مجرور
ذٰلِكَ ، اے المیثاق مضاف الیہ
فَلَوْلَا ، فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ مبتدا
عَلَيْكُمْ ، متعلق حاضران ... خبر
لَ ، تاکید۔
كُنْتُمْ ... فعل مع الاسم
مِنْ ، زائد ۔ الْخَاسِرِينَ خبر
ویا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ ، فاعل
ثبت محذوف ... فعل
عَلَيْكُمْ ، ... ظرف لغو
وَلَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ..... جزا

ف ۔ وَإِذْ أَخَذْنَا ۔ الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی بے ثباتی اور انکے قول و فعل کی بے اعتباری جتلائی گئی ہے ۔ اور مقصود اس سے آنجناب سرور کائنات علیہ وآلہ وسلم کی تشفی اور تسلی خاطر ہے کہ ان سفلہ مزاجوں کی ہٹ دھرمی خلاف وعدگی ۔ زبانی اقرار یا سچے ایمان کے بعد مرتد ہو جانے پر اے پیغمبر صادق آپ رنجیدہ نہوں یہ کچھ اسی وقت کے لوگوں کی عادت

نہیں بلکہ اُنکے آبا ر واجداد کی بھی یہی حالت تھی۔ اے بنی اسرائیل تمھیں
یاد ہے۔ جبکہ حضرت موسیٰ توریت مقدس لیکر تمہارے پاس پہونچے تھے
اور تمھیں اسکی تعمیل سے انکار تھا۔ لیکن جب تم نے پہاڑ کو اپنے پر جھکا ہوا
دیکھا تو اس خوف سے کہ پہاڑ ابھی گرا اور ہم سب کے سب کچلے گئے
تمنے سر جھکا لیا اور حضرت موسیٰؑ کی اطاعت قبول کرلی اور وہ کہہ رہے
تھے یہ کتاب لو اور اسکو پڑھو اسپر عمل کرو اور تم نے پکے عہد اور حلفیہ وعدے
کے ساتھ اس کتاب کو لیا تھا۔ اور اس میں تمہاری ہی بھلائی تھی۔ مگر
تھوڑے دنوں بعد پھر تم اُسی پہلی حالت پر آگئے۔ عبادت چھوڑ دی
وعدے بھول گئے۔ یہانتک کہ اسکے اعلان کرنے والوں کے
جانی دشمن بن گئے۔ بعضوں پر ہاتھ صاف کیا اور کسیکو اپنے خیال
کے موافق دار پر کھینچا۔ اسپر بھی اے بنی اسرائیل ہم درگذر کرتے ہیں
لیکن اگر اس وقت کو بھی تم نے کھو دیا اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے
تو برباد اور تباہ ہو جاؤگے اور پھر تمھیں کوئی ایسا موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

و ہر آئینہ دانستہ آید آں کساں را کہ از حد درگذشتند از شما

اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم ان لوگوں کو کہ حد سے نکل گئے تم میں سے

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (۶۳)

در شنبہ پس گفتیم ایشاں را بوزینہا شوید خور شدہ

بیچ ہفتے کے پس کہا ہمنے انکو ہو جاؤ تم بندر ذلیل

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

پس ساختیم این قصہ را عبرتے برائے آنقوم کہ پیش آں زمانہ بودند وآں قوم کہ بعد از ایشاں آیند

پس کیا ہم نے اس قصہ کو عبرت واسطے ان کے جو آگے تھے اور جو پیچھے آئے ہیں

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾

و پندے پرہیزگاراں را

اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ (و تحقیق دانستہ اید شما - اور البتہ تم جانتے ہو - یا جان چکے ہو -

لَ، جواب قسم محذوف اے واللہ لقد -

قَدْ، مؤکد امر و مظہر تکمیل امر زیر امید

عَلِمْتُم، ماضی ج م حاضر کیونکہ متعدی بمفعول واحد کے - علم مصدر العلم ، صف

الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ (آناں را کہ از حدود گذشتند از شما - ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی - یا وہ لوگ جو حد سے نکل گئے

الَّذِيْنَ، موصول عہدی -

اعْتَدَوْا، اصل اعتدیوا، ماضی ج م غ الاعتداء حد سے تجاوز کرنا - خلاف کرنا مصدر

مِنْكُمْ، من بیانیہ حالیہ -

فِي السَّبْتِ (در روز شنبہ - ہفتے میں -

سَبْت[۲]، روز شنبہ و بمعنی آسائش اے فی حکم السبت

---

[۱] قَدْ، یہ حرف ماضی پر داخل ہوکر تحقیق اور تاکید کے معنی دیتا ہے اور اکثر زیر امید کام کی تکمیل بیان کرتا ہے۔ [۲] سبت مصدر بمقام جزء اصل سبتت الیہود یعنی معظم سمجھا یہود نے سبت کو یا تعظیم کی انہوں نے سبت کی اور سبت کے لغوی معنی انفصال و قطع کے ہیں یہود کو حکم ہوا تھا کہ وہ شنبہ کے دن کو عبادت کے لئے خاص کریں اور دوسرے تمام کاروبار

فَقُلْنَا لَهُمْ

(پس گفتیم ایشان را۔ پس کہا ہم نے ان کو)

ف تعقیبیہ قلنا، ماضی ج م، ضل زاید

كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ

(بشوید بوزینگاں ذلیل و خوار۔ ہوجاؤ تم بندر۔ حقیر۔ پھٹکارے ہوئے)

كُوْنُوْا، ج م امر ناقص

قِرَدَةً، جمع قِرد۔ بروزن فعلة۔ اور یہ شاذ ہے کیونکہ فعل کی جمع قیاساً فعول کے وزن پر آتی ہے۔

خَاسِئِيْنَ، جمع خاسئ۔ وہ پھٹکارے جانور جنکو کوئی شخص اپنے پاس آنے دے۔ اس صفت سے اکثر کتوں اور خنزیروں کو موصوف کیا جاتا ہے الخسوء الصغار والذلة یہ متعدی ولازم دونوں طرح پر آتا ہے۔

خاسئ معنًا مبنی للمفعول بمعنی صاغر المبعد المطرود۔

فَجَعَلْنٰهَا

(پس ساختیم این قصہ را یا این عقوبت را۔ پھر بنادیا ہمنے اس حالت کو یا عذاب کو۔)

ف، تعقیبیہ یا فصیحہ۔

جعلنا، ماضی ج م

ھا، ضمیر مؤنث راجع بعقوبت یا حالت

نَكَالًا

(عبرت۔ بندش یا دہشت۔)

نکال، اسم تنکیل بمعنی چھوڑانا عادت مالوف کا، بمعنی قید و بند و رکاوٹ جب کسی شخص کو ایسی سزا دیجائے جس سے دوسرے عبرت پکڑیں تو کہتے ہیں "نکل بہ"

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

(برائے آنانکہ پیش دست بودند۔ انکے لئے جو اسکے ہمزماں یا ہمشہر ہیں)

لِمَا، ل۔ تعلیلیہ ما موصولہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۳) چھوڑ دیں۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور حیلوں سے مچھلیوں کا شکار کرتے رہے یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ہے ماخذ اسکا سبت بمعنی قطع ہے اور یا سبوت بمعنی راحت و سکون ہے اور کلام میں محذوف ہے اے فی حکم السبت۔

بَیْنَ ؛ سامنے - درمیان اسم ظرف
مکان مجازاً بمعنی زماں -
یَدَیۡ ؛ اصل یَدَیْنِ بوجہ اضافت
نون ساقط ہوا ہے - و مرجع ضمیر
اُمم یا جماعت -

فوائد لغات

(دہرا ئے اس قوم کو پس) الیشاں
بیاپند اور اُنکے لئے جو انکے بعد میں
مَا ؛ موصولہ - خلفت پس پشت پس

آیندہ -
(و پندے پرہیزگاراں را ، اور نصیحت
سے ڈرنے والوں کو)

موعظۃ للمتقین

مَوْعِظَۃً ؛ نصیحت دینا مصدر میمی
حاصل بالمصدر ، اور وہ ذکر جس سے
قلب متاثر ہو اور عمل کی طرف راغب
ہو سکے -
لِ ؛ بمعنی تخصیص - مُتَّقِیۡنَ ؛ جمع متقی

ف - بین ؛ راغب کہتا ہے کہ یہ لفظ دو چیزوں کے مابین اور انکے وسط میں خلل پانے کے لئے موضوع ہے قال اللہ تعالیٰ و جعلنا بینھما زرعًا (اور ان دونوں کے بیچ میں ہمنے کھیتی رکھی) اور کبھی یہ ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے - جیسا کہ ان آیات لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہٖ اور فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃً اور فاحکم بیننا بالحق میں ہے اور بین ظرفیت ان امور میں مستعمل ہوتا ہے جنکے لئے مسافت پائی جاتی ہو جیسا کہ بَیْنَ البلدین اور یا ان اشیا میں جنکی تعداد دو ہو یا زیادہ ہو مثلاً بین الرجلین اور بین القوم اور جو چیز وحدت کے معنی کی مقتضی ہوتی ہے اسکی جانب لفظ بین ظرفیہ کی اضافت صرف اس صورت میں ہوگی جبکہ وہ مکرر لایا جائے جس طرح قولہ تعالیٰ من بیننا و بینک حجاب اور فجعل بیننا و بینک موعدًا میں آیا ہے - ۱۲

خلاصہ مطولات و اتقان

پر تنبیہ کیجاتی ہے کہ اے بنی اسرائیل طبریہ کے کنارے پر شہر ایلیا کے رہنے والوں کی حالت اور ان کے قصہ سے کیا تم واقف نہیں؟ یہ لوگ موسوی شریعت کے پابند تھے اور ہفتہ کے دن کی تعظیم و تکریم اُن پر منجملہ شرعی فرائض کے تھی۔ کہ اُسدن کوئی دنیاوی کام نہ کریں بلکہ تمام دن عبادت اور یاد الٰہی میں گزاریں اور آرام لیں۔ مگر دنیاوی لالچ اور کثرتِ حرص نے پہلے تو انکو اس حیلے پر آمادہ کیا کہ ہفتہ کے دن شکار تو نہ کرتے مگر دریا کے کنارے حوض اور اوٹ بنا رکھتے اور دریا کی چڑھائی اور اسکے پُور کے وقت انکے دہانے کھولدیتے جس سے پانی اور مچھلیاں اُن میں بھر جاتیں اور اُترائی کے وقت اُن کے دہانوں پر جال لگادیتے جس سے پانی نکل جاتا اور مچھلیاں وہیں رہجاتیں تھیں انہیں اتوار کے دن پکڑ لیتے۔ اور آخر کار اس مبارک دن کی تعظیم و تکریم ہی سے درگزرے اور جھوٹی تاویلوں سے اسکی حلّت کے قائل ہوگئے یہانتک کہ حضرت داؤد علیہ السّلام پیغمبر ہوئے اُنھوں نے اظہار حق کیا اور وعظ و نصیحت بھی کی مگر وہ نہ سُدھرے اور غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے۔ ان کی صورتیں غیر مانوس اور پھٹکاری ہوئی ہوگئیں کوئی شخص انکو اپنے پاس آنے نہیں دیتا تھا اور وہ اسی ذلت اور حقارت ہی میں مر کھپ گئے۔ جس سے انکو دیکھکر اس زمانے کے لوگ متنبہ ہوگئے اور آیندہ آنے والے بھی ان کی حالت سے عبرت لیتے ہیں۔ اے بنی اسرائیل پیغمبر زمان کی مخالفت اور شریعت حقہ کا انکار کرنا اپنے ہاتھوں سے ہلاکت خریدکرنا ہے جسے کوئی عاقل پسند نہیں کرتا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ

وآں وقت کہ گفت موسیٰ بقوم خود ہر آئینہ خدا میفرماید شمارا

اور جب کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے کہ تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تمکو

اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ

بکشتن گاوے بگفتند آیا مارا مسخرا میگری

کہ ذبح کرو تم ایک بیل کو کہا انہوں نے کیا پکڑتا ہے تو ہمکو ٹھٹھا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○

گفت پناہ میگیرم بخدا از آنکہ باشم از نادانان

کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے یہ کہ ہوں میں جاہلوں سے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ

گفتند سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیان کند برائے ما چیست آں گاؤ گفت ہر آئینہ

کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل کہا تحقیق

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ

خدا میفرماید ہر آئینہ وے گاوے است نہ پیر و نہ ناز ا میانہ است

وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل نہ بوڑھا ہے نہ بچہ جوان ہے

بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○

درمیان ایں وآں پس بکنید آنچہ فرمودہ شدید

درمیاں میں اسکے پس کرو جو کچھ حکم کئے جاتے ہو

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی — اور آن وقت کہ گفت موسیٰ۔ اور یاد کرد جب کہا موسیٰ نے۔)

قَالَ، ماضی — مُوْسٰی، اسم عجمی غیر منصرف بوجہ عجمیت و علمیت

(مر قوم خود را - اپنی قوم کو)

قَوْم، گروہ مردان و زنان - جمع اَقْوَام اَقَادِم - جمع الجمع اَقَاوِیم و اقائم تصغیر قُوَیم -

(بدرستیکہ خدا میفرماید شما را - تحقیق اللہ تم کو حکم کرتا ہے -

اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ -

یَأْمُرُ، مض ا ع الامر اپنے کو اعلیٰ سمجھ کر مخاطب سے طلب فعل کرنا - مصدر ف - ص مہموز الفاء

اَمَرَ - یَامُرُ - اَمْرٌ - مَامُوْرٌ - مُرْ لَا تَامُرْ

(این کہ بکشید گاوے را - ذبح کرو تم کوئی ایک گائے) اسے بات تذبحوا -

اَنْ، حرف ناصب مضارع -

تَذْبَحُوْا، مض امر الذبح جیسے ج ح جانور کا گلا کاٹنا - ذبح کرنا مصدر ف - ذَبَحَ - یَذْبَحُ - ذَابِحٌ -

مَذْبُوْحٌ - اِذْبَحْ، لَا تَذْبَحْ -

بَقَرَۃ، بیل یا گائے ماخذ اس کا - بَقر بمعنی پھاڑنا و شق کرنا ہے چونکہ کھیتی کے وقت بیل کے ذریعہ سے زمین کو پھاڑا جاتا ہے - اس لئے اسے بقرہ کہتے ہیں - مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے - بقرات اور بُقُر جمع

(بگفتند - انھوں نے کہا) ماضی ج ع

(آیا می گیری ما را بسخرگی - کیا ہمیں ٹھٹھے میں پکڑتا ہے - یا ہمیں مسخرہ بناتا ہے) الاتخاذ بمعنی التصییر

ا - ہمزہ مظہر تعجب - تَتَّخِذُ مضارع ج ح

نا، ضمیر جمع متکلم -

ھُزُوا - دل لگی کرنا - مسخری کرنا مصدر بجائے مفعول مھزوبہ -

(گفت پناہ میگیرم بخدا - کہا میں خدا کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں - یا خدا کی پناہ)

قَالَ - ماضی اعوذ، مضارع

اَلْعَوْذُ۔ وَالعِیَاذَۃُ۔ کسی کی پناہ لینا مصدر ن۔ ض۔ اجوف۔ عَاذَ۔ یَعُوْذُ۔ عَائِذٌ۔ مَعُوْذٌ۔ عُذْ۔ لَا تَعُذْ

اَنْ اَکُوْنَ (ازاں کہ باشم۔ اس سے کہ ہوں میں) ان اکون، مضارع ناقص منصوب بانْ

مِنَ الْجٰھِلِیْنَ (از ناداناں۔ نادانوں سے) مِن، تفصلیہ۔ جاھلین، جمع جاہل شخص خفیف العقل وحقیر وبیہودہ۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا (گفتند سوال کن برائے ما۔ انہوں نے کہا ہمارے لئے سوال کر) اے سل لاجلنا۔ قَالُوا، ماضی ج ع اُدْعُ امر ح الدُّعَاءُ وَالدَّعْوَۃُ۔ بلانا۔ پکارنا۔ مصدر ن۔ ناقص معتل بمعنی اجل

رَبَّکَ (از پروردگار خود را۔ اپنے مالک سے) رَبّ، پرورندہ صفت مشبہ یا مصدر بمقام فاعل۔

یُبَیِّنْ لَنَا (بیان کند برائے ما۔ کہ بیان کرے ہمیں) اے یُبَیِّن لنا جواب ھٰذا السوال

یُبَیِّنْ، بیان کرے ظاہر وتصریح کرے۔ مضارع امر مجزوم بامر التبیین ظاہر کرنا ظاہر ہونا۔ مصدر تفعیل اجوف یائی۔ بَیَّنَ۔ یُبَیِّنُ۔ مُبَیِّنٌ۔ بَیِّنْ۔ لَا تُبَیِّنْ۔

مَا ھِیَ (چیست آں گاو۔ کیا ہے وہ گائے) یعنی وہ کیا شے ہے یا اسکی کیا حالت ہے۔ مَا ھِیَ، کلمہ مَا ھُوَ اور مَا ھِیَ اصطلاحاً حقیقت اشیاء کے سوال کیلئے مخصوص ہیں۔ لیکن اسجگہ ما ھی معنی کیف ہے۔ اے کیف ھٰذِہِ البقرۃ۔ اسلئے اسکے جواب میں صفات مفارقہ لائی گئی ہیں کیونکہ ماہیت ومسمی اسم ہر دو معلوم ہیں۔

قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ (بگفت ہرآئینہ آں میفرماید۔ کہا تحقیق وہ فرماتا ہے) قَال، ماضی ع۔ یَقُوْل، مضارع ع

اِنَّهَا بَقَرَۃٌ (کہ ہر آئینہ آں گاوے است۔ تحقیق وہ ایک ایسی گائے ہے۔)

بَقَرَۃً، بیل۔ البقرۃ ماخوذ من
البقر بمعنی الشق وھی تبقر الارض
للحراثۃ۔

لا فارض ولا بکر
(نہ پیر است ونہ جوان است۔ نہ بوڑھا
ہے اور نہ بچھڑا بن بیاہا)
فَارِضٌ، عمر رسیدہ۔ بوڑھا۔ وھی
مسنۃٌ لا تلدُ یقال فرضت البقرۃ
فروضًا من الفرض بمعنی القطع
کانہا انقطعت سنہا
بِکْرٌ، اول العمر اور وہ گائے یا بیل
جسنے جفتی نہ کھائی ہو۔ اور عورتوں میں
سے بکر وہ ہے جسکو مرد نے مس
نہیں کیا یہ دونوں اسم مخصوص
بذات بقرہ ہیں اسلئے آخر میں سے
ھا کو حذف کیا گیا ہے مثل حائض کے

عوان بین ذلک
(درمیان این وآن است۔ اسکے
بین بین ہے)
عَوَانٌ، میانہ سال اور ہر شے کو
اپنی نصف عمر کو پہونچ چکی ہو یقال
عونت المرأۃ اذا زادت علی
الثلاثین جمع عُون
بَیْنَ، اسم ظرف فاصل میان دو چیز
جامع ہر دو۔ درمیانی حد مشترک
میان حدود۔
ذٰلِكَ، اے لا فارض ولا بکر
بتاویل ما ذکر۔

فافعلوا
(بکنید۔ بجالاؤ۔ ج ح۔ امر۔ الفعل
العمل کام کرنا مصدر ف
فَعَلَ۔ یَفْعَلُ۔ فَاعِلٌ۔ مفعولٌ
اِفْعَلْ۔ لا تَفْعَلْ۔

ما تؤمرون
(آنچہ فرمودہ شدید۔ جو کچھ حکم کئے
جاتے ہو۔ یا جو تمکو حکم ہوا ہے۔)
اے ما تؤمرونہ بمعنی ما تؤمرون بہ
ما، موصولہ یا مصدریہ تؤمرون ج ح مضارع مجہول

التركيب
و اذ، ظرفیہ متعلق باذکروا محذوف
قَالَ، ...... فعل
موسیٰ، ...... فاعل
لِقَوْمِہٖ، جار مجرور ظرف لغو

اِنَّ، مشبہ بفعل
اللّٰہ، ..... اسم
یامرُ، فعل مع الفاعل
کم، ... مفعول اول
اَن تذبحوا بقرۃ۔
بنفسہ متعلق
بمقام مفعول دوم۔ اسے بان
تذبحوا۔ بحذف حرف
قَالُوا، ..... فعل مع الفاعل
ا تتخذُ، ... فعل با فاعل
نا، ... مفعول اول
ھزوًا، ... مفعول دوم
۲ کانہ قیل فماذا صنعوا ھل
سارعوا الی الامتثال ام
لافاجیب بذلک۔
قال، .... فعل مع الفاعل
اعوذ، ... فعل با فاعل
باللّٰہِ، جار مجرور ظرف لغو
اَن اکونَ، فعل ناقص منصوب

انا، ضمیر ..... اسم
مِن الجاھلین، خبر
قَالُوا، ..... فعل مع الفاعل
ادعُ، .... فعل با فاعل
لنا، جار مجرور ظرف لغو
ربک، ..... مفعول
یبیّن، ..... فعل با فاعل
لنا، ..... ظرف لغو
ما۔ خبر مقدم
ھی۔ مبتدا موخر
قال، ..... فعل مع الفاعل
اِنّ، مشبہ بفعل ہ، اسم
یقول، فعل مع الفاعل
انھا بقرۃ الخ مفعول
ان، ..... مشبہ بفعل
ھا، .... ضمیر اسم
بقرۃ، .... موصوف
لافارض، صفت اول
لابکر، .. صفت دوم

عَوَانٌ، ..... مبتدا
بَیْنَ ذٰلِکَ متعلق کائن خبر
لَا فَارِضٌ، اسے لَا هِیَ فَارِضٌ و
لَا هِیَ بِکْرٌ۔ ہر دو جملہ اسمیہ وصفت بقرہ
فَافْعَلُوْا، ..... فعل مع الفاعل
مَا، ..... موصولہ
تُؤْمَرُوْنَ، جملہ فعلیہ صلہ

تُؤْمَرُوْنَ، فعل با فاعل
ہ، ضمیر محذوف مفعول } جملہ فعلیہ
اسے ما تؤمرونہ اور ما تؤمرون بہ
ویا مَا، .... مصدریہ
تُؤْمَرُوْنَ، جملہ بتاویل مصدر ہے
اسے فافعلوا امر کہا اور مصدر بمعنی
مفعول ہے۔

لہ۔ لَا فارض ولا بکر۔ ہر دو جملہ اسمیہ وصفت بقرہ۔ یہاں پر ایک سوال ہے۔ کہ مدلول لا فارض ولا بکر بعینہ مدلول عوان ہے کیونکہ جو چیز نہ خردسال ہو اور نہ بوڑھی ضرور ہے کہ وہ میانہ سال ہی ہوگی۔ لہذا لا فارض ولا بکر کے بعد عوان کا لفظ محض تکرار ہے۔ ایسے ہی عوان اور بین ذلک کا مدلول شے واحد ہے۔ اس تقدیر پر ایک آیت میں دو تکرار لازم آتے ہیں اساتذہ نے کہا ہے کہ مدلول لا فارض ولا بکر یہ ہے کہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ جوان اور یہ عام ہے اس سے کہ گوسالہ نہایت ہی کم سن بچھڑا ہو یا پورا جوان ہو لہذا رفع احتمال اول کے لئے عوان کہا گیا۔ اور چونکہ میانہ سالی کا درجہ بھی اعم ہے کہ وہ وسط حقیقی میں ہو یا بڑھاپے اور جوانی کے دو طرفوں میں سے کسی ایک جانب پر مائل ہو۔ اس لئے احتمال اول کی تعیین اور باقی دونوں احتمالوں کے رفع کے لئے بین ذلک کہا گیا اور یہ تکرار نہیں ہے۔

———

ف - واذ قال الخ ان آیات ہیں بنی اسرائیل کی شوخی اور بے باکی کا ذکر ہے - چونکہ یہ لوگ صدق دل سے پابند شریعت نہ ہوتے تھے اسلئے ہر مسئلہ میں خواہ مخواہ شکوک پیدا کرتے اور لاطائل شبہات سے پیغمبر وقت کو تنگ کیا کرتے تھے - اس قوم میں ایک یہودی بڑا مالدار تھا اور اس کا حقیقی وارث نہ تھا - اسکے بھتیجوں نے سیخ سے ورثہ حاصل کرنے کے لیئے اسے مار ڈالا اور پھر خود ہی شور و واویلا کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قضیہ لاکر قصاص کے مدعی ہوئے حضرت موسے علیہ السلام نے بذریعہ الہام فرمایا کہ ایک بیل ذبح کردو - اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول پر رکھہ دینا - وہ خود بخود اپنا قاتل بتادیگا - لیکن مدعی افشائے راز کے خوف سے یہ چاہتے تھے کہ حضرت موسے علیہ السلام سے یہ فیصلہ نہ ہونے پائے اس لئے وہ آپ کی ہر ایک بات کو مشکوک بنانے اور اوس پر بیجا نکتہ چینی کرنے لگے بولے آے موسیٰ کیا ہمیں مسخرا بنانا ہے بھلا مقتول کے نام اور گائے ذبح کرنے میں کونسا علاقہ ہے - آپ نے فرمایا استفسار مسئلہ کے وقت تمسخر کرنا جاہلوں کا کام ہے - میں سچ کہتا ہوں یہ فیصلہ اسی طرح ہوگا - کہنے لگے پھر بیل تو ہزاروں ہیں کچھ اس گائے کی تمیز اور نشانی بتاؤ - آپ نے فرمایا - وہ بیل متوسط عمر کا ہے نہ بالکل الہڑ ہے - نہ بوڑھا - مناسب ہے کہ تم اس کام کو کر گذرو - مگر چونکہ انہیں اس کام کا کرنا مقصود ہی نہ تھا پھر کہنے لگے اچھا بتاؤ تو اس کا رنگ کیسا ہے آپ نے فرمایا اس کا رنگ پکا زرد اور چمکدار ہے (ڈھڈھا) اپنی رنگینی اور

اور شوخی سے دیکھنے والوں کے دلوں میں فرحت اور سرور پیدا کرتا ہے کہنے لگے۔ اے موسیٰ اس قسم کے تو بہت سے گائے بیل ہیں ذرا اچھی طرح سے سمجھائیے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی قلبہ رانی یا بارکشی میں جوتا نہیں گیا اور ہر قسم کی محنت و مشقت سے ابھی آزاد ہے تمام ایک رنگ ہے۔ اس کے بدن پر کوئی داغ یا دھبہ نہیں۔ یہ سنکر چپ ہوئے اور لوگوں کی سرزنش سے ڈرے آخرکار بیل ذبح کیا گیا۔

اور واضح ہو کہ گائے ذبح کرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک یہ بھی مقصود تھا کہ ابھی قوم کے دلوں میں گوسالہ پرستی کی بو باقی تھی جس سے وہ گائے کی عظمت کیا کرتے تھے قولہ تعالےٰ واشربوا فی قلوبہم العجل اور آپ اس اثر کو مٹانا چاہتے تھے۔ غرض ایراد قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل جس قدر اپنے آبا و اجداد پہ فخر و ناز کرتی ہیں اوسیقدر ان اوضاع و اخلاق اور اطوار سے دور اور الگ ہوتے جاتی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ خواب الہام ہوا۔ کہ ہماری خوشنودی اور رضا میں اپنے پیارے فرزند کو ذبح کرو اور آنجناب فی الفور مستعد ہو گئے اور جب آپ نے اپنے فرزند ارجمند سے قصۂ خواب بیان کیا۔ تو وہ بھی سنتے ہی راضی برضائے الٰہی ہو گئے۔ نہ انھوں نے کچھہ تردد کیا اور نہ یہ بہانہ کیا کہ چونکہ مدار خواب اکثر وہم و خیال پر ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خواب الہام ربانی نہ ہو مناسب ہے کہ تا الہام ثانی تاخیر کیجائے۔ بلکہ انھوں نے اپنے والد سے زیادہ مستعدی کو ظاہر کیا۔ اب یہ انھیں کے پس ماندہ ہیں۔ کہ ایک گائے کے ذبح کرنے میں ہزاروں حیلے اور شکوک پیدا کرتے ہیں ۱۲

ف۲ یبیّن لنا ماھی الخ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں۔ درایں جا سوالے است کہ اہل تفسیر میکنند۔ حاصلش آنکہ سوال بلفظ ما در لغت عرب برای طلب حقیقت چیزے باشد۔ و تعریف حقیقت نمی شود الا با جزاء حقیقیۃ و مقومات حدیہ او یا بخواص و لوازم نوعیہ او نہ بصفات مفارقہ چنانچہ در کلام وارد شدہ و حاصل جواب آنکہ غرض بنی اسرائیل ازیں سوال طلب ماہیت نوعیہ بقر نبود چہ شنیدہ بودند کہ آں بقرہ است و نہ طلب اجزاے حدیہ او۔ کہ حقیقت گاؤ را نیز میدانستند پس سوال نبود مگر از مشخصات و لیکن سوال مشخصات غیر ذوی العقول بلفظ ای می آید نہ بلفظ ما۔ و لہذا گفتہ اند۔ شاید ایشاں حقیقت شخصیہ را بجاے حقیقت نوعیہ قائم کردہ سوال بما نمودہ اند۔ زیرا کہ شخص من حیث ہو شخص نیز حقیقتے دارد و رائے حقیقت نوعیہ یا برائے آں ماھی۔ گفتند کہ سوال از جزئیات و عوارض مشخصۂ آنہا در ذوی العقول بلفظ من می آید میگویند من زید من عمرو و درایں جا چوں سوالے از جزئی غیر ذو العقول بود لفظ ما را بجاے لفظ من آوردند و اندفاع ایں سوال از اصل آن است کہ ایشاں چوں ایں خواص عجیبۂ آں گاؤ بشنیدند گماں بردند کہ حقیقت آں گاؤ مغائر حقیقت گاوان متعارف است اگرچہ صورت و نام گاؤ دارد و بنا بر لفظ ماھی سوال کردند پس حضرت موسیٰ برائے استکشاف ایں معنیٰ فرمود کہ آں گاوے است از جنس گاوان متعارف و حقیقتے دیگر ندارد و ایں خاصہ عجیبہ دراں گاؤ باعتبار خصوص ماہیتے یا باعتبار صفتے زاید نیست مگر آنکہ باعتبار سن و عمر کمالے در وے متحقق است و گفتہ اند لفظ ھی درایں جا بمعنے کیف است اے ھذہ البقرۃ

(عزیزی)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ

گفتند سوال کن برائے ما از پروردگار تا بیاں کند برائے ما چیست رنگ آں گاؤ گفت

کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے رنگ اسکا کہا

إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

ہر آئینہ خدا میفرماید کہ وے گاوے است زرد نیک زرد است رنگ آں

تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے زرد رنگ چمکتا ہے ڈھڈہا ہے رنگ اسکا

تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ﴿٦٥﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

خوش میکند بینندگاں را گفتند سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیاں کند

خوش کرتا ہے دیکھنے والوں کو کہا انہوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے

مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ

برائے ما چہ کارہ است آں گاؤ ہر آئینہ گاؤاں مشتبہ شدند بر ما و ہر آئینہ اگر خواستہ است

واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گیا ہے اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا

اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

خدا راہ یافتگانیم گفت ہر آئینہ خدا میفرماید کہ وے گاوے است

اللہ نے البتہ راہ پانے والے ہیں کہا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے

لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ

نہ محنت کشیدہ کہ شگافندہ زمین را و نہ آب میدہد زراعت را

نہ جوتا ہوا کہ پھاڑے زمیں کو اور نہ پانی پلاتا ہو کھیتی کو

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ

سلامت است ہیچ خال نیست در وے گفتند الحال آوردی سخن درست

تندرست است نہیں ہے داغ ہیچ اسکے کہا انہوں نے اب لایا تو سچ

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

پس ذبح کردند ونزدیک نہ بودند از اں کنند

پس ذبح کیا انہوں نے اسکو اور نہ نزدیک تھے کہ کریں۔

قالوا ادع لنا ربك يبين لنا۔
(بگفتند سوال کن اللہ برائے ما پروردگار
خودرا تا بیان کند برائے ما۔
انہوں نے کہا پوچھ یا دعا کر ہمارے
لئے رب اپنے سے کہ بیان کرے
ہمارے لئے)

ما لونها
(چیست رنگ آں۔ کیا ہے یا کیسا
ہے رنگ اس کا)
ما، استفہامیہ۔ لون، رنگ جمع
الوان۔

قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها
(بگفت ہر آئینہ خدا میفرماید کہ آں
گاوے است کہا تحقیق خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسا بیل ہے
(زرد نیک زرد است رنگ آں
زرد ڈھڈھا ہے رنگ اس کا۔
صَفْرَآءُ، مؤنث اصفر زرد رنگ
کی چیز۔
فَاقِعٌ۔ خالص زرد۔ نہایت شوخ
صفت مشبہ۔ لغت عرب میں ہر رنگ
کی قوت اور صفائی کے لئے خاص
خاص لفظ معین ہیں جس سے رنگوں
کی قوت اور صفائی کا پورا پورا بیان
ہو سکتا ہے کہتے ہیں احمر قانی
اصفر فاقع۔ اسود حالك۔
اخضر دارق و ناضر۔ ابیض
ناصع و يقق۔ لہذا معنی فقوع۔
صفا و تیزی رنگ زرد ہے خاصتہً
اور دوسرے رنگ میں اس کا استعمال
جائز نہیں۔

تسر الناظرين
(خوش میکند بینندگاں را۔ خوش
آتی ہے دیکھنے والوں کو)
تَسُرُّ، خوش آتی ہے۔ بھاتی ہے

مصدر السُّرُوْرُ والمَسَرَّۃُ شاد مان کرنا۔ خوش ہونا۔ سرور اُس لذت کا نام ہے جو حصول توقع کے وقت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مصدر ف۔ ض۔ مضاعف سَرَّ۔ یَسُرُّ۔ سارٌّ۔ مَسْرُوْرٌ۔ اُسْرُرْ۔ لَا تَسْرُرْ

النَّاظِرِیْنَ۔ جمع ناظر۔ نظارہ کرنے والا

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ

(گفتند سوال کن برائے ما از خدائے خود تا بیان کند برائے ما چہ کارہ است آن۔ انہوں نے کہا پوچھ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے کہ بیان کرے ہم پر کس قسم سے ہے وہ گاؤ یا سمجھا دے کہ کیا ہے وہ۔

هذا تکریرٌ للسوال الاول و استکشاف زائد۔

إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا

(تحقیق کہ گاوان مشتبہ شدہ اند بر ما۔ البتہ گائیں مشتبہ ہوئی ہیں ہم پر

اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ۔

البقر، جمع بقرۃ بیل و گائے یہ لفظ مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے تَشَابَہَ۔ ولم یقل تشابہت علی أن البقر جمعٌ وفیہ ثلاثۃ اقوال۔ احدھا انہ ذکر بتذکیر لفظ البقر کقولہ کانھم اعجاز نخل منقعر قال سیبویہ کل جمع حروفہ اقل من حروف واحدہ إن العرب یذکرہ واحتج بقول اعشی ودع ھریرۃ ان الرکب مرتحل ولم یقل مرتحلون۔ وقال الزجاج معناہ إن جنس البقرۃ تشابہ علینا۔

تَشَابَہَ، مشتبہ ہوا۔ حل گیا ماضی ع التَّشَابُہُ ایک دوسرے کے مانند ہونا۔ مصدر تفاعل۔ تَشَابَہَ، یَتَشَابَہُ مُتَشَابِہٌ۔ تَشَابَہْ۔ لَا تَتَشَابَہْ۔

وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ

(وہر آئینہ ما اگر خواستہ خدا است اور بیشک ہم اگر چاہا اللہ نے)

اِنَّا (اِنَّ۔ نَا) اِنَّ حرف مشبہ

بفعل مع ضمیر۔

اِنْ، حرف شرط شَآءَ ماضی۔ ع

اَلْمَشِیْئَۃُ۔ والمَشِیْءُ چاہنا ارادہ کرنا

مصدر ک۔ ف اجوف مہموز اللام

یقال شاءہ شَیْئًا ومَشِیْئَۃً ومَشَاءَۃً

ومَشَائِیَۃً۔ اے ارادہ۔

مُھْتَدُوْنَ (البتہ راہ یافتگانیم۔ ہم راہ پانے والے ہیں۔)

ل۔ ابتدائیہ۔ مھتدون جمع مھتدی

قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا (بگفت کہ خدا میفرماید۔ کہا تحقیق وہ کہتا ہے)

قَالَ، ماضی۔ ع یَقُوْلُ، مضارع۔ ع

بَقَرَۃٌ (کہ آن گاویست۔ تحقیق وہ ایسا بیل ہے)

بقرۃ، مراد نر گاؤ بنظر وصف۔

لَا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ اور تائے کلمہ تائے وحدت ہے نہ تائے تانیث مثل

سلہ۔ بقرہ۔ مفسرین نے کہا ہے کہ بقرہ سے مراد نر گاؤ ہے بنظر وصف لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث اور تائے کلمہ تائے وحدت ہے تائے تانیث نہیں مثل تمرۃ وحمامۃ وعصفورۃ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مذکر کو لفظ مؤنث سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کے لئے ضمیر مؤنث لاتے ہیں۔ جیسے کہ لفظ دابۃ کے لیئے ضمیر مؤنث لاتے ہیں۔ اگرچہ اس سے اسپ نر مراد لیے گئے اور ذکور ہیں بکر اس حیوان مذکور کو کہتے ہیں جس نے مادہ کے ساتھ ابھی جفتی نہ کی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ بقرہ سے مراد اس جگہ مادہ گاؤ ہے بنظر لفظ بقرۃ وضمائر و بنظر وصف بکارت کیونکہ بکر نا زائیدہ حیوان کو کہتے ہیں اور وہ جو کہ بطریق تقابل عدم ملکہ صلاحیت زائیدگی کا مقتضی ہو اور نر گاؤ اصلاً یہ صلاحیت نہیں رکھتا اسلئے اسے لا بکر نہیں کہہ سکتے اور وصف لا ذلول تثیر الارض الخ اگرچہ بظاہر مادہ گاؤ کی صفت نہیں ہوسکتی کہ بحسب عادت عرف قلبہ رانی وآب کشی ہمہ بیل ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ عرف وعادت ازمنہ وامکنہ کے لحاظ سے متفاوت اور

عصفورۃ - اور کہتے ہیں بقرہ سے مراد مادہ گاؤ ہے بنظر لفظ بقرہ وضمائر و بنظر وصف بکارت -

ذلول (نہ محنت کشیدہ - رام گشتہ - محنتی - نہ سدھا ہوا)

لا بمعنی غیر ذلول صیغہ مبالغہ عاجز مطیع اور جو محنت وجفاکشی کا عادی ہوچکا ہے یقال دابۃ ذلول بینۃ الذل بالکسر و رجل ذلول بین الذل بالضم - ۱۲

تثیر الارض (کہ شوراند زمیں را - کہل سے زمیں پھاڑے - یا زمیں باہے) یا یہ کہ وہ مٹی اکھارتا ہے سینگوں اور کھروں کے زور سے جبکہ اکثر بیل مقابلہ کے وقت کیا کرتے ہیں -

تثیر، پھاڑتا ہے - مضارع - الاثارۃ زمیں کا ابھارنا - پھاڑنا - اور زراعت کے لئے زیر و زبر کرنا یقال اثوتہ اے هیجتہ - مصدر - افعال اجوف آثار - یثیر - مثیر - مثار - آثر لا تثر -

تسقی الحرث (نہ آب میدہد زراعت را - اور نہ پانی پلاتا ہے کھیت کو -)

(لا زائدہ بمعنی غیر و تقدیر عبارت ہے ۱۲)

لا تسقی مضارع سقی السقی - والسقایۃ پینے کے لئے پانی دینا اور کبھی سقی بمعنی اسقی فی الارض آتا ہے - مصدر ض ناقص سقی - یسقی - ساق - مسقی - اسق لا تسق -

الحرث، وہ زمیں جو زراعت وکھیتی کیلئے

مختلف ہوتے ہیں - اسلئے ممکن ہے کہ اس وقت اور ان شہروں میں مادہ گاؤ سے بھی یہ کام لیا جاتا ہو - حق یہ ہے کہ بقرہ اسم جنس جمعی ہے اس میں اور اس کے واحد میں بواسطہ حرف تا فرق کیا جاتا ہے اور ایسے لفظ کے لئے تذکیر و تانیث کا لانا صحیح ہے مثل نخل منقعر - والنخل باسقات جمع اسکی اباقر و بواقر آتی ہے اور اس حیوان کو بقرہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ زمین کو کھیتی کے لئے پھاڑتا ہے ۱۲

(بقیہ از صفحہ ۳۷۰)

تیار کی گئی ہے۔ جمع حروث

مُسَلَّمَۃٌ، (بازداشتہ شدہ۔ سلامت۔ تندرست یا تکالیف سے بچا ہوا۔ صحیح الاعضاء)

لَّا شِيَةَ فِيهَا (ہیچ داغ یا خال دروے نیست۔ کوئی داغ اس میں نہیں ہے)

لا، حرف نفی جنس مراد نفی کلی صفت شِيَةَ، اصل وشیًا واؤ مضارع کے اتباع سے حذف کیگئی ہے۔ اور مضارع میں یا اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے سے حذف ہوئی ہے وشیۃ علی وزن عدۃ من وشی یشی وشیًا وشیۃً فھو واشٍ اذا خلط بلونہ لونٌ آخر عرب میں دو رنگ یعنی سفید و سیاہ وغیرہ رنگ والے جانور کے لئے خاص خاص نام مقرر ہیں ابلق بیل کو ثورا شیہ اور ابلق گھوڑے کو فرس ابلق مینڈے کو کبش اخرج اور بکری کو تیس ابرق اور کوّے کو غراب ابقع کہتے ہیں بحر روح المعانی۔ وقال الجوزی الوشی النقش مصدر بمعنی مختلف رنگ آپس میں ملانا۔ نقش کرنا ف ک لفیف مقرون

فِيهَا، مرجع ضمیر بقرہ ہے۔

قَالُوا الْآنَ (گفتند الحال۔ انہوں نے کہا اب)

قَالُوا، ماضی ج۔ الْآن، اسم ظرف زمان ال، عہدی حضوری یا زائد[۱۲]۔ آن، جزو غیر

ف[۱] - آن، اسم ظرف زمان اصل میں آن زمانہ کے کسی ایک غیر منقسم جزو کا نام ہے۔ وہ جزو زمانہ گزشتہ میں فرض کیجائے یا زمانہ آیندہ میں لیکن لام عہدیہ سے معرف کئے جانے کے بعد اس سے خاص جزو معین و معہود درمیان مخاطب و متکلم مراد ہوتی ہے جیسے یہاں پر جزو حاضر زمانہ مراد ہے اور بعد دخول لام عہدیہ اس لفظ کا استعمال ظروف غیر متمکنہ کے لئے ہوتا ہے اور مثل الیوم دوا لساعۃ منصوب بالابا جاتا ہے[۱۲]

ف[۲] - یا زائد و مبنی بوجہ تضمن حرف اشارہ جسکے معنی ھذا الوقت کے ہو سکتے ہیں ویا معروف بلام مقدر تعریفیہ و مبنی

منقسم زمانہ و مبہم - مراد زمانہ حاضر بوجہ عہد
اور یہ لازم البناء ہے فتح پر اور بغیر
آل اسکا استعمال جائز نہیں اور یہ مقتضی
حال ہے اور کبھی استقبال میں استعمال
ہوتا ہے مثل فالآن باشر وھن
کیونکہ امر نص ہے استقبال کیلئے
(اور وہی امر درست لایا تو صحیح بات)

جئت بالحق

جِئْتَ - ماضی ا ج - اصل جَیَئْتَ
المجیئ - وَالْمَجِیْئَۃُ آنا مصدر ف
ک - اجوف مہموز اللام - جَاءَ
یَجِیْءُ - جَاءٍ - مَجِیْءٌ - جِیْءُ - لَا تَجِیْءُ
یقال جاء مَجِیْئًا وجَیْأً وجَیْأَۃً
اے - آئی - ب تعدیہ یا بمعنی مع ای معا لحق

الحق، صفت مشبہ بمعنی ثابت و ال
استغراقی اے الآن جئت بجمیع ما ثبت
لہا من اوصافہا - لا بمعنی خلاف باطل (شیخ)

فذبحوہا

زیں ذبح کروند - پھر ذبح کیا انھوں
نے)

ف، فصیحہ معطوف ہے محذوف پر
اے فطلبوا البقرۃ الموصوفۃ فذبحوا
ذَبَحُوا، ماضی ج ع - مصدر الذبح ص

وما کادوا یفعلون

(و نزدیک نہ بودند از آں کہ کنند
و یا نمیخواستند کہ کنند ایں کار را -
اور نہ لگتے تھے کہ کریں -
ماکادوا، ای ما کادوا یذبحون -
وہ قریب تھی - ان سے امید نہ تھی) کادوا[1] ماضی ج ع

[1] کادوا، یہ فعل افعال مقاربہ سے ہے جو اس غرض کے لئے وضع کئے گئے ہیں کہ فاعل کے لئے قرب حصول خبر کو ظاہر کریں عمل میں یہ افعال ناقصہ کے مشابہ ہیں لیکن اکثر انکی خبر میں فعل مضارع واقع ہوتا ہے اور جب کلمۂ نفی اسپر داخل ہوتا ہے تو اس وقت صرف قرب حصول خبر کی نفی مراد ہوتی ہے اور ثبوت حصول دوسرے قرینہ سے لیا جاتا ہے اگر ہو سکے لہذا ما کادوا یفعلون کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ذبح کرنیکی انکی مرضی نہ تھی یا ان سے ذبح کرنیکی امید نہ تھی جو قبل ذبح انکے تردد اور رد و قبول کا ایک لازمی نتیجہ ہے اتقان میں ہے کہ دیگر افعال کی طرح کاد کی نفی

یہ اُن افعال سے ہے جو بیان کرتے ہیں کہ عمل واقع ہونے کے قریب ہے۔ مشابہ ہے افعال ناقصہ کے ساتھ عمل ہیں۔

یفعلون، مضارع ج مصدر الفعل

قالوا، ...... فعل بافاعل

ادعُ، ... فعل بافاعل

لنا، .... ظرف

ربک، ... مفعول

یُبیّن، فعل مع الفاعل

لنا، ...... ظرف لغو

ھا، .. مبتدا

لونُھا، خبر

قال، ... فعل مع الفاعل ....

انه، حرف مشبہ بفعل مع الاسم

یقول، فعل مع الفاعل

ان، مشبہ بفعل

ھا، ضمیر مونث اسم

بقرۃ صفراء الخ خبر

بقرۃ، موصوف۔ صفراء صفت

فاقعٌ، ...... خبر دوم صفت

لونھا، .... مبتدا

کبھی نفی اور اس کا اثبات بھی اثبات ہی کے معنی میں آتا ہے چنانچہ کاد یفعل کے معنی ہیں "قَارَبَ الفعلَ وَلَمْ یفعل" کام کرنے کے قریب ہوا اور اس نے نہیں کیا اور ما کاد یفعل کے معنی ہونگے "ماقَارَبَ الفعلَ فضلاً عن ان یفعل" کام کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکا کرنا تو کجا) لہذا مقاربت کی نفی سے عقلاً فعل ہی کی نفی لازم آتی ہے پس آیت مبحوث عنہا اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ شروع شروع میں بنی اسرائیل کی یہ حالت تھی کہ وہ گاے ذبح کرنے سے بھاگتے تھے اور اس جگہ فعل کا اثبات ایک دوسری دلیل سے مفہوم ہوا ہے اور وہ یہ ہے (فذبحوھا) پس انہوں نے اسکو ذبح کیا۔۱۲ اتقان سیوطی ۔

تَشُرُّ، فعل مع الفاعل
النّاظرین، مفعول
(صفت سوم)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ، جملہ فعلیہ امر
يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ، جملہ فعلیہ جواب امر

ان، ۔ ۔ ۔ ۔ مشبہ بالفعل
البقر، ۔ ۔ ۔ ۔ اسم
تَشَابَهَ، فعل مع الفاعل
عَلَيْنَا، ظرف لغو
(خبر)

ان، ۔ ۔ ۔ ۔ مشبہ بالفعل
نا، ۔ ۔ ۔ ۔ ضمیر اسم
لمهتدون، ۔ ۔ ۔ ۔ خبر

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ہدایتنا۔ مفعول
محذوف شرط موخر

قَالَ، ۔ ۔ ۔ ۔ فعل مع الفاعل۔
ان، مشبہ بالفعل ہٗ، ضمیر اسم
يَقُولُ، فعل مع الفاعل
انها بقرة لا ذلول الخ، مقولہ

بَقَرَةٌ، ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف
لا، حرف نفی۔
ذَلُولٌ، ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف
تُثِيرُ[1] فعل مع الفاعل
الارض، مفعول
(صفت (۱))
ولا تسقی الحرث (معطوف)
مُسَلَّمَةٌ، ۔ ۔ ۔ ۔ صفت دوم
لا، نفی جنس شِيَةَ، اسم
فيها، متعلق كائنة، خبر
(صفت سوم)

اے بقرة لا ذلول مثيرة
ولا ساقية ومسلمة ويا تثير
الارض ولا تسقی الحرث ہردو
جملہ حال ہیں ضمیر ذلول سے اے
لا تذل، فی حال اثارتها۔
ویا لا، حرف نفی، هی، مبتدا
ذلول، ۔ ۔ ۔ ۔ خبر

[1] تثیر الارض ہے تثیر الارض للحراثة وقیل معناه تثیر الارض بغیر الحرث بطرا و مرحًا ومن عادة البقر اذا بطرت تضرب بقرونها واظلافها فتثیر تراب الارض۔

فیکون هذا من تمام قوله لا ذلول

اسی طرح لَّا تَسْقِی الْحَرْثَ اور مُسَلَّمَةٌ
جملہ اسمیہ ہوکر صفت ہیں۔
قَالُوْا، ..... فعل مع الفاعل
الْاٰنَ، .... مبتدا
جِئْتَ، فعل با فاعل
بِالْحَقِّ، مفعول بہ
اے جئت الحق یا ذکرت الحق
ویا جئت، فعل با فاعل ضمیر ذوالحال

بالحق، اے مع الحق۔ حال۔
اے جئت ومعک الحق۔
ف۔ ذَبَحُوْهَا، جملہ فعلیہ معطوف بر محذوف
اے حصلوا البقرۃ المنعوتۃ وذبحوھا
و۔ مَا كَادُوْا، ... فعل مقارب
ضمیر اسکی، .... اسم
یَفْعَلُوْنَ، اے یفعلونہ جملہ خبر

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ
و آں وقت کہ کشتید شخصے را پس نزاع کردید در وے و خدا بیرون آرندہ است
اور جب مار ڈالا تمنے ایک جان کو پس اختلاف کیا تمنے بیچ اسکے اور اللہ نکالنے والا ہے

مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٦٨﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا
چیزے را کہ پنہاں میکردید پس فرمودیم بزنید آں شخص را بعضوے از گاؤ
جو تھے تم چھپاتے پس کہا ہم نے مارو اسکو ساتھ ایک ٹکڑے اسکے کے

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
ایں طور زندہ میکند خدا مردگاں را و مینماید شمارا نشانہاے خود تا بود کہ
اسیطرح زندہ کرتا ہے اللہ مُردوں کو اور دکھاتا ہے تمکو نشانیاں اپنی تو کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
دریابید باز سخت شد دلہاے شما بعد
سمجھو پھر سخت ہوگئے دل تمہارے پیچھے

ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ

ازیں پس آنہا مانند سنگ اند بلکہ زیادہ تر در سختی

اسکے پس وہ مانند پتھروں کے ہیں یا زیادہ سختی میں

(وآں وقت کہ کشتید شخصے را - اور یاد کرو جب مار ڈالا تم نے ایک شخص کو) قَتَلْتُمْ، ماضی - القتل ناحق خون گرانا یقال - قتلہ قتلًا و تقتالًا اسے اماتہ -

(پس نزاع و اختلاف کردید - در وے - پھر اختلاف کیا تم نے اُس میں) ف - اِدَّارَءْتُمْ، ماضی (تدارءتم) التدارءُ بایکدیگر خلاف کردن، ایک دوسرے پر ٹالنا - اختلاف کرنا - مصدر تفاعل - مہموز اللام - اِدّارَءَ یدّارءُ - مُدّارءٌ - اِدّارءٌ - لا تدّارءْ -

یقال داراہ - مداراۃ اسے دافعہ ولا یتہ ولاطفہ وخادعہ فیہما، اسے فی نفس المقتول -

(و خدا برآرندہ است - اور اللہ ظاہر کرنے والا ہے -) مُخْرِجٌ، اسم - فاعل ظاہر کرنے والا - برآرندہ -

(آں چیز را کہ پنہاں میکردید - جسکو تم چھپاتے تھے) اسے تکتمونہ مَّا، موصول عہدی - مراد امر قتیل یا قاتل -

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ - ماضی استمراری -

ف۔ تدارءتم - ادّارءتم اصل تدارءتم ہے درء بمعنی دفع سے ماخوذ ہے ت و د قریب المخرج حروف کے جمع ہونے سے ادغام کے ارادے پر تا کو دال بنا کر اسے ساکن کئے ہیں اور بعد میں ہمزہ وصل لائے ہیں اور یہ قاعدہ عام ہے ہر فعل کے لئے جو تفاعل اور تفعل کے وزن

فقلنا اضربوہ

(پس بفرمودیم بزنید ایں قتیل را بپارۂ) کہا ہم نے مارو اس مقتول کو)

ف - قلنا ج م مضی القول مصدر ف - ض - اجوف -

اضربوا - امر ج م ح و مرجع ضمیر نفس بتاویل شخص اور کہا ہے کہ تذکیر ضمیر باعتبار تذکیر معنی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب لفظ مذکر اور معنی مؤنث یا اس کا بالعکس ہو تو دونوں وجہ صحیح ہوتی ہیں ضمیر مذکر لائیں خواہ مؤنث

ببعضہا

(بہ عضوے از گاو - اسکے کسی ٹکڑے کے ساتھ -)

ب صلہ - بعض - ایک حصہ - کوئی ٹکڑا

ھا ضمیر مؤنث راجع بہ بقرۃ و نزد بعض نفس -

کذلک

(ہمچنین - اسی طرح -

ک - حرف بمعنی مثل اسے مثل احیاء ذلک المقتول -

یحیی اللہ

(زندہ میکند خدا مردگاں را - زندہ کرتا ہے خدا مردوں کو)

یحیی جلاتا ہے - پیدا کرتا ہے - مضا ع الاحیاء زندہ کرنا - پیدا کرنا - مصدر افعال لفیف مقرون یائی - احی - یحیی - محی - احی لا تحی -

الموتی

الموتی ، جمع میت مردہ بیجان -

ویریکم

(و مینماید شمارا - اور دکھاتا ہے تمکو) یری ، مضا ع مصدر الاراءۃ یقال رای یری رایا و رؤیۃ و رایۃ و رئیانا اسے نظر بالعین او بالعقل - (دیکھا یا غور کیا یقین لایا)

آیاتہ

(نشانہائے خود - اپنے آثار) آیات ، جمع آیۃ - دلائل و علامات عظمت و قدرت خدا تعالی مراد احیاے میت اور اس کے مماثل دوسرے عام دلائل -

لعلکم تعقلون

(کہ شما بفہمید - تا کہ تم سمجھو -) اسے لکی تعقلوا الحیاۃ بعد الموت

والحشر والبعث۔

لعل، بمعنی علت ومجرد عن المعنی الوضعی۔

تعقلون، مضـ ج ح العقل سمجھنا بوجھنا مصدر ف ۔ک ۔عَقَلَ یَعْقِلُ ۔عَاقِلٌ ۔مَعْقُوْلٌ ۔اِعْقِلْ لَا تَعْقِلْ۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ (باز سخت شدند دلہائے شما۔ پھر سخت ہوگئے تمہارے دل۔)

ثُمَّ، مظہر استبعاد قسوۃ، یا مظہر تراخی۔

قَسَتْ، ما ضـ ا ۔غ مؤنث تانیث بوجہ جمعیت فاعل یا اسلئے کہ جمع واحد مؤنث سمجھی جاتی ہے۔

قلوب، جمع قلب مراد لطیفہ وراکم

کم، ضمیر ۔مرجع ضمیر ورثہ قتیل ہیں اور یا عام بنی اسرائیل

اَلْقَسْوَةُ ۔وَالْقَسْوُ ۔وَالْقَسَاوَةُ وَالْقَسَاءَةُ ۔سخت وغلیظ ہونا۔ سخت دل ہونا۔ اصل میں قساوت یبس وکثافت اور اجزاؤں کے سخت اور ٹھوس ہونے کو کہتے ہیں اور اسجگہ مجازاً بمعنی عدم تاثیر وحق امر سے متاثر نہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔ مصدر ۔ف ۔ض ۔ناقص واوی ۔قَسٰی ۔یَقْسُوْ قَاسٍ ۔مَقْسُوٌّ ۔اُقْسُ ۔لَا تَقْسُ

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (بعد ازیں ۔ اسکے پیچھے۔)

مِن، ورقیہ۔

ذٰلِكَ، اے احیاء النفس او الآیات المتذکرۃ۔

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ (پس آنہا مانند سنگ اند۔ پس وہ پتھروں کی مانند ہیں) اے فی القساوۃ وعدم التاثر۔

فهي، اے قلوبکم ۔ک بمعنی مثل وتشبیہ سیبویہ وجمہور نحاۃ اسے حرف مانتے ہیں لیکن اخفش اسکی اسمیت کا قائل ہے متعلق

اسکا محذوف اسے نظمی کائنۃ
کالحجارۃ مگر ابن عصفور کہتے ہیں کہ
کاف تشبیہ کسی شے کے ساتھ
متعلق نہیں ہوتا۔
حجارۃ، پتھر یا کنکر جمع حجر اور یہ جمع
بمقابلہ جمع قلوب ہے اور اس سے
کہ وہ قساوت میں متفاوت ہیں جیسے
پتھر سختی و صلابت میں مختلف ہیں۔

او اشد قسوۃ
(بلکہ سخت تر۔ یا زیادہ سختی ہیں)
او، بمعنی تخییر یا بمعنی ترقی (بلکہ) یا
مظہر تنویع کہ بعض مثل پتھر کے ہیں
اور بعض اس سے زیادہ سخت ہیں
یا تردید کے لئے ہے۔ کہ وہ پتھر ہیں
نہیں نہیں وہ اس سے زیادہ سخت
ہیں۔
قسوۃ سختی۔ سیاہی۔ غلظت مع
صلابت۔ و اشد قسوۃ[۱] بمعنی افعل
التفضیل مظہر تفضیل شناعت احوال
کفار۔

و، اذ، ظرفیہ قتلتم، فعل با فاعل
نفسا، ...... مفعول
معطوف علی اذ فرقنا او اذ قال
موسیٰ لقومہ۔

فادّارءتم، فعل با فاعل
فیہا، ... جار مجرور ظرف لغو

واللہ، ...... مبتدا
مخرج[۲]، اسم فاعل ضمیر فاعل
ما، ... موصولہ
کنتم، فعل
ضمیر اسم۔ **تکتمون**
ای تکتمونہ ... خبر
اے فادّارءتم والحال انکم

۱۔ اشد قسوۃ، افعل التفضیل وا ابراد اشد قسوۃ بجائے اقسی کہ افعل قسوۃ ہے۔ اس
غرض سے ہے کہ افعل التفضیل محض افراط مطلق پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسکے صیغے کا استعمال

۲۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون مخرج اسم فاعل عامل ما تکتمون ہے اور بمعنی ماضی ہے۔ حالانکہ

ترکیب	
تعلمون ذلك -	کانہ قیل فما قصتہم بعد قتلہم
فقلنا ..... فعل با فاعل -	نفسًا فقیل فقلنا لہم ان تذبحوا
اضربوہ جملہ فعلیہ مقولہ	بقرۃ فذبحوہ فقلنا اضربوہ ببعضہا
ببعضہا ... ظرف لغو	اور یا معطوف فادّارء تم پر اور درمیانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۰ ط

ایسے مقام میں مناسب ہوتا ہے جہاں افراط کمی وکیفی کا ابہام مطلوب ہوتا ہے لیکن جہاں کہیں کسی خاص حیثیت کا اظہار یا اسکی ترجیح مطلوب ہوتی ہے تو بجائے افعل اس حیثیت خاص کے مظہر الفاظ کو لاتے ہیں پس افادہ افراط کمیت فعل کے لیئے ہے (اکثر وازید) اور افراط کیفیت فعل کے لیئے (اشد واقویٰ) استعمال کرتے ہیں - چونکہ اس جگہ کفار کے احوال کی شناعت کا اظہار مطلوب ہے لہذا باوجود امکان بنائے افعل یعنی بجائے اقسیٰ اشد قسوۃ لانا ہی مناسب مقام تھا -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۰ ط

شرط صحت عمل اسم فاعل اعتبار معنی استقبالی ہے - عزیزی میں ہے - جواب یہ ہے کہ اخراج مکتوبات بنی اسرائیل ہر چند نسبت بوقت خطاب ماضی ہے - لیکن نسبت بوقت تدافع واختلاف مستقبل ہے اور اسم فاعل کے عمل کی صحت کے لیئے معنی استقبالی کا اعتبار نسبت بواقعہ سابقہ ضروری ہے نہ نسبت بوقت خطاب - لیکن اسپر متفرع ہوتا ہے کہ جملہ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون - فادّارء تم کی ضمیر سے حال ہے پس اس جملہ کا مضمون تدافع واختلاف کے مقارن ہونا چاہیئے نہ اس سے مستقبل - اور اس میں شک نہیں کہ اخراج مکتوبات تدافع واختلاف کے مقارن نہ تھا - جواب یہ ہے یہ جملہ حال مقدرہ ہے از قبیل جاءنی زید ومعہ صقر صائدًا بہ غدًا حاصل کلام یہ ہے کہ تدافع واختلافات مستقبلہ کی حکایت کی گئی ہے مثل آیت وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید کہ حکایت حال ہے -

جملے معترضے ہیں۔ اور مقصود یہ کہ کتمان قاتل نفع نہیں دیسکتا۔

كَذٰلِكَ[1]، اے مثل ذلك الاحیاء مفعول مطلق

يُحْيِي، فعل ... اللّٰهُ، فاعل

الْمَوْتٰى، ...... مفعول

وَيُرِي، ... فعل مع الفاعل

كُمْ، ...... مفعول اول

اٰيَاتِهٖ، ... مفعول دوم

لَعَلَّ، .... مشبہ بفعل

كُمْ، ...... اسم

تَعْقِلُوْنَ، جملہ فعلیہ .... خبر

ثُمَّ قَسَتْ، ..... فعل

قُلُوْبُكُمْ، ...... فاعل

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ، .. ظرف لغو

اور یا معطوف ہے جمع قصص سابقہ کے مضمون پر

فَهِيَ، .... مبتدا

كَالْحِجَارَةِ، متعلق ـ مستقرۃ و خبر

وكالحجارة، اے مثل الحجارۃ و خبر

اَوْ۔ اَشَدُّ[2]، .... ممیز

قَسْوَةً، .... تمیز

معطوف بر اول ہے

برمحل کاف ـ اے مثل الحجارۃ او ازید علیہا ـ و یا ھی کالحجارۃ او ھی

---

[1] ـ کذلك اس کلام کے مخاطب حاضرین حادثہ ہیں ـ یا صحابہ کرام یا عام مردمان زمانہ نزول و بعد نزول اصل عبارت یہ ہے فضربوہ فحی پس فاے فصیحہ اور اس جملے کا جو اسپر معطوف ہوا ہے ـ کذلك یحیی اللہ الخ کے قرینہ سے حذف کر دیا گیا ہے ـ کیونکہ تشبیہ مشبہ بہ کے وجود اور تحقق پر دلالت کرتی ہے اور مشبہ بہ احیاء مقتول ہے اور احیاء اس شے کے وجود پر دلالت کرتا ہے جسپر وہ موقوف تھا یعنی ضرب پر ـ

[2] ـ او اشد ـ کالحجارۃ میں کاف بمعنی مثل ہے اور حجارہ باعتبار اضافت مجرور ہے ـ اور اشد مرفوع ہے کہ اسکا عطف محل کاف پر ہے اے مثل الحجارۃ او ازید علیہا لیکن اسوقت معطوف میں ثلث

مثل ما ھو اشد منہا کالحدید | ویا ھی اشد۔

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ

وہر آئینہ از سنگہا آنست کہ روان میشود از وے جہندہ جو یہا

اور تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے کہ پھٹ نکلتی ہیں اس میں سے نہریں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ

وہر آئینہ از سنگہا آنست کہ میشگافد پس بیروں می آید از وے آب و

اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے پس نکلتا ہے اس میں سے پانی اور

اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ

ہر آئینہ از سنگہا آنست کہ فرو مے افتد از ترس خدا و نیست خدا

تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے اور نہیں اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

بے خبر از آنچہ میکنید

بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۳۔

کا اعتبار نہ ہوگا یہ عطف مفرد کا مفرد پر ہے مثل قول تیرے زیدا علی سفر او مقیم ادرھی مقدر کر کے کہتے ہیں ادھی اشد اسوقت عطف جملہ کا جملہ پر ہوگا۔ اور یا اشد اس اعتبار سے مرفوع ہے کہ وہ مضاف الیہ ہے اور اپنے مضاف کا اعراب لیکر اسکے قائم مقام ہے اسے ھی کالحجارۃ ادھی مثل ماھو اشد منہا کالحدید اور معطوف ہے کاف پر اگر وہ اسم ہے۔ یا مجموع جار و مجرور پر اگر وہ حرف ہے پھر اس کا مضاف حذف کر دیا گیا ہے۔ اور یا اشد اس اعتبار سے مرفوع ہے کہ وہ مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔ اسے ھی اشد۔ (شیخ زادہ)

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا

(وہر آئینہ از سنگہا آنست - اور
تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے)
اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ -
مِن، ابتدائیہ یا بعضیہ - حِجَارَۃ،
کنکر و پتھر جمع حجر -
لَمَا، لَ، مظہر تاکید - مَا، موصولہ یا
موصوفہ -

یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھَار

(روان میشود از وے نہرہا - کہ پھوٹ نکلتی
ہیں اس میں سے نہریں)
والصحیح یتفجر یحصل منہ الانہار
اسلیئے کہ پتھر پھٹکر نہر بہنا غیر معتاد ہے،
یَتَفَجَّرُ، مضـ ا-ع التَّفَجُّر پانی کا بہنا
مصدر - تَفَعُّل - تَفَجَّرَ - یَتَفَجَّرُ
مُتَفَجِّرٌ - تَفَجَّرْ - لَا تَتَفَجَّرْ -
مِن، ابتدائیہ - اَلْاَنْھَار - ال زائد

وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا

(وہر آئینہ از آنہا آنست - اور بعض
انسے وہ ہیں - یا ایسے ہیں)
لَمَا، لَ، زائد - مَا، موصولہ یا
موصوفہ -

یَشَّقَّقُ

(کہ میشگافد - پھٹتا ہے) مضـ ا-ع
اصل یَتَشَقَّقُ - اَلتَّشَقُّقُ پھٹ
جانا ہو کر کنا شے کا طول میں یا عرض میں
مصدر تَفَعُّل مضاعف تَشَقَّقَ - یَتَشَقَّقُ
مُتَشَقِّقٌ - تَشَقَّقْ - لَا تَتَشَقَّقْ

فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ

(پس بیروں می آید - پس نکلتا ہے)
یَخْرُجُ، مضـ ا-ع مصدر الاخراج
مِنْہُ، مِن، ابتدائیہ و مرجع ضمیرہا

وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا

(واز سنگہا آنست - اور ان میں
سے وہ بھی ہے - یا ایسا بھی ہے)
مِنْھَا، مِن، بعضیہ یا بیانیہ - و مرجع
ضمیر حجارۃ - و مَا، موصولہ یا موصوفہ

یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ

(کہ فرو می افتد از ترس خدا کہ گرتا ہے
اللہ کے ڈر سے)
یَھْبِطُ، مضـ ا-ع الھبوط مرکز کیطرف
مائل ہونا نیچے اترنا - گرنا مصدر ض
مِن، بمعنی لام تعلیلیہ -
خَشْیَۃ، ترس و ترسیدن -

وَمَا اللّٰہُ

(و نیست خداوند بے خبر - اور خدا

بے خبر نہیں ہے)

مَا، نافیہ - ب، زاید

غافل، اسم فاعل -

(از آنچہ کہ میکنند - اُس چیز سے کہ تم کرتے ہو - ما، موصولہ یا مصدریہ

تعملُوْنَ، مص ج ح

اِنَّ، حرف شبہ بفعل -

مِنَ الحِجارۃ، متعلق کائن خبر مقدم -

ل، حرف تاکید

ما، ...... موصولہ

ینفجرُ، ...... فعل

الانہار، - فاعل

منہ، ظرف لغو

انّ، مشبہ بفعل منہا، خبر مقدم

ل، ما، ... موصولہ

یشّقّقُ، جملہ فعلیہ صلہ } اسم

ف - یخرجُ، ..... فعل

الماءُ، .... فاعل

منہ، جار مجرور ظرف لغو

و- اِنَّ، ... مشبہ بفعل

مِنہا، ..... خبر مقدم

لما یھبط من خشیۃ اللہ

اسم موخر

و- ما، ... مشابہ لیس

اللہ، ...... اسم

ب، زاید غافل، ... خبر

عما تعملُوْنَ، جملہ فعلیہ ظرف متعلق الخبر

ف - وان من الحجارۃ لما ینفجر الخ یہ تمام جملے علی التشبیہ مذکور ہوئے ہیں اور مقصود ان سے غیر طبعی انفعالات کا اظہار ہے جو نہایت ہی تشبیہ کے مناسب ہے یعنی بڑا تعجب ہے کہ سخت پتھر جو نہایت ہی یابس اور خشک ہے اور اس کے اجزاء نہایت غلیظ و کثیف ہیں۔ باوجود اس کے وہ خارجی اثرات سے منفعل اور متاثر ہو کر خلاف طبع نتیجہ پیدا کرتا ہے اور تمہارے دل کسی طرح متاثر نہیں ہوتے ۱۲

ف ۱ ۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا الخ یہ آیت معناً مقدم ہے گائے کے ذبح اور اس قتیل کا ایک ہی قصہ ہے۔ مضمون قصہ یہ ہے۔ اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو کہ ایک دولتمند کو تم مار کر اس کے قتل کا الزام تم دوسروں پر لگاتے تھے اور تمہاری غرض اس کے چھپانے اور اخفائے راز کی تھی جس سے خواہ مخواہ ہر بات میں تم نکتہ چینی کرتے تھے مگر ہم اُسے ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ پس حضرت موسیٰؑ نے بذریعہ وحی جوں ہی اس مذبوح گائے کے گوشت کا ٹکڑا اس مقتول پر رکھا ہم نے اس کی ابتدائی حالت کو لوٹا دیا۔ یعنے اس کے قتل ہونے کی وقت کی حالت کو دکھا دیا۔ وہ ایک بیچارہ مظلوم ہے اور اس کے گلے کی رگوں سے خون جوش مار رہا ہے اور اس کے چچیرے بھائی اسے قتل کر رہے ہیں۔ یا اس کا بھتیجا اسے مار رہا ہے۔ پس حضرت موسےؑ نے قاتل سے اقرار قتل لینے کے بعد یا قتیل ہی کی شہادت کو معتبر رکھکر حسب قانون شرع قاتلیں کو ورثہ سے محروم کر دیا۔ اے حاضرین زمانہ پیغمبر آخر زماں ہم اسیطرح قیامت میں سب کو زندہ کرینگے اور اس واقعہ کے سوائے اور بھی بہت سے واضح دلائل اور کھلے علامات ہیں جن کو ہم تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے وقت بوقت نمایاں کرتے رہتے ہیں مگر بہت ہی تھوڑے لوگ ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ واضح ہو کہ میت کے زندہ ہونے کی علت دعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور یہ آپ کا ایک معجزہ ہے۔ ذبح گائے اور ضرب میت کو اس کے احیاء میں کچھ دخل نہیں ہاں ضرب میت سے یہ فائدہ متصور ہو سکتا ہے کہ میت

ہونے میں شبہ کی گنجائش نہ رہے ممکن ہے کہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم کرتا کہ میت فی الواقع میت نہ تھی بلکہ حالت غشی یا سکتہ میں تھی اور ضرب سے یا حرکت سے وہ ہوش میں آگئی۔ اور ذبح گائے سے ایک تو یہ فائدہ منصور تھا کہ میت کے میت ہونے میں اور اوس کے دوبارہ زندہ ہونے میں ایک معتدبہ وقفہ ظاہر ہو اور دوسرا یہ کہ بنی اسرائیل کے دلوں میں سے بقیہ عظمت گوسالہ پرستی دور ہو۔ اور وہ یہ سمجھیں کہ گائے ذبح کئے جانے کے لایق ہے گو اس میں ہزارہا عجائبات بھرے ہوئے ہوں۔ اور معبودیت کے لایق نہیں۔ اہل معارف کہتے ہیں۔ بقرۃ سے مراد نفس حیوانی ہے جس نے مہد طفولیت اور لڑکپن کے میدان سے ابھی قدم باہر رکھا ہے۔ لیکن عمر رسیدگی اور کہو لت کے حد تک نہیں پونچا۔ ابھی اس نے فطرتی استعدادات کی زمین مستعدہ کو اعمال صالحہ کی کھیتی کے لئے ابھارا نہیں۔ اور نہ علوم و معارف کی بالقوہ کھیتی کو توجہ بحضرت قدس و سیر الی اللہ کے پانی سے سینچا ہے حرص وہوا و خواہشات کی بو باس سے بالکل پاک و صاف ہے اعتقادات و مذاہب اور ہر قسم کا رسم و رواج و طاعات و آداب وغیرہ کے قیودات کی گرد وغبار ابھی تک اس کے دامن تک نہیں پونچی اسکی ہشاش بشاش اور پر رونق چہرے کی چمک دمک ناظرین کو ست الست بنا کر بزور اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہ بقرہ ہے جس میں قربانی کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں اور سکین ریاضت سے ذبح کئے جانے کے لایق ہے جو شخص اپنے مردہ قلب کو جاودانی حیات سے زندہ کرنا چاہتا ہے اور انکشاف حالات ملک ملکوت

ومشاہدہ اسرار لاہوت وجبروت وتجلیات ذاتیہ وصفاتیہ وغیرہ معارف آلہیہ وحقائق قدسیہ کو برائے العین دیکھنے کا مشتاق ہے عقل وہم کے درمیانی خصومات اور ان کی باہمی تدافع وتنازع کو بالکلیہ مٹانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ مجمع کمالات قربانی کو ذبح کرے اسی کا نام جہاد اکبر و موت احمر ہے۔

ف ۲۔ ثم قست الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی جبلی قساوت۔ عدم صلاحیت قبول خیر کا ذکر ہے۔ کہ یہ وہ قوم ہے کہ واقعہ احیائے مقتول ابھی دیکھ رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے کے معجزات بھی ابھی ان کی نظروں سے غائب نہیں ہوئی اور پھر شریعت حقہ کو چھوڑ رہے ہیں۔ کیا ان میں کچھ سمجھ بوجھ بھی ہے نہیں ان کے دل پتھر کے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ بعض پتھر ایسے بھی ہیں کہ خارجی اثرات سے متاثر ہو کر ان سے پانی بہ نکلتا ہی بعضوں سے چشمے اور نہریں جاری ہیں بہت سے پھٹ جاتے ہیں اوپر سے نیچے گر جاتے ہیں۔ الغرض پتھر خارجی اثرات سے متاثر ہو کر سختی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر یہ وہ دل ہیں کہ استعداد کے ہوتے ہوئے ایسے معجزات کو دیکھکر بھی متاثر نہیں ہوتے اور بجائے اطاعت ونرمی کے ان کی سرکشی اور سختی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اے پیغمبر زماں انہیں چھوڑ دے۔ ہم ان کی حالت سے خوب واقف ہیں اور جس حالت پر مرینگے ہم اس سے بھی پورے واقف ہیں۔

ف ۳۔ کذلک یحیی اللہ الموتی۔ یہاں پر ایک اشکال ہے۔ اہل کلام نے بحث معجزات میں لکھا ہے۔ کہ اگر کسی پیغمبر کی دعا سے ایک مردہ زندہ

ہوکر اُس پیغمبر کی صدق نبوت پر شہادت دے یا اس کی تکذیب کرے تو یہ شہادت اور تکذیب معتبر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُس پیغمبر کا معجزہ نفس احیائے میت ہے۔ اور شہادت میت کو ثبوت نبوت اور اس کی مخالفت میں کچھ دخل نہیں۔ کیونکہ میت زندہ ہو جانے اور انسانی عقل و شعور و وہم و خیال سے متحلی ہو جانے کے بعد عام افراد انسانی میں سے شمار ہوتی ہے۔ اور ثبوت نبوت یا اس کی مخالفت میں اس کی شہادت مثل دوسرے افراد کے سمجھی جاتی ہے بخلاف اسکے اگر کوئی دوسرا جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا سے گویا ہو کر اس کے صدق نبوت پر شہادت دے تو وہ البتہ معتبر اور مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ حیوانات و جمادات کی گویائی تصنع وہم و خیال سے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ نطق غیبی ہے اور اس میں کذب و تصنع کا احتمال نہیں ہو سکتا بنابریں محض مقتول کی شہادت سے تعین قاتل نہیں ہو سکتا جب تک کہ قاتل خود اقرار قتل نہ کرے۔ اور اخبار سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل سے اقرار قتل کرا لیا تھا۔ اہل قصص نے اس شبہ کے جواب میں کہا ہے۔ کہ مقتول جسے دوبارہ زندگی ملی ہے چونکہ اس نے حالات برزخ و احوال آخرت کو من وجہ دیکھ لیا ہے۔ اور اسے یقین ہے کہ وہ صرف اسی شہادت کے لئے زندہ کیا گیا ہے لہذا ضرور ہے کہ وہ سچ ہی کہیگا اور اس کا قول دو گواہوں کے مقابلہ میں سمجھا جائیگا۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ لکھتے ہیں جواب صحیح یہ ہے

کہ جب خود خداوند عالم نے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ
تصریح کردی ہے کہ مذبوح گائے کے گوشت میں سے کوئی ٹکڑا اگر مقتول
کے ساتھ چھوا یا جائیگا تو وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی خبر دیگا۔ لہذا اس
خبر میں احتمال کذب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس مقتول کی صداقت خبر شہادت
آلہی سے ثابت ہوئی ہے۔ اسی لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے
مقتول ہی کی شہادت کو فیصلہ قصاص میں معتبر رکھا ہے۔ البتہ دوسرے
مردوں کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ یہ مقتول منصوص الصدق ہے (عزیزی)
یھبط مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ادنا ی
احوال سنگ آنست مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ کہ ھبوط من خشیۃ اللہ نماید یعنی انقیاد کند حکم طبعی
را کہ حق تعالیٰ بروحاکم ساختہ است و آں میل بمرکز است علی الاستقامت۔ وچوں ازیں
ترقی کند آب را راہ میدہد و مسام ضیقہ بسبب لطافت شگاف جوہر او درو
پیدا میشوند کہ ازاں راہ ترشح آب ممکن میشود۔ وچوں ازیں ترقی نماید قوت احالہ
واستحالہ ہوا بآب در وے پیدا گردد و منشائے انہار میشود۔ وازیں ہر سہ
قسم مذکورہ اشارت است بقلوب اہل سلوک کہ بعضے ازاں در نور آلہی مستغرق
و در بحر علم مستہلک شدہ فانی و نابود شدہ اند و از قلوب آنہا انہار معرفت مبجوستہ
وسبب احیائے مسترشداں ومستفیضاں میگردد واں را اہل اللہ و سابقین
نامند و بعضے ازاں از بحر علم سیر شدہ باعث نفع خلائق گشتہ واں را علمای
راسخین نامند و بعضے بانقیاد و اطاعت مشغول شدہ اند واں را زہاد و عُبّاد
میگویند و ورائے ایں سہ قسم قسمی است چہارم از قلوب متمردہ کہ از کمال تجبر

بقبول فیض علمی موصوف نمیشوند وتن باطاعت نمی دہند وایشان بیکے از جواہر اشیائے صلبہ مشابہت ندارند واین قلوب۔ قلوب فساق اند۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ

اے مومنان آیا امید می دارید کہ یہود منقاد شوند شمارا وہر آئینہ

پس کیا طمع رکھتے ہو تم یہ کہ ایمان لاویں واسطے تمہارے اور تحقیق

فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ

گروہے از ایشان می شنیدند کلام خدا یعنی توریت پس بدل

تھا ایک فرقہ ان میں سے سنتا کلام اللہ کا پھر بدل ڈالتا

مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا

میکردندش دانستہ بعد از انکہ فہمیدہ بودند اور وچون

اسکو پیچھے اس سے کہ سمجھ لیا تھا اسکو اور وہ جانتے تھے اور جب

لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا

ملاقات کنند با مومناں گویند ایمان آوردیم وچوں تنہا شوند

ملتے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ

بعض از ایشاں با بعضے گویند آیا خبر میدہید ایشاں را بآنچہ کشادہ است

بعضے انکے طرف بعضے کے کہتے ہیں کیا بیاں کرتے ہو تم انسے جو کھولا

اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا

خدا برشما تا مناظرہ کنند باشما بآں دلیل نزد پروردگار شما آیا

اللہ نے اوپر تمہارے تو کہ جھگڑیں تم سے ساتھ اس کے نزدیک رب اپنے کے کیا

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

دریمی یابید | این جہوداں نمی دانند | کہ خدا | میداند

نہیں سمجھتے | کیا نہیں جانتے یہ | کہ اللہ جانتا ہے

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

آنچہ پنہاں میکنند | وآنچہ آشکارا مینمایند

جو کچھ چھپاتے رہیں | اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۔

أَفَتَطْمَعُوْنَ (آیا امید میدارید ۔ کیا پس طمع رکھتے ہو تم) ۔

ا ۔ ہمزہ استفہام توبیخی یا استبعادی ۔ ف فصیحہ متعلق بمحذوف ۔ اے ان کنتم تعلمون ان قلوبھم قاسیۃ کالحجارۃ فتطمعون الخ

تَطْمَعُوْنَ ۔ امید رکھتے ہو ۔ طمع کرتے ہو تم ۔ مض ج مخ ح الطَّمْعُ متوجہ ہونا نفس کا تحصیل مطلوب کی طرف کامل رغبت اور شدت ارادت سے ساتھ امید رکھنا مصدر ف ۔ ف ۔

طَمِعَ ، يَطْمَعُ ، طَامِعٌ ، مَطْمُوْعٌ ۔ اِطْمَعْ ۔ لَا تَطْمَعْ ، يقال طَمِعَ طَمَعًا ، وَطَمَاعًا ، وَطَمَاعِيَةً فِى الشَّیْءِ وبہ اے حرص عَلَيْهِ ۔

أَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ (کہ منقاد شوند شمارا ۔ یا بصدق ایمان بیارند بدعوت شما) کہ تمہارا کہا مانیں ۔ یا صدق دل سے تمہارے کہے پر ایمان لائیں ۔)

يُؤْمِنُوْا لَكُمْ اے یصدقوا لکم او یومنوا بدعوتکم ۔ فاللام علی الاول للصلۃ وعلی الثانی بمعنی لاجل

ل[1] ، صلہ فعل یا تعلیلیہ بمعنی اجل ۔

[1] اصلہ ۔ ایمان کے اگر لغوی معنی لئے جائیں اے (ان یصدقوکم) وہ تمہیں سچا نہیں اسوقت لام صلہ فعل ہوگا ۔ اور اگر ایمان کے اصطلاحی

[illegible]

وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ

(حالانکہ ہو وگروہے از ایشاں۔ اور تحقیق بعض لوگ ان میں سے تھے)

قد، مظہر تکمیل امید۔

قد کان، ماضی ع الکون ہونا۔ مصدر ف۔ ض اجوف واوی کان یکون۔ کائن، مکون کن لا تکن۔

فریق، اسم جماعت جمع فروق فرق، افرقاء۔ فریقین۔ فریقان تثنیہ۔

منھم۔ من، بیانیہ۔ مرجع ضمیر بنی اسرائیل۔

یسمعون کلام اللہ (میشنیدند کلام خدا را۔ سنتے تھے کلام اللہ کو)

وھم اھل میقات یعنی وہ ستر آدمی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ او علماء بنی اسرائیل عموماً۔

یسمعون، مضـ ج ع حکایت ماضی

کلام۔ جملہ تام جس سے مخاطب متکلم کا مقصود سمجھ سکے۔ مراد تورات ویا احکام۔

ثم یحرفونہ (پس بدل میکنند آنرا۔ پھر بدل ڈالتے ہیں اسکو)

یحرفون، مضـ ج التحریف حروف اور کلمات عبارت میں تغیر وتبدل کرنا۔

تحویل وامالہ کے ذریعہ سے مضمون کلام ومعنی عبارت بدل دینا یا بواسطہ تاویل تصریح کو مبہم کردینا۔ مصدر تفعیل حرّف یحرّف، محرّف۔ حرّف لا تحرّف۔

ف۔ قد، مظہر تکمیل امید۔ یعنی قد جب ماضی کے ساتھ آتا ہے تو زیر امید کام کی تکمیل بیان کرتا ہے۔ جیسے (قد رکب الامیر) کہ امیر سوار ہو چکا ہے۔ یا ہو لیا ہے۔ یہ ان لوگوں کو کہا جائیگا۔ جو امیر کے آنے کی انتظاری میں رہیں۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ (بعد ازاں کہ دریافتند آنرا - یا بعد از دریافت آنچہ اوست یادرست) جو کچھ اُس میں ہے سمجھنے کے بعد یا بعد اسکے کہ سمجھ لیا تھا اسکو)

ما، یا موصولہ و ضمیر عائدہ بہ کلام اللہ یا مصدریہ۔

عَقَلُوْا، ماضی ج - ع العقل - خردمند ہونا - سمجھنا - مرجع ضمیر کلام اللہ۔

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (وایشاں میدانستند یا فہمیدہ بودند) اور وہ جانتے تھے - یا جانتے ہیں)

یَعْلَمُوْنَ، مضارع ج - ع مصدر اَلعِلم

وَاِذَا لَقُوا (وچوں ملاقات کنند - اور جب ملتے ہیں)

لقوا، اسکے الیہود والمنافقون،

ماضی ج - ح بمعنی مضارع بوجہ اذا،

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (باآنکہ ایمان آوردند - یا باموءمناں ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں)

اَلَّذِيْنَ، اسم موصول عہدی۔

اٰمَنُوْا، ماضی ج

قَالُوْٓا اٰمَنَّا (گویند ایمان آوردیم - کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں)

قَالُوْا، ماضی ج - ع بمعنی مضارع بوجہ جواب اذا۔

اٰمَنَّا - ہم ایمان لاتے ہیں ماضی ج م

وَاِذَا خَلَا (وچوں تنہا شوند - اور جب اکیلے ہوتے ہیں -)

خلا - مرجع ضمیر وہ لوگ ہیں - جو عندالملاقات چپ رہتے تھے -

ماضی ا - ع بمعنی مضارع اصل ترجمہ الگ ہوا -

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ (بعضے از ایشاں با بعضے ایک شخص دوسرے کے ساتھ - یا کوئی ان میں سے دوسرے کے ساتھ)

بعض، اسم نکرہ کوئی شخص جماعت یا گروہ میں سے ہر ایک شخص دوسروں کے اعتبار سے بعض کہلاتا ہے

ھم، مرجع ضمیر منافق و یہود ہیں جو عندالملاقات ایمان ظاہر کرتے تھے

(میگویند آیا خبر میدہید مومنان را) کہتے ہیں کیا کہہ دیتے ہو۔ یا کیوں (خبر دیتے ہو)

قَالُوْا، ماضی بمعنی مضارع ہو جواب اذا۔

أَ، ہمزہ مظہر توبیخ ما کان وانکار لما یصدر فی المستقبل او للتنبیہ

تُحَدِّثُوْنَ، بات چیت اور گفتگو کرتے ہو تم۔ مض ج ح التحدیث گفتگو کرنا۔ باہم بات چیت کرنا مصدر تفعیل حَدَّثَ۔ يُحَدِّثُ۔ مُحَدِّثٌ۔ حَدِّثْ۔ لَا تُحَدِّثْ

(بآنچہ کہ گشادہ است خدا بر شما) اس سے جو ظاہر کیا یا کھولا خدا نے (تم پر)

مَا، موصولہ۔ یا مصدریہ یا نکرہ موصوفہ

فَتَحَ، ظاہر کیا۔ کھولا یا ظاہر ہوا ماضی ع الفتح۔ غیر ورمندی۔ کھولنا۔ ظاہر ہونا مدد کرنا۔ مصدر ف۔ فَتَحَ يَفْتَحُ۔ فَاتِحٌ۔ مَفْتُوحٌ۔ اِفْتَحْ لَا تَفْتَحْ۔

(تا مناظرہ کنند باشمایان یا مخاصمت کنند کہ تم سے جھگڑیں اس سے یا مناظرہ کریں اس سے)

---

۵۱ اتحدثون الخ یہ مقولہ اگر غیر منافقین کفار کا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب منافق انکو ملتے تو یہ لوگ تنہا ان سے کہتے کہ تم اسرارات توریت مقدس مسلمانوں سے کہدیتے ہو یہ تم سے نہ ہونا چاہیئے یا تم ان سے ایسی گفتگو نہ کیا کرو جس کے ذریعہ سے وہ تم پر حجت کر سکیں اور اگر یہ مقولہ منافقین کا ہے تو یہ معنی ہیں۔ کہ جب منافق کفار سے ملتے تو ان کو اپنی ثابت قدمی کے اظہار میں کہتے کہ دیکھو تم ہرگز مسلمانوں سے اپنی کتاب کے چھپے راز اور پوشیدہ باتیں نہ کہنا ورنہ وہ تم پر حجت میں غالب آجائیں گے۔

۵۲ بمعنی مضارع۔ کیونکہ حرف شرط جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسے مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے

ل ، بمعنی صیرورۃ یا بمعنی کی -
لیحاجوا ، منصوب بات
مقدرہ مضارع المحاجۃ -
باہم حجت کرنا - مناظرہ میں دلیل
پیش کرنا - غالب ہونا - مصدر
مفاعلہ مضاعف بمعنی اِحْتِجَاجٌ -
اسے لیحتجوا به علیکم بعض کہتے
ہیں کہ دونوں جانب سے حجت پیش
کئے گئے بلکہ ایک جانب سے حجت
پیش کیجاتی تھی اور دوسری جانب
مین صرف اسکی سماعت تھی تو اس قدر
شرکت بھی مفاعلہ کے لئے کافی
ہے مثل بایعت کہ ایک جانب سے
ایجاب اور دوسری جانب سے صرف
قبول ہوتا ہے اس تقدیر پر مفاعلہ
اپنے معنی پر ہے -
حَاجَّ - یُحَاجُّ - مُحَاجٌّ - حَاجِجْ -
لَاتُحَاجِجْ -
به ، اسے باستعانۃ یا زائدہ و مرجع
ضمیر حدیث)

عند ربکم

(نزد پروردگار شما - یا در حکم پروردگار
نزدیک تمہارے رب کے یا تمہارے
پروردگار کے حکم یا کتاب میں)
عِنْدَ ، اسم ظرف مکان یا بمعنی
فی جیسے کہا جاتا ہے - ھذا
عند ابی حنیفۃ اسے ھذا حکم
ابی حنیفۃ یا ھذا فی حکمہ فالمراد
عند ربکم اسے فی کتاب ربکم

افلا تعقلون

(آیا پس نمی فہمید - کیا پس تم نہیں
جانتے)
ا - ہمزہ توبیخی - لاتَعْقِلُوْنَ مضارع منفی ج ح
ف اقوال قائلیں پر عدم عقل
کے ترتب کو ظاہر کرتی ہے اور یا عطف
ہے مقدر پر الاتتأملون فلا
تعقلون اور جملہ موکد ہے انکار تحدیث
کے لئے -

اولا یعلمون

(آیا نمی دانند - کیا یہ نہیں جانتے)
ا ، ہمزہ استفہام انکاری مظہر عتاب

دونوں ہیں۔

و۔ حرف عطف اس کا عطف مقدر پر ہے۔

لا یعلمون، مضارع ج غ مصدر العلم

(بدرستیکہ خدا میداند آنچہ پنہاں میکنند البتہ خداوند جانتا ہے۔ جو کچھ چھپاتے ہیں)

ان، حرف موکد مضمون جملہ یعلم مضارع ج غ

ما، موصولہ۔

یسرون، مضارع ج غ الاسرار بات چھپانا۔ راز پوشیدہ کرنا مصدر افعال مضاعف۔ اسرَّ۔ یسِرُّ مُسِرٌّ۔ اَسِرُّ۔ لا تُسِرُّ۔

(وآنچہ آشکارا می نمایند اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ یا دکھاتے ہیں۔

و۔ ما، موصولہ۔ یعلنون مضارع ج غ الاعلان آشکارا کرنا۔ ظاہر کرنا مصدر افعال۔ اَعلَنَ۔ یُعلِنُ۔ مُعلِنٌ۔

اَعلِنْ۔ لا تُعلِنْ۔

ا۔ فتطمعون۔ فعل با فاعل[ف] ذوالحال

ان یؤمنوا، فعل با فاعل

لکم، جار مجرور ظرف لغو

متعلق منصوب المحل عند السیبویہ والمجرور عند الخلیل۔

و۔ قد کان، فعل ناقص

فریق، موصوف

منہم متعلق کا من، صفت اسم

یسمعون فعل مع الفاعل

کلام اللہ، مفعول خبر

بعضوں نے یسمعون کو فریق کی صفت اور منہم کو کان کی خبر کہا ہے۔ مگر یہ ضعیف ہے۔ (اعظم)

ثم یحرفون، فعل با فاعل ذوالحال

ہ، ضمیر مفعول

من، جار

ف۔ فاعل ذوالحال ہے افتطمعون ایمانہم وشانہم الکذب والتحریف ۱۲

بعد، ... مجرور مضاف
ما عقلوہ، ای من بعد عقلہم ایاہ
ما، مصدریہ .. مضاف الیہ
یا ما، .... موصولہ
عقلوا، ... فعل مع الفاعل
ہ، اے کلام اللہ مفعول
و۔ ھم، .... مبتدا
یعلمون، .... جملہ فعلیہ خبر
واذا۔ لقوا، فعل مع الفاعل
ای الیہود
الذین، ... موصول
اٰمنوا، جملہ فعلیہ صلہ
قالوا، .... فعل مع الفاعل
اٰمنا، جملہ فعلیہ، مفعول بہ
واذا۔ خلا، فعل بعضہم فاعل
الی بعض، جار مجرور ظرف لغو
قالوا، .... فعل مع الفاعل

أ۔ تحدثونہم، فعل با فاعل
ھم، ..... مفعول
بما فتح اللہ علیکم، ظرف
ما، .... موصولہ
فتح، .... فعل
اللہ، ..... فاعل صلہ
علیکم، .. ظرف لغو
لیحاجوا، .... فعل مع الفاعل
کم، مفعول۔ بہ، ظرف لغو
عند، .... مضاف
ربکم، مضاف الیہ

لہ عند ربکم عند بمعنی فی کما یقال ھذا عند ابی حنیفۃ اے ھذا حکم ابی حنیفۃ او ھذا فی حکمہ فمعنی عند ربکم اے فی کتاب ربکم اس تقدیر پر عند ربکم بہ سے بدل یا حال ہوگا تقدیر عبارت یہ ہے لیحاجوکم بہ بکونہ فی کتابہ الذی آمنتم بہ اے یقولوا انہ مذکور فی کتابہ الذی آمنتم بہ والتقدیر حال معناہ بما عند ربکم۔

لہ یعلمون کا مفعول شانہم محذوف ہے اے یعلمون شانہم انہم مفترون ومبطلون ۱۲

۲- اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ، جملہ فعلیہ استفہامیہ توبیخی-	یَعْلَمُ، فعل مع الفاعل
۱- وَلَا یَعْلَمُوْنَ، فعل مع الفاعل	مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا، خبر
اَنَّ، مشبہ بالفعل	یُعْلِنُوْنَ، مفعول
اللّٰہَ ۔۔۔ اسم ۔۔۔	۳ مقدر پر اور یعلمون کی ضمیر کا مرجع یہود ہیں-

افتطمعون ان یومنوا لکم الخ مقصود ان آیات سے منافقین اور کفار و یہود کی بے باکی اور مغلوبیت شہوات نفسانی کا اظہار ہے کہ جب ان کے احبار اور بڑے بڑے دینی پیشواؤں کا یہ حال ہے تو ان جہال اور انکے قدم بقدم چلنے والوں سے ایمان کی کیا امید ہو سکتی ہے- گویا کلام کی تحریف- احکام سماوی و آیات ربانی کی اپنی مرضی کے موافق تاویل کر لینا پیغمبروں کی ہتک اور ان کی نافرمانی کرنا ملک میں فساد اور شرارت کا برپا کرنا ان کی جبلی آبائی عادت ہے-

ئلہ- افلا تعقلون- اگر یہ قول منافقین کا ہے تو اسکا مفعول ما فتح اللہ علیکم ہے یعنی مسلمانوں پر اسرارات کتاب و مخفیات قوم ظاہر کرنے کا نتیجہ اور مآل تم نہیں سمجھتے وہ یہ ہے کہ تمہاری یہ سرسری باتیں اور اقرارات مسلمانوں کے لئے حجت بنجائیں گے اور وہ ان دلائل کے ذریعے تم پر غالب آجائیں گے- یا تم نے خود اپنی زبان سے اس پیغمبر کے صدق نبوت کا اقرار کر لیا ہے تو کل تم خداوند کے نزدیک نہایت ہی ذلیل اور رسوا ہو گے- بخلاف اس کے کہ اگر تم خود اقرار نکرو اگرچہ وہ حاکم کے نزدیک ثابت ہو وہ اس قدر فضیحت کا باعث نہیں ہو سکتا اور اگر یہ جملہ کلام خدا ہو تو اس کے مخاطب مومنین ہیں اور اس کا مفعول حال مذکور ہے یعنی اے مومنین تم ان کی حالت سے واقف نہیں ہو یہ بڑے بے باک بدطینت ہیں- ان میں ایمان لانے کی صلاحیت ہی نہیں ۱۲

اسے ایلومونهم علی التحدیث المذکور مخافۃ المحاجۃ ولا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون	یسرون، فعل مع الفاعل ضمیر محذوف ... مفعول
ما، .... موصولہ	و ما، ...... موصولہ یعلنون، اسے یعلنونہ صلہ

فا - فریق منہم، بعض مفسرین نے فریقٌ منہم سے عام علماء یہود کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہی ستر آدمی ہیں جنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت مقدس کی تصدیق کے لئے کوہ طور پر اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ لیکن خداوند اقدس سے کلام ہوتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں اور ان میں ایک رقیق سا پردہ حائل ہو گیا تھا۔ جیسے اونچے پہاڑوں پر اکثر وقت رقیق سفید بادل چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کلام سے فارغ ہونے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کیفیت کلام پوچھی۔ کہنے لگے ہمنے سُنا تو سہی مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس کا کلام ہے انکی اس شرارت اور شوخ چشمی کے باعث ایک بجلی سی جسکی دہشت سے یہ سب بے حس و حرکت مردہ سے ہو گئے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ انہیں زندگی عطا کی گئی اُسپر اُن لوگوں نے وہاں تو اقرار کر لیا۔ لیکن جب قوم میں واپس آئے تو کہنے لگے کہ بیشک تورات مقدس کلام ہے مگر اس کے ساتھ ایک اور حکم بھی ہے جسکو ہم نے اچھی طرح سُنا اور سمجھا ہے۔ وہ یہ ہے ان استطعتم ان تفعلوا ھذہ الاشیاء فافعلوا وان شئتم فلا تفعلوا

ڈلوباس) یعنی اگر تم میں ان باتوں کے برداشت کی طاقت ہے تو بجالاؤ۔ ورنہ عدم تعمیل میں چنداں خوف نہیں۔ الغرض انہوں نے احکام مفروضہ کو تخییر سے بدل دیا۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتٰبَ إِلَّا أَمَانِيَّ

و بعضے از ایشاں ناخواندگان اند نمیدانند کتاب را لیکن میدانند آرزوہای باطل

اور بعضے ان میں سے ان پڑھ ہیں نہیں جانتے کتاب کو مگر آرزوئیں

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ

و نیستند مگر گمان کنندہ پس وائے آنکساں را کہ می نویسند

نہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں

الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ

نوشتہ بدستہائے خود باز میگویند ایں از نزدیک خدا است

کتاب ساتھ ہاتھوں اپنے کے پھر کہتے ہیں یہ نزدیک اللہ کی سے ہے

اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا

تا بستانند عوض وے بہائے اندک را پس وائے ایشاں را

تو کہ لیویں بدلے اس کے مول تھوڑا پس وائے ہے واسطے انکے

كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (۷۹)

بسبب نوشتن دستہائے ایشاں و وائے ایشاں را بسبب پیشہ گرفتن ایشاں

اس سے کہ لکھتے ہیں ہاتھ ان کے اور وائے ہے انکو اس چیز سے کہ کماتے ہیں

و بعضے از جہودان ناخواندگانند	اور بعض لوگ اُن میں سے ان پڑھ ہیں

لا یعلمون الکتاب

منھم - من التبعیضیہ و مرجع ضمیر (بنی اسرائیل)

اُمِّیُّوْنَ، جمع اُمّی ناخواندہ - بے علم اور وہ جو لکھ پڑھ نہ سکے - منسوب بام اسے کما ولدتہ امہ -

(امی واند کتاب را - نہیں جانتے کتاب اللہ کو)

لا یعلمون، مضارع منفی - ج - ع

الکتاب، ال عہدی یا بعوض مضاف الیہ و مراد تورات مقدس وانجیل و فرقان -

الا امانی

(مگر آرزو ہائے باطلہ خود - مگر اپنی باندھ لی ہوئی آرزوئیں)

اِلَّا، حرف استثنا منقطع بمعنی لٰکن

اَمَانِیَّ، جمع اُمنیۃ اصل امنویۃ افعولۃ ہے منی بمعنی قدر سے مشتق ہے کیونکہ امانی یعنی انکے تراشیدہ خیالات و مجموعہ اکاذیب کتاب اللہ سے ہیں -

پس اس کے اصلی معنی ہر چیز کے ہیں جسکو آدمی اپنے خیال میں اندازہ کر لیتا ہے یعنی خواہشیں و آرزوئیں وغیرہ خیالات اور اس کا استعمال عرب میں تین معنوں پر ہوتا ہے کذب - قرارت بلا عمل امید و شہوت -

ف - امانی جمع اُمنیۃ قال المظہری - امانی جمع امنیۃ وھی فی الاصل ما یقدرہ الانسان فی نفسہ من منی المراد الاکاذیب التی افتروھا احبارھم قال الفراء الامانی الاحادیث المفتعلۃ ومنہ قول عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما تمنیت منذ اسلمت ای ما کذبت او المراد الا ما تمناہ انفسہم من غیر حجۃ مثل قولھم لا یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصاری او المراد ما یقرءون الکتاب بالسنتہم غیر عارفین بمعانی الکتاب وھم مقلدون ومنہ قولہ تعالیٰ الا اذا تمنی القی الشیطان

(نیستند ایشان مگر گمان میبرند - یا گمان کنندگان - نہیں وہ مگر محض خیال کرنے والے)

اِنْ، بمعنی ماے نافیہ غیر عاملہ -

هُمْ، ضمیر جمع مذکر راجع بامیون -

اِلَّا، حرف استثنائے مفرغ اور مستثنیٰ منہ محذوف ہے صفت اسکی -

يَظُنُّوْنَ، بمقام موصوف مستثنیٰ منہ

اے قوم یظنون اے ماھم الا قوم نصاری امرھم الظن من غیر ان یصلوا الی مرتبۃ العلم فانی یرجی منھم الایمان الموسس علی

قواعد الیقین -

مصنج ع الظَّنُّ - گمان کرنا مصدر ف ض - ظَنَّ - يَظُنُّ - ظَانٍّ مَظْنُوْنٌ اُظْنُنْ - لَا تَظْنُنْ -

وَيْلٌ (پس ویل مر ایشان راست - پس وائے ان لوگوں کے لئے ہے)

ویل، عذاب یا اسکی سختی و تکلیف ورنج وفضیحت وحسرت - اور دوزخ کی ایک وادی یا چاہ آتشیں کا نام بھی ہے - اور اہل محاورہ بد دعا یا حسرت وہلاکت کے وقت اسے استعمال کرتے ہیں - اور یہ مصدر ہے

---

[1] ان ھم الا یظنون جاھل اور مقلدین جہود کو قوم ظان سے اسلئے تعبیر کیا ہے کہ وہ محض مقلد ہیں انکا جزم اور یقین تابع غیر ہے اور اگرچہ وہ اپنے خیال پر ثابت قدم ہیں تاہم اس لئے کہ وہ غلطی پر ہیں - انکا جزم ویقین قابل اعتماد نہیں - لغت میں کسی خبر کے سچ یا جھوٹھ ہونے میں تردد کی حالت کو شک کہتے ہیں اور اس میں کسی ایک طرف پر متوجہ اعتماد کرنے اور مائل ہونے کو ظن اور پورا اعتماد ہو جانے کو یقین کہتے ہیں - لیکن اصطلاحاً ایسے جزم اور یقین کو بھی ظن کہتے ہیں - جو فی الواقع اوہام باطلہ میں ۱۲

لیکن کوئی فعل اس کے لفظ سے نہیں آیا مثل ویح - ویب - ویس - جمع ویلات - اضافت کیوقت منصوب ہوتا ہے اور افراد کیحالت میں مرفوع

ل، بیانیہ - اَلَّذِین، موصول عہدی یا جنسی -

یکتبون الکتاب

(ہو یسند کتاب را - جو لکھتے ہیں کتاب کو) اے یکتبونہ محرّفاً و مغیّراً -

یکتبون، مضارع ج - ع الکتابۃ و الکِتَابُ - والکَتْبُ لکھنا مصدر ف - ض کَتَبَ - یَکْتُبُ - کَاتِبٌ مَکْتُوبٌ - اُکْتُبْ - لَا تَکْتُبْ

الکِتَاب، اے التوراۃ محرّفاً او الکتاب من عند انفسہم

بایدیہم

(بدستہائے خود - اپنے ہاتھوں سے)

بایدی - ب، بمعنی استعانۃ - ایدی جمع قلت ید - اصل ید - یَدْیٌ کفلس ہے جمع ایدی بضم دال

ثم یقولون

(باز میگویند - پھر کہتے ہیں -

ثُمَّ، حرف عطف مظہر انفصال زمانی بین الطرفین - یا مظہر تراخی رتبی کیونکہ محرف تاویلات باطلہ کو واجب سبحانہ کیطرف منسوب کرنا بہت ہی برا ہے بہ نسبت نفس تحریف وتاویل کے -

یقولون، مضارع ج - ع مصدر القول ف - ض اجوف

ہذا من عند اللہ لیشتروا بہ

(این از نزدیک خداست - یہ اللہ کی طرف سے ہے)

من، ابتدائیہ یا بیانیہ -

(تا بستانند آن تاکہ لیویں اسکے بدلے)

ل، بمعنی کے سببیہ وتعلیلیہ -

لیشتروا، مضارع ج - ع منصوب بان مقدرہ -

بہ - ب بمعنی عوض وبدل ومقابلہ - و مرجع ضمیر کتاب

ثَمَنًا قَلِيلًا (بہائے اندک۔ مول تھوڑا)

ثمن، عوض مبیع۔ قیمت۔

قلیل، صفت مشبہ

فَوَيْلٌ لَّهُم (پس ویل مر ایشاں راست پس انکے لئے ویل ہے۔ یا انپر واے ہے)

ف، تعقیبیہ۔ یا تفصیل اجمال قول فویل للذین الخ کیونکہ وہاں پر ثبوت ویل بنا بر تعلیق با وصف ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ ویل کے لئے مجموع ماذکر علت ہے یا ہر واحد۔

ل، بیانیہ یا زائد۔

مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ (بسبب نوشتن دستہائے ایشاں اس چیز سے کہ لکھتے ہیں ہاتھ انکے)

مما، من تعلیلیہ، ما، موصولہ یا مصدریہ

کتبت، لکھا ماضی مؤنث ایدی جمع ید دستہا۔

وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ (و ویل ایشاں راست بآں کہ کسب کردہ اند اور واے ہے اُن پر اُس چیز سے

ف۱ - ویل نام وادی دوزخ اور اہل محاورہ اسے بددعا یا حسرت وہلاکت کیوقت استعمال کرتے ہیں۔ اور کہنے والے کا اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ موجودہ حالت سے زیادہ رنج ومصیبت میں گرفتار ہو اور کلمہ ویب بھی اسکے معنی ہیں اور موقع میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف کلمہ ویحہ وویس ترحم اور استدعاے خلاصی مصیبت زدہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور اس کلمہ ویل کا تین مرتبہ مکرر ذکر ہونا اہل ویل کی تین حرکتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہر ایک ویل کیلئے کامل علت ہوسکتی ہے (۱) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت مذکورہ کتب الہیہ کو متغیر کردینا۔ (۲) خداوند عالم پر افترا وبہتان یعنی اپنے من گھڑت خیالات کو خداوند کے احکام بتانا (۳) رشوت کا لینا اور حق کو نہ ظاہر کرنا بہرحال ویل اگر علم ہے تو اس کا مبتدا ہونا ظاہر ہے اور اگر یہ کلمہ دعا ہے تو تقدیر عبارت یہ ہے دعائی علیہم بالہلاک ثابت لہم۔ گویا داعی کی طرف سے نکرہ میں تخصیص واقع ہوئی مثل سلام علیک اے سلامی علیک۔ ف۲ الکسب جو افعال قدرۃ محدثہ یا بواسطہ آلہ کئے جاتے ہیں

کہ کمائی ہیں۔)

مما، من تعلیلیہ، ما، موصولہ یا مصدریہ

یکسبون، مضارع ج، مصدر الکسب

و منهم، متعلق کائنون، خبر مقدم

امیون، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف

لا یعلمون، فعل مع الفاعل

الکتاب، مستثنیٰ منہ

الا امانی، مستثنیٰ

ان، نافیہ غیر عامل، ھم، مبتدا

الا، حرف استثنائے مفرغ

یظنون، جملہ فعلیہ صفت

قوم، محذوف موصوف

ف۔ ویل، ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

ل، ۔ ۔ ۔ ۔ جار

الذین، مجرور۔ موصول

یکتبون، فعل مع الفاعل

الکتاب، ۔ ۔ مفعول

بایدیھم، ظرف لغو

یا۔ بایدیھم متعلق کائنا و حال ضمیر

یکتبون (جمل)

ثم۔ یقولون، فعل مع الفاعل

ھذا من عند اللہ الخ

مقولہ۔۔

ھذا، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

من عند اللہ، متعلق کائن۔ خبر

ل، جار۔ یشتروا، فعل مع الفاعل

بہ، جار مجرور۔ ظرف لغو

ثمنا قلیلا، موصوف صفت مفعول

ف، ویل، ۔ ۔ ۔ مبتدا

ھم، متعلق ثابت۔ ۔ ۔ خبر

انہیں کسب کہتے ہیں۔ اور جن کا تعلق قدرت قدیمہ سے ہے انہیں افعال کہتے ہیں۔ نہ کسب۔ اسلئے کہتے ہیں کسب کی اضافت باری تعالیٰ کی طرف جائز نہیں اور فعل کو اسکی طرف مضاف کرسکتے ہیں فاضافۃ الفعل الی العبد یکون مجازاً۔ لا حقیقۃً۔

ف۔ ھذا من عند اللہ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احبار یہود توریت مقدس کی تحریف کے سوا اپنے خیالات کو بھی

وَوَیْلٌ لَّهُم مِّمَّا یَكْسِبُونَ ﴾ جملہ ۲ فعلیہ مقرر جملہ اول - اسے یکتبونہ	مِن ، جار - مَا ... موصولہ كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ ، جملہ فعلیہ بحذف عائد صلہ

ف - ومنهم الخ علماے بنی اسرائیل اور انکے دینی پیشواؤں کی حالت بیان کرنے کے بعد ان آیات میں عوام کی حالت کو ظاہر کیا گیا ہے - کہ انکے عوام کی یہ حالت ہے کہ انہیں نہ کتاب کے الفاظ کی سمجھ ہے نہ معانی کا درک اور نہ اس کے مضامین کو پاسکتے ہیں بلکہ وہ محض مقلد ہی ہیں - اور اپنے علماؤں کے سمجھائے ہوئے چند اصولوں ہی کے ماننے والے ہیں اور انہیں پر انکے ایمان و اعمال کا مدار ہے -

(۱) ہمارے اسلاف اپنی رسوخیت اور تقرب کی وجہ سے ہمیں عذاب الٰہی سے بچا لینگے - (۲) فرقہ یہود اگر کافر بھی ہو - تاہم چالیس یا سات ون سے زیادہ عذاب میں نہیں رہیگا - (۳) موسوی شریعت ہمیشہ قایم رہیگی - (۴) نبوت و رسالت کی استعداد اور اسکی حقیقت یہود ہی میں ہے - اور غیر یہود نبی نہیں ہو سکتا الغرض علماء و فضلاء اور جہال دونوں گمراہی اور اخروی وبال میں مساوی ہیں ان سے اسلام اور ایمان لانے کی امید نہیں کیونکہ انکے احبار جو کتاب کو سمجھ سکتے ہیں وہ تکبر اور حسد سے ایمان نہیں لاتے اور عوام اپنی چال چلن میں انہیں کے مقلد ہیں -

ف ۳۰ - فویل للذین الخ یہ آیتیں عموماً حاسد علماؤں اور خصوصاً احبار یہود کے وعید میں ہیں - جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف

فرما ہوئے اور آپ کی تشریف آوری سے لوگوں کے دلوں میں اسلامی جوش
پیدا ہو گیا۔ تو اسلامی دائرے کی وسعت اور روز افزون ترقی کو دیکھ کر احبار یہود
کو ریاست کے زوال اور بنی ہوئی عزت کے مٹ جانے کا خوف پیدا ہوا۔
پس انہوں نے جاہلوں کے بہکانے اور رئیسوں کو اپنی اطاعت میں قائم
رکھنے کے لئے تورات مقدس کی ان آیات کو بدل ڈالا جن میں نبی آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چند وصف اور حلیہ مبارک درج تھا اور ان کی جگہ
اپنے تراشے ہوئے جملوں کو لکھدیا۔ مثلاً توریت مقدس میں لکھا تھا۔ کہ پیغمبر
آخر الزماں۔ زیبا صورت خوشنما گھونگریالے بالوں والا۔ گندم گوں۔ سرمگین
چشم۔ میانہ قد ہوگا۔ انہوں نے ان کلمات کے بجائے لکھدیا کہ وہ دراز قد
نیلی آنکھ سیدھی بالوں والا شخص ہے عن ابن عباس قال نزلت فی
احبار الیہود وجدوا صفة النبی صلی اللہ علیہ والسلام مکتوبة فی التوراة
اکحل العینین ربعة جعد الشعر (ن) حسن الوجه فمحوه حسدا و بغضا
وقالوا نجده طويلا ازرق سبط الشعر (اسباب)
بنا بریں ارشاد ہوتا ہے کہ دنیاوی حرص یا حسد و بغض سے جو لوگ کتاب اللہ
کی تحریف کے علاوہ اپنی طبیعت کے موافق اپنے ہاتھوں سے کچھ لیتے ہیں
اور پھر اس لکھے ہوئے کو آیات کتاب اللہ اور تنزیل من اللہ ظاہر کرتے ہیں
انکے لئے جہنم کی سخت آگ کا عذاب معین کیا گیا۔ لکھا ہے کہ علمائے
یہود دو طرح سے کتاب اللہ کی تحریف کرتے تھے۔ (۱) کلام کی تاویل یا
تفسیر کو سوائے کسی خاص نشان ممیز کے کتاب اللہ میں لکھ دیتے تھے۔

ن۔ ویروی الشعر لا الجعد ولا بالسبط

جس سے ناواقف شخص اس تمام مجموعہ کو کلام اللہ سمجھ لیتا تھا گو انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ کلام منجملہ آیات کتاب سے ہے۔ اور یہ کبیرہ گناہ ہے اسلیئے علماءِ احناف نے تاکید کی ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر۔ ترجمہ۔ عدد آیات۔ محل نزول سورۃ۔ علاماتِ وقف و ربع و نصف و عشر و خمس وغیرہ کو اس طرح لکھنا چاہیئے کہ خط کتاب سے ملجائے اور ان میں کچھ تمیز نہ رہے حرام ہے اور گناہ ہے۔ (۲) کلام محرف کو کتاب میں لکھکر خداوند کیطرف منسوب کرتے تھے اور یہ صریح افترا ہے۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ط

وگفتند نرسد بما آتش دوزخ مگر چند روز شمردہ

اور کہتے ہیں ہرگز نہ لگے گی ہمکو آگ مگر دن گنے ہوئے

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ

بگو آیا گرفتید از پیش خدا پیمانے تا ہرگز خلاف نکند خدا

کہہ کیا لیا ہے تمنے نزدیک اللہ کے قول پس ہرگز نہ خلاف کرے گا اللہ

عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۷۵)

پیمان خود را آیا میگوئید بر خدا آنچہ نمیدانید

عہد اپنے کو یا کہتے ہو اوپر اللہ کے جو نہیں جانتے ہو تم

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

آرے ہر کہ کرد کار بد و بگرد آمد او را گناہ او

ہاں جو کوئی کماوے برائی اور گھیرے اسکو خطا اسکی

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۶﴾

پس ایشانند باشندگان دوزخ ایشاں در آنجا جاویدند

پس یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

وکسانیکہ ایمان آوردند وکردند کارہائے شایستہ ایشانند

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے یہ لوگ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۷﴾

باشندگان بہشت ایشاں در آنجا جاویدند

رہنے والے بہشت کے وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

لغات (وگفتند۔ اور کہا انہوں نے۔ یا کہتے ہیں۔)

قَالُوْا، ماضی ج مذ ع مصدر القول ث ض ہ

لغات (ہرگز نہ رسد بما آتش۔ کبھی نہ لگے گی ہمکو آگ دوزخ کی۔)

لَنْ تَمَسَّنَا، مضارع منفی مؤنث مؤکد

المسّ۔ چھونا یعنی انسان یا حیوان کے بدن پر کسی چیز کا اس طرح متصل ہونا کہ جس بدن اُسکی سختی۔ نرمی اور سرد و گرم کیفیت کو معلوم کر سکے مصدر ف ض ک ف مضاعف

مَسَّ۔ یَمَسُّ۔ مَاسٍّ۔ مَمْسُوْسٌ اُمْسُسْ۔ لَا تَمْسَسْ۔

ف۔ لن، حرف نفی اور یہ حرف لا سے زیادہ بلیغ ہے اسواسطے کہ یہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے یعنی لن الیٰ الفعل کی نفی کرتا ہے نہ فقط الفعل کی جیسا کہ لَمْ اور لَمَّا میں ہے اور کہا ہے۔ کہ امر مظنون کی نفی لن کے ساتھ اور امر مشکوک کی نفی لا کے ساتھ ہوتی ہے ۱۲

النّار - اسے نارِ جہنم -

(مگر چند روز شمردہ - مگر گنتی کے چند دن)

اِلّا ، استثناے مفرغ - **ایاماً** منصوب بنزع خافض -

ایّام ، جمع یوم - (اصل ایوام)

معدودۃ ، اسم مفعول یہ قلیل و کثیر دونوں کے معنی دیتا ہے - مراد قلیل - یقال شئی معدود اے قلیل -

(رگو آیا فرا گرفتہ - کہ کیا لیا ہے تم نے)

قل ، امر **اتخذتم** ، ماضی جمع

الاتخاذ ، مصدر - اور اس میں ہمزہ استفہامی ہے اور ہمزہ وصل ساقط ہے

(از پیش خداوند عہد - اللہ کے پاس سے اقرار یا عہد)

عہد ، وہ فعل و اقرار جسکا حفظ اور ادا کرنا - اور اسکی رعایت ضروری ہو اور وہ قول و اقرار جو قسم وغیرہ پیمان کے موکد کیا جائے -

(پس ہرگز خلاف نکند خدا پیمان خود را پس کبھی خلاف نہ کریگا خداوند اپنے عہد کو)

ف ، جواب استفہام یا جزائے شرط محذوف یا سببیہ

لن یخلف ، مضارع - موکد بلن -

(یا میگوئید بر خدا - یا کہتے ہو اللہ پر)

ام ، حرف تردید بمعنی بل قطعیہ و التقدیر بل اتقولون و یا متصلہ معادلہ بین الشیئین

ام بمعنی بل - ان دونوں میں فرق یہ ہے - کہ بل کا مابعد متیقن ہوتا ہے اور ام کا مظنون ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ ام متصلہ ہو جس میں تساوی بین امرین مقصود ہوتی ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ای ھذین واقع اتخاذکم العھد ام قولکم علی اللہ ما لا تعلمون لیکن یہ استفہام درجہ تردد سے خارج ہے - کیونکہ مستفہم یعنی سرورکائنات علیہ السلام کے نزدیک شق ما لا یعلمون متعین ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ام متصلہ کے بعد بھی کبھی جملہ واقع ہوتا ہے جبکہ تساوی بین الحکمین منظور ہوتی ہے جیسا کہ ایضاح میں ہے لیکن صاحب مفتاح کا کلام اس کے برخلاف ہے - انہوں نے ام کے بعد

بمعنی ای ھٰذین واقع اتخاذکم العھد ام قولکم علی اللہ ما لا تعلمون۔

تقولون، مضارع ج ح مصدر القول اجوف۔

(۱) (آنچہ نمیدانید۔ وہ جو تم نہیں جانتے)

ما، موصولہ۔ لا تعلمون، مضارع ج ح منفی۔

(۱) بلٰی (آرے۔ ہاں) اسے بلی تمسکم وغیرکم دھرا طویلاً وزمانا مدیلاً لا کما تزعمون۔

بلٰی[۵]، حرف جواب۔ اس سے مجیب کو اُس چیز کا ثبوت مدنظر ہوتا ہے جسکی اس سے پہلے نفی کیگئی ہے۔ یہ بسیط ہے اور کہتے ہیں اصل میں بل ہے الف زیادہ کیا گیا ہے۔

(۲) من کسب سیئۃ (ہر کہ بکند کار بد۔ جسنے کمایا گناہ)

مَن، موصولہ یا متضمن معنی شرط

کسب، ماضی ا ع

الکسب، بواسطۂ آلات کام کرنا تحصیل فائدہ کرنا مصدر ف۔ ک کَسَبَ، یَکسِبُ۔ تکاسب۔ مکسوبٌ۔ اِکسِب۔ لا تکسِب

سَیِّئَۃ، ناقص واوی۔ اصل سیوءۃ جمع سیات۔ ساءَ، یسُوءُ سے مشتق ہے۔ سیئۃ برائی اور گناہ جو قصد اور ارادہ سے کیا جائے اور جو افعال کہ موجب عقاب ہیں۔

(۱) واحاطت (واحاطہ کند بآں۔ اور گھیر لے اسکو)

احاطت، گھیر لیا۔ غالب ہوا۔

---

[۵] - یہ حرف اس جملے کے ثبوت اور دوام وواقعیت کو ثابت کرتا ہے جسکی انہوں نے نفی کی ہے انکا مقولہ ہے کہ ہمیں دوزخ کی آگ چالیس روز یا کچھ اس سے کم وبیش تکلیف دے سکتی ہے نہ ہمیشہ اور اس حرف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہے کہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو اور برائیوں کا انبوہ اسکے اردگرد موجود ہے ضرور ہے کہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیگا۔

احاطت

ا ص غ - مؤنث اَحَاطَتْ - گھیر لینا

چھپا لینا مصدر - افعال اَحَاطَ -

یُحِیْطُ - مُحِیْطٌ - مُحَاطٌ - اَحِطْ - لَا تُحِطْ

بِهٖ، ب زائد - و مرجع ضمیر (من)

گناہ او - اسکا گناہ

خطیئته

خَطِیْئَتُہٗ، گناہ بالقصد و خطا مفرد

و بوجہ اضافت تکثر و تعدد کا فائدہ دیتا ہے

جمعہ خطایا -

فاولئک

(پس ایشانند - پس یہی لوگ ہیں)

ف، تعقیبیہ - اُولٰٓئِکَ، اے

من کسب سیئة برعایت معنی مَنْ

اصحب النار

(باشندگان دوزخ - آگ میں رہنے

والے - یا آگ والے)

اَصْحٰبُ، ملازمین مصحبان -

ہم جلسہ -

النار - اے نار جہنم

ھم فیھا خالدون

(ایشاں در آنجا جاوید مانندگانند -

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے

ہیں -)

ھُمْ، راجع - بمن برعایت معنی

خلود - لبث طویل - دوامی استقامت

فِیْهَا، اے فی النّار خٰلِدُوْنَ -

جمع خالد -

والذین

(و آنانکہ ایمان آوردند - اور جو لوگ

کہ ایمان لائے)

امنوا

اٰمَنُوْا، ا ص غ ج ج الایمان - خدا اور

رسول پر اعتماد کرنا - رسالت و نبوت

کا مقر ہونا - مصدر -

وعملوا الصلحت

(و کارہائے شائستہ کردند - اور اچھے

کام کیے)

عَمِلُوْا، ا ص غ ج ج مصدر العمل

الصّٰلِحٰتِ جمع صالح وہ چیز جس میں

کچھ خلل اور خرابی نہو اور وہ کام جسکا

فاعل سچی تعریف کا اہل بن سکے -

اولئک اصحب الجنة

(ایشانند باشندگان بہشت - وہ

لوگ ہیں جنت کے رہنے والے)

اولٰئک الخ - جواب من ہے اور

اسپر فا داخل نہیں بخلاف آیت ماسبق کے

که اس پر داخل کیگئی ہے۔ یہ اسلئے
که اول وعید ہے اور وعید کریم سے
مظنۂ خلف و معافی ہی ہوتا ہے۔
اسلئے اسکو موکد لایا گیا ہے ازالہ مظنہ
کے لیئے اور یہ آیت وعدہ ہے اور
کریم سے خلاف وعدگی ممکن نہیں
اسلئے اس جملہ کو موکد نہیں لایا گیا۔
نحاۃ نے کہا ہے قولك من دخل
داری فاکرمتہ۔ ہر داخل ہونے والے
کے لیئے مقتضی اکرام ہے لیکن مع
خطر عدم اکرام کے۔ اور بدون فا
مقتضی اکرام ہے قطعاً اس کے
علاوہ اس آیت میں اشارہ ہے
اس امر کی طرف کہ کفار کا دائماً نار میں
رہنا متفرع ہے انکے کفر وعصیان
پر گویا انکے افعال سیئۂ خلود
فی النار کا سبب ہیں اسلئے اسپر
فا داخل ہوئی ہے۔ بخلاف اسکے
مؤمنین کا جنت میں داخل ہونا اور

وہاں دائماً رہنا محض خداوند عالم
کے لطف وکرم پر موقوف ہے
ایمان واعمال صالحہ اس کے خلود
کے لیئے سبب نہیں کہلا سکتے
اور ایمان مع اعمال اس آیۃ میں مقابل
سیئہ یعنی کفر وخطیئہ آیت ما سبق کی
ہے۔

الجنۃ: سرسبز باغ۔ محل ثواب اعمال
ایشاں در آنجا جاوید مانندگانند
(وے لوگ اس میں ہمیشہ رہنے
والے ہیں۔)

فیہا: اے الجنۃ۔

و۔ قالوا ۔۔۔ فعل مع الفاعل
لن تمسّ ۔۔۔ فعل
النار ۔۔۔ فاعل
نا ضمیر ۔۔۔ مفعول
الّا [حرف استثناء] زماناً محذوف مستثنیٰ منہ
ایّاماً ۔ موصوف
معدودۃ ۔ صفت

قُلْ، ... فعل با فاعل
اتَّخَذْتُمْ فعل با فاعل
عِنْدَ اللّٰهِ ... ظرف
عَهْدًا ... مفعول
فَلَنْ يُّخْلِفَ ... فعل
اللّٰهُ ... فاعل
عَهْدَهٗ ... مفعول

جزائے شرط محذوف ہے ان اتخذتم عہدًا فلن یخلف اور اگر ماضی کا لحاظ کیا جائے تو تقدیر عبارت یہ ہوگی ان کنتم اتخذتم فلن یخلف یا فقد حکم بانہ لن یخلف اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جملہ دلیل جزا ہے موقع جزا میں ہے ان کنتم اتخذتم عہدًا فقد یجوز لانہ لن یخلف عہدہ اور یا فاسببیہ ہے اور کلام میں حذف نہیں۔ گویا عدم خلاف وعدہ اخذ عہد پر مترتب ہے۔

اَمْ، منقطعہ تَقُوْلُوْنَ فعل با فاعل
عَلَى اللّٰهِ، جار مجرور ظرف لغو
مَا، ... موصولہ
لَا تَعْلَمُوْنَ، صلہ
بَلٰى، ... حرف ایجاب
مَنْ، ... موصولہ یا شرطیہ
كَسَبَ، فعل مع الفاعل
سَيِّئَةً ... مفعول
وَّاَحَاطَتْ، فعل
بِهٖ، جار مجرور ظرف لغو
خَطِيْٓـَٔــتُهٗ، فاعل
فَاُولٰٓئِكَ ... مبتدا
اَصْحٰبُ النَّارِ، خبر } جزا
ویا مَنْ كَسَبَ الخ، مبتدا
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ، خبر
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ، جملہ اسمیہ تاکید اول

وَالَّذِيْنَ، ... موصول
اٰمَنُوْا، ... جملہ فعلیہ صلہ } مبتدا

وعملوا الصّٰلحٰت ، جملہ فعلیہ معطوف اولٰئک ، ... مبتدا اصحٰب الجنۃ ، .. خبر	ھم ، ...... مبتدا فیھا متعلق بخالدون ، خبر

ف ۱ ۔ وقالوا الخ۔ یہ آیتیں حکایت مقولہ یہود ہیں۔ جب پیغمبر علیہ السلام تشریف فرمائے مدینہ منورہ ہوئے اور کفر وشرک کی وعید شریعت حقہ کے پیروی نہ کرنے کی سزا رسم ورواج کی پابندیوں کے بڑے نتائج مشرکین وکفار اور یہود وغیرہ اہالیان مدینہ منورہ کے گوش زد ہونے لگے۔ تو یہود کہا کرتے تھے یہ عجب تعلیم ہے جس میں ہمیں برسوں نہیں ابدالآباد تک معذب ہونے کی دھمکی دیجاتی ہے۔ حالانکہ اخروی عذاب کی کل مدت سات دن ہے۔ کیونکہ دنیا کی تمام عمر ستر ہزار برس ہے اور آخرت میں مجرم کے لئے ایک ہزار برس کے عوض ایک دن کی سزا مقرر ہے۔ عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ المدینۃ ویھود تقول انما مدۃ الدنیا سبعۃ الاف سنۃ وانما یعذب الناس بکل الف سنۃ من ایام الدنیا یوما واحدا فی النار من ایام الاخرۃ فانما ھی سبعۃ ایام ثم ینقطع العذاب فانزل اللہ فی ذلک وقالوا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

وانگاہ کہ گرفتیم	پیمان	بنی اسرائیل	کہ نہ پرستید
اور جب لیا ہم نے	قول	بنی اسرائیل کا	نہ عبادت کرو تم

اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي

مگر خدا را | و با والدین | نکوئی کنید | و باہل

مگر اللہ کی | اور ساتھ ماں باپ کے | احسان کرنا | اور قرابت

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا

قرابت | و یتیماں | و بے نوایاں | و بگوئید

والوں سے | اور یتیموں سے | اور فقیروں سے | اور کہو

لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

بمردماں | سخن نیک | و برپا دارید | نماز را | و بدہید

واسطے لوگوں کے | بھلائی | اور قائم رکھو | نماز کو | اور دو

الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ

زکوۃ را | پس برگشتید | روگرداں شدہ | مگر اندکے

زکوۃ | پھر | پھر گئے تم | مگر تھوڑے | تم میں سے

اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

از شما

اور تم | منہ پھیرنے والے ہو

(وَاِذْ اَخَذْنَا) (وہ وقت کہ بگرفتیم - اور یاد کرو جب لیا ہم نے)

اَخَذْنَا - ماضی - الاخذ مصدر ن ج م

مِيْثَاق (پیمان محکم و اقرار)

میثاق، اسم آلہ وہ شئے جس سے استحکام حاصل ہوتی ہے لیکن مجازاً اسکا استعمال اس اقرار اور عہد پر کیا جاتا ہے جسکی رعایت اور حفاظت

ضروری سمجھی جائے اور اس کا ادا کرنا واجب ہو۔ (پختہ وعدہ)

بنی اسرائیل

(بنی اسرائیل را۔ اولاد یعقوب یا بنی اسرائیل سے)

بنی (بنین) جمع ابن (بیٹا) اسرائیل لقب حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم علیہم السلام۔

لا تعبدون الا اللہ

(نہ پرستید مگر خدائے را۔ نہ عبادت کرو تم مگر اللہ کی)

لَا تَعْبُدُوْنَ ۔ مت عبادت کرو یا نہ عبادت کرو گے صیغہ جمع مذکر منفی خبر بمعنی نہی اصل ان لا تعبدوا مثل لا یضار کاتب ولا شہید اسے بمعنی ان یکون کذلک

اِلَّا حرف استثناء یہ حرف اپنے مدخول کو ماقبل کے حکم سے خارج کرتا ہے۔

وبالوالدین احسانا

(وبما درو پدر نیکوئی کنید۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو) اے تحسنون بالوالدین احسانا

۱ لا تعبدون یہ اخبار بمعنی نہی ہے مثل قولہ تعالیٰ لا یضار کاتب ولا شہید تحسن عطف احسنوا و قولوا علیہ۔ بنا بریں تقدیر قول ضروری ہو اور تقدیر عبارت یہ ہے اذکروا اصا حدث وقت اخذنا میثاقہم قائلین لا تعبدون الا اللہ۔ ویا قلنا ذلک اس تقدیر پر قلنا کلمہ اخذنا کا بدل ہوگا اور لا تعبدون بنون رفع معمول میثاق ہے بواسطہ حرف جر مقدر تقدیر عبارت یہ ہے اخذنا میثاقہم علی ان لا تعبدوا و بان لا تعبدوا پس حرف جر حذف کر دینے کے بعد ان بھی حذف کر دیا گیا ہے جس سے فعل مرفوع رہگیا ہے کیونکہ فعل مضارع ناصب یا جازم کے حذف ہو جانے کے بعد مرفوع ہو جاتا ہے وقال البغوی معناہ ان لا تعبدوا فلما حذف ان صار الفعل مرفوعاً وعلی ھذا بدل من المیثاق او معمول لہ بحذف الجار وقیل انہ جواب قسم دل علیہ المعنی تقدیرہ حلفناھم لا تعبدون الا اللہ ۱۲ (شیخ زادہ)

اَوۡ وَصّیناهم بِالوالدین اِحساناً -

وَالِدَيْن، تثنیہ والد مراد والد و والدہ تغلیباً کیونکہ اب کا اطلاق والدہ پر بھی ہوتا ہے۔

و حدہ و حیدہ - اس لفظ میں مذکر و مونث یکساں ہے۔

اِحْسَان - نفع رسانی - اطاعت و فرماں برداری صلہ رحمی۔

وَذِي الْقُرْبٰى

(و با اہل قرابت - اور خویشوں سے)

ذِي، بمعنی صاحب و متعلق اصل ذُوُو - لفیف مقرون[1]

قُرْبٰى - قرابت رحمی و عقلی برزن رجعی و حسنی و عقبیٰ مصدر ہے اور الف تانیث کا ہے - بمعنی فاعل عام قریبی رشتہ دار اور اس سے مراد جنس ہے اور یا اسلئے کہ اضافت اسکی طرف مصدر کے مقتضی ہے اندراج کل ذی قرابت کی اور اسمیں اشارہ ہے کہ ذوی القربیٰ گو کثیر ہوں مثل شے واحد کے ہیں - یہ طریق نہیں کہ کسی کو احسان سے محروم کیا جائے۔

وَالْيَتٰمٰى

(و با یتیماں - اور یتیموں سے)

يَتٰمٰى، جمع یتیم - مثل ندیم و ندامیٰ - علیٰ غیر قیاس کیونکہ فعیل کی جمع فعالیٰ نہیں آتی - اور کہتے ہیں یتٰمیٰ صفت ہے بحکم اسمائے غالبہ مثل فارس و صاحب بلکہ اصل میں یتائم ہے اور یتائم جمع یتیم ہے - اور یتیم اُس ناتواں اور ضعیف لڑکے کو کہتے ہیں جسکے سر پر حقیقی پرورش کرنیوالا نہ رہے -

---

[1] ذی - اصل ذُوُوْ لفیف مقرون ہے واو آخر کو حذف کرکے دوسری واو کو محل اعراب بنائے ہیں - یہ اسم یائے متکلم کے سوائے جبکسی اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے تو معرب بالحرف ہوتا ہے رفع واؤ سے نصب الف سے اور جر ی سے آتی ہے - ۱۲

مثلاً وہ لڑکا جسکا باپ مر جائے یا
مفقود الخبر ہو جائے اور وہ بچھڑا جسکی
ماں نہ رہے - اصل میں یتیم کے معنی
انفراد کے ہیں اسی لیے بیش قیمت
اور بے نظیر در کو در یتیم کہتے ہیں -

والمساکین

(و با بیچارگاں - اور مسکینوں کے ساتھ
مساکین - جمع مسکین بروزن
مفعیل سکون سے مشتق ہے - یہ وہ
غیرتمند اور باعزت شخص ہے جسکو
فقر و فاقہ نے چلنے پھرنے سے بند
کر دیا ہو اور بوجہ غیرت خانہ نشین ہو گیا
ہو - شرعاً وہ شخص جسکی آمد اسکے اخراجات
کی کفایت نہ کر سکے اسپر نہ وہ سوال
کرے اور نہ اپنی حالت سے احتیاج
ظاہر کرے اور میم اس کا زاید ہے مثل
محضر بمعنی حضور یقال تسکن فلان اے
صار مسکینا -

وقولوا للناس حسنا

(و بگوئید بمردماں سخن نیک - اور کہو
لوگوں سے نصیحت - یا نیک بات
اے قلنا لھم قولوا للناس حُسنا
اے قولوا لھم قولاً طیّبا -

قولوا ، ج ح امر ل زاید صلہ فعل -
الناس ، مردم خویش و اغیار صفہ
حُسنا ، مصدر مثل رجعیٰ یا صفت
مثل حبلیٰ بمعنی کلمہ حسنیٰ اور یہ تفضیل کے
لئے ہے اور استعمال اس کا بغیر الف
ولام و اضافت کے بوجہ معرفہ ہونے
کے ہے مگر یہ توجیہ شاذ ہے صحیح
یہ ہے کہ یہ صفت ہے اور تفضیلی معنی
سے مجرد ہو کر بمعنی حسنہ مستعمل ہوتی ہے
حسن[1] مناسبت کو کہتے ہیں پس حسن
کلام یہ ہے کہ وہ مخاطب کے مناسب

---

[1] حُسن - و قریب حسن خلق مداہنت است - در تفسیر عزیزی است - فرقے است درمیان حسن خلق و مداہنت
باید دانست کہ حسن خلق و مدارات آنست کہ شخصے در حق خود تسامح نماید و ترک نفسانیت کند و خود
را صاحب تعظیم نداند و از تقصیر شخصے کہ در حق او رود درگزرد مثلاً اگر شخصے اورا سخت گوید در غضب

<table>
<tr>
<td>حال ہو مع رعایات لفظ و معنی ۔ شرعًا وہ فعل اور کلام جو شرعی پیمانہ کے موافق ہو اور اس طریق سے ادا کیا جائے</td>
<td>کہ دلشکنی اور لحوق عار کا باعث ہو۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپنے وقولوا للناس</td>
</tr>
</table>

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲۰

نباید و در پے انتقام او نرود بلکہ با وے سلوک نیک نماید و مداہنت عبارت از تسامح در امر دین است ہمچو از شنیدن امور نامشروعہ تعصب نکردن مثلًا شخصے کہ حرکتے مخالف شرع شریف کند یا ترک تعظیم دین نماید با وے موافقت نمودن و اظہار ناخوشی ناکردن الغرض حسن خلق و مدارات تلف حق خود است برائے رضامندی و دلداری غیرے و مداہنت تلف حق شرع است برائے خوشامد شخص پس کسانیکہ در تعریف حسن میگویند کہ قول حسن آنست کہ نزد مخاطب بجمیع وجوہ مستحسن باشد مقرون بصحت نیست کہ درین تعریف مداہنت و خوشامد نیز داخل شود حالانکہ آنہا قبیح اند۔ یعنی حسن خلق یہ ہے کہ اپنے نفس کے مقابلہ میں دوسرے کی تعظیم کرنا اور اپنی ذات کو اس کے سامنے چھوٹا کر دینا۔ اور جو خاص اسکے حق میں دوسرا شخص تقصیر کرے اس سے درگزر کرنا یہ امر مستحسن ہے اور اسی کا اس آیت میں حکم ہے ۔ اور مداہنت کے معنی یہ ہیں کہ امور ممنوعہ کو دیکھنا اور سننا اور اپنے دین کو سبک کر دینا اور حق شرع سے درگزر کرنا دوسرے شخص کی رعایت کے لئے یہ مداہنت اور خوشامد ہے ۔

۵۱ ۔ حضرت امام محمد باقرؓ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں سنہ چھپن ہجری میں پیدا ہوئے معرکہ کربلا میں ساتھ تھے اس وقت آپ کی عمر تین برس کی تھی ۔ اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سردار رہے ہیں ۔ حدیث کی روایت ان سے بہت ہے سنہ ایکسو اٹھارہ میں ملک شام میں بمقام حمیمہ آپکا انتقال ہوا اور آپکا جنازہ وہاں سے مدینہ منورہ میں لایا گیا اور بمقام بقیع جس قبر میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دفن تھے اور انکے بعد اسی قبر میں حضرت امام زین العابدین دفن ہوئے اسی قبر میں تیسرے آپکو بھی دفن کیا گیا انکے بعد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی اسی قبر میں دفن ہوئے ہیں امام باقرؒ کی ماں حضرت امام حسنؓ کی بیٹی تھیں الکبیر

حسنا کی تفسیر میں وقولوا للناس مَا تُحِبُّونَ اَنْ یُّقَالَ لَکُمْ کہا ہے یعنی لوگوں سے اس طرح پر بات چیت کرو کہ اگر کوئی شخص اس طرح تم سے کہے تو تم اس سے خوشدل ہو اور برا نہ مانو۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (وبپا دارید نماز را - اور قائم رکھو نماز کو) اَقِیْمُوْا ج ح امر اصل اَقْوِمُوْا اَلْاِقَامَۃُ قائم رکھنا بپا کرنا مصدر افعال اجوف واوی (اقوام)

الصَّلٰوۃَ - ال عہدی ومراد عبادت مخصوصہ ونماز شرعیہ بارکان مخصوصہ شرعیہ

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (وبدہید زکوٰۃ را - اور ادا کرو زکوٰۃ کو) اٰتُوْا ج ح امر الزکوٰۃ پاکیزگی اور بڑھنے والے مال سے ایک برس کے بعد اس کا چالیسواں حصہ محتاج فقیر وں کو دینا۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ (پس رو گردانیدید - پھر تم پھر گئے) ثُمَّ مظہر استبعاد تَوَلَّیْتُمْ ماضی ج ح اَلتَّوَلِّیَۃُ منہ پھیر لینا - پیٹھ پھیر لینا

۱ے زکوٰۃ مسئلہ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایک سال تک اس کے پاس رہے تو سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے مسئلہ سونا چاندی سکہ کی ہو خواہ اس کے برتن ہوں خواہ زیور خواہ کپڑوں پر منڈھی ہوئی ہو اگر اس کا وزن شرعی وزن زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہو لیکن دوسرے سامان پر مثل قیمتی کپڑوں لوہے تانبے پیتل کے برتنوں پر کچھ زکوٰۃ نہیں البتہ سوداگروں کے سامان پر زکوٰۃ ہے -
ایسے ہی اگر کچھ زمین یا مکان کرایہ پر ہیں تو جائداد پر زکوٰۃ نہیں آمدنی پر زکوٰۃ ہے ۱۲
وہ ملک جسکو مسلمان بادشاہ نے کفار سے لڑ کر فتح کیا ہے اسکی زمین اسوقت عشری ہو جاتی ہو جبکہ وہ فاتحین ملک میں تقسیم ہو جائے اور ایسے ہی اگر کفار سب کے سب خود بخود مسلمان ہو گئے ہیں اور لڑائی کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اسکی زمین عشری ہو جاتی ہے ایسی زمین کی پیداوار

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ

مصدر تفعیل لفیف مفروق۔
پھر اس کے ارشاد مگر تھوڑے تم میں سے
اِلَّا حرف استثنائے متصل
قلیل ضد کثیر قلت عدد اشخاص سے
ہے اور کہا ہے مراد قلت ایمان ہے
مِّنكُمْ من بیانیہ۔
(وشما اعراض کنندگانید۔ اور تم
منہ پھیرنے والوں سے ہو۔)

وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ

مُّعْرِضُونَ، جمع معرض اعراض
تولی دونوں مترادف لیکن اول مخصوص
بقلب ہے۔ اور ثانی جسم کے ساتھ
خاص ہے)
اور کہا ہے کہ تولی ماضی سے متعلق
ہے اور اعراض کا تعلق حال سے
ہے اسے توکید فی المضی
عن المواثیق واعرضتم الاٰن عن

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ

اتباع هذا النبی۔
اِذْ، ظرفیہ اَخَذْنَا فعل با فاعل
مِيثَاقَ، مضاف
بَنِي إِسْرَائِيلَ مضاف الیہ
لَا تَعْبُدُونَ، فعل با فاعل
إِلَّا اللَّهَ، مفعول،
اے لا تعبدون احدا الا اللّٰہ۔
یا۔ اخذنا ... بدل منہ
قلنا، محذوف فعل با فاعل
لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ مقولہ بدل
یا لا تعبدون الخ حال اے اخذنا
میثاقہم قائلین ان لا تعبدون
الا اللّٰہ۔ یا لَا تَعْبُدُونَ،
بواسطہ۔ اَن مقدر متعلق میثاق۔
اے اخذنا میثاقہم علی ان
لا تعبدون۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۲
اگر فقط بارش پر موقوف ہے یا ندی نالے کا پانی خود بخود اسے سیراب کر دیتا ہے تو پیداوار کا
دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے اور اگر پانی سینچ کر دیا جاتا ہے تو بیسواں حصہ دینا چاہئیے
اناج۔ ساگ۔ ترکاری پھل۔ پھول وغیرہ سب کا یہی حکم ہے ۔۱۲

ویا لَا تَعْبُدُوْنَ۔ جواب قسم محذوف اے حلفناھم لا تعبدون الا اللہ۔

وبالوالدین.... متعلق

احسنوا،.... فعل محذوف

احسانًا،.... مفعول مطلق

یا مفعول بہ[1] یا مفعول لہ[2]

اے قلنا ھم تحسنون او احسنوا بالوالدین احسانًا متعلق بمضمر اور جائز ہے تعلق اس کا احسانًا کے ساتھ کیونکہ وہ ب و الی کے ساتھ متعدی ہوا کرتا ہے۔ کاحسن بی اذا اخرجنی من السجن احسن کما احسن اللہ الیک اور مصدر پر اسکے معمول کا مقدم ہونا منع نہیں ہے۔

وذی القربٰی۔ والیتٰمٰی والمسٰکین معطوف علی الوالدین۔

و۔ قولوا،.... فعل با فاعل

للناس،.... ظرف لغو (قولوا)

حسنًا، صفت مفعول مطلق

اے قلنا لھم قولوا قولًا حسنًا۔

و۔ اقیموا،.... فعل با فاعل

الصلوٰۃ،.... مفعول

و۔ اٰتوا،.... فعل با فاعل

الزکوٰۃ،.... مفعول

ان تینوں جملوں کا عطف لا تعبدون پر ہے۔

ثم۔ تولیتم،.... فعل

ضمیر.... مستثنیٰ منہ

الا، حرف استثنا

قلیلًا،.... ذوالحال

منکم متعلق کائنًا حال

اے قبلتم ما قلنا لکم ثم تولیتم منکم

[1] اے قلنا استوصوا بالوالدین احسانًا۔

[2] اے وصیناھم بالوالدین لاجل الاحسان الیھم۔

وَأَنتُم ۔۔۔۔۔ مبتدا
مُعْرِضُونَ ۔۔۔۔۔ خبر

مرادٗ انتم قوم عادتکم الاعراض و

التولی عن المواثیق ویا جملہ حال موکدہ ہے اور تولی واعراض بمعنی واحد ہیں اور حال موکدہ کا فصل ساتھ واؤ کے جائز ہے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

وآنگاہ کہ گرفتیم پیمان شمارا کہ مریزید خون یکدیگر را

اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ گراؤ اپنے خون

وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ

و بیروں مکنید قوم خویش را از خانہائے خویش پس

اور نہ نکالدو کسی آپس اپنے کو گھروں اپنے سے پھر

أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنتُمْ

قبول کردید حاضر آمدہ باز شما

اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم

هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا

آن گروہید می کشید قوم خویش را و بیروں می کنید گروہے را

وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کو اور نکالدیتے ہو ایک فرقے کو

مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ

از قوم خود از خانہائے ایشاں یکے مددگار دیگرے میشوند برستم کردان در حق ایشاں

آپ میں سے گھروں انکے سے مددگاری کرتے ہو تم اوپر انکے ساتھ گناہ کے

وَالْعُدْوَانِ ۚ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ

بگناہ و تعدی و اگر اسیر شدہ بشما می آیند فدیہ میدہید

اور تعدی کے اور اگر آتے ہیں تمہارے پاس بندیوان ہو کر بدلا دے

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ

عوض ایشاں وحال آنکہ حرام است بر شما بیروں کردن ایشاں آیا ایمان می آرید

چھڑاتے ہو انکو اور وہ حرام ہے اوپر تمہارے نکال دینا انکا کیا پس ایمان لاتے ہو

بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ

بپارۂ از کتاب و کافر می شوید بپارۂ

ساتھ بعضے کتاب کے اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضے کے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

(و آں وقت کہ بگرفتیم - اور یاد کرو جسوقت لیا ہمنے)

إِذْ ، ظرفیہ - أَخَذْنَا ، ماضی ج م

(پیمان شما - تمہارا عہد)

مِيثَاق ، عہد استوار - حلفیہ اقرار

اور یہ چار عہد ہیں - باہم مقابلہ نکرنا مغلوب قوم کو اخراج پر مجبور کرنا - ایک قوم کی ربادی کیلئے دوسری قوم کی مدد نکرنا - قیدی سے فدیہ نہ لینا بلکہ بعوض صلہ رحمی اسکو مفت چھوڑ دینا -

لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

(مریزید خونہائے خود - نہ گراؤ اپنے خون)

لَا تَسْفِكُونَ ، اصل أَن لَا تَسْفِكُوا ، مضارع ج ح

نہی بمعنی خبر بعد حذف آن فعل مرفوع ہوا ہے -

السَّفْكُ ، آنسوں اور خون بہانا مصدر ض ک - سَفَكَ ، يَسْفِكُ ، سَافِكٌ ، مَسْفُوكٌ ، إِسْفِكْ ، لَا تَسْفِكْ -

دِمَاءٌ، جمع دم، خون مراد قتل نفس
دم، محذوف اللام اصل دمی ہے
اور یا اصل میں دمو بالواو ہے بروزن
فعل ۱۲

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
(بیرون مکنید خویشان خود را۔ اور
جلاوطن نکرو اپنوں کو)
لَا تُخْرِجُوْنَ، مضارع ج ح نہی بمعنی خبر
اصل ان تُخْرِجُوْا الاخراج۔ اپنی جگہ
سے شے کو ہٹا دینا۔ جلاوطن کرنا
مصدر افعال صحیح
انفس جمع قلت نفس مراد قوم و
اقارب۔

مِّنْ دِيَارِهِمْ
(از خانہائے خود۔ یا از خانمان خود
اپنے گھروں سے اپنے عیال و اقارب
سے۔
مِن، ابتدائیہ۔ دیار جمع دار (دور) شہر

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
(پس قبول و اقرار کردید شما۔ پھر تم نے
قبول کر لیا۔ یا اقرار کر لیا۔)
اَقْرَرْتُمْ، ماضی ج ح الاقرار۔ اقرار کرنا
اور کچھ ٹھہرانا۔ ضد انکار متعدی بالباء آتا ہے
مصدر افعال مضاعف اَقَرَّ۔ يُقِرُّ
مُقِرٌّ۔ اَقْرِرْ۔ لَا تُقْرِرْ۔

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ
(و شما شہادت میدہید۔ اور تم شاہد ہو
اور تم جانتے ہو)
تَشْهَدُوْنَ، مضارع ج ح الشہادۃ
گواہی دینا۔ بیان واقعہ کرنا۔ مصدر
س۔ ت شَهِدَ۔ يَشْهَدُ۔ شَاهِدٌ
مَشْهُوْدٌ۔ اِشْهَدْ۔ لَا تَشْهَدْ۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ
(باز شما آں گروہ ہستید۔ پھر تم وہ
لوگ ہو)
ثُمَّ، مظہر انفصال زمانی طرفین بمعنی
استبعاد۔
اَنْتُمْ، اَنْ ضمیر۔ و تم بیان خطاب
هٰٓؤُلَآءِ، اسم اشارہ جمع واحد اسکا ہذا ہے

۱۵ اور یہ تاکید لفظی ہے ضمیر انتم سے اور بنا بر مذہب کوفین بمعنی الذین ہے کیونکہ جملہ اسمائے اشارہ کو موصولہ مانتے ہیں عام اس سے کہ وہ بعد ما کے واقع ہو یا نہ لیکن بصریین بالتخصیص مائے استفہامیہ کے بعد واقع ...

تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

(می کشید قوم خود را۔ آپس کے لوگوں کو مارڈالتے ہو)

تقتلون، مضح ج ح انفس جمع قلت بجائے کثرت۔

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ

(و بیروں میکنید گروہے را۔ از قوم خود اور نکال دیتے ہو ایک جماعت کو انکے وطنوں سے۔ یا اُن کی قوم سے)

تخرجون، مضح ج ح **فَرِيقٌ** اسم جماعت فُرُوق۔ فِرَقٌ، اَفْرِقَاءُ جمع

مِّنْ دِيَارِهِمْ

(از منزل یا از خانہائے ایشاں۔ انکے گھروں سے یا انکے وطنوں سے)

مِن، ابتدائیہ۔ دیار۔ جمع دار دیارھم بضمیر غیبۃ مع جواز دیارکم کے موافق آیت ماسبق کے اسلئے ہے کہ دیارکم کہنے میں یہ وہم ہو سکتا تھا کہ مخاطبین کے دیار سے انکا اخراج مطلوب ہے نہ دیار مخرجین سے۔

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

(بیکدیگر امداد مینمائید در حق ایشاں مددگاری کرتے ہو اوپر انکے۔ یا اُبھارتے ہو اُن پر۔)

تَظٰهَرُوْنَ[۲]، مضح ج ح **اَلتَّظَاهُرُ** ہم پشت ہونا۔ ایک دوسرے کا مددگار ہونا۔ مصدر۔ تفاعل۔ تَظَاهَرَ۔ يَتَظَاهَرُ مُتَظَاهِرٌ۔ تَظَاهَرْ لَا تَتَظَاهَرْ

---

[۱] تقتلون اپنے آپ کو نہ مار ڈالنے یا وطن سے نکالدینے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے مذہبی یا نسبی یا ہم حلیف بھائیوں سے معترض نہ ہو۔ کیونکہ تم سب ایک ہی ہیں یعنی اتحاد وصف بمنزلہ اتحاد ذات ہے اور یا یہ کہ قتل ناحق اپنی ذات کا خون ہوتا ہے یعنی قتل غیر موجب قصاص قاتل ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ کسی ایسے کام اور شغل کو نہ کرو جو تمہارے قتل یا اخراج کے باعث ہوں۔

[۲] تظہرون۔ اصل تتظاھرون تائے تفاعل کو حذف اور تائے خطاب کو قایم رکھا گیا ہے مثل قولہ ولا تعاونوا و مالکم لا تناصرون اور مظاہرۃ بمعنی معاونت ظہر سے مشتق ہے چونکہ باہم ایک دوسرے کی معاونت اور تقویت کرنا گویا اسکی ظہر اور پشت بننا ہے اسی وجہ سے اسے ظہر کہتے ہیں۔

بالاثم والعدوان

علیھم، اسے علی اخراجہم او علی حقھم۔

(بگناہ و بتعدی - ساتھ گناہ کے اور ساتھ ظلم کے)

ب، بمعنی ملابستہ - اِثم - ممنوعات شرعیہ - گناہ اور وہ افعال جن کا فاعل ملامت و مذمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے وممنوعات طبعیہ وجسپر قلب مطمئن نہو وفی الحدیث الاثم ما حاک فی صدرک

عدوان - ظلم و تعدی کرنا - عدو سے نکلنا مصدر ف - ض ناقص -

وان یاتوکم

(و اگر بیایند بشما - اور اگر آویں تمہارے پاس)

اِن، حرف شرط یاتوا مضارع جمع مذکر مجزوم بشرط

اَلاِتیان، آنا - لانا مصدر - کم - ضمیر منصوب -

اساری

(اسیران - یا اسیر شدہ - قید ہوکر)

اساریٰ، جمع - اسیر بمعنی ماسور اصل میں اسیر رسی یا زنجیر سے جکڑے ہوئے شخص کو کہتے ہیں لیکن اس کا اطلاق مطلق محبوس اور مغلوب بالقہر قیدی پر ہوتا ہے - اسکی جمع اَسَاریٰ - اُسَاریٰ - اَسْرٰی ہے جمع ویا اساری جمع اسریٰ اور وہ جمع اسیر ہے مثل جریح و جرحیٰ اس تقدیر پر اساری جمع الجمع ہے

تفادوھم

(فدیہ یا فدا میدہید بعوض الشان - چھڑوائی دیتے ہو ان کی)

اسے تخرجوھم من الاسر باعطاء الفداء او تطلقوھم بعد ان تاخذوا منھم شیئاً یعنی اگر وہ تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہوجائیں تو انکو قید سے چھڑا دیتے ہو فدیہ دیکر - یا انکو چھوڑتے ہو کچھ ان سے لیکر کیونکہ حقیقت مفاعلہ یہاں پر نہیں ہے قیدی کو قیدی سے بدلنے والے یا قیدی دیکر

قیدی کے چھڑوانے والے کو فادی
کہتے ہیں اور قیدی کے عوض میں
جو رقم دی جاتی ہے اسکو فدیہ کہتے ہیں
تفادوا ، مضارع جمع مجزوم بوجہ جزا المفاداۃ
والفداء کچھ دیکر قیدی کو چھڑا لینا
مصدر مفاعلہ ناقص ۔ فادا ۔
یفادی ۔ مُفادٍ ۔ فادِ لا تفادِ
(وحالانکہ حرام کردہ شدہ است
برشما ۔ اور وہ حرام کیا گیا ہے تمہارے
ھو ، ضمیر شان یا ضمیر مبہم محرم
ممنوع حرام کیا گیا اسم مفعول مصدر
التحریم ۔
(بیرون کردن ایشاں ۔ انکا نکالنا)
اخراج ، جلاوطن کرنا ۔ نکالنا
مصدر افعال ۔
(آیا ایمان می آرید ۔ کیا ایمان لاتے
ہو ۔ کیا مانتے ہو)
أ ۔ ہمزہ استفہام تہدیدی ۔
ف ۔ فصیحہ معطوف ہی محذوف

پر اور یا عاطفہ اور اس کا عطف
تقتلون پر ہے ۔
تؤمنون ، مضارع جمع مصدر الایمان
(بپارہ از کتاب ۔ تھوڑے سے
حصہ کتاب پر ۔ بعض کتاب پر ۔)
الکتٰب ، اے کتاب اللہ مصدر
بمعنی مفعول ۔
(وانکار میکنید بہ بعض دیگر ۔ اور نہیں
مانتے تم دوسرے حصے سے)
تکفرون ، مضارع جمع الکفر
احسان فراموشی کرنا ۔ انکار کرنا مصدر
ببعض ، مجموعہ میں سے ہر ایک
جز اس کل کا بعض ہوتا ہے ۔
و ۔ اذ ۔ اخذنا ، فعل با فاعل
میثاقکم ..... مبدل منہ
لا تسفکون فعل با فاعل
دماءکم ، مفعول
و ۔ لا تخرجون فعل با فاعل
انفسکم ، مفعول ذوالحال

متظاهرین۔

بالاثم والعدوان، حال

من دیارکم، جار مجرور ظرف لغو متعلق تخرجون

ثم اقررتم، فعل با فاعل ذوالحال۔

وانتم ... مبتدا

تشھدون، جملہ خبر

اے اقررتم حال کونکم شاھدین علیه۔

ویا انتم تشھدون، جملہ اسمیہ تاکید ما قبل۔ اے فقبلتم امر اللہ المؤکد ثم اقررتم بالقبول۔

ثم انتم، ... مبدل منہ مبتدا

ھؤلاء، بدل یا تاکید ضمیر، ... یا عطف بیان

تقتلون الخ ...... خبر

یابعد ذلک ھؤلآء ... خبر

ویا انتم ...... مبتدا

ھؤلآء، ...... خبر

وجملہ تقتلون وتخرجون بیان انتم۔ اے لما قیل لھم ثم انتم ھؤلآء قالوا کیف نحن فنجیء بقوله تقتلون وتخرجون۔

ویا جملہ تقتلون الخ حال ضمیر انتم

ویا انتم، ..... مبتدا

ھؤلاء۔ بمعنی الذین برمذھب کوفیین، موصول

تقتلون، الخ ... صلہ

تقتلون، ... فعل با فاعل

انفسکم، ... مفعول

وتخرجون، فعل با فاعل

فریقًا، ... ذوالحال

منکم، متعلق کائنًا حال

من دیارھم، ... ظرف لغو

تظاھرون، فعل با فاعل ذوالحال

علیھم، ... ظرف لغو

بالاثم والعدوان، حال متعلق متلبسین

اسے تخرجون منتظہرین علیہم
اور یا حال ہے مفعول سے اسے
تخرجون فریقا منتظہرا علیہم
و یا تظٰہرون، حال ضمیر منصوب
و یا حال ہر دو سے کیونکہ وہ دونوں کی
ضمائر پر شامل ہونے کے باعث دونوں
کی حالت کو ظاہر کرتا ہے اسے تخرجون
واقعا التظاھر منہم علیہم۔

و ـ ھو، ضمیر شان .... مبتدا
محرم، اسم مفعول
علیہم، ظرف لغو
اخراجہم، نائب فاعل
} خبر

و ـ یا ھو، ..... مبتدا
محرم علیہم، خبر مقدم
اخراجہم، مبتدا موخر
} خبر

و ـ اِن، حرف شرط .....
یأتوا، ... فعل با فاعل ذوالحال
کم، .... مفعول
اساریٰ، اسے ماسورین حال
تفٰدوا، .... فعل با فاعل } جزا
ھم، .... مفعول

اسے ان اتاکو فریق من اھل
ملتکم ماسورین یطلبون منکو
الفداء فتفدیمو ھو۔[۲] استریتموھم
جملہ معترضہ بین الحال وصاحبہ

[۱] ھو ضمیر شان۔ یہ ضمیر شان ہے اور مابعد اسکی خبر ہے۔ اور یا ضمیر مبہم ہے اور اخراجہم ضمیر ماقبل سے بدل ہو کر اس کا مفسر ہے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ ابدل ظاہر ضمیر سے جائز ہو۔ اور اگر وہ ضمیر اخراج ہے تو وہ مبتدا ہے اور محرم علیکم اس کی خبر ہے لیکن اخراجہم اس ضمیر مستتر سے بدل ہوگا جو محرم میں ہے اسے لا تخرجون فریقا منکم من دیارھم وھو محرم علیکم اخراجہم

[۲] محرم خبر و اخراجہم نائب فاعل بنا بر مذہب کوفیین کیونکہ انکے نزدیک خبر محتمل ضمیر کا تقدم مبتدا پر جائز نہیں اسلئے وہ ترکیب قائم زید کو اس بنا پر کہ قائم خبر مقدم ہے۔ جائز نہیں رکھتے۔

و یا ھو ضمیر مبہم - اخراجہم بدل یا مبتدا

مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خبر

وھو محرم الخ حال ضمیر تخرجون

ا - ہمزہ استفہامیہ تہدیدیہ - ہے ہی ہیچ

تؤمنون ، ۔ ۔ ۔ ۔ فعل با فاعل

ببعض الکتٰب ، ظرف لغو

ا - سے تفعلون ذٰلک فتؤمنون

یا اس کا عطف تقتلون پر ہے

و - تکفرون ، فعل با فاعل

ببعض ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ظرف لغو

ف - واذ اخذنا - بیان ما فعلوا بالعہد بحقوق العباد - ان آیات

میں بنی اسرائیل کے باہمی تعلقات اور خلاف وعدہ برتاؤ کو بتایا گیا ہے -
اسکی تفصیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اطراف میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ
اور بنی نضیر رہتے تھے - اور ان میں ایک عرصہ سے لڑائی جھگڑے اور
باہمی کشت و خون کا سلسلہ چلا آتا تھا - ایسے ہی مدینہ منورہ کے اندر انصار
کے دو قبیلے اوس و خزرج آباد تھے - اور فریقین میں سخت عداوت تھی
بالآخر ان چار قبیلوں کے دو گروہ ہو گئے - کہ بنی نضیر نے خزرج کے ساتھ
اور بنی قریظہ نے اوسیوں کے ہمراہ اتفاق کر لیا - بحر میں ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی ہے بنی قینقاع بنی نضیر و بنی قریظہ میں یہود سے بنی قینقاع
کی قریظیوں سے عداوت تھی اور مدینہ منورہ کے رہنے والوں میں سے
اوسی قینقاع کے حلیف تھے اور خزرجی قریظیوں کے نضیر و اوس
و خزرج آپس میں بھائی بند ہیں اور ایسے ہی بنی قریظہ و نضیر آپس میں
بھائی بھائی ہیں - پھر پھوٹ کر یہ دو فرقے بن گئے - نضیری خزرجیوں سے

سے ملگئے اور قریظی اوسیوں کے حلیف بنگئے۔
جب کبھی اوس وخزرج میں لڑائی ہوئی تو بنی قریظہ اوس کی مدد اور بنی نضیر
خزرجیوں کی کمک پر شریک محاربہ ہوجاتے اور باہم ملکر کشت وخون کی خوب
ہی داد دیتے۔ پھر غالب فرقہ مغلوب کے درپے آزار ہوکر ان کے
مکان کھیتی اور باغات وغیرہ املاک کو ویران اور تباہ کر دیتا جس سے
انکو چاروناچار جلاوطنی اختیار کرنی پڑتی تھی۔ لیکن میدان جنگ میں بنی
قریظہ میں سے اگر کوئی شخص خزرجیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوجاتا تو بنی نضیر
یعنی خزرجیوں کے حلیف قومی پاسداری کے باعث کچھ دیکر اُسکو چھڑا لیتے
اسی طرح جب کوئی بنی نضیر میں سے اوسیوں کے ہاتھ پکڑا جاتا تو قریظی کچھ
دیکر آزاد کرادیتے تھے۔ اور کہتے اپنے دینی بھائیوں کو قید سے آزاد کرانا ہمپر
فرض ہے۔ لہذا الزاماً ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ اے یہود جسطرح دینی بھائی
کو غیر کی قید سے چھڑا لینا فرض ہے اسی طرح ناحق آپس میں خون ریزی کرنا
ایک دوسرے کے گھرونکو ویران اور تباہ کرنا اپنے ہموطنوں کو بیگناہ گھروں
سے جلاوطن کرنا بھی حرام ہے جسطرح اس ایک حکم کی تعمیل واجب ہے
اسی طرح دوسرے احکام کی پابندی بھی لازم اور ضروری ہے۔ لیکن چونکہ
طرز تمہارا بالکل اسکے مخالف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا کہنا کہ
ہم قیدیونکو مذہبی حکم کی تعمیل میں چھوڑاتے ہیں یہ محض غلط ہے بلکہ یہ ایک
رسم ورواج ہے۔ اور اگر بالفرض تم انہیں فرض ہی سمجھ کر چھوڑاتے ہو۔ تاہم
کتاب کے بعض احکام کا انکار موجب کفر ہے۔ پس ایسے عہد شکن مرتد کی سزا

دنیا میں قید کی ذلت اور قتل کی رسوائی اور آخرت میں ابدی تکلیف اور دائمی عذاب کے سوائے اور کیا ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جن لوگوں نے دنیوی زندگی اور نفسانی خواہشون کو آخرت پر ترجیح دی ہے کبھی اُن سے عذاب کی شدت کم نہ ہوگی اور نہ کوئی اُنکا معاون و مددگار اُنہیں عذاب سے چھڑا سکیگا

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ

پس چیست آنکہ چنین کند از شما مگر خواری

پس کیا سزا اس شخص کی کہ کرے یہ کام تم میں سے مگر رسوائی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

در زندگانی دنیا در روز قیامت گردانیدہ شوند بسوئے

بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے پھیرے جاوینگے طرف

اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

سخت ترین عذاب و نیست خدا بے خبر از آنچہ میکنید

سخت عذاب کے اور نہیں ہے اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ

ایشاں آنکساں اند کہ خریدند زندگانی دنیا را عوض آخرت

یہ لوگ وہ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

پس سبک کردہ نشود از ایشاں عذاب و نہ ایشاں یاری دادہ شوند

پس نہ ہلکا کیا جاوے گا اُنسے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جاوینگے

فما جزاء

(پس نیست جزائے - یا چیست
سزائے پس کیا سزا ہے - یا کوئی
سزا نہیں -
ما، بمعنی لیس یا استفہامیہ -
جزآء پاداش عمل - مزدوری -
اصل میں مقابلہ کو کہتے ہیں -

من یفعل ذلک

(کسیکہ بکند این چنین - اس شخص کی
جو ایسا کرے -
من، وہ جو - یا جو کوئی اسم موصول
یفعل، مضارع ذلک اسے ما
ذکر نقض العہد)

الا خزی

(مگر خواری وذلت در سواری) -
الّا، استثنائے مفرغ - خزی
ذلت وخواری وعقوبت اور وہ حالت
جسکو شرمندگی اور حقارت لازم ہے
یقال خزی الرجل خزایۃً اذا
استحی وھو خزیان تنکیر لفظ مظہر
فخامت -

فی

(در زندگانی دنیا - دنیا کی
زندگی میں)

الحیوٰۃ الدنیا

حیوٰۃ، زندگی - الدنیا، مؤنث
ادنیٰ، صفت دار قائمقام اسم -
ماخوذ ہے دنا یدنو سے یا منقلب
واؤ سے ہے اسپر سے الف ولام
کبھی حذف نہیں ہوتا مگر شاذ و نادر
(حیوٰۃ الدنیا، موجودہ زندگی
یا وہ اشغال جو آخرت کے فکر سے
مانع ہوں -

ویوم القیمۃ

(وروز قیامت - اور قیامت کے
دن) قیامت اُٹھنا مصدر رفض
اجوف -
ویوم القیمۃ، روز جزائے اعمال
دنیاوی زندگی کے اعمال کی جانچ
و پڑتال کا وقت -

یردون

(گردانیدہ شوند - پھیرے جاویں
یا پہنچائے جاویں - ای یصیرون
کبھی ردّ سے مراد گزشتہ حالت
کیطرف رجوع ہوتا ہے مثل

تُرَدُّوْنَ الٰی اَمَدِ اس تقدیر پہ یہ معنی ہونگے کہ وہ دنیا و برزخ میں عذاب شدید میں گرفتار ہے اور بعد ازاں حشر میں بھی عذاب اشد کی طرف رجوع کئے جائینگے۔ اور مراد اس سے خلود فی النار ہے اور اشدیت اس کی اس کا ختم نہ ہونا۔ یا اس سے خلاصی نہ پانا ہے۔

مفرد ج ع الرَّدُّ ۔ وَالْمَرَدُّ ۔ پھیرنا ڈھکیلنا مصدر ف ض مضاعف رَدَّ ۔ یَرُدُّ ۔ رادٍ ۔ وَرُدَّ ۔ یُرَدُّ ۔ مَرْدُوْدٌ ۔ اُرْدُدْ ۔ لَا تَرْدُدْ ۔

(بسوئے سخت ترین عذاب نہایت سخت عذاب کی طرف یا سخت سے سخت عذاب میں)

اشد، نہایت سخت صیغہ مبالغہ مصدر شد۔

العذاب، رنج و غم و تکلیف اور وہ شئے جس سے عذاب دیا جائے

(و خدا بے خبر نیست - اور اللہ بے خبر نہیں ہے -)

مَا، نافیہ - ب، زاید - یہ حرف اکثر خبر پر تاکید کے لئے لایا جاتا ہے

غافل، اسم فاعل بھولنے والا شخص جسکی قوت حافظہ و ممیزہ معلومات حاصلہ میں تمیز نہ کر سکے۔

(و آنچہ میکنید - اُن چیزوں سے جو تم کرتے ہو یا تمہاری حالت سے)

(ایشاں آں کسانند - یہ وہ لوگ ہیں یا یہ وہی ہیں -)

اَلَّذِیْنَ - اسم موصول - عہدی -

(کہ خرید کردند - جنھوں نے بدل لیا ہے مول لیا ہے)

اے استبدلوھا بالاٰخرۃ یعنی لے لیا ہے انہوں نے دنیا کو بعوض آخرت اور اعراض کر لیا ہے اس سے باوجود اسپر قادر ہونے کے - باب افتعال ج ع الاشتراء، خریدنا

و فروخت کرنا - مصدر افتعال ناقص
(زندگانی دنیارا - دنیا کی زندگی کو)
حیوۃ الدنیا، موجودہ زندگی عیش
عشرت - تن آسانی -
(عوض آخرت - آخرت دیگر)
ب - بمعنی عوض و بدل - آخرت دار
ثواب - سچی اور دائمی زندگی کا مقام
(پس سبک کردہ نشود - نہیں ہلکا
کیا جاتا - یا کم نہ ہوگا)
ف، تعقیبیہ لا یخفف، مضارع
مجہول منفی - التخفیف ہلکا کرنا کم کرنا
مصدر تفعیل مضاعف، خَفَّفَ
یُخَفِّفُ، مُخَفِّفٌ - و خُفِّفَ
یُخَفَّفُ مُخَفَّفٌ - خَفِّفْ، لا تُخَفِّفْ
(از ایشاں عذاب - ان سے عذاب)
ھُوَ، ضمیر فصل - العذاب شکنجہ و درد
(و نہ ایشاں یاری دادہ شوند - اور

نہ وہ مدد پہنچائے جائیں گے -
ینصرون، ج غ مضارع مجہول -
النصرۃ، مصدر -

ما، بمعنی ...... لیس
جزا، ... مضاف
من یفعل ذلک، مضاف الیہ } اسم
الا خزی الخ ..... خبر
یفعل، فعل مع الفاعل ذوالحال
ذلک، اسم اشارہ } مفعول
نقض عہد و انکار، مشار الیہ
منکم، متعلق کائنًا ... حال
و یا من نکرہ موصوفہ - یفعل ذلک
جملہ صفت مجرور المحل -
الا، حرف استثناء شئی مستثنی منہ
خزی، .... موصوف
فی، جار الحیوۃ، موصوف
الدنیا، ... صفت

ف - بدل وہ شے جو مبیع کی ملک کا سبب بن سکے نقد ہو اخواہ جنس مبیع ہو خواہ منافع مثل
مزدوری و ملازمت وغیرہ -

و۔یردون، فعل مع الفاعل
یوم القیمۃ، ۔۔۔۔ مفعول فیہ
الی اشد العذاب، ظرف لغو

اے لھم فی الحیوۃ الدنیا خزی
و یوم القیمۃ عذاب شدید۔
و یا ابلیس لھم جزاء الا ان یخزون
فی الحیوۃ الدنیا و یردون یوم
القیمۃ الی اشد العذاب۔

و یا۔ ما، استفہامیہ ۔۔۔ مبتدا
جزاء، ۔۔۔ مبدل منہ
الاخزی، بدل
وما، نافیہ۔ اللہ، اسم
ب، زائد۔
غافل، اسم فاعل

عن، جار۔ ما، موصولہ
تعملون } جملہ صلہ
اولٰئک، ۔۔۔۔ مبتدا
الذین، ۔۔۔ موصول
اشتروا، فعل مع الفاعل
الحیوۃ الدنیا، مفعول
بالاخرۃ، ظرف لغو
ف، لا یخفف، ۔۔۔ فعل
عنھم، ۔۔۔۔۔ ظرف
العذاب، مفعول مالم یسم فاعلہ
و۔ لا، ۔۔۔۔۔۔ نافیہ
ھم، ۔۔۔۔۔۔ مبتدا
ینصرون، جملہ فعلیہ
بتاویل مفرد } خبر

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ

و ہر آئینہ دادیم موسٰی را کتاب و از پے در آوردیم بعد از وے

اور البتہ تحقیق دی ہمنے موسٰی کو کتاب اور پچھاڑی لائے ہم پیچھے اسکے

بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ

پیغمبر را دادیم عیسٰی پسر مریم را نشانہائے روشن

پیغمبر اور دیے ہمنے عیسٰی بیٹے مریم کو معجزے ظاہر

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ

وقوت دادیم اورا بروح القدس یعنی جبرئیل آیا ہرگاہ آورد

اور قوت دی ہمنے اسکو ساتھ روح پاک کے کیا پس جب آیا تمہارے پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

پیغامبرے نزد شما آنچہ دوست ندارد نفسہاے شما سرکشی کردید

پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبر کیا تم نے

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○ وَقَالُوْا

پس گروہے را دروغ گو داشتید و گروہے را کشتید و گفتند

پس ایک فرقے کو جھٹلایا تمنے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو اور کہا انھوں نے

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا

دلہاے ما در پردہ است بلکہ نفریں کردہ است خدا بسبب کفر ایشاں پس اند کے

دل ہمارے غلاف میں ہیں بلکہ لعنت کی انکو اللہ نے بسبب کفر انکے کے پس تھوڑے سے

مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ

ایمان آرند وآنگاہ کہ آمد بایشاں کتاب از نزدیک

ایمان لاتے ہیں اور جب انکے پاس کتاب نزدیک اللہ کے

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

خدا باور کنندہ آنچہ بایشاں است و پیش از ین

سے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ انکے ہے اور تھے پہلے اس سے

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

طلب فتح میکردند بر مشرکان

فتح مانگتے اوپر ان لوگوں کے جو کافر ہوئے

آتَیْنَا	(وبرآیتہ وادیہم۔ البتہ دی ہمنے) ل، حرف غیر عامل مظہر تاکید۔ قدؔ، مظہر تکمیل امر متوقع وفعل منتظرہ	اٰتَیْنَا، ماضی ج م مصدر الایتان مراد انزال یا تفہیم معنی نازل کی ہمنے موسیٰ پر کتاب توراۃ یا سمجھایا ہم نے

لہ قد یہ حرف ہے اور ایسے فعل سے خصوصیت رکھتا ہے جوکہ متصرف خبری اور مثبت ہو اور کسی ناصب۔ جازم عامل کے تحت میں واقع نہو اور حرف تنفیس سے خالی ہو خواہ یہ فعل ماضی ہو خواہ مضارع فعل ماضی کے ساتھ تحقیق کے معنی دیتا ہے مثل قولہ تعالیٰ " قد افلح المؤمنون" اور قد افلح من زکّٰھا،، اور یہ اس جملہ فعلیہ میں جوکہ قسم کے جواب میں آیا ہے اسیطرح تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے کہ " اِنّ اور لام تاکید،، جواب قسم میں لائے گئے جملہ اسمیہ میں تاکید کا فائدہ دیتا ہے اور ماضی ہی کے ساتھ تقریب کا بھی نفع دیتا ہے یعنی اسکو زمانہ حال سے نزدیک کردیتا ہے اس طرح کہ تم " قام زید" کہتے ہو تو اس میں دونوں باتوں کا احتمال ہے زید کا قیام ماضی قریب میں اور ماضی بعید میں بھی لیکن جب تم کہوگے " قد قام" تو اب وہ قیام ماضی قریب کے ساتھ مخصوص ہوجائیگا۔ لہذا علماء نحو نے اسکو۔ لیسَ عسیٰ۔ نعم۔ بئس پر داخل ہونے کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ تمام افعال زمانہ حال کے لئے ہیں اور اس کے قریب بنانے کی کچھ حاجت نہیں۔ کیونکہ وہ موجود اور حاصل ہے۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ ان افعال سے زمانہ کا فائدہ نہیں حاصل ہوتا اور اس ماضی پر جوکہ حال واقع ہوتا ہے " قد،، کا لفظ داخل ہونا واجب ہے خواہ اسکو ظاہری طور پر لائیں جیسے آیت " وما لنا ان لا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا " میں ہے یا مقدر رکھیں مثل قولہ تعالیٰ " ھٰذہ بضاعتنا ردت الینا " بتقدیر (قد ردت)

۱۲۔ خلاصہ مطولات۔

اسکے شرائع وحدود کو والمراد اٰتینا
علم الکتاب وفہمہ۔

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
(موسیٰ را کتاب۔ موسیٰ کو کتاب)
الکتاب اے التوراۃ او الشریعۃ
مفعول ثانی اے انزلناها علیہ

وَقَفَّيْنَا
(وازپے در آوردیم۔ اور یکے بعد
دیگرے یا ایک پر ایک بھیجا ہمنے)
اَلتَّقْفِیَۃُ ترتیب وار چیزیں رکھنا
مصدر تفعیل ناقص۔ قَفّٰی۔ یُقَفِّیْ
مُقَفٍّ۔ قَفِّ۔ لَا تُقَفِّ۔

مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ
(از پس موسیٰ پیغمبراں را۔ موسےٰ
کے بعد پیغمبروں کو)
مِنْ، بیانیہ۔ من بعد تاکید معنی
کَقَفَّیْنَا لِتَضَمُّنِہٖ معنی البعدیۃ۔
رُسُل، جمع رسول بمعنی مرسل۔ اور
رسول اس برگزیدہ خداوند کو کہتے
ہیں جو انسان کی روحانی وجسمانی
واقعی تربیت کے لیے مقرر کیا
جاتا ہے اور اس کی تعلیم اس عالم
الغیب کی خاص درگاہ میں کبھی
بے حجابانہ و بغیر واسطہ ہوتی ہے
اور کبھی بواسطہ صادق الامین یعنی
بذریعہ وحی ہوتی ہے۔

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
(ودادیم۔ اور دی ہمنے) ماضی ج م
(عیسیٰ پسر مریم را۔ مریم کے بیٹے
عیسیٰ کو) عِیْسٰے بروزن فِعْلٰی اسم عربی عیس سے ۵۲

۵۱۔ قفینا بعضوں کے نزدیک اس میں ی واو سے بدلا ہوا ہے جس سے اصل اس کی
قَفَا یَقْفُوْ قَافٍ۔ مَقْفُوٌّ۔ اُقْفُ۔ لَا تَقْفُ ہے اور یہ قفا بمعنی موخر گردن (گدی) سے
مشتق ہے جسکے معنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے اور ردیف ہونے کے ہیں ۱۲

۵۲ عَیس سے مشتق ہے اور عَیس اس سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سرخ زردی رنگ کی آمیزش ہو بعضوں
نے کہا ہے کہ یہ اسم عجمی غیر مشتق ہے اور ایشوع سے معرب ہے جسکے معنی سریانی زبان میں سید یا مبارک
کے ہیں آپکی ولادت کے وقت حضرت مریم کی عمر دس یا پندرہ سال کی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

سے ماخوذ ہے۔ یا اسم عجمی معرب
اِیشُوع۔

مَرْیَمَ، اسم عجمی غیر منصرف والدہ
حضرت عیسٰی علیہ السلام اور یہ عبرانی
زبان کا لفظ ہے بمعنی عابدہ وخادمہ۔
کیونکہ آپ کی والدہ صاحبہ نے آپکو
(مریم) بیت المقدس کی خدمت کے
لیئے وقف کر دیا تھا اور حضرت زکریا
علیہ السلام کی کفالت میں آپ نے
پرورش پائی ہے۔

بَیِّنٰت (نشانہائے روشن۔ واضح احکام
یا معجزات صریحہ ودلائل قطعیہ)
بینات، جمع بینۃ۔ معجزات ونشانات

وَاَیَّدْنٰهُ (و تائید نمودیم اورا۔ اور قوت دی
ہمنے اُس کو)
اَیَّدْنَا، ماضی ج م اَیَّدْنَا۔ التائید
بازور کرنا۔ قوی پشت بنانا مصدر
تفعیل مہموز الفا اجوف یائی
اَیَّدَ۔ یُؤَیِّدُ۔ مُؤَیِّدٌ۔ اَیِّدْ
لَا تُؤَیِّدْ۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بروحِ قدس۔ روح قدس سے)
روح القدس، روح مطہرہ
مراد جبرئیل علیہ السلام یا انجیل اصل[1]
الروح المقدسۃ۔

اَفَکُلَّمَا (آیا ہرگاہ۔ کیا پس جبوقت) معطوف
عَلَی الجمل السابقۃ ووسطت
الھمزۃ بین الفاء وما تعلقت
بہ تعلق السببیۃ بحیث لا یتم
الکلام السابق بدونہ کالشرط
بدون الجزاء توبیخا لھم علی
تعقیبھم ذالک بھذا وتعجیبا من
شانھم ویحتمل ان یکون مستانفا
والفاء للعطف علی مقدر کان
السائل یقول فما فعلوا بھم فاجاب

[1] اصل الروح المقدسۃ یعنی اصل میں یہ وصفی ترکیب ہے اور اضافی ترکیب (اضافت لامی) میں
لانے کا سبب اظہار زیادتی خصوص ہے ۱۲

تکفروا بھم وقال توبیخا اکفرتم

بھم فکلما جاءکم الآیہ

ا۔ ہمزہ مظہر توبیخ یا التعجب یا استیناف

ف، فصیحہ وعطف علی مقدر اے

أفعلتم ما فعلتم۔ فکلما الخ نحن

انعمنا علیکم بانزال الکتب

وبعثنا الانبیاء لتشکروا فکلما

جاء الخ

کُلَّما، ہر بار ہر وقت اسم ظرف مبہم

(آمد شما پیغمبرے۔ آیا کوئی رسول)

جاءَ، ماضی رسول بمعنی مرسل

(بانچہ دوست ندارد نفسہائے شما

وہ لیکر جو نہیں چاہتے جی تمہارے

یا جسکی خواہش نہیں رکھتے دل تمہارے

بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ[1]

ب، تعدیہ یا بمعنی مع۔

لَا تَهْوَى، مضارع

أَلْهَوَى، دوست رکھنا۔ پسند رکھنا

چاہنا مصدر ک ر ف لفیف مقرون

هَوِيَ۔ يَهْوَى۔ هَاوٍ۔ مَهْوِيٌّ

اِهْوَ۔ لَا تَهْوَ۔

أَنْفُس، جمع نفس بجائے کثرت

ذات۔ روح۔ دل۔ جی۔

(سرکشی کردید۔ تکبر کیا تم نے)

اسْتَكْبَرْتُمْ

اِسْتَكْبَرْتُمْ، ماضی ج ح الاستکبار

گردن کشی کرنا۔ اپنے کو غیر سے بڑا

سمجھنا۔ غیر کو حقیر جاننا۔ مصدر استفعال

اِسْتَكْبَرَ۔ يَسْتَكْبِرُ۔ مُسْتَكْبِرٌ

اِسْتَكْبِرْ۔ لَا تَسْتَكْبِرْ۔

---

[1] هوی بالکسر بمعنی أحبّ وهَوٰی بالفتح بمعنی سقط یقال هوی بالکسر اذا احب ومصدره هوٰی بالقصر وبالفتح اذا سقط ومصدره هوی بالضم یقال هوت العقاب اذا انقضت لغیر الصید واهوت اذا انقضت للصید اسجگہ ھوٰی بمعنی محبت ہے اور محبت سے تعبیر کرنیکا یہ فائدہ ہے تاکہ ظاہر ہو کہ انکے نزدیک رد وقبول شے کا مدار انکی نفسانی خواہشوں کی موافقت وعدم موافقت ہے۔ پس جس چیز کو انکے نفس قبول کر لیتے ہیں اسکو مان لیتے ہیں اور جسے وہ قبول نہیں کرتے یہ اسکو

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ (پس گروہے را بدروغ نسبت میکردید یا دروغ گو داشتید۔ پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے)

فَ، تفصیلیہ یا سببیہ و تعقیبیہ

فَرِيقٌ، جماعت و گروہ جمع فُرُقٌ أَفْرِقَاءُ۔

كَذَّبْتُمْ، جھٹلایا تم نے ماضی ج ح

التَّكْذِيب جھٹلانا مصدر تفعیل۔

كَذَّبَ۔ يُكَذِّبُ۔ مُكَذِّبٌ

كَذِّبْ۔ لَا تُكَذِّبْ۔

وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (وگروہے را میکشتید۔ اور ایک جماعت کو مار ڈالا تم نے)

تَقْتُلُونَ، مضارع ج ح بمعنی ماضی ذکر بلفظ المضارع علی حکایۃ الحال الماضیۃ استحضارا لها فی النفوس و مُراعاةً للفواصل۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا (بگفتند کہ دلہائے ما۔ اور کہا انہوں نے کہ ہمارے دل)

قَالُوا، ماضی ج غ قُلُوبُ جمع قَلْبٌ۔

غُلْفٌ (در غلاف یا پردہ است غلاف یا پردہ میں ہے)

غُلْفٌ، جمع اغلف مثل حُمْرٌ بسکون میم کہ احمر کی جمع ہے۔ اور وہ اشیاء مراد ہیں جو ڈھکی ہوئی ہیں۔

ف۔ اگر تکذیب اور قتل استکبار پر مرتب ہیں یعنی استکبار ان کا سبب اور علت ہے، تو فا سببیہ ہے۔ اور اگر یہ دونوں عین استکبار ہیں تو اس وقت یہ فا تفصیل کے لئے ہوگی ۱۲

غلف۔ جمع اغلف اسی تقدیر پر قلوب غلف وہ دل ہیں جن پر فطرتاً اس قسم کا پردہ اور حجاب چھایا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ بالکل ڈھپے ہوئے ہیں اور باہر سے وہاں تک کلام کا اثر نہیں پہونچ سکتا۔ اور یا غلف دراصل بضم لام ہے اس تقدیر پر قلوب غلف وہ دل ہیں جو دوسری چیز کو اپنے میں نہ لیں خواہ وہ انکے کام نہ آئے خواہ وہ اس سے مستغنی ہوں۔ گویا وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے قلب علوم معارف توریت سے لبریز ہیں اب اس میں کسی دوسرے علم کی گنجائش نہیں اور ہم مستغنی ہیں۔

ویا غُلف در اصل بضم لام ہے جمع غلاف بمعنی پردہ و پوشش اور ضمہ لام تخفیف کے لئے ساقط ہو گیا ہے۔

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ
(بلکہ لعنت کردہ است خدا ایشاں را) بلکہ لعنت کی ہے اُن پر خدا نے یا یوں نہیں۔ لعنت کی ہو خدا نے انپر۔
بلؔ[1]، اضرابیہ۔ یا مظہر ترقی۔
لَعَنَ۔ لعنت کی ہے پھٹکارا ہے اسنے۔ ماضی۔ ا۔ع۔ اَللَّعْنُ۔ وَاللَّعْنَةُ نفرین کرنا۔ ہٹا دینا رحمت اور نیکی سے دور کر دینا مصدر۔ ف ف
لَعَنَ۔ یَلْعَنُ۔ لَاعِنٌ۔ مَلْعُوْنٌ۔ اِلْعَنْ۔ لَا تَلْعَنْ۔

بِكُفْرِهِمْ
(بسبب کفر ایشاں۔ اُنکو انکار کرنے کے سبب سے)

ب، سببیہ۔ مظہر سببیت لعن عدم ایمان کے لئے کفر، انکار یا احسان ناشناسی

فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ
(پس اندکے ایمان می آرند۔ پس تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔
قَلِيْلًا۔ اندک۔ ضد کثیر۔ مَا زائد مظہر توسیع عموم۔ يُؤْمِنُوْنَ۔ مضارع۔ ج۔ع

وَلَمَّا جَاءَهُمْ
(و آنگہ کہ آمد بایشاں۔ اور جب آئی انکے پاس۔ آپہنچی انکو۔
لَمَّا، حرف شرط۔ اصل لَمْ۔ مَا) جَاءَ ماضی ا۔ع

كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
(کتابے از نزد خداوند۔ اللہ کی طرف سے کوئی کتاب۔ یا اللہ کی کتاب)
کتاب نکرہ یعنی کوئی کتاب۔ یا کتاب معین و نکارت مظہر عظمت و مراد سچی اور واضح کتاب۔ یا مجموعہ احکام۔
مِنْ، ابتدائیہ۔ یا بیانیہ۔

مُصَدِّقٌ
(باور کنندہ یا باور دارندہ۔ سچا سمجھنے والی۔ سچا کرنے والی۔
مُصَدِّقًا، اسم فاعل

---

[1] بل اضرابیہ حرف مضمون سابق سے اعراض اور مابعد کی اثبات کے لیے موضوع ہوا ہے ترجمہ یوں نہیں جیسے تم کہتے ہو بلکہ ہم نے تمہاری قوت انفعالی کو سلب کر لیا ہے جسکے باعث تم اس نعمت سے محروم ہو ۱۲

بما معهم (کہ بایشان است - اس چیز کی جو اُنکے پاس ہے -)

ل، زائد صلہ فعل - مَا، موصولہ مع اسم ظرف -

وکانوا من قبل (و بودند پیش ازیں - اور تھے وہ پہلے اس سے)

کانُوا، ماضی ناقص ج ع اسکا ربط فعل یستفتحون سے ہے -

یستفتحون (اے کانوا یستفتحون طلب فتح میکردند - فتح مانگتے تھے)

کانوا یستفتحون، ماضی استمراری ج ع

الاستفتاحُ طلب فتح و نصرت اور مدد مانگنا مصدر استفعال -

اِسْتَفْتَحَ - یَسْتَفْتِحُ

مُسْتَفْتِحٌ - اِسْتَفْتِحْ - لَا تَسْتَفْتِحْ

علی الذین کفروا (بر آنانکہ کافران اند - اُن لوگوں پر کہ کافر ہیں)

کَفَرُوا، ماضی ج ع کفر کیا اُنہوں نے

فلما جاءهم ا - ہمزہ استفہام - **کلما**، شرطیہ

جَاءَ، فعل - **رسول** - فاعل

ل یستفتحون - یعنی مصائب و تکالیف کیوقت کہا کرتے تھے اللّٰھم انا نسئلك بحق نبیك المبعوث فی اٰخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا اس صورت میں سین طلب کے لئے ہے اور فتح متضمن معنی نصرۃ ہے بوجہ صلہ علی - یا یستفتحون بمعنی یفتحون علیہم ماخوذ ہے قول عرب فتح علیہ اذا علمہ سے مثل آیت اتحدثونھم بما فتح اللّٰہ علیکم اور معنی یہ ہیں مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے اور اسکی بعثت کا زمانہ بہت ہی قریب ہے اس تقدیر پر سین زائد مبالغہ کے لئے ہے کانھم فتحوا بعد طلب من انفسھم والشئ بعد الطلب ابلغ وھو من باب التجرید جردوا من انفسھم اشخاصا وسألوھم الفتح کقولھم استعجل کانہ طلب العجلۃ من نفسہ ویؤل المعنی الی یا انفس [illegible] ان نبیا یبعث منھم وقیل یستفتحون بمعنی یستخبرون عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھل انہ مولود [illegible]

کُمْ ...... مفعول

ب۔ مَا ... موصولہ

لَاتَھْوٰی ... فعل

اَنْفُسُکُمْ ... فاعل

اِسْتَکْبَرْتُمْ جملہ فعلیہ جزا

ف۔ فَرِیْقًا ... مفعول مقدم

منہم محذوف ... ظرف

کَذَّبْتُمْ ... فعل با فاعل

و۔ فَرِیْقًا مِنْہُمْ تَقْتُلُوْنَ جملہ معطوف علی ما سبق۔

وَقَالُوْا ... فعل مع الفاعل

قُلُوْبُنَا ... مبتدا

غُلْفٌ ... خبر

اے قتلتم قائلین قلوبنا غلف ویا جملہ استینافیہ اوریا عطف ہے۔

استکبرتم پر یا کذبتم پر اور تفسیر ہے استکبارکی۔

بَلْ اضرابیہ۔ لَعَنَ، فعل

اللّٰہ، فاعل، ھُمْ مفعول

بِکُفْرِھِمْ ... ظرف لغو

ف، قَلِیْلًا، ... حال مقدم

مَا، زائدہ۔ یُؤْمِنُوْنَ فعل مع الفاعل

اے فیؤمنون حال کونھم اقل قلیل۔ ویا قلیلا۔ صفت مفعول مطلق محذوف۔

اے لم یؤمنوا الا ایمانا قلیلا وذلک ھوا یمانھم ببعض الکتب ویا قلیلا منصوب بنزع خافض اے یؤمنون بقلیل مما وجب الایمان بہ۔

۵۶ افکلما الخ جملہ شرطیہ یہ مسبب ہے ولقد اٰتینا کا اور ہمزہ درمیان سبب ومسبب کے اظہار توبیخ کے لئے لایا گیا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وانعمنا علیکم کذا وکذا لتشکروا با لتلقی بالقبول فعکستم بان کذبتم اوریا یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور حرف فا عطف ہے جملہ مقدرہ پر کانہ قیل افعلتم ما فعلتم فکلما جاءکم۔

و - لمّا، شرطیہ جاء ... فعل
ھم، مفعول ذوالحال - وکانوا الخ حال
کتٰبٌ، ... موصوف
مِن عند اللہ، متعلق نازل صفت (۱)
مُصدّقٌ، اسم فاعل
لِما معھم، متعلق ظرف
انکردہ محذوف یا لما جاءھم ما عرفوا الخ ... جزا

وکانوا ... فعل ناقص مع اسم
مِن قبل، جار مجرور ظرف لغو
یستفتحون، فعل مع الفاعل
علی ... جار
الذین ... موصول
کفروا، جملہ فعلیہ صلہ
اسے جاءھم وقد کانوا یستفتحون
من قبل ویا کانوا من قبل الخ جملہ معترضہ

میان شرط و جزا۔
لمّا، شرطیہ - جاء، فعل
ھم، ... مفعول
ما، ... موصولہ
عرفوا، ای یعرفونہ صلہ
کفروا بہ، ... جزا
شرط - فاعل

۲ زجاج کہتے ہیں کہ لما اول کا جواب
محذوف ہے اسے کذبوا اور لما ثانی
مع جواب اور جملہ وکانوا من قبل الخ
معطوف ہیں لما جاءھم کتٰب الخ پر
جملہ اولیٰ دلالت کرتا ہے انکی معاملت
بالکتاب پر اور جملہ ثانی معاملت بالرسول
مستفتح پر - ابوالبقاء کہتے ہیں کہ جملہ کفروا
ہر دو لما سے جواب ہے اور عبارت میں حذف
نہیں کیونکہ مقتضا دونوں کا ایک ہی ہے

ف - وَلَقَدْ اٰتَیْنَا الخ ان آیات میں اُن سلوک کا بیان ہے جو بنی اسرائیل
اپنے قومی بزرگوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
یہ لوگ کبھی نہ کسی مذہب کے چنداں پابند رہے ہیں نہ انہوں نے کسی
پیغمبر کی سچے دل سے اطاعت کی ہے - پس ان کا یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ ہم

خاندان نبوت کی یادگار ہیں۔ ہمارے آباو اجداد جنکی شریعت اور مذہب
کے ہم پیرو ہیں۔ یا جن کے ہم نام لینے والے ہیں وہ ہمیں عذاب سے
چھڑالیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے یہود محمد صلعم نہ سہی۔ اسرائیلی پیغمبروں
ہیں سے وہ کونسا پیغمبر ہے جسکے ساتھ تمنے کوئی نیک سلوک کیا ہے جسپر
تمھیں شفاعت کا اعتماد ہے۔ خود حضرت موسیٰ جنھیں واضح دلائل کے علاوہ
کتاب بھی دیگئی تھی۔ کبھی تم نے اپنی رضا و رغبت سے ان کی اطاعت نہ کی
تمہاری بہتری اور صلاحیت کی امید پر گو انھوں نے مصیبتیں سہیں تکلیفیں
جھیلیں مگر تم اپنی ڈھٹائی سے باز نہ آئے۔ انکے فوت ہوجانے کے بعد
اس شریعت حقہ کے زندہ اور قائم رکھنے کے لیے پھر ہمنے کئی پیغمبر بھیجے۔
حق گو علما قائم کیئے۔ مگر تم نے کسی کو نہ مانا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ شریعت حقہ
اور توریت مقدس کی تعلیم دیتے ہیں۔ شریعت کی پابندی کو لازم ٹھہراتے
ہیں۔ کفر و شرک کے رسوم سے منع کرتے ہیں تم انکے دشمن بن گئے۔ جان
بوجھ کر جھٹلانے لگے۔ پھر ہم نے ایک عرصہ کے بعد عیسیٰ بن مریم کو نئی شریعت
اور کتاب دیکر بھیجا۔ تم نے اسکو بھی نہ مانا انھیں تکلیفیں دیں۔ ملک سے نکالا
اور اپنے خیال کیموافق دار پر کھینچا۔ اے یہود گویا یہ تمہاری عادت اور عام
دستور ہو چکا ہے۔ کہ جب کوئی پیغمبر ہماری طرف سے احکام لاتا ہے جو تمہاری
مرضی کے خلاف ہیں تو اُن سے اعراض کر لیتے ہیں انھیں جھٹلاتے ہیں۔
ناحق قتل کرڈالتے ہیں۔ پس یہی تمہارے قومی پیغمبر تھے جنکی اطاعت اور تعلق
شریعت کا آج تمھیں دعویٰ ہے۔ جو محض غلط اور بے سود ہے۔

ف۲ ۔ ولما جاءھم کتٰب الخ اطراف مدینہ منورہ وخیبر کے رہنے والے
یہود پر جب کبھی کوئی دشمن چڑھ آتا یا کوئی اور سخت تکلیف انہیں پونچتی
تو حصول نجات کے لئے توراۃ مقدس کی اس پیش گوئی پر یقین کرکے جو
جو نبی آخرالزماں کی نسبت دی گئی تھی یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔ (اَللّٰھُمَّ
اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا
فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ ۔ وَبِکِتَابِكَ الَّذِیْ تُنَزِّلُ عَلَیْهِ اٰخِرَمَا یُنَزَّلُ اَنْ تَنْصُرَنَا
عَلٰی اَعْدَائِنَا) اے بار خدا ہم اس محترم نبی اُمّی کا واسطہ دیکر سوال کرتے ہیں
جن کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے ۔ کہ وہ آخرزماں میں ہماری اصلاح
کے لئے قایم ہونگے اور منزل کتابوں میں سے اس آخری کتاب کا واسطہ
دیتے ہیں جو تو ان پر نازل فرمائیگا ہمیں دشمنوں پر فتحیاب کر ۔ اور ناگہانی مصائب
سے محفوظ رکھ ۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار اور انکے ہمسایہ یہود
کے باب میں نازل ہوئی ہے انصار کہتے ہیں کہ یہود سے جب ہمارا مقابلہ
ہوتا اور وہ تنگ آجاتے تو کہتے عنقریب آخرالزماں ایک پیغمبر مبعوث
ہونیوالا ہے ۔ ہم اسکے ساتھ ملکر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے اور
اپنا بدلہ لیں گے ۔ اُن کے کہنے پر ہم منتظر ہی تھے کہ سرور کائنات فخر موجودات
نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ظہور
ہوا ۔ ہم انصار نے تو غنیمت سمجھ کر فوراً آپ کی اطاعت کرلی اور یہود نے
جان بوجھ کر انکار کردیا ۔ جب ہم نے اُن سے ملامت کی تو کہنے لگے یہ وہ موعود
نبی نہیں ہے ۔ پس ارشاد ہوتا ہے کہ وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں

انہیں یقین ہے کہ بیشک یہ وہی موعود نبی ہے جسکے مبارک نام کا واسطہ دیکر ہم دعا مانگا کرتے تھے اور وہ مستجاب ہوتی تھی۔ پس ایسے منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ اور وہ بہت ہی برا کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ ہماری بھیجی ہوئی سچی کتاب کو جھٹلاتے ہیں اور شریعت حقہ سے انکار کرتے ہیں۔ اور ان کا انکار کسی شبہہ سے نہیں بلکہ محض اس حسد اور عناد سے ہے۔ کہ خداوند مختار نے ہمیں چھوڑ کر قریش میں سے ایک شخص کو کیوں مشرف کیا ہے۔ اور آخر کار اسی حسد کے مارے وہ راندۂ درگاہ ہوگئے ہیں۔

عن ابن عباس ان یہودًا کانوا یستفتحون علی الاوس[۵۱] والخزرج بر

۵۱۔ اوس وخزرج یہ دونوں قبیلے حارثہ بن ثعلبہ العنقاء بن عمرو کی اولاد سے ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ قبل از واقعہ سیل عرم وظہور مسیح علیہ السلام عمران بن عامر رئیس قوم سبا کسی ایک معاملہ میں اپنی قوم سے ناراض ہوکر اپنے خاندان سمیت مارب سے نکل آیا اور عمان میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اور اس کا بھتیجا ثعلبہ العنقاء بن عمرو بن عامر ماء السماء حجاز میں ثعلبیہ وذی قار کے درمیاں آکر ٹھہرا اور پھر آہستہ آہستہ مدینہ میں آپہونچا۔ جہاں متفرق طور پر یہود آباد تھے آتے ہی اسنے یہود سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی بالآخر لڑ جھگڑ کر مدینہ یہود سے خالی کرالیا اور خود اس کا مالک بن بیٹھا شہر کو چھوٹے چھوٹے قلعوں سے محفوظ اور اطراف کھجور کے باغوں سے آراستہ کرکے فارغبالی سے رہنے سہنے لگا۔ ثعلبہ سے اس کا بیٹا حارثہ اور اس سے اوس و خزرج دو بیٹے پیدا ہوئے۔ تمام انصار مدینہ انہیں دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں۔

(خلاصہ تواریخ)

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثہ فلما بعثہ اللہ
من العرب کفروا بہ وجحدوا ما کانوا یقولون فیہ فقال معاذ
بن جبل وبشر بن البراء وداؤد بن سلمۃ یا معشر الیہود اتقوا
اللہ واسلموا فقد کنتم تستفتحون علینا بمحمد ونحن اہل
شرک وتخبروننا بانہ مبعوث وتصفونہ بصفتہ فقال سلام
بن مشکم احد بنی النضیر ما جاءنا بشیء نعرفہ وما ہو بالذی
کنا نذکر لکم فانزل اللہ لمّا جاءھم کتب الخ (اسباب)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ

پس ہرگاہ آمد بایشاں آنچہ میدانستند منکر شدند ویرا پس لعنت

پس آیا انکے پاس جو کچھ پہچانا تھا کافر ہوئے ساتھ اسکے پس لعنت ہے

اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ

خدا است بر آن کافراں بد چیز است آنچہ فروختند عوض وی خویشتن را

اللہ کی اوپر کافروں کے برا ہے جو کچھ بیچا ہے بدلے اسکے جانوں اپنی کو

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

کہ کافر شوند بآنچہ فرود آوردہ است خدا بسبب حسد بر آں کہ فرود آورد

یہ کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے سرکشی سے اسپر کہ اتارے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

خدا برحمت خود بر ہر کہ خواہد از بندگان خود

اللہ فضل اپنے سے اوپر جسکے چاہے بندوں اپنے سے

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

پس بازگشتند بخشمے بالائے خشمے و کافراں راست عذاب

پس پھرے ساتھ غصے کے اوپر غصے کے اور واسطے کافروں کے ہے عذاب

مُّهِيْنٌ ﴿۸۵﴾

خوار کنندہ

رسوا کرنے والا

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا (پس ہرگاہ آمد بایشاں آنچہ شناختہ بودند پس جب آیا انکے پاس وہ جسکو کہ جانتے تھے۔

ف، جزائیہ جاءَ، ماضی، ما موصولہ

عَرَفُوْا، ماضی ج ع، اَلْمَعْرِفَةُ وَالْعِرْفَانُ پہچاننا واقف ہونا مصدر ف کے عَرَفَ۔ يَعْرِفُ۔ عَارِفٌ مَعْرُوْفٌ اِعْرِفْ۔ لَا تَعْرِفْ۔

كَفَرُوْا بِهٖ (منکر شدند وے را۔ انکار کیے اس سے نہ مانا اسکو انہوں نے)

كَفَرُوْا، ماضی ج ع ب صلہ مرجع ضمیر کتاب و یا ما

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (پس لعنت خداست بر کافراں۔ پس خدا کی لعنت اور نفرت ہے کافروں پر۔

ف، ترتیبیہ والمعنی حلول لعنتان پر بسبب انکے کفر کے ہے۔

لعنت، نفرین و بعد و پھٹکار، اصل مصدر مضاف بفاعل۔

الْكٰفِرِيْنَ، ال جنسی و مراد جملہ کافر و مشرک یا عہدی و مراد وہ کافر جو مخاطب ہیں۔

بِئْسَمَا (بد چیزے است آنچہ برا ہے وہ جو

بِئْسَ، فعل ذمّ۔ ما، نکرہ موصوفہ

لہ بِئْسَ یہ فعل افعال مدح و ذم سے ہے۔ جو ذات کی حقارت و برائی یا تعریف و مدح کو بیان کرتے ہیں

ویا غیر موصوفہ ومنصوب بوجہ تمیز۔
یا موصولہ واسم بئس۔

اشتروا (کہ بفروختند بعوض وے۔ جسکے
عوض انہوں نے بیچ ڈالا۔)
اشتروا، بمعنی شروا۔ من قبیل
مزید بمعنی مجرد و ماضی ج ۔ع الاشتراء
خرید و فروخت کرنا۔ مصدر۔
بہ، ب، عوضیہ و مرجع ضمیر (کفر)

انفسہم (خویشتن را۔ اپنی جانوں کو۔ آ
حظ انفسہم الاخروی (نجذ مضاف)

ان یکفروا (کہ کافر شوند۔ یہ کہ کفر کریں۔
اَنْ یَکْفُرُوْا، مضارع ج ۔ع منصوب

بما انزل (بآنچہ نازل فرمودہ است خدا۔ اس شئے
کے ساتھ یا اس سے جو اُتارا ہے
خدا نے)
ما، موصولہ۔ یا نکرہ موصوفہ انزل
ماضی ا ۔ع

بغیا (بحسد۔ حسد یا سرکشی کی وجہ سے)
البغی، طلب کرنا۔ لیکن یہاں پہ
بمعنی طلب خاص ہے یعنی اس شئے

دوسرے فعلوں کی طرح یہ افعال بھی دو اسم چاہتے ہیں۔ پہلے کو فاعل اور دوسرے کو مخصوص بالمدح یا بالذم کہتے ہیں اور اس کی گردان نہیں ہوتی یعنی اس سے واحد تثنیہ اور جمع وغیرہ نہیں بنتے ۱۲

اشتروا بمعنی شروا من قبیل مزید بمعنی مجرد اسے باعوا انفسہم مثلاً بیت و شر دہ بثمن بخس اسے باعوہ اس تقدیر النفس مبیع ہے اور کفر و حسد ثمن و قیمت۔ لیکن بعضوں نے کہا ہے کہ اشتراء و ابتیاع لغت عرب میں خرید کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیع و شراء و فروخت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور مطلب آیت یہ ہوگا۔ کہ یہود سے جو نصرت و اتباع دین پیغمبر آخر الزمان کا وعدہ اور عہد لیا گیا تھا گویا ان کی جانیں اس عہد میں گرو تھیں۔ پس انہوں نے جو بعوض کفر و حسد اپنی مرہون جانوں کے خرید کرنیکا ارادہ کیا ہے بہت ہی برا قصد ہے اور درحقیقت مرہون شئے کا چھڑانا اس کا خرید ہی کرنا ہوتا ہے ۱۲

أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ

کی طلب جسکی وہ مستحق نہیں اور نہ
وہ شے اُنکے حقوق خاصہ سے
ہے۔ لہذا کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل
ان کا محض حسد سے تھا
(بآں کہ فرود آورد خدا۔ اسپر
کہ اُتارا خدا نے)

أَنْ يُنَزِّلَ، مضـ منصوب
ا - ع
(از فضل خود۔ اپنی رحمت سے)

مِنْ فَضْلِهِ

مِن، ابتدائیہ یا بیانیہ اسے شیاً
کان من فضله وهو الوحی و فی
الکشاف من فضله الذی هو
الوحی۔

عَلٰی مَنْ يَشَاءُ

فضل، وحی۔ کلام۔ نبوت۔ امامت
(بر ہر کہ بخواہد۔ جسپر کہ چاہے۔)
مَن، نکرہ۔ موصوفہ یا موصولہ۔
يَشَاءُ، مضـ المستترۃ مصدر
ا - ع
(از بندگان خود۔ اپنے بندوں سے)

مِنْ عِبَادِهٖ

مِن، بیانیہ اسے من یختارہ
للرسالة۔

فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ

عباد۔ جمع عبد۔ وہ شخص جسکے
افعال واقوال کی باز پرس کیجائے
مثل غلام و ملازم و مطیع و فرمانبردار
عبادہ، اضافت عباد بالضمیر
واجب تعالی اظہار تشریف کیلئے ہے
(پس بازگشتند بخشمے پس ہوگئے
مستحق غضب اور غصہ کے)
ف، سببیہ۔ باؤا، رجوع ہوئے
یا مستحق ہوئے۔ یا بمعنی صار وا یعنی
ہوگئے باضـ اَلْبَوْءُ، وَالْبُوُءُ
ج - ع
رجوع ہونا۔ قصاص میں مساوی
اور ہمتا ہونا۔ مصدر ف۔ ض اجوف
مهموز اللام۔ بَآءَ۔ يَبُوءُ۔ بَاءٍ
مَبُوءٌ۔ بُؤْ۔ لَا تَبُؤْ
ب، زائدہ یا حالیہ اسے مغضوبًا
علیهم۔
غضب، انتقام کے قصد یا
دفع مکروہ کے ارادہ سے دل کے
خون کا جوش میں آنا شرعًا اسے

صرف انتقام مقصود ہوتا ہے بغیر شرط
ثوران خون -
(بغضب - غضب پر) یعنی غضب
پر غضب اور غصہ پر غصہ -
(ومرایں کافراں راست - اور کافروں
کے لئے ہے - یا انہیں کے لئے ہے
ل، مظہر تخصیص الکافرین - جمع کافر -
(عذابے خوار کنندہ - ذلیل اور خوار
کرنے والا عذاب)
مھین، بمعنی ذل اسے عذاب
یھانون فیہ - مھین
اسم فاعل مصدر الاہانۃ والھون بالضم
بئس، ..... فعل ذم
ھو، ضمیر مستتر ممیز
ما، بمعنی شیٔ - موصوف
اشتروا بہ الفسھم صفت

اَنْ یَکْفُرُوْا، فعل مع الفاعل
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ، ... ظرف لغو
بَغْیًا اَنْ یُنَزِّلَ اللّٰہُ) مفعول
مِنْ فَضْلِہٖ) مفعول ینزل
ان یکفروا الخ مخصوص بالذم وبصیغہ
المضارع لافادۃ الاستمرار علی الکفر
اور یا مخصوص بالذم - محذوف موصوف
اشتروا بہ .... جملہ فعلیہ صفت
اَن یکفروا بہ، الخ
... بدل
یا بئس، فعل ھو ضمیر مستتر ممیز
ما بمعنی شیئًا .... تمیز
الذی، محذوف ... اسم موصول
اشتروا بہ، ..... صلہ
اے بئس شیئًا الذی شتروا بہ
ب، جار

ل غضبٍ علیٰ غضبٍ غضب در غضب میں گرفتار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہود اپنی بداعمالیوں
کے باعث مبتلائے غضب الٰہی تو تھے ہی دوسرا غضب یہ ہوا کہ انکی مرضی کے خلاف نبی آخر الزماں پر
قرآن نازل ہوتا ہے اور یہ اُسے دیکھ نہیں سکتے - اور مارے حسد کے جلے جاتے ہیں ۱۲

ما، ... مجرور ... موصولہ
انزل، .... فعل
اللہ، .... فاعل } صلہ
بغیا، .... مصدر
ان ینزل، ... فعل
اللہ، .... فاعل
من، ..... زائدہ
فضلہ، .... مفعول
ویا من فضلہ متعلق
بکائنا صفت
شیئا محذوف، موصوف

۲ یعنی کفران کا محض بوجہ عناد ہے۔ جو نتیجہ حسد کا ہے نہ جہل کا اور یا مصدر ہے فعل محذوف کا اے بغوا بغیا وان ینزل اللہ مفعول لہ ہے یعنی کیلئے اے حسدا لاجل تنزیل اللہ و یا منصوب بنزع خافض متعلق بہ یعنی اے حسدا علی ان ینزل اللہ اور کہا ہے کہ یعنی طلب شخص ما لیس لہ

دو مفعول چاہتا ہے اور مفعول ثانی کی طرف کبھی بنفسہ اور کبھی بواسطہ لام متعدی ہوتا ہے پس اس کا مفعول اول حضرت ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم محذوف ہیں بوجہ تعین آپکے اور بوجہ دلالت کرنے اوپر اس امر کے کہ حسد فی نفسہ مذموم ہے خواہ کوئی ہو اور جملہ ان ینزل مفعول ثانی ہے۔ ۱۲ اعانی

علی، جار۔ من، نکرہ موصوفہ یا موصولہ
یشاء، ..... فعل مع الفاعل
من عبادہ متعلق کائنا کا
نزولہ، محذوف ذوالحال

اے بغیا ان ینزل اللہ علی من یشاء الخ

اشتروا، .... فعل با فاعل
بہ، ...... ظرف لغو
انفسہم، .... مفعول
یا۔ اشتروا۔ ... فعل با فاعل
ب، جار۔

ہ ، ...... مبدل منہ
ان یکفروا بہ ، بدل
انفسہم ، .... مفعول
بطرز دیگر - بئس ، ... فعل ذم
ھو ، ...... ضمیر فاعل
ما بمعنی شئے ، موصوف
جملہ اشتروا بہ انفسہم صفت
ھو ، ...... مبتدا محذوف
ان یکفروا ، ... خبر
ویا - ما ، نکرہ موصوف
جملہ اشتروا بہ انفسہم صفت
ان یکفروا } جملہ فعلیہ خبر
ھو ، محذوف مبتدا
ویا - ما ، ... موصولہ
اشتروا بہ صلہ
ان یکفروا ، جملہ فعلیہ مخصوص بالذم

ف ، باؤا ، ... فعل مع الفاعل
ب ، .... زائد
غضب ، ... موصوف
علی غضب متعلق کائن صفت
اے رجعوا مغضوبین بغضب
علی غضب اے متلبسین بغضب
کائن علی غضب مستحقین لہ
حسبما اقترفوا من الکفر والحسد
ویا صاروا احقاء غضب علی
غضب بسبب اشتراءھم
الکفر بانفسہم -
للکافرین ، متعلق ثابت خبر
عذاب ، موصوف
مہین ، ... صفت

ف - بئسما الخ قرآن شریف کی دوسری آیت کل امرء بما کسب رھین
وکل نفس بما کسبت رھینۃ " اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے
اعمال کے عوض میں گرو ہے جس نے نیک عمل کیئے اسنے اپنے آپ کو غلاصی

دی لیکن یہود کا عمل اسکے برخلاف ہے انہوں نے معاوضہ نہیں پیغمبر
آخرالزماں کی ساتھ کفر اور شریعت اسلامیہ سے انکار کرنے کو سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ
انکی سخت غلطی ہے اسلئے کہا گیا۔ کیا ہی برا معاوضہ ہے جسکے بدلے یہود نے
اپنے آپکو خرید کیا ہے کہ جب خداوند اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے
فضل سے وحی بھیجے تو یہ لوگ حسد کے مارے اس کتاب سے انکار کرتے ہیں اور
اسکے احکام کی تعمیل محض عناد سے نہیں کرتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

و چوں گفتہ شود ایشانرا ایمان آرید بآنچہ فرود آوردہ است خدا گویند

اور جب کہا جاتا ہے واسطے انکے ایمان لاؤ ساتھ اسکے کہ اتارا ہے اللہ نے کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ

ایمان می آریم بآنچہ فرود آوردہ شد برما و ایشاں کافر می شوند بآنچہ بجز وے است

ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے جو نازل ہوئی اوپر ہمارے اور کفر کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اسکے ہے

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

و او راست است باور کنندہ آنچہ بایشاں است پس بگو چرا میکشتید

اور وہ سچ ہے سچا کرنے والا اسکو جو ساتھ انکے ہے کہہ پس کیوں مار ڈالتے تھے تم

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ

پیغمبران خدارا پیش ازیں اگر مومن بودید و

پیغمبروں اللہ کے کو پہلے اس سے اگر ہو تم ایمان والے اور

لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

ہر آئینہ آمد پیش شما موسیٰ بہ نشانہائے روشن پس گرفتید گوسالہ را

البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ دلیلوں کے پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو معبود

مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

پس از وے و شما ستمگار بودید و آنگاہ کہ گرفتیم

پیچھے اسکے اور تم ظلم کرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے

مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا

پیمان شما و برداشتیم بالائے شما طور را گفتیم بگیرید

عہد تمہارا اور اٹھایا ہمنے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا

مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا

آنچہ دادیم شما را بقوت و بشنوید گفتند شنیدیم

ہمنے تمکو زور سے اور سنو کہا انہوں نے سنا ہمنے

وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

و نافرمانی کردیم و درخورد کردہ شد در دلہائے ایشاں دوستی گوسالہ را بسبب کافر بودند

اور نہ مانا ہمنے اور پلائی گئی بیچ دلوں انکے کے محبت بچھڑے کی بسبب کفر انکے کے

قِیْلَ (وچوں گفته شود ایشان را - اور جب کہا جاتا ہے انکو)

قیل ماضی مجہول بمعنی مضارع بوجہ اِذا

اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (ایمان بیارید بآنچہ فرستادہ است خدا - ایمان لاؤ ان احکام پہ جو بھیجے گئے ہیں یا نازل فرمائے ہیں خداوند نے)

اٰمنوا، ماضی جمع ب، زائد
ما، موصولہ
اُنْزِلَ، ماضی مصدر الانزال

قالوا نؤمن (بگویند ایمان می آریم کہتے ہیں ہم مانتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں) لے نستمر علی الایمان بالتوراۃ۔

قالوا، ماضی جمع نُؤْمِنُ مضارع جمع متکلم

بما اُنزل علینا (آنچہ فروفرستادہ شدہ است برما۔ اسپر جو ہمارے پر نازل کیا گیا ہے)
ب، زائد۔ ما، موصولہ۔
اُنْزِلَ، ماضی الانزال، اُتارنا اوپر سے نیچے لانا مصدر۔
اِفعال۔ اَنْزَلَ، یُنْزِلُ۔ مُنْزِلٌ مُنْزَلٌ۔ اَنْزِلْ۔ لَا تُنْزِلْ۔
نا، ضمیر جمع متکلم مجرور۔

ویکفرون بما وراءہ (وایشاں کافرمی شوند بآنچہ سوائے کتاب ایشاں است۔ انکار کرتے ہیں۔ یا کفر کرتے ہیں ساتھ اسکے جو توراۃ کے بعد نازل ہوا ہے)

یکفرون، مضارع جمع ب، زائد
ما، موصولہ۔
وراءہ، اصل مصدر ہے کیونکہ مواراۃ وتواری اس سے ماخوذ ہیں اور مزید فرع مجرد ہے مگر مجرد سے کوئی فعل مستعمل نہیں اور اس کا استعمال ظرف مکان میں ہوتا ہے لیکن جب اسکی اضافت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔ تو مکان پس پشت فاعل مراد ہوتا ہے جو اُسے ڈھانک لے۔ اور باضافت مفعول مکان پیش روئے مفعول مقصود ہوتا ہے لیکن بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ تواراۃ واستتار سے ہے فما استتر عنك فهو وراءٌ خلفًا كان او قدامًا اذا لم تره فاما اذا رأيته فلا يكون وراءك۔
ومرجع ضمیر توراۃ بتاویل ما اُنزلَ۔

وهو الحق (وآں راست است اور وہ سچ ہے)
ھو، ضمیر راجع (لما وراءہ)

اَلْحَقُّ، سچ امر فی الواقع ضد باطل۔ یقین
عدل۔ موجود ثابت۔ صدق جمع حقوق

مُصَدِّقًا
(تصدیق کنندہ۔ سچانے والا)
مُصَدِّقًا، اسم فاعل مصدر التصدیق

لِمَا مَعَهُمْ
(بآنچہ با ایشاں ست۔ اس چیز کا یا
ان احکام کا یا شریعت کا جو انکے
پاس ہے۔)
ل، زائد۔ ما، موصولہ مع، اسم ظرف

فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ
(پس چرا میکشتید۔ کہو کیوں مار ڈالتے
تھے۔)
قل، امر حاضر ف، جزائیہ جواب
شرط مقدر۔
لم۔ اصل لما۔ لام جارہ وما
استفہامیہ الف خبر و استفہام میں فرق
ظاہر کرنے کے لئے حذف کیا گیا ہے
مثل فیم و بم و عم کے
تقتلون، ج مضارع بمعنی ماضی حکایۃ

اَنْبِیَآءَ اللّٰهِ
(پیغمبران خدا را۔ اللہ کے بھیجے
ہوؤنکو)
انبیاء، جمع نبی وہ شخص جو بذریعہ الہام
یا بذریعہ رویائے صادقہ حشر و نشر
و مبدء و معاد وغیرہ امور غائبہ سے خبر
دیتا ہے۔ اور شخص صاحب شریعت حقہ

مِنْ قَبْلُ
(پیش ازیں۔ اس سے پہلے)
من، دقیقہ۔ قبل اسم ظرف زمان،

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(اگر مومن بودید۔ اگر تم ایمان رکھتے تھے)
ان۔ حرف شرط۔ کنتم، ماضی ناقص ج ح
مؤمنین، جمع مومن۔ پیغمبر وقت کی
اطاعت کرنے والے شریعت حقہ
پر عمل کرنے والے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى
(و ہر آئینہ آمد بشما موسیٰ۔ اور آیا تمہارے
پاس موسیٰ۔)
ل، زائد غیر عاملہ یا بمعنی قسم اسئے واللہ
قد جاء
قد، موکد مضمون جملہ جاء، ماضی ح

بِالْبَيِّنٰتِ
(با دلائل واضحہ۔ دلائل قطعیہ کے ساتھ)
ب، بمعنی ملابستہ یا بمعنی مع یا مصاحبۃ
البینات، جمع بینۃ۔ عام دلائل

واضحہ معجزات و یا ال عہدی و مراد آیات تسعہ (الطوفان - الجراد - القمل الضفادع - الدم - العصا - الید البیضا - فلق البحر - نتق الطور علی بنی اسرائیل

ثم اتخذتم

(پس فرا گرفتید - پھر ٹھہرا لیا تم نے)

ثُمَّ، مظہر استبعاد -

اتخذتم، ماضی ج م ح الاتخاذ بنانا مصدر

العجل

(گوسالہ را معبود - بچھڑے کو معبود)

العجل - ال عہدی و مراد گوسالہ مصنوعہ سامری -

من بعدہ

(از پس رفتن آں - میقات پر موسیٰ کے جانے کے بعد)

اسے بعد مجیئہ او بعد ذھابہ الی میقات اور یا راجع ہے آیات کی طرف بحذف مضاف اے بعد تدبر الآیات اور یا عجل کی طرف اے بعد وجودہ اے عبدتم الحادث الذی حدث بحضرکم -

وانتم ظالمون

(و شما ستمگار بودید - اور تم ظالم ہو)

ظٰلمون، جمع ظالم - حد سے بڑھ جانے والا شخص ظلم وضع الشئ فی غیر محلہ کو کہتے ہیں وفیہا تعریض بانہم صرفوا العبادۃ عن موضعہا الاصلی الی غیر موضعہا -

واذ اخذنا میثاقکم

(و آں وقت کہ گرفتیم از شما وعدہ را - اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے اقرار)

اخذنا، ماضی ج م مصدر الاخذ

میثاق، اسم آلہ وہ شے جس سے مضبوطی و استحکامی حاصل ہو - اصل مصدر - و مراد اقرار استوار -

ورفعنا فوقکم الطور

(برداشتیم بر شما طور را - اور اٹھایا ہم نے تمہارے اوپر پہاڑ -

و - رفعنا، ماضی ج م - **الطور** - کوہ موسیٰ یا نام پہاڑ -

خذوا ما اٰتینٰکم بقوۃ

(بگیرید آنچہ بشما دادہ ایم باحتیاط - اور کہا ہم نے لو جو دیا ہم نے تمکو زور سے)

خذوا - امر ج م ح - **ما**، موصولہ

اٰتَیْنٰا، ماضی ج م

اِسْمَعُوْا (و بشنوید۔ اور سنو) اِسمعوا بسماع القبول اور بعض وقت سمع سے قبول مراد لیجاتی ہے۔ مثل سمع اللّٰہ لمن حمدہ

اِسْمَعُوْا، امر ج ح مصدر السمع

قَالُوْا سَمِعْنَا (بگفتند شنیدیم۔ اُنہوں نے کہا ہم نے سنا) قَالُوا، ماضی ج غ سَمِعْنَا، ماضی ج م اَلسَّمْعُ سُننا مصدر ک ف سَمِعَ یَسْمَعُ۔ سَامِعٌ مَسْمُوْعٌ اِسْمَعْ لَا تَسْمَعْ

عَصَیْنَا (و سر باز زدیم۔ اور نہ مانا ہم نے۔ یا چھوڑ دیا ہم نے)

عَصَیْنَا، ماضی ج م العصیان۔ وَالْمَعْصِیَۃُ نافرمانی کرنا۔ اطاعت نکرنا مصدر ف ک ناقص عَصٰی یَعْصِیْ عَاصٍ مَعْصِیٌّ۔ اِعْصِ۔ لَا تَعْصِ

وَاُشْرِبُوْا (و آمیختہ شد یا جائے گرفت یا در گرفتہ شد) رچ رہا۔ جم گیا پلا یا گیا اور یا شرب بمعنی شد سے ماخوذ ہے کہ جب اونٹ کی گردن پر زور سے کس کر رسی باندھتے ہیں تو کہتے ہیں اشربت البعیر گویا حب عجل یا صورت عجل انکے دلوں کے ساتھ زور سے پیوست کر دی گئی ہے اور یا حقیقۃً شراب سے ماخوذ ہے۔ یہ عرب کی عادت ہے کہ بعض وقت حب و بغض کو شراب سے کنایۃً و استعارۃً ادا کرتے ہیں۔

و۔ عاطفہ یا استینافیہ یا حالیہ اشربوا ماضی مجہول ج ح ماضی الاِشْرَاب مخلوط کرنا۔ بھگونا۔ پلانا۔ مصدر افعال اَشْرَبَ، یُشْرِبُ مُشْرِبٌ، اَشْرِبْ، لَا تُشْرِبْ وَاُشْرِبَ، یُشْرَبُ، مُشْرَبٌ

فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ (در دلہائے ایشاں گوسالہ انکے دلوں میں بچھڑا)

لہ۔ قالوا سمعنا وعصینا جواب واسمعوا۔ کہ اسمعوا امر مشتمل دو امروں پر ہے سماع کلام اللہ اور قبول بالعمل پر پس انہوں نے کہا ہم اس کے ایک امر کی تعمیل کرتے ہیں اور دوسری سے ہمیں انکار ہے۔

قلوب، جمع قلب دل و نفس ناطقہ۔

العجل اے حُبّ العجل۔ ال

قائمقام۔ مضاف محذوف مراد

گوسالہ سامری اور یا عجل سے مراد صورتِ

عجل ہے اور حذف نہیں۔

بکفرھم، بسبب کفر ایشاں۔ یا کافر بودن

ایشاں ان کے کفر کے سبب سے

ب، (لسبب۔ بوجہ۔ بعلت)

یا بمعنی مع اے مصحوبا بکفرھم

فیکون ذالک کفرا علی کفر۔

و۔ اذا شرطیہ۔ قیل فعل

لھم، جار مجرور ظرف لغو

اٰمنوا ... فعل مع الفاعل

ب ... جار

ما ... موصولہ

انزل اللہ، جملہ فعلیہ صلہ

اے اذا قیل لھم قول اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما اُنزل علینا الخ

..... جزا

قالوا ... فعل مع الفاعل ذو الحال

نؤمن ... فعل با فاعل

ب، جار۔ ما ... موصولہ

انزل، فعل ضمیر نائب فاعل

علینا ... ظرف لغو

و۔ یکفرون، فعل مع الفاعل

بما وراءہ وھو الحق الخ ظرف

ھو، .... مبتدا

الحقّ، .... خبر

۲ وراءہ اور یا حال ہے یکفرون کی

ضمیر فاعل سے اور جملہ حالیہ مقترنہ بالواو

کے لئے ایسی ضمیر کا ہونا لازمی ہے

جو اسکے ذو الحال کی طرف رجوع کرے

لہ۔ اے قالوا ذالک والحال انھم یکفرون بما وراءہ الخ یہ اسوقت ہو کہ مضارع مثبت مع الواو حال واقع ہوسکتا ہو ویا قالوا ذالک وھم یکفرون بتقدیر مبتداء اور یا جملہ معطوفہ ہے اور اس کا عطف قالوا پر ہے اور تعبیر بالمضارع حکایۃ حال کے لئے ہے استغرابا للکفر بالشئ بعد العلم بحقیقتہ

مثل جاء زید والشمس طالعۃ

اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے - وھم

مفادون الحقیقۃ اے عالمون بہا

مُصَدِّقًا ، . . . اسم فاعل

ل ، جار - ما ، موصولہ

معھم ، . . . . . صلہ

اے احقہ مُصَدِّقًا - و یا اس کا

ذو الحال لفظ حق کے مصدری معنی

ہیں - اے ھُوَ الحَقُّ الثابتُ مصدِّقًا

قل ، . . . . فعل با فاعل

ف ، مظہر ترتیب - ل ، تاکید

ما ، . . . . استفہامیہ

تقتلون ، فعل با فاعل

انبیاء اللّٰہ ، . . . مفعول

من قبل ، جار مجرور ظرف لغو

ان کنتم مؤمنین ، شرط

موخر بمذہب کوفیین -

اے قل لھم ان کنتم مؤمنین

بالتوراۃ فلای شئ کنتم تقتلون

انبیاء اللّٰہ من قبل و ھو فیہا حرامٌ

اور یا قل الخ جواب ہے شرط محذوف

کا اور ان کنتم الخ شرط ہے محذوف

الجزاء کی اور تکریر تشدید و تہویل کے

لئے ہے -

وَلَقَدْ جَاءَ ، فعل - موسیٰ فاعل

کُمْ ، . . . . مفعول

بالبَیِّنٰت ، . . . . مفعول بہ

یا متعلق بملابسًا . . . حال ہے فاعل کی

اے جاء بسبب اقامۃ البینات

و یا جاءکم ملابسًا بالبینات و یا ب

بمعنی مع - اے جاءکم و معہ البینات

یا جاءکُم ذا بیّنات و حُجّۃ

ثُمَّ اتَّخَذْتُم ، فعل با فاعل و ذو الحال

العِجْلَ ، مفعول (۱) الٰہًا مفعول (۲)

مِن بَعْدِہٖ ، . . . . ظرف لغو

وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ، جملہ اسمیہ حال

اے اتخذتم ظالمین بعبادتہ او

اعتراضٌ بمعنی و انتم قومٌ عادتکم

الظلم وسیاق الآیۃ تنبیہٌ علی
ان طریقتکم مع الرسول صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم طریقۃ آباءکم مع
موسیٰ علیہ السلام۔

واذ۔ اخذنا فعل با فاعل ذوالحال
میثاقکم ۔۔۔۔ مفعول
ورفعنا فوقکم الطور جملہ فعلیہ حال
خذوا، فعل با فاعل ذوالحال
مآ اٰتینٰکم ۔۔۔۔ مفعول
بقوۃٍ، لے عازمین علی الجد حال
ویا حال ضمیر محذوف۔ اے
اٰتیناکموہ بقوۃ

قالوا، فعل مع الفاعل ذوالحال
سمعنا وعصینا ہر دو جملہ مقولہ
واشربوا، فعل مع الفاعل
فی قلوبھم ۔۔۔ ظرف
العجل، ۔۔۔۔ مفعول
بکفرھم، متعلق مختلطاً حال
عن عجل۔

لے جملہ مستانفہ یا ضمیر فاعل قالوا سے حال ہے
اے قالوا ذالک وقد اشربوا فی قلوبھم
حب العجل۔ ویا جملہ مستانفہ کا مذ قیل
فماذا قالوا فقیل قالوا سمعنا وعصینا۔
سے حال یا معطوف ہے سمعنا وعصینا پر

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
ایشان را بگو بد چیز است آنچہ میفرماید شما را ایمان شما اگر ہستید
کہہ بُرا ہے جو حکم کرتا ہے تمکو ساتھ اس کے ایمان تمہارا اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
از اہل ایمان بگو اگر ہست شمارا سرائے باز پسیں
ایمان والے کہہ اگر ہے واسطے تمہارے گھر آخرت کا

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

نزدیک خدا بتخصیص بجز از مردمان دیگر

نزدیک اللہ کے خالص سوائے لوگوں کے

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۸۹ وَ

پس آرزو کنید مرگ را اگر ہستید راست گو و

پس آرزو کرو تم موت کی اگر ہو تم سچے اور

لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

ہرگز آرزو نکنند او را ہیچگاہ بسبب آنچہ پیش فرستادہ است دستہائے ایشاں

ہرگز نہ آرزو کرینگے اسکی کبھی بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہاتھوں انکے نے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۹۰

و خدا دانا است بہ ستمگاران

اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو

مفردات

(بگو بد چیزے است آنچہ - کہہ وہ برا ہے جو - یا بُرا ہے جو کچھ)

قُل، امر - بِئْس، فعل ذم

ما، نکرہ موصوفہ -

(کہ میفرماید بشما ایمان شما جس چیز کا حکم کرتا ہے تمکو تمہارا ایمان)

يَأْمُرُ، امر - مصدر الامر به

لے بالکفر والکذب -

اِیْمَان، پیغمبر وقت کی شریعت اسکے احکام اور اس کے منہاج

اللہ ہونے کو سچے دل سے یقیناً ماننا اور اسکے مجوزہ قانون کو اپنا دستور العمل

ان کنتم مومنین قل ان کانت لکم

بنانا-

(اگر ہستید شما ایمان داراں - اگر تم مومنین ہو)

ان، حرف شرط، کنتم، ماضی ج

(بگو اگر ہست مر شمارا کہ اگر ہے تمہارے لیئے)

قل، امر حاضر، کانت، ماضی

لکم، اسے مخصوص لکم -

الدار الآخرۃ

(مراسے آخرت - آخرت کا گھر یا آخرت کی آسایش) اسے لغیوہ دار الآخرۃ بحذف مضاف -

دار، اصل دور (اٹھنے بیٹھنے کی جگہ)

الآخرۃ، تانیث، آخر، صفات غالبہ سے ہے -

عند اللہ خالصۃ

(نزد خداوند بہ تخصیص - اللہ کے نزدیک خالص)

عند اللہ - اسے فی حکمہ -

خالصۃ، خاص کر، خصوصاً اور خالص[1]

اس شے کو کہتے ہیں - جو اشتراک غیر سے بالکل پاک اور بری ہوتی ہے اور یا وہ جو ملاوٹ غیر سے پاک صاف کیجائے -

من دون الناس

(بجز از مردمان دیگر اور لوگوں سے الگ)

من، بیانیہ، دون، یہ لفظ خصوصیت اور عدم شرکت غیر کے اظہار کیلئے لایا جاتا ہے -

الناس، ال، عوض ہمزہ عہدی ومعہود جملہ مردم - یا اہل اسلام

فتمنوا الموت

(پس آرزو کنید مرگ را - تو موت کی آرزو کرو - یا موت کی خواہش کرو)

ف، جزائیہ، تمنوا، امر حاضر ج

التمنی آرزو کرنا دعا پڑھنا - مانگنا

مصدر تفعل ناقص - تمنی - یتمنی

متمن - تمن - لا تتمن -

۱؎ خالص مراد یہاں پر گناہ اور عذاب سے خالص ہوتا ہے یعنی دار آخرت اگر تمہارے لیئے ہی یعنی عظیم دار ثواب ہے اور دار عذاب نہیں تو اسکی خواہش کرو۔

الموت، انقطاع حیات۔ اتمام عمر
(اگر ہستید شما راست گویاں۔
اگر تم سچ کہتے ہو)
ان، حرف شرط۔ کنتم ماضی ج ح
صادقین، جمع صادق وہ شخص
جسکی بات اس واقع کے مطابق ہو
جسکی وہ خبر دیتا ہے۔ وہ شخص نیک
(وہرگز آرزو نکنند او را ہیچگاہ۔ اور
ہرگز اسکی آرزو نہ کرینگے کبھی)
لن یتمنوا کبھی نہیں مانگیں گے
مضارع نفی تاکید بہ لن۔
ج ح
اَبَدًا۔ وہ مدت جسکی ختم اور وہ زمانہ
جسکا انجام معلوم نہو۔ یعنی آخر عمر تک
(باآنچہ پیش فرستادہ است۔ اس برائی
سے جسکو وہ پہلے بھیج چکے ہیں۔)
ب، سببیہ۔ ما، موصولہ بحذف عائد
یا مصدریہ۔
قدمت، ماضی واحد مؤنث التقدیم
والتقدمۃ۔ پہلے ہونا یا پہلے کرنا
مصدر تفعیل قَدَّمَ۔ یُقَدِّمُ۔ مُقَدِّمٌ
قَدِّمْ۔ لَا تُقَدِّمْ۔
(دستہائے ایشاں انکے ہاتھوں نے)
ایدی، جمع ید اصل بتقدیر
ایدیھو المنتر۔
(وخدا دانا است۔ اور اللہ جانتا ہے)
علیم، دانا و جاننے والا صفت مشبہ
(بستمگاراں۔ ظالموں کو۔)
ب، صلہ فعل
الظالمین، جمع ظالم۔ یعنی اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا شخص
قل، ... فعل با فاعل
بئس، ... فعل ذم
ما بمعنی شیٔ، موصوف
یامر، فعل
کم، ... مفعول
بہ، ... ظرف لغو
ایمانکم فاعل
ھذا الامر محذوف مخصوص بالذم
سمعنا وعصینا ـــــ جملہ فعلیہ خبریہ

مثل قتل الانبیاء وغیرہ یا قول مخصوص عصینا۔

ان، شرطیہ کنتم مؤمنین شرط[1]

بئسما یامرکم بہ ایمانکم۔ محذوف جزا

اے لوکنتم مؤمنین لم یامرکم ایمانکم بعبادۃ العجل لکنہ امرکم بہا فلستم مؤمنین۔

قل، ...... فعل با فاعل

ان کانت الخ ... شرط

فتمنوا الموت، ... جزا

کانت فعل ناقص لکم، ظرف

الدار الاٰخرۃ، ذوالحال

عند اللہ، ... حال

خالصۃ، اسم فاعل

من دون الناس، ظرف

یا کانت، فعل ناقص خالصۃ حال

الدار الاٰخرۃ، .... ذوالحال

لکم وعند اللہ، ہر دو متعلق ثابتۃ، خبر

ویا الدار الاٰخرۃ، ...... اسم

وعند اللہ خالصۃ، ... خبر[1]

ان کنتم صادقین، شرط ثانی[2]

فتمنوہ، محذوف، جزا

ولن یتمنوہ، فعل مع الفاعل والمفعول

ابدا، ظرف۔ ب سببیہ

ما، ...... موصولہ

قدمت ایدیہم جملہ فعلیہ صلہ

وجملہ بما قدمت ایدیھم بیان علت عدم تمنا ہے۔

ویا ما، ...... مصدریہ

قدمت، ... فعل

ایدیھم، ... فاعل

الشر، محذوف، ... مفعول

اے بتقدیم ایدیھم الشر ۱۲

---

[1] عند اللہ متعلق ثابتۃ وخبر وخالصۃ اس ضمیر سے حال ہو جو خبر میں مستتر ہے [2] ان کنتم صادقین شرط ثانی پہلی شرط اس دوسری شرط کی قید ہے۔ ای ان صدقتم فی زعمکم ان الدار الاٰخرۃ لکم فتمنوہ ۱۲

وَاللّٰهُ ، . . . . . . مبتدا
عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ، خبر
ماقبل اور اس کے مضمون کا مقرر ہے

اے علیم بھو وبما صدر عنھم من فنون الظلم۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ

وہر آئینہ بیابی ایشاں را حریص ترین مردم بر زندگانی و

اور البتہ پاویگا تو انکو بہت حرص والا لوگوں سے اوپر زندگی کے اور

مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ

حریص تر از آنکہ مشرک اند دوست میدارد یکے از ایشاں

اُن لوگوں سے کہ شریک لاتے ہیں آرزو کرتا ہے ہر ایک ان کا

لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

کاش عمر دادہ شود ہزار سال و نیست آں رہانندہ وے

کاشکے عمر دیا جائے ہزار برس کی اور نہیں چھڑانے والا

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ

از عذاب آنکہ عمر دادہ شود و خدا بینا است

اسکو عذاب سے یہ کہ عمر دیا جاوے اور اللہ دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

بآنچہ میکنند

جو کچھ کرتے ہیں

لَتَجِدَنَّهُمْ (رہر آئینہ بیابی ایشاں را - اور البتہ پائیگا تو اُنکو - یا دیکھے گا تو اُن کو)

ل، قسمیہ اے وَاللہ -

لَتَجِدَنْ، مضارع مؤکد بلام ونون تاکید ثقیلہ - البتہ البتہ یا ضرور ضرور پائیگا - اَلْوُجُوْدُ - وَالْوِجْدَانُ باطنی حواس یا عقل سے بداہتہً جاننا مصدر ف - ک - وَجَدَ يَجِدُ - وَاجِدٌ - مَوْجُوْدٌ - جِدْ لَا تَجِدْ - لَيَجِدَنَّ - لَيَجِدَانِّ لَيَجِدُنَّ - لَتَجِدَنَّ - لَتَجِدَانِّ لَيَجِدْنَانِّ - لَتَجِدِنَّ - لَتَجِدْنَانِّ لَاَجِدَنَّ - لَنَجِدَنَّ يقال وَجَدَ وَجِدَ - يَجِدُ - وَجْدًا - وَ وَجِدَةً - وُجْدًا - وُجُوْدًا وَ وِجْدَانًا - وَاجِدَانًا المطلوب اے اَصَابَه وَ اَدْرَكَہ - و بمعنی علم اس وقت دو مفعولوں کو چاہتا ہے

هُمْ، مرجع ضمیر یہود عام -

أَحْرَصَ النَّاسِ (حریص ترین مردم - لوگوں سے زیادہ حرص والا -)

اَحْرَصَ افعل التفضیل الحرص، آرزو مند ہونا حرص کرنا - مصدر ف - ک و ک - ف حَرَصَ - يَحْرِصُ - حَرِيْصٌ مَحْرُوْصٌ - اِحْرِصْ لَا تَحْرِصْ

عَلَىٰ حَيٰوةٍ (بر زندگانی - جینے پر)

حَيٰوةٌ، موجودہ زندگی متطاولہ - کیونکہ تنکیر لفظ افراد حیاۃ سے ایک خاص فرد پر دلالت کرتی ہے اور تنوین تعظیم کے لئے ہے اور یا مظہر تحقیر - اور یا ابہام کے لئے ہے - اے حیٰوۃ مبہمۃ غیر معلومۃ المقدار -

وَمِنَ الَّذِينَ (و حریص تر از آنکہ - اور اُن سے خصوصًا)

مِنْ، مخصصہ - بیانیہ -

أَشْرَكُوا (شرک آوردند - شرک کرتے ہیں)

اَشْرَكُوا، ماضی ج - مذ الاشراک

شریک کرنا۔ غیر معبود کو معبود حق کے
ساتھ شریک کرنا اوصاف میں یا
عبادت میں یا ذات میں اور ہمتا
ماننا۔ مصدر افعال۔ اَشْرَكَ
يُشْرِكُ۔ مُشْرِكٌ۔ اَشْرِكْ
لَا تُشْرِكْ

يَوَدُّ (دوست میدارد ہریک از ایشاں
آرزو رکھتا ہے ہر ایک شخص ان سے)
يَوَدُّ، مضارع۔ اَلْوُدُّ۔ وَالْوِدَادُ۔
وَالْمَوَدَّةُ دوست رکھنا۔ وَالْوَدُّ
وَالْوَدَادُ بالفتح فیہما آرزو کرنا۔
مصدر ک ف۔ وَدَّ۔ يَوَدُّ۔ وَادٍّ
وَدُوْدٌ۔ مَوْدُوْدٌ۔ وَدَّ۔ لَا تَوَدَّ۔
يُقَالُ وَدَّهٗ۔ يَوَدُّهٗ وَدًّا وَوُدًّا
وَوِدًّا۔ وَوَدَادًا وَوِدَادًا وَوَدَادَةً
وَمَوَدَّةً۔ وَمَوِدَّةً وَمَوْدِدَةً۔ وَ
مَوْدُوْدَةً اے اَحَبَّهٗ۔

اَحَدٌ [1]، ایک اکیلا صفت مشبہ اس لفظ
کا اطلاق عموماً ذات واجب کے
اوصاف پر ہوتا ہے اور اسے اسم واحد

[1] احد، یہ اسم بہ نسبت واحد کے زیادہ کمل ہے اور استعمال میں ذی عقل ہی کے لئے مخصوص ہے اول اور واحد دونوں معنوں میں آتا ہے اور اثبات و نفی دونوں کلاموں میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد یعنی واحدٌ اور اول اور قولہ تعالیٰ فابعثوا احدکم بورقکم اور واحد و اول کے خلاف دوسرے معنی مطلوب ہوں تو صرف منفی کلام میں آتا ہے مثلاً کہا جائے گا ما جاءنی من احدٍ۔ و قولہ تعالیٰ ایحسب ان لن یقدر علیہ احد " ان لم یرہ احد " ولا تصلّ علیٰ احد۔ ایسے ہی اس کا استعمال افراد اور جمع دونوں صورتوں میں درست ہے مثل قولہ تعالیٰ فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ کہ صفت صیغہ جمع کے ساتھ آئی ہے اور یہ خاص اللہ تعالیٰ کی وصف کے لئے مخصوص ہے مثلاً قل ھو اللہ احد کہ اصل میں وحدٌ ہے مگر وحد کا استعمال غیر اللہ کی صفت میں ہوتا ہے (اتقان)

مع اعتبار تعدد صفات واسماء بھی کہتے ہیں۔ اصل وحد۔

کاش عمر دادہ شود۔ یہ کہ زندگانی پاوے

لو، بمعنی لیت حکایت وداد۔ (آرزوئے تمتع عمر) ویا بمنزلہ ان مصدریہ

یعمر، مضارع مجہول بجائے لغمر التعمیر زندگانی دنیا۔ دراز عمر کرنا د ہونا۔ مصدر تفعیل۔ عَمَّرَ۔ یُعَمِّرُ۔ مُعَمِّرٌ۔ عَمِّرْ۔ لَا تُعَمِّرْ۔

(ہزار برس) الف اسم عدد ذاتی مبہم۔

سنۃ، سال ومدت یک دورہ آفتاب اصل سنوۃ سنہۃ مثل جبہۃ لقولہم سانہت وتسنہت النخلۃ جب اس پر چندسال گزر جائیں جمع سنوات۔ سنون۔ سنہات۔

(نیست آں رہانندہ وے۔ اور نہیں وہ اسکو چھڑا دینے والا۔ علیحدہ کردینے والا)

ماھو، مانافیہ۔ ھُو راجع بطول عمر

ب، زائد۔ مُزحزح۔ چھوڑ دینے والا۔ فصل کنندہ اسم فاعل واحد صیغہ

لہ لو، اگر بمعنی لیت مانا جائے تو یہ حکایۃ وداد ہے اور یود کا مفعول محذوف ہوگا (طول حیاۃ التقدیر) عبارت یہ ہے یود احدھم طول حیاتہ قائلاً لو اعمر الف سنۃ اور اعمر کا بصیغہ متکلم آنا برعایت یود ہے قال البیضاوی لو بمعنی لیت وکان اصلہ لو اعمر فاجری علی الغیبۃ لقولہ یود کقولک حلف باللہ لیفعلن نحینئذ کلمۃ التمنی حکایۃ لوداد ھو فحذف مفعول یود لما یدل علیہ مابعدہ کانہ قیل یود احدھم طول حیاتہ قائلاً ولو اعمر الف سنۃ ویحتمل ان یکون یود صفۃ لمبتدء محذوف الظرف المستقر یعنی من الذین اشرکوا خبرہ وتقدیرہ ومن الذین اشرکوا یود احدھم لو یعمر الف سنۃ۔ والمراد من الذین اشرکوا الیھود وقیل لو مصدریۃ بمنزلۃ

مبالغۃ النفی۔

الزحزحۃ، دور کرنا علیحدہ کرنا۔

مصدر فعللۃ رباعی مضاعف

من زح یزح زحًا بمعنی الدفع۔

زحزح ۔ یزحزح ۔ مزحزح ۔ زحزح

لا تزحزح

(از عذاب ۔ عذاب دوزخ سے)

من، صلہ فعل ۔ یا بیانیہ۔

العذاب، اے عذاب النار

او عذاب غضبہ۔

(آنکہ عمر دادہ شود ۔ یہ کہ عمر دیا جاوے)

اَن، مصدریہ یعمّر، مضارع مجہول

(و خدا بینا است بآنچہ میکنند ۔ اور اللہ دیکھنے والا ہے جو کچھ کرتے ہیں)

اے وَاللہ اعلم بکنہ الشئ و عوارضہ وخواصہ۔

بصیر ۔ بینندہ خبردار صفت مشبہ

ولتجدن، ..... فعل با فاعل۔

ھم، ..... مفعول اول

احرص، ..... مضاف ┐ مفعول دوم

الناس، مضاف الیہ ┘

علی حیوۃ، ..... ظرف لغو

ومن، جار الذین، ..... موصول

اشرکوا، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ

والتقدیر عبارۃ (احرص من الناس

الذین فی زمانھم واحرص الذین

اشرکوا اے المجوس اور یا یہ علیحدہ جملہ ہے

یود، ..... فعل

احدھم، ..... فاعل

لو یعمر، فعل مع الفاعل

الف، ممیز مضاف

سنۃ، ممیز مضاف الیہ

---

[۱] لو یعمر ۔ مفعول ۔ لو بمعنی ان مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر مفعول یود ہے اے یود احدھم تعمیر الف سنۃ اس وقت جواب کی ضرورت نہیں ۔ یا مفعول یود محذوف ہے اے طول الحیاۃ اور جواب لو بھی محذوف ۔ اے لو یعمر الف سنۃ سر بذلک اور کہا ہے کہ لو مشابہ لیت ہے اشعار تمنی میں مثل لو اتینی

وھی حال عن ضمیر لتجدنّ او اشرکوا

و - ما، نافیہ - ھو، .... مبتدا
ب، زائد - مزحزحہ اسم فاعل
من العذاب، ظرف لغو
ان یعمر جملہ بنفسہ یا بواسطہ ظرف (۲)

کانہ قیل فما بالہ وداذ ھو فاجیب وما ھو بمزحزحہ ویا حال عن ضمیر یود المنصوب - اے انام یودون العمر والحال ما ھو بمزحزحہ من العذاب -

ویا ھو اے احد ھو، مبتدا
مزحزحہ، .... اسم فاعل
ان یعمر، .... فاعل
خبر

اے وما احدھم بمزحزحہ من العذاب تعمیرہ ویا مرجع ضمیر وہ مصدر ہے جس پر تعمیر دلالت کرتا ہے (تعمیر)

اور ان یعمر اس سے بدل ہے - اور یا وہ ضمیر مبہم ہے اور ان یعمر اس کی تفسیر -

ھو، اے التعمیر، مبدل منہ
ان یعمر، ...... بدل
ویا ھو، مبہم ان یعمر، تفسیر
بمزحزحہ من العذاب .... خبر

و - اللہ بصیر بما یعملون — جملہ اسمیہ مستانفہ

ف - ولتجدنھم الخ مطلب یہ ہے کہ یہود دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں - حالانکہ یہ وتیرہ مشرکین کا ہے جو قیامت کو نہیں مانتے ان کا دنیا پر حریص ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں - کیونکہ وہ اسی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہیں - اور فی الواقع انکے لئے حیات دنیا ہی غیر مترقب نعمت ہے مگر افسوس ہے یہود اور ان لوگوں پر جو قیام قیامت کے قائل ہیں اور اس کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور پھر چند روزہ حیات کے لئے کتاب اللہ کی تحریف اور اسکے سچے اور

واضح احکام کی غیر شرعی تاویل پر جرأت کرتے ہیں اور اس زندگی پر حرص کرتے ہیں

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ

بگو ہر کہ باشد دشمن جبریل راچہ زیاں میکند پس بتحقیق جبریل فرود آوردہ است

کہہ جو کوئی دشمن ہے واسطے جبریل کے پس تحقیق اسنے اُتارا ہے اسکو اوپر

قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

بر دل تو بحکم خدا باور دارندہ آنچہ پیش وے است

دل تیرے کے ساتھ حکم اللہ کے سچا کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے اسکے ہے

وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٢﴾ مَن كَانَ

و رہنما و مژدہ دہندہ اہل ایمان را ہر کہ باشد

اور ہدایت اور خوشخبری واسطے ایمان والوں کے جو کوئی ہے

عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ

دشمن خدا را و فرشتگان ویرا و پیغامبران ویرا و جبریل

دشمن واسطے اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور پیغمبروں اسکے کے اور جبریل

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ

و میکال را پس ہر آئینہ خدا دشمن است آن کافراں را و ہر آئینہ فرود

اور میکائیل کے پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے اور البتہ تحقیق

أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا

آوردیم بسوئے تو نشانہائے روشن و کافر نمیشوند بآنہا

اتاری ہمنے طرف تیرے نشانیاں ظاہر اور نہیں کفر کرتے ساتھ اسکے

إِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

مگر بدکاران

مگر بد کار

(بگو ہر کہ باشد - کہو جو شخص ہے)

قُلْ، امر - مَنْ، شرطیہ

كَانَ، ماضی

(دشمن جبریل را - دشمن جبریل کا)

عدو، دشمن جو بدلہ لینے اور ضرر پہنچانے کے لئے آمادہ اور مصر ہو

لِ، مقویہ تعدیہ عدو (جمل)

جِبْرِيْل، اسم عجمی غیر منصرف اسم فرشتہ حامل وحی و پیغام پہنچانے والا فرشتہ

(پس بہ تحقیق آن فرود آوردہ است قرآن را - پس تحقیق اس نے قرآن کو پہنچایا ہے -)

فَإِنَّهٗ، ف، تعلیلیہ - و مرجع ضمیر (جبریل)

نَزَّلَهٗ - نازل کیا - اتارا - ماضی و مرجع ضمیر قرآن ہے بوجہ کثرت شہرت

لہ نَزَّلَ - قطب رازی کشاف کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں - کہ انزال (نازل کرنا) لغت میں ایواء (پناہ دینا) کے معنی رکھتا ہے اور اس معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کہ ایک شے کو بلندی سے پستی کی طرف حرکت دیجائے اور یہ دونوں معنی کلام مجید میں چسپاں نہیں ہوتے - اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ یہاں لفظ (انزال)، کا استعمال مجازی معنوں میں کیا گیا ہے نہ حقیقی معنوں میں لہذا جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مجید ایسی معنی ہیں جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہیں - تو اس کے نازل کرنے کی یہ شکل ہو گی کہ خداوند پاک ان معنوں پر دلالت کرنے والے حروف اور کلمات کو ایجاد کر کے انہیں لوح محفوظ میں ثبت کرے اور جو شخص قرآن مجید کے الفاظ ہونے کی قائل ہے اسکے نزدیک قرآن کو نازل کرنے کے یہ معنی قرار دیئے جائینگے کہ خداوند نے صرف اسکو لوح محفوظ پر ثبت کر دیا اور یہ معنی لغوی معنی کے نہایت مناسب ہیں - پس رسولوں پر کتاب نازل کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ پہلے فرشتہ اسکو خداوند جل علا سے روحانی طور پر سیکھتا یا لوح محفوظ میں سے یاد کر لیتا ہے اور پھر اسکو لے کر رسولوں کے پاس آتا اور انہیں بتاتا

علیٰ قلبک — لفظاً اسکے تقدم ذکر کی ضرورت نہیں
(بر دل تو) تیرے قلب پر۔
قلب، مراد دل یا ذہن۔
باذن اللہ — (بفرمانِ خدا۔ خدا کے حکم سے)

مصدقا لما بین یدیہ — ب، زاید۔ اِذن، دستوری و اجازت
(تصدیق کنندہ آنچہ پیش وے است)
سچ ماننے والا اُس کلام یا اُن احکام
کو جو اس سے آگے نازل ہوئی ہیں

۵۱ تقدم ذکر کی ضرورت نہیں۔ ایسے موقع پر ضمائر کو اسمائے اشارہ کا حکم دیا جاتا ہے جس میں صرف حضور ذات مشارٌ الیہ کافی ہوتی ہے اور لفظاً اس میں تقدم ذکر کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور تلاوت قرآن کے وقت حضور ذات قرآن بلاشبہ متحقق ہے اور کہتے ہیں کہ چند اشیاء میں ضمائر قبل الذکر جائز ہے مثلاً آسمان و زمین روز و شب وغیرہ وہ اشیاء جو عموماً اذہان میں حاضر رہتی ہیں۔ ۱۲

۵۲ علیٰ قلبک یہ خاصہ پیغمبر و اولیائے کرام ہے کیونکہ استفادہ کلام دو طریق سے ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ ہوا خارج سے متکیف ہو کر کانوں پر گزرتی ہے اور پھر وہاں سے دل پر وارد ہوتی ہے یہ عام طریق ہے اور متعارف ہے۔ دوم یہ کہ اولاً و ابتداءً قلب ہی پر کلام کا ورود ہوتا ہے اور الفاظ مترتبہ بدون توسط ہوا و گوش خیال میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہ طریق خاص اہل کمال کا ہے اسی طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف بواسطۂ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچا ہے اور اسی لیئے آنحضرتؐ کلام طویل قرآنی کے یاد رکھنے میں تکرار کرنے یا اسکے بار بار پڑھنے کے محتاج نہوتے تھے۔ اور نہ اسے بولتے تھے اور کہا ہے فانہ نزلہ علیٰ قلبک کے معنی یہ ہیں کہ تیرے قلب کو آداب قرآن سے متصف کیا ہے اور اسے اسکے اخلاق سے مزین فرمایا ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن یرضا لرضاہ ویغضب لغضبہ

یا پہلی شریعت کو)

مُصَدِّقًا، باور دارندہ اسم فاعل-

بین، روبرو- سامنے- اسم ظرف

یدی، تثنیہ ید- اصل (یدین)

وَهُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

(و راہ نمایندہ است اور رہنما یا ہدایت ہے)

هُدًى، مصدر بمعنی فاعل (ہادی)

(و مژدہ دہندہ مر اہل ایمان را- اور خوشخبری پہنچانے والا ایمان والونکو)

بُشْرٰى، مصدر بمعنی اسم فاعل (مبشر)

ل، مظہر تخصیص- **المؤمنین**، جمع مومن- شریعت اسلام کی پابندی کرنیوالا- یا مستعد باسلام و انصاف پسند-

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ

(ہر کہ باشد دشمن- جو شخص دشمن ہے)

من، شرطیہ- **کان**، ماضی ناقص

(مر خدا را و فرشتگان او را و رسولان او را- خدا کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا)

ملائکۃ، جمع ملک-

رسل، جمع رسول-

وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ

(جبرئیل و میکائیل را- اور دشمن ہے جبریل و میکائیل کا)

جبریل، اسم غیر منصرف بوجہ عجمی و علمیت بمعنی بندہ خدا و عبد اللہ-

میکٰل- اسم فرشتہ مقرب بارگاہ الٰہیہ

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

(پس بدرستی خدا دشمن است مر کافران را- البتہ ضرور اللہ تمام کافروںکا دشمن ہے- یا اُن کافروں کا دشمن ہے) وضع الظاھر موضع المضمر لدلالتہ علی ان اللہ تعالی عاداھم لکفرھم و علی ان عداوۃ الملائکۃ والرسل کفر (مظ)

ل، مظہر تخصیص- **ال**، عہدی یا جنسی

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

(و ہر آئینہ نازل فرمودیم بسوے تو- اور البتہ اتاریں ہمنے تیری طرف)

لقد، مظہر تاکید- **انزلنا**، ماضی ج- م

(نشانہاے روشن- واضح آیتیں)

آیات، جمع آیۃ- دلائل یا احکام یا جملات کتاب و یا کتاب جملہ **بینات**، جمع

بینۃ ظاہر وواضح ومعنی دلیل۔

یجحدون (وانکار آن نمیکنند۔ یا کافر نمیشوند بآن) ان سے انکار نہیں کرتے۔ یا انکے ساتھ کافر نہ ہوں گے۔

مایکفر، مضارع منفی بہا اے بالآیات۔

الا الفاسقون (مگر فاسقان۔ مگر بدکاران)

الفاسقون، جمع فاسق واللام للجنس او العہد واشارۃ الی الیہود۔

ترکیب

قل، .... فعل با فاعل

من، .... شرطیہ

کان، فعل مع اسم

عدوا، موصوف

لجبریل، متعلق کائنا صفت — خبر

فلیمت غیظا، محذوف — جزا

ویا فقد کفر بما معہ من الکتب یا استحق اشد العذاب — جزا

و المعنی[1] من کان عدوا لجبریل فانہ

---

[1] والمعنی۔ ودر عزیزی نوشتہ باید دانست کہ مفسرین را درمیان ربط این شرط وجزا دو طریقہ است اول آنکہ جزائے این شرط را محذوف دارند۔ ودلیل آن جزائے محذوف را کہ فانہ نزلہ الخ است قائمقام جزا بشمارند دوم آنکہ گفتہ جزائے این شرط محذوف نیست بلکہ فانہ نزلہ الخ جزا واقع شدہ است اما در کلام بلغاء جزائے شرط بدو وجہ می آید۔ یکے آنچہ متفرع ومترتب شود بر شرط ومسبب باشد از شرط آنرا مذکور کنند چنانچہ دریجا می گفتند۔ کہ من کان عدوا لجبریل استحق اشد العذاب یا فقد کفر یا فلیمت غیظا۔ دیگر آنچہ شرط بر آن متفرع ومترتب شدہ وسبب حصول شرط گشتہ آنرا مذکور کنند چنانکہ بگویند ان عاداک زید فقد اذیتہ۔ واسات الیہ درین مقام ہمین طریق سلوک داشتہ اند زیرا کہ بر یہودیان درین عداوتے کہ با جبریل دارند بدو طریق عتاب منظور است اول بیان خبث سبب این عداوت۔ دوم بیان شناعت وقبح ثمرہ ونتیجہ آن پس معنی کلام برین طریقہ چنین است۔ کہ ہر کہ دشمن جبریل علیہ السلام باشد پس سبب این عداوت آنست کہ او قرآن را بر دل

خلع عن عنقہ ربقۃ الانصاف وکفر بما معہ من الکتب فحذف الجواب واقیم علتہ مقامہ اے من عاداہ فالسبب فی عداوتہ انہ نزل علیک وجواب الشرط محذوف اے فلیمت غیظاً اوفہو عدو لی وانا عدو لہ یدل علیہ ما بعدہ (مظ)

اِنَّہٗ، مشبہ بفعل مع الاسم
نَزَّلَہٗ، فعل مع الفاعل والحال
بِاِذْنِ اللّٰہِ، متعلق کائنًا حال
ہٗ، ضمیر واحد... مفعول

نزلہ باذن اللہ اے نزل و معہ الاذن او نزل وھو ماذون اللّٰہ

مُصَدِّقًا،... اسم فاعل
لِ، جار۔ ما مجرور موصولہ
بَیْنَ،... مضاف
یَدَیْہِ،... مضاف الیہ

ضہ اگر مرجع اس کا قرآن ہے۔

وَ۔ ھُدًی،... معطوف علیہ
وَ۔ بُشْرٰی،... مصدر
لِلْمُؤْمِنِیْنَ،... ظرف لغو

ضہ ہر واحد حال۔

عَلٰی قَلْبِکَ، جار مجرور ظرف متعلق نزلہ

مَنْ کَانَ،... فعل مع الاسم
عَدُوًّا، مصدر یا اسم فاعل
لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ
وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ
وَمِیْکٰلَ

فَ۔ اِنَّ، مشبہ بفعل۔ اللّٰہَ اسم
عَدُوٌّ،... اسم فاعل
لِّلْکٰفِرِیْنَ، ظرف لغو

وَ۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ، فعل با فاعل
اِلَیْکَ،... ظرف
اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ، مفعول

وَ۔ مَا یَکْفُرُ،... فعل
بِھَآ، جار مجرور... ظرف لغو

ضہ یا صفت آیات۔

اِلَّا، حرف استثنا ۔ احدٌ ۔ محذوف مستثنیٰ منہ
الفاسقون .... مستثنیٰ } فاعل

ف۱ ۔ قل من کان الخ یہود کے منجملہ فاسد خیالات سے ایک یہ بھی ہے ۔ کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے ۔ اس خیال سے کہ گزشتہ زمانہ میں بنی اسرائیل پر جو مصائب و تکالیف اور عذاب نازل ہوئے ہیں وہ سب جبریل کے واسطے اور اسکی دشمنی سے ہوئے ہیں ۔ اور اب بھی بنی اسرائیل کے خاندان سے نبوت کا منقطع ہونا اسی کی عداوت کا باعث ہے چنانچہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے آرہے تھے کہ راستہ میں ایک یہودی ملا اور کہنے لگا جبریل جو تمہارے صاحب کو قرآن یاد دلاتا ہے اور ہر وقت اُن کی مدد کرتا ہے وہ ہمارا سخت دشمن ہے ۔ سُنتے ہی آپ نے فرمایا ۔ جو شخص خداوند عالم اور اسکے فرشتوں خصوصاً حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت میکائیل اور اسکے پیغمبروں علیہم السلام اجمعین سے عداوت رکھتا ہے خداوند تعالیٰ اُس کا پکا دشمن ہے ۔

عن عبدالرحمن بن لیلیٰ ان یہودیًا لقی عمر بن الخطاب فقال ان جبریل الذی یذکر صاحبکم عدولنا فقال عمر من کان عدوا للّٰہ وملائکتہ ورسلہ وجابریل ومیکال فان اللّٰہ عدوہ ۔ قال فنزلت علی لسان عمر وقد نقل ابن جریر الاجماع ان سبب نزول الاٰیۃ ذٰلک ۔ (اسباب)

—— ۱۰ ——

أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ

آیا ہرگاہ ببستند پیمانے را برانداخت آنرا گروہے از ایشان

آیا جب باندھا انہوں نے عہد پھینک دیتا ہے اسکو ایک فرقہ ان میں سے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

بلکہ اکثر ایشاں باور نمی دارند و ہرگاہ کہ آمد بایشاں

بلکہ اکثر انکے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا انکے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

پیغامبرے از نزد خدا باور دارندہ آنچہ بایشاں است

پیغمبر نزدیک اللہ کے سے سچا کرنے والا واسطے اسکے جو پاس انکے ہے

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ

انگند گروہے از آں قوم کہ دادہ شدہ اند کتاب آن کتاب

پھینکدی ایک جماعت نے ان میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب کتاب

اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

خدارا پس پشت خویش گویا نمیدانند

اللہ کی کو پیچھے پیٹھوں اپنے کے گویا کہ وہ نہیں جانتے

(آیا ہرگاہ - کیا اور جس بار -)

ا ، ہمزہ استفہام انکار کہ اسکے لائق نہ تھا

یا انہیں نہ کرنا چاہیئے تھا -

و ، فصیحہ عطف علی المحذوف تقدیرہ

اکفروا بالآیات و کلما عطف فعلیہ

بر فعلیہ

كُلَّمَا ، ہر بار ، ہر وقت اسم ظرف متعلق

نبذ اور کلما مرکب ہے کل اور ما

مصدریہ ہے اور یہ مَا مع اپنے صلہ
کل کے اسی طرح ظرف زمان کا نائب
ہوتا ہے جسطرح پر کہ مصدر صریح اسکا
نائب ہوتا ہے اور کلما کے معنی
کُلَّ وقتٍ - جب جبکہ جس جس وقت
کے ہیں - اسیواسطے اس ما کو مصدریہ
ظرفیہ کہتے ہیں یعنی ظرف کا نائب نہ کہ
خود ظرف اور اس میں لفظ کل ظرف
ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اسلئے
کہ وہ ایسی شئے کی طرف مضاف ہے
جو ظرف کے قائمقام ہے اور کل
کا نائب وہ فعل ہے جو کہ معنی میں
جواب واقع ہوا ہے فقہاء اور اصولیون
نے بیان کیا ہے کہ کلما تکرار کے
واسطے آتا ہے اور ابوحیان نے
بیان کیا ہے کہ یہ بات صرف لفظ
ما کے عموم کی وجہ سے ہے -
کیونکہ ظرفیت سے عموم مراد ہوتا ہے
اور کل نے اسکی تاکید کردی ہے -

عٰهَدُوْا عَهْدًا (بستند پیمانے را - کوئی عہد کیا انہوں نے)

عٰهَدُوْا ، عہد یا معاہدہ کیا انہوں نے
ماضی ج مع المعاهدة آپس میں قول
وقرار کرنا - قسمیہ ٹھہراؤ کرنا - مصدر
مفاعلہ عَاهَدَ ، یُعَاهِدُ - مُعَاهِدٌ
عَاهِدْ - لَا تُعَاهِدْ

عَهْدًا ، قول وقرار اور وعدہ جسکا ادا
کرنا اور اسکی حفاظت ضروری سمجھی جائے

نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ (بیفکند آنرا گروہے ازایشان - پھینک دیتا ہے اسکو ایک فریق ان میں سے)

نَبَذَ ، ماضی بمعنی مضارع بوجہ
کلما النبذ ڈالدینا پھینکنا اور عہد
کے پورا نکرنے پر مجازاً استعمال
ہوا ہے یعنی نقض عہد ترک عمل
بمقتضائے عہد - مصدر - ف ک
نَبَذَ - یَنْبِذُ - نَابِذٌ - مَنبوذٌ - اِنْبِذْ
لَا تَنْبِذْ -

فَرِیق، جماعت و گروہ اسم جنس ہے اسکے لئے واحد نہیں ہے قلیل و کثیر پر بولا جاتا ہے۔ جمع فُرُوق، اَفْرِقَاءُ

(بلکہ بسیارے از ایشاں۔ بلکہ بہت لوگ

بَل، اضرابیہ۔ یا ترقی۔

(ایمان نمی آرند۔ ایمان نہیں لاتے

لَا یُؤمِنُون، مضارع منفی مصدر الایمان

(وہرگاہ کہ آمد بایشاں۔ یا بیاورد بایشاں) اور جب آیا اُنکے پاس یا لایا اُنکے پاس۔

لَمَّا، اسم ظرف متضمن شرط۔

جَآءَ، ماضی امر

(فرستادہ از نزد خدا۔ رسول اللہ کی طرف سے)

رَسُول شخص صاحب شریعت

مِن، ابتدائیہ۔

عِنْد[1]، اسم ظرف مکان۔

(باور دارندہ آنچہ بایشان است۔ تصدیق کنندہ ہے اسکو جو ان کے پاس ہے۔

مُصَدِّقٌ، اسم فاعل۔ مع اسم ظرف

(بینداخت یک جماعت۔ پھینکدیا ایک گروہ نے)

[1] - عند ظرف مکان ہے اور قرب و حضور و علو مرتبت کے موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے عام اس سے کہ یہ دونوں امور معنوی ہوں جیسے کہ اس آیت مذکورہ میں ہے۔ اور جیسے آیت الذی عندہ علم من الکتٰب " وانھم عندنا لمن المصطفین الاخیار" اور فی مقعد صدق عند ملیک میں کہ ان آیات میں تشریف قرب اور بلندی مرتبہ مراد ہے۔ اور یا امور حسی ہوں مثل قولہ تعالٰی۔ فلما راٰہ مستقرا عندہ عند سدرۃ المنتھٰی و عندھا جنۃ الماوٰی" میں ہے عند کا استعمال بجز اس کے اور کسی طرح نہیں ہوتا کہ وہ ظرف ہو یا خاصکر حرف من کے ساتھ مجرور ہو ۱۲

فَرِيْقٌ ، ا،ضب، ع فریق جماعت وگروہ یقال نبذ الشئ نبذاً ای طرحہ ورمی بہ لقلۃ الاعتداد بہ اسے ڈالدیا اسے پھینکدیا بے پرواہی سے۔ ونبذ الامر اے اھملہ والعہد نقضہ۔

(از آنکہ دادہ شدہ اند کتاب۔ اُن لوگوں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب۔ یا اُن سے جو کتاب رکھتے ہیں)

مِنْ ، بیانیہ۔ اوتوا ماضی ج ع مجہول

اَلْکِتٰبَ ، اے التوراۃ او بمعنی کتاب اللہ ای الانجیل والتوراۃ والزبور وغیرھم من الصحائف۔

(کتاب خدا را پس پشتہائے خود۔ اللہ کی کتاب اپنی پیٹھوں کے پیچھے)

کِتٰبَ اللّٰہِ ، باضافت عہدی ومراد توراۃ یا انجیل یا فرقان ویا اضافت جنسی ومراد مطلق کتاب منزلہ۔

ونبذ وراء ظھورھم کنایہ ہے عدم التفات سے وترک عمل سے۔

وراء ، اسم ظرف دراصل مصدر ہے جب اسکی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے تو اس سے وہ مکان مراد ہوتا ہے جو فاعل کے پشت ہو اور اسکو ڈھانک لے۔

(گویا ایشاں نمیدانند۔ گویا کہ وہ نہیں جانتے)

کَاَنَّ ، حرف مشبہ بفعل تشبیہ کے لئے لایا جاتا ہے۔

لَا یَعْلَمُوْنَ ، مضارع منفی ج ع مصدر العلم

ا۔ و۔ کُلَّمَا ، ظرف متضمن معنی شرط

عٰهَدُوْا ، فعل مع الفاعل

عَهْدًا ، مفعول مطلق یا بہ[۱]

اللّٰہ ، یا کلمہ محذوف مفعول[۲]

نبذ ، فعل فریق فاعل والحال

ہٗ ، ضمیر ... مفعول

منہم ، متعلق کائنا۔ حال عن الفاعل

۱ے۔ عہداً مفعول برائے اعطوا عہداً

۲ے۔ اعاھدوا اللہ یا عہد وکہ

بل، اضرابیہ اکثر، مضاف
هم، .... مضاف الیہ } مبتدا
لا یؤمنون، جملہ فعلیہ } خبر
یا اکثرهم، معطوف ہے فریق پر اور جملہ
لا یؤمنون حال ہے اکثرهم سے اور
عامل اس میں نبذ ہے ای نبذہ
فریق بل اکثرهم حال کونهم غیر مؤمنین

لما، ... اسم ظرف متعلق نبذ
جاء، ...... فعل
هم، ..... مفعول
رسول، موصوف
کائن من عند اللہ، صفت } فاعل
نبذ فریق الخ ...... جزا
مصدق، ... اسم فاعل
ل، جار ما، مجرور موصولہ
معهم، .... صلہ

نبذ، ...... فعل
کتب اللہ، .... مفعول
فریق، .... موصوف
من، .... جار
الذین، .. موصول
اوتوا الکتب،
جملہ صلہ
وراء، .... مضاف
ظهورهم، مضاف الیہ } ظرف
کان، .... حرف مشبہ بالفعل
هم، ضمیر .... اسم
لا یعلمون، فعل مع الفاعل
ہ، ضمیر محذوف .... مفعول } خبر
ے عامل اس کا نبذ ہے تقدیر عبارت
یہ ہے نبذ وہ مشتبهین للجهال

ف اوکلما الخ قرآن شریف میں یہود کو اکثر فاسق اور ظالم سے خطاب کیا گیا ہے
اس پر وہ کہا کرتے تھے ہم فاسق یا ظالم کیوں ہوئے۔ اپنی شریعت کے پابند
ہیں ہماری کوئی حرکت عقل ونقل کے خلاف نہیں۔ قرآن شریف کی تصدیق سے

انکار کرنے پر بھی ہم فاسق نہیں ہوسکتے کیونکہ اس کے کتاب اللہ ہونے میں ابھی تک ہمیں تحقیق نہیں ہوئی پس ایسے الفاظ سے ہم اہل کتاب کو یاد کرنا ایک لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک محض اُمی شخص کا ایسی جامع کتاب (جو تمام پہلی آسمانی کتابوں کے اصول کے موافق اور انکی اغراض کے مصدق ہے) کا پیش کرنا اس کی صداقت کے لئے واضح اور ظاہر دلیل ہے۔ پس جان بوجھ کر اسکی تکذیب کے لئے پہلی آسمانی کتابوں کی کھلی اور مشرح آیات کو تاویل اور تحریف سے بدل دینا اگر ظلم نہیں تو اور کیا ہے یہ بھی نہ سمجھی جزیرہ عرب میں عہد شکنی اور خلاف وعدگی نہایت معیوب سمجھی جاتی۔ اور فی الواقع اس سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے ہیں عقل ونقل اسکی قباحت پر متفق ہیں۔ مگر جب کبھی تم نے خدا اور رسول کے ساتھ یا خلق خدا کے ساتھ عہد کیا ہے۔ کبھی اُسکو پورا نہین کیا۔ عہد باندھنے اور اقرار کر لینے کے بعد عہدناموں کو پس پشت ڈالدینا اور بالکل بھول جانا تمہارا کام ہے۔ کیا اس سے بڑھکر بھی فسق اور ظلم کا کوئی اور درجہ ہے ؟ تمہیں یاد ہے۔ جب ہمارے سچے پیغمبر برگزیدہ انام نے مدینہ منورہ کو اپنا مقام ٹھہرایا۔ اور اسے یہود تم اپنی ریاست کے خوف سے اسکے معترض ہوئے تھے اور آخرکار تم نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ اے پیغمبر ہم آپ کے بدخواہ نہونگے اگر کوئی دشمن مدینہ منورہ پر چڑھ آیا تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ مخالفوں سے ہرگز نہ ملیں گے۔ مگر جبکہ مسلمان بدر کی لڑائی سے فتحیاب ہوکر آئے تو تم نے اس خیال سے کہ مسلمان زور پکڑکر کہیں ہماری ریاست نہ چھین لیں اُن سے

چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کر دی اور یہاں تک نوبت پہنچائی کہ رسول اللہؐ سے جو تم نے معاہدہ کیا تھا توڑ ڈالا اور بالآخر اسکی سزا میں ہمارے رسولؐ نے شوال سنہ ۲ھ میں تم پر چڑہائی کی اور تم سب کو گرفتار کر کے جلا وطن کر دیا۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ

و پیروی کردند آنچہ میخواندند شیطاناں در سلطنت

اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان بیچ وقت

سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

سلیمان و کافر نہ شد سلیمان ولیکن شیطانان

سلیمان کے اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے اور لیکن شیطانوں نے

كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ

کافر شدند می آموختند مردمان را جادو و پیروی کردند بآنچہ فرود

کفر کیا تھا سکھاتے تھے لوگوں کو جادو اور پیروی کی تھی اس چیز کی کہ اتاری گئی

عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

آوردہ شد بدو فرشتہ در بابل ہاروت و ماروت

اوپر دو فرشتوں کے بیچ بابل کے ہاروت اور ماروت کے تئیں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ

و نمی آموختند ہیچکس را تا آنکہ گویند جز ایں نیست

اور نہیں سکھاتے وہ دونوں کسیکو یہاں تک کہ کہتے ہیں سوائے اسکے نہیں

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ

کہ ما بلائیم پس تو کافر مشو پس یاد میگیرند از ایشاں افسونے کہ جدائی می افگنند

کہ ہم آزمائش ہیں پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں

بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ

بسبب وے درمیان مرد و زن او ونیستند ایشان زیان رسانندہ بسحر

ساتھ اسکے درمیان مرد اور جورو اسکی کے اور نہیں وہ ضرر پہونچانے والے ساتھ اسکے

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا

ہیچکس را مگر بارادہ خدا وایشاں یاد میگیرند آنچہ

کسی کو مگر ساتھ حکم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز کہ

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ

زیان میرساند ایشان را و سود ندہد ایشانرا و ہر آئینہ دانستہ اند ہر کہ

ضرر دیتی ہے انکو اور نہ نفع دیتی ہے انکو اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جو کوئی

اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ حَلَاقٍ ۫ وَلَبِئْسَ

بستاند جادو نیست اورا در آخرۃ ہیچ بہرہ و ہر آئینہ بد چیز است آنچہ

مول لیوے اسکو نہیں واسطے اسکے بیچ آخرۃ کے کچھ حصہ اور البتہ برا ہے جو کچھ

مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

فروختند عوض وے خویشتن را کاش میدانستند

بیچا ہے بدلے اسکے جانوں اپنی کو اگر ہوتے جانتے

(و پیروی کردند - اور اتباع کی انہوں نے	یا پیروی کی انہوں نے - یا کرتے ہیں

اتبعوا، مراد اتباع سے توغل واقبال علی الشیٔ بالکلیہ ہے وبمعنیٰ اقتداء ماضی جمع الاتباع پیچھے چلنا۔ پیروی کرنا مصدر اِفتعال۔ اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ۔ مُتَّبِعٌ۔ اِتَّبِعْ۔ لَا تَتَّبِعْ۔

ما تتلوا الشیٰطین

(اسکی جو انہوں نے شیاطین پڑھتے تھے جو کچھ شیاطین۔)

ما، موصولہ، تتلوا بمعنی تلت پڑھتی تھی جماعت شیاطین کی۔ یا پیروی کی انہوں نے جسکی پیروی کرتے تھے شیاطین یا بمعنی کانت تتلوا۔ قال المظہری تتلوا ھی مشتق من التلاوۃ بمعنی القرأۃ او من التلو بمعنی التبعۃ اے اتبعوا کتب السحر التی کانت تقرأھا الشیاطین من الجن والانس او اتبعوا ما کانوا ھم تتبعون الشیاطین جمع شیطان وسرکش ونافرمان۔

علیٰ ملک

(در زمان سلطنت سلیمان سلیمان کی حکومت کے زمانے میں)

علیٰ، متعلق تتلوا علی تضمن معنی الافتراء اے تتلوا الشیاطین مفترین علی ملک سلیمان قائلین بان ملکہ کان بہ فرُد بما کفر سلیمان یا بمعنی فی اے فی وقت سلطنۃ ملک، بادشاہت۔ وحکومت۔ وعہد حکومت۔

سلیمان، اسم عجمی غیر منصرف والف ولون زائدتان۔

وما کفر سلیمان

(وہ ہرگز کافر نشد سلیمان۔ اور کفر نہیں کیا سلیمان نے)

یعنی ما سحر سلیمان فیکفر عبر عن السحر بالکفر لیدل علیٰ ان السحر کفرٌ وان من کان نبیًا کان معصومًا۔

مَا كَفَرَ، ماضی منفی

ولٰکن الشیٰطین

لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔ لیکن شیاطین نے کفر کیا۔ یا کافر ہوئے

شیطان)

وَلٰکِنَّ، حرف مشبہ بالفعل۔

الشَّیٰطِیْنَ، جمع شیطان بروزن فیعال شَطَنَ سے ماخوذ ہے جسکے معنی اصلاح اور بھلائی سے دور ہونے اور دوسرے کو اس کے قصد اور ارادہ سے برگشتہ کرنے کے ہیں اور اس کا نون اصلی ہے اور یا بوزن فعلان شاط سے لیا گیا ہے جسکے معنی اپنے مرتبہ سے تجاوز کرلینے۔ ہلاک ہونے اور باطل ہونے کے ہیں اور نون زائد ہے۔

کَفَرُوْا، ماضی ج ع مصدر الکفر

تفسیر (می آموختند مردماں را جادو۔ سکھاتی تھے لوگونکو جادو۔)

یُعَلِّمُوْنَ، مضارع ج ع حکایت ماضی التعلیم، سیکھنا۔ سکھانا مصدر تفعیل عَلَّمَ یُعَلِّمُ۔ مُعَلِّمٌ عَلِّمْ لَا تُعَلِّمْ۔

السِّحْرَ[۵]، جادو یہ اس قوت اور قدرت اور ملکہ کا نام ہے جو شیاطین اور دیوؤں کی عبادت اُن کی پرستش

[۵] السحر، یہ ایسے الفاظ اور اعمال کا علم ہے جن سے انسان شیاطین کا تقرب حاصل کرتا ہے اور شیاطین اس کے مسخر ہو کر اسکی تائید اور اعانت کرتے ہیں۔ تقرب الی الشیاطین کے تین طریقے ہیں (۱) صرف قولاً مثلاً ایسے منتر یا اس عبارت کا پڑھنا جس میں شرک کے الفاظ اور شیاطین کی مدح ہو (۲) قولاً وعملاً مثلاً منتر مداحیہ پڑھنے کے علاوہ ان کی عبادت کرنا۔ مراسم عظمت بجالانا اور ان سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے فسق و فجور میں مبتلا ہونا اور خباثت و شرارت کا بہم پہونچانا (۳) اعتقاداً مثلاً ان امور کو اچھا جاننا جن سے تقرب شیاطین حاصل ہو اس قسم کے تمام سحر حرام ہیں اور ان کا مرتکب بحسب مراتب دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے البتہ قسم اول کا عامل جب تک اس کا معتقد نہیں ہوتا۔ گنہگار یا فاسق مسلمان کہلا سکتا ہے۔

اوران کے ساتھ شرارت خباثت
میں تناسب پیدا کرنے سے پیدا
ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے سخت
اور مشکل کام آسانی سے حل ہوسکتے
ہیں۔ شرعاً یہ فعل حرام ہے اور اسکا
مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا
ہے۔ لیکن وہ کام اور عجائبات جو بعض

خفیہ اسباب یا ادویہ اور خواص اشیاء یا اور
اور قسم کے حیلوں اور وسائط سے حل
ہوجاتے ہیں۔ یا ظاہر ہوتے ہیں وہ
سحر نہیں ہیں مجازاً انکو سحر یا جادو کہا جاتا
ہے اس ثانی قسم کے حیلے شرعاً ممنوع
نہیں اگر وہ کسی کے ضرر اور نقصان
دینے کے لئے عمل میں نہ لائی جائیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۵ —

لیکن دوام اور ہمیشگی باعث کفر وضلال ہے ضرور اس سے پرہیز چاہیئے حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحبؒ لکھتے ہیں کہ سحر کے منجملہ شرائط سے پہلی یہ شرط ہے۔ کہ ساحر کو اس امر پر یقین لانا چاہیئے
کہ روحانیات جن کی وہ دعوت دیتا ہے وہ مخلوق کے دلوں کے بھید سے واقف ہیں اور انکو
ہر ایک کام اور ہر ایک مطلب کے پورا کر دینے پر بالذات پوری قدرت ہے اور ان کی نسبت
ہرگز عجز وجہل کا گمان نہ کرے ورنہ وہ ارواح اسکی اجابت نہیں کرتے اور اسکی مطلب برآری میں
اعانت ومدد نہیں کرتے۔ مثلاً روحانیات کواکب میں سے دعوت قمر کے لئے وہ یہ لکھتے اور پڑھتے
ہیں "ایہا الملک الکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ" اور دعوت
عطارد میں کہتے ہیں۔ "کل ماحصل لی من الخیر فھو منک ایہا السید الفاضل
الناطق العالم بخفیات الامور المطلع علی السرائر" (عزیزی) اور مظہری میں ہے۔ والسحر
علم بالفاظ واعمال تقرب بہا الانسان الی الشیاطین وتصیر بہا الشیاطین مسخرات
له فیعینونه علی مایرید وتؤثر تلک الالفاظ والاعمال فی النفوس والابدان بالامراض
والموت والجنون وتخییل فی الاسماع والابصار کما سمعت فی سحرۃ فرعون انہم القوا حبالہم
وعصیہم لما یخیل الیه من سحرہم انہا تسعیٰ ۱۲

وَمَا اُنْزِلَ (و پیروی کردند بآنچه فرود آورده شد۔ اور اسکی جو اُتارا گیا ہے ۔ و یا نہیں اُتارا گیا)

وَ ۔ مَا، موصولہ ۔ یا نافیہ[۱]۔

اُنْزِلَ، ا ۔ ع

عَلَی الْمَلَکَیْنِ (بر دو فرشتہ ۔ دو فرشتوں پر) مَلَکَیْن، تثنیہ مَلَک ۔ دو فرشتے ۔ اور مجازاً اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی صفت حسن میں دوسروں پر کمال فوقیت رکھتا ہو جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی عورتوں نے مَلَک کہا ہے۔

بِبَابِلَ (بشہر بابل ۔ بابل میں)

ب، بمعنی فی ۔ بابل[۲]، اسم عجمی غیر منصرف اطراف عراق میں یہ ایک مشہور شہر تھا ۔ نمرود کا دار الخلافت رہا ہے ۔

هَارُوتَ (بر ہاروت و ماروت ۔ ہاروت و

---

[۱] ۔ ما ۔ نافیہ اس تقدیر جملہ ما انزل ساحرین اور یہود کے اعتقاد کا رد ہوگا وہ کہا کرتے تھے کہ خداوند عالم نے سحر کو ہاروت و ماروت پر شہر بابل میں نازل کیا ہے اور اسی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف بھی منسوب کرتے تھے لہذا انکے رد میں کہا گیا کہ ما انزل الخ اور اس کا عطف (ما کفر سلیمان) پر ہے کانہ قیل لم یکفر سلیمان و لم ینزل اللہ السحر علی الملکین یعنی نہ تو حضرت سلیمان نے کفر کیا ہے اور نہ خداوند نے بابل میں ملکین پر سحر اتارا ہے اور اسی طرح ما یعلمان میں بھی ما نافیہ ہوگا اے لا یعلمان احدا السحر بل ینہیان عنہ و یبالغان فی نہیہ (کہ وہ کسی کو سحر نہیں سکھلاتے تھے بلکہ اس سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے لا تکفر یعنی سحر کو مت اختیار کرو ۔ یہ کفر ہے (شیخ زادہ)

[۲] بابل یہ تبلبل بمعنی تفریق سے مشتق ہے کہا گیا ہے کہ چونکہ نمرود کی عمارت گرنے کے بعد یہاں کی زبانیں مختلف ہو گئی تھیں اسوجہ سے اس شہر کو بابل کہتے ہیں مگر یہ وجہ صحیح نہیں کیونکہ نمرود کی عہد حکومت میں یہ شہر نہایت ہی آباد اور اسی نام سے موسوم تھا غالباً جسطرح شاہ جہان کے عہد حکومت

وماروت

ماروت پر - یا ان دونوں پر)

هاروت وماروت، ہر دو اسم عجمی غیر منصرف و جمعہا هواریت وهواریه ومواریت ومواریه -

وما یعلمان من احد

(ومی آموزند ہیچکس را اور نہیں سکھلاتے کسی شخص کو)

ما یُعَلِّمَانِ، مضارع منفی ہمن موکد استغراق وتشیع نکرہ -

احدٍ، کوئی ایک - کوئی شخص (نکرہ)

حتی یقولا

(تا آنکہ گویند - یہانتک کہ کہتے -)

حَتّٰی، مظہر غایت امر بمعنی (الیٰ)

یقولآ، مضارع

انما نحن فتنة

(جز این نیست کہ ما بلائیم یا فتنہ ایم - سوائے اسکے نہیں کہ ہم فتنہ ہیں)

اِنَّمَا، کلمہ حصر مدعا کے ثبوت پر زور ڈالنے کے لئے لایا جاتا ہے - (موکد مضمون جملہ)

فتنۃ، آزمایش وامتحان اور وہ حالت جس سے انسان کی بھلائی وبرائی معلوم ہوسکتی ہے اور اسکی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۶

بین مختلف اقوام کے ملنے سے اُردو زبان قائم ہوگئی ہے اسی طرح کسی بادشاہ کے زمانے میں مختلف ملکوں کے لوگ وہاں جمع ہوئے ہیں جن کی اختلاف زبان سے اس محلہ یا اس جگہ کا نام بابل مشہور ہوا ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام شہر کا یہ نام ہوگیا ہے - یا دراصل یہ فوجی چھاونی کا نام ہے اور بعد میں نمرود کا دار الخلافت بنا ہے یہ توجیہات اس وقت مفید ہوسکتی ہیں کہ بابل کو اسم عربی مانا جائے اور اگر عجمی ہے تو اس کے مشتق ماننے کی کوئی ضرورت نہیں صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں - بعض لغات عجمیہ قدیمہ میں بابل کو اسم نہر کبیر لکھا ہے چونکہ یہ شہر بھی نہر فرات کے قریب قریب آباد ہوا تھا اسی مناسبت سے اس کا نام بھی بابل مشہور ہوگیا - (انتہیٰ) جیسا کہ بغداد کا ایک نام دار السلام ہے نہ اسوجہ سے کہ شاہان اسلام نے اسکو بسایا تھا بلکہ اس مناسبت سے کہ وہ دجلہ کے کنارے پر واقع ہے اور دجلہ کا نام السلام ہے ۱۲

فَاکْفُرْ

ایمانی قوت اور ضعف کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وبمعنی مصیبت و بلا۔

(پس تو کافر مشو۔ پس تو کافر نہ بن)

ف فصیحہ۔ لا تکفر مضارع نہی الکفر احسان نہ ماننا۔ شریعت حقہ کی اطاعت وتعمیل سے انکار کرنا۔ مصدر ن ص۔ کَفَرَ۔ یَکْفُرُ۔ کَافِرٌ۔ مَکْفُوْرٌ۔ اُکْفُرْ۔ لَا تَکْفُرْ

فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا

(پس یاد میگیرند از ان ہر دو۔ پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے۔)

ف، یتعلمون، مضارع ج غ اے فیتعلم الناس[1] اے الیہود منہما اے من الملکین علی التقدیر ان یکون ھاروت وماروت ملکین انزل علیہما السحر ابتلاءً من اللہ۔ التَّعَلُّمُ سیکھنا حاصل کرنا مصدر تَفَعُّلْ۔ تَعَلَّمَ۔ یَتَعَلَّمُ۔ مُتَعَلِّمٌ۔ تَعَلَّمْ لَا تَتَعَلَّمْ۔

منہما، من، ابتدائیہ مرجع ضمیر تثنیہ ملکین یا ھاروت وماروت یا سحر و منزل علی الملکین (مل)

مَا یُفَرِّقُوْنَ

(چیزے راکہ جدائی می افگنند بآن)

[1] فیتعلم۔ یعنی فیتعلمون کی ضمیر جمع کا مرجع اَحَدٌ ہے بوجہ نکارت جس کا ترجمہ دوسرے لفظوں میں فیتعلم الناس ہوسکتا ہے۔ اگر خداوند نے دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر ابتلاءً سحر نازل کیا ہے تو یہ معنی ہونگے کہ یہود ان دو فرشتوں سے سیکھا کرتے تھے اور اگر ملکین نازل نہیں ہوئے تو ہاروت و ماروت بدل بعض شیاطین سے ہوکر عبارت کے یہ معنی ہونگے کہ یہود شیاطین زمانہ سلیمان علیہ السلام میں سے ہاروت و ماروت سے سحر اور اس عمل کو سیکھا کرتے تھے جس سے زوجین میں تفریق اور جدائی ہوسکتی ہے۔ (شیخ زادہ)

وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں اس کے سبب سے)

ما، موصولہ۔ یُفَرِّقُوْنَ، مضارع ج مذکر غ

اَلتَّفْرِیْقُ ۔ وَالتَّفْرِقَۃُ ۔ جدا جدا کرنا بکھیرنا مصدر تفعیل۔ فَرَّقَ۔ یُفَرِّقُ ۔ مُفَرِّقٌ ۔ فَرِّقْ۔ لَاتُفَرِّقْ

بِہٖ، ب، سببیہ و مرجع ضمیر (ما)

بَیْنَ (درمیان مرد و زن ۔ مرد و عورت میں

بَیْنَ ، اسم ظرف متوسط میان حدود گویا یہ نقطہ حد فاصل اور جامع ہوتا ہے

مرءٌ، مرد و زوج ۔ جمع اسکی اسکے لفظ سے نہیں آتی۔

زوج ، عورت منکوحہ ہم صحبت جوڑا

(و نیستند ایشاں زیاں رسانندہ آں سحر اور ضرر نہیں پہنچا سکتے یا نہیں پہنچانے والے اس سحر سے)

ما ، نافیہ بمعنی لیس۔ ب ، زائد

ضَآرِّیْنَ ، جمع ضَآرٌّ اسم فاعل نقصان پہنچانے والے ۔ ضرر دینے والے

اَلضَّرُّ وَالْمَضَرَّۃُ ۔ تکلیف دینا۔ ضرر پہنچانا۔

بِہٖ۔ ب، سببیہ و مرجع ضمیر (سحر)

(ہیچکس را۔ کسی شخص کو)

مِنْ ، زائد موکد استغراق۔

اَحَدٍ ، بمعنی کوئی شخص

(مگر بفرمان خدا ۔ خدا کے حکم یا اس کی قدرت سے)

اِلَّا ، حرف استثنا متصل۔

ب ، سببیہ و علت۔

اِذْنٌ ، اجازت و دستوری۔

(و یاد میگیرند ۔ اور حاصل کرتے ہیں سیکھتے ہیں) مضارع ج غ

(آنچہ زیان می رساند ایشانرا ۔ جو ضرر یا نقصان دیتا ہے انکو)

ما ، موصولہ۔ یَضُرُّ ، مضارع ا غ اَلضَّرُّ وَالْمَضَرَّۃُ نقصان و ضرر پہنچانا۔

ف ۔ اذن اللہ یعنی بحکم خدا جو علت افعال ہے وہی اسباب میں اثر و تاثیر پیدا کرتا ہے ۱۲

مصدر ف۔ ض

ضَرَّ۔ یَضُرُّ۔ ضَآرٍ۔ مَضْرُوْرٌ۔

اُضْرُرْ۔ لَا تَضْرُرْ

يَنْفَعُهُمْ (وسود نہ دہد ایشاں را۔ اور انکو سود و نفع نہیں کرتا) لَا يَنْفَعُ، مضارع

وَلَقَدْ عَلِمُوا (وہر آئینہ دانستہ اند۔ اور جان چکے ہیں۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں)

لَقَدْ، موکد مضمون جملہ۔ عَلِمُوا، ماضی جمع

لَمَنِ اشْتَرَاهُ (کہ ہر کہ خریداری کند جادو را۔ کہ جو شخص مول لیوے جادو کو)

اسے استبدل ما تتلوا الشیاطین بکتاب اللہ۔

لَ[1]، ابتدائیہ یا جواب قسم محذوف۔

مَن، موصولہ یا شرطیہ۔

اشْتَرَا۔ مول لیا یا مول لیوے

ماضی بمعنی مضارع۔

مَا لَهُ (نیست او را۔ اسکے لئے کچھ حصہ نہیں) مَا نافیہ۔ لَ بمعنی انتفاع وتملیک ہ مرجع ضمیر (مَن)

فِي الْآخِرَةِ (در آخرۃ۔ آخرت میں)

فِي، ظرفیہ۔ الْآخِرَة، مونث آخر در اصل صفت دار ہے۔ اسے الدار الآخرۃ۔

مِنْ خَلَاقٍ (ہیچ بہرہ۔ کچھ حصہ)

مِن، زائد۔ تاکید استغراق شیوع عمومیت نکرہ۔

خلاق۔ حصہ خیر۔ نصیبہ نافع۔

وَلَبِئْسَ (وہر آئینہ بد چیز است۔ اور البتہ برا ہے)

لَ، ابتدائیہ یا جواب قسم محذوف۔

بِئْسَ، فعل ذم۔

مَا شَرَوْا بِهِ (آنچہ بفروختند عوض دے جو کچھ بیچا ہے انہوں نے اسکے عوض

[1] لَ، ابتدائیہ یہ لام مبتدا پر داخل ہوتا ہے اور مضارع پر اور ماضی پر مع قد اور بدون اسکے ممتنع ہے اور خبر پر جبکہ وہ مقدم ہو مبتدا پر اور ایسے ہی معمول خبر پر داخل ہوتا ہے جبکہ وہ موقع مبتدا میں واقع ہو۔ لیکن کوفی جمیع اقسام میں اسکو جواب قسم مقدر مانتے ہیں اور اُن کے پاس لام

انفسہم

مَا، نکرہ موصوفہ یا موصولہ

شروابہ، ماضی ج م غ

(بیچا ہے خود را۔ اپنی جانوں کو)

انفس، جمع نفس جو ہر و ذات

لو کانوا یعلمون

(اگر میدانستند یا کاش کہ میدانستند

اگر وہ جانتے۔ کاش کہ وہ جانتے)

لو۔ شرطیہ یا بمعنی لیت

کانوا یعلمون، میدانستند جانتے

ہوتے۔ ماضی ج م غ استمراری بمعنی تمنی

الکتب

و۔ اتبعوا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل

ما، ۔۔۔۔۔۔ موصولہ

تتلوا، ۔۔۔۔ فعل

الشیطین، ۔۔ فاعل

علی بمعنی فی عہد، مضاف

ملک سلیمان، مضاف الیہ

۔ جمیع ما تقدم پر از قبیل عطف القصہ علی القصہ

اے ما تتلوا الشیاطین فی عہد ملک

سلیمان۔ و یا علی تضمین الفعل معنی

الافتراء اے تتلوا الشیاطین علی

ملک سلیمان قائلین بان ملکہ

کان بہ۔

و۔ ماکفر، فعل۔

سلیمان، فاعل

(جملہ معطوفہ)

لکن، ۔۔۔۔ مشبہ بفعل

الشیطین، ۔۔۔ اسم

کفروا، فعل مع الفاعل ذوالحال

یعلّمون، فعل مع الفاعل

الناس، ۔۔ مفعول (۱)

السحر، ۔۔ مفعول (۲)

دیا کفروا، خبر و یعلمون، خبر دوم

یا جملہ یعلمون الناس السحر بدل

ہے کفروا سے یا جملہ مستانفہ۔

و۔ ما، ۔۔۔۔۔۔۔ موصولہ

اُنزل، ۔۔۔ فعل مع الفاعل

علی، جار

الملکین، ذوالحال

ببابل، متعلق کائنین حال

ھاروت و ماروت، عطف بیان

الملکین سے۔

اے ما انزل علیہما حال کونہما ببابل

ویا ببابل حال انزل کی ضمیر سے

اے ما انزل السحر علیہما حال

کونہ ببابل۔ ویا ببابل ظرف لغو ای

ویعلمون ما انزل فی بابل علی

الملکین اما الباء علی جمیع التقادیر

بمعنی فی۔

و۔ یا ما نافیہ۔ لکن، مشبہ بالفعل

الشیطین، ... مبدل منہ

ھاروت وماروت، بدل بعض

کفروا، جملہ فعلیہ .... خبر

وفی الکلام تقدیم وتاخیر والتقدیر

وما کفر سلیمان وما انزل علی الملکین

ولکن الشیطین ھاروت وماروت

کفروا یعلمون الناس السحر ببابل

ویعلمان السحر احدا حتی یقولا انا

مفتونان بہ فلا تکن مثلنا فی ذلک

فتکفر۔ قیل ان القول علی سبیل

الاستہزاء لا علی سبیل النصح۔

و۔ ما یعلمان، فعل مع الفاعل

من، زائد۔ احدٍ، مفعول

حتی، بمعنی الا، حرف استثناء

ان یقولا، فعل مع الفاعل

انما نحن، .. مبتدا

فتنۃ، .... خبر

و۔ لا تکفر، جملہ فعلیہ مقولہ ۲

و۔ یتعلمون، فعل مع الفاعل

منہما، .... ظرف لغو

ما، .... موصولہ

یفرقون، فعل مع الفاعل

بہ، .... ظرف لغو

بین المرء وزوجہ، ظرف دوم

اے فیتعلم احدٌ اے الیہود منہما الخ

ما، بمعنی لیس۔ ہم، ... اسم

بضارین بہ من احدٍ، .. خبر

باء، زائد۔

ضارین، اسم فاعل

بہ، ۔ ۔ ۔ ۔ ظرف لغو

من، زائد۔ احد، مفعول

اِلَّا باذن اللہ۔ حال ضمیر جمع اسے

ماذونًا یا معھم الاذن۔

و یتعلمون، فعل مع الفاعل

ما، ۔ ۔ ۔ موصولہ

یضرھم، جملہ فعلیہ صلہ

و۔ لا ینفعھم، جملہ فعلیہ معطوف

علی یضرھم۔

و۔ لقد علموا، فعل مع الفاعل

من، ۔ ۔ ۔ موصولہ

اشتراہ، جملہ فعلیہ صلہ مبتدا

ما، نافیہ، لہ متعلق ثابتًا خبر

فی الاٰخرۃ متعلق کائن صفت

من، زائد، خلاق موصوف اسم خبر

جملہ فعلیہ معطوف علی و لقد علموا

م یا متعلق ہے لبا جاءھم سے اور

قصہ سحر مستطر و فی البین ہے۔

ل، قسمیہ

یا۔ من، شرطیہ ۔ ۔ ۔ مبتدا

اشتراہ، جملہ فعلیہ، خبر

مالہ، فی الاٰخرۃ ۔ ۔ جواب قسم

اور جواب شرط محذوف ہے اور جواب قسم دال

بر جواب کیونکہ قسم و شرط جمع ہو جانے کی

صورت میں جواب پر سابق ہوتا ہے

مذکور فی العبارت اسی کا جواب

سمجھا جاتا ہے۔

و یا لقد علموا، فعل مع الفاعل

جملہ و انہ یضرھم ولا ینفعھم

محذوف مفعول

وعلی ھذا لام کلمۃ لمن قسمیۃ

۵۔ لقد علموا، مرجع ضمیر یا یہودان زمانۂ ختم نبوت علی صاحبھا الصلوٰۃ

والسلام ہیں و یا یہودان زمانۂ حضرت سلیمان علیہ السلام و یا شیاطین یا ملکین۔

و۔ ل، موکد بئس، فعل ذم
ما ... نکرہ موصوفہ یا موصولہ
شروا، فعل مع الفاعل
بہ، جار مجرور ظرف لغو
انفسہم، مفعول
مخصوص بالذم محذوف ہے۔

اسے مقول فی حقہم لبئس ما شروا بہ
انفسہم دیا اس کا عطف جملہ لقد
علموا پر ہے کہ جملہ قسمیہ انشائیہ ہے
اسوقت تاویل کی ضرورت نہیں۔
لو کانوا یعلمون، جملہ فعلیہ شرط
لآمنتموا من السحر جزا

ف۱۔ جملہ وما انزل، منصوب المحل ہے اور اس کا عطف یا ما تتلوا پر ہے جو اتبعوا کا مفعول ہے اس تقدیر پر وصف یہود میں کلام ہوگا کہ یہود نے توریت مقدس کو چھوڑ کر اس کلام کی اتباع اختیار کر لی ہے جسکو شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت اور زمانہ نبوت میں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس سحر کو اختیار کیا ہے جو ملکین پر حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ

۵۱۔ ما، نکرہ موصوفہ ممیز ضمیر مبہم جو بئس میں ہے اور مخصوص محذوف ہے اسے ولبئس شیئاً شروا بہ حظوظ انفسہم اسے باعوھا او شروھا۔

۵۲ مقول فی حقہم جملہ ولبئس ما شروا بہ انفسہم جملہ انشائیہ ہے مُصدّر بفعل ذم کہتے ہیں کہ یہ جملہ معطوف ہے لمن اشتراہ پر اور جبکہ جملہ معطوف علیہ خبریہ ہے لہذا اس جملہ معطوفہ کو بتاویل خبر بنائے ہیں تاکہ عطف صحیح ہو۔ وقالوا۔ مقول فی حقہم ولبئس ما شروا بہ انفسہم بحر میں ہے بئسما باعوا انفسہم السحر او الکفر اور کہے ہیں کہ اس کا عطف لقد علموا پر ہے اور وہ جملہ قسمیہ ہے اسلئے جملہ لبئس الخ میں تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا معطوف علیہ بھی جملہ انشائیہ ہے۔

رسالت میں نازل ہوا تھا اور یا اس جملے کا عطف السحر پر ہے اس تقدیر پر بھی جملہ منصوب المحل ہے کیونکہ السحر یعلمون کا مفعول ہے۔ مگر اس وقت وصف شیاطین میں کلام ہوگا یعنی شیاطین نے کفر کیا اس طرح یا اس حالت میں کہ وہ لوگوں کو علم سحر اور اس کے عمل کی کیفیت سکھاتے تھے اور اس کی بھی تعلیم دیتے تھے جو ملکین پر نازل ہوا تھا اور اگر ما انزل اور سحر ایک ہی شیئ ہے تو ان دونوں کا عطف ایک دوسرے پر عطف صفت علی الصفت کے طریق پر ہے اور اگر ما انزل سے ایک نوع خاص مراد ہے تو عطف خاص علی العام ہے ۱۲ (شیخ زادہ)

۲۰۔ واتبعوا الخ بعض عقائد یہود سے ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نہیں بلکہ ساحر کامل ہیں اور اسی سحر کی بدولت انہوں نے روئے زمین کی بادشاہی کی ہے۔ اور در حقیقت یہ مقولہ ساحرین کذوب کا ہے جنہوں نے سحر کی عظمت کے لئے یہ ظاہر کیا ہوا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام چند منتروں اور دعاؤں کی بدولت جن وانس اور ہوا پر حکومت کرتے تھے۔ جب یہود میں جادو۔ ٹونے اور عملیات ونقش وتعویذ وغیرہ کا رواج عام ہوگیا اور کتاب اللہ کی تعلیم کے بجائے ان میں سحر وعملیات کی تدریس ہونے لگی تو انہوں نے اپنے اساتذۂ سحر کے اعتقاد کے موافق حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر دیا۔ لہٰذا مخبر صادق نے جب صحیح واقعات کو ظاہر فرمایا تو یہودی کہنے لگے دیکھو یہ شخص (محمد) پیغمبری کا دعوے کرتا ہے اور حق وباطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ یہ کہتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام

پیغمبر تھے - نہیں بلکہ وہ کامل ساحر تھے فانزل اللہ ردًا لعقیدتھم عن شھر بن حوشب قال قالت الیھود انظروا الی محمد یخلط الحق با لباطل یذکر سلیمان مع الانبیاء انما کان ساحرًا یرکب الریح فانزل اللہ تعالیٰ واتبعوا ما الخ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ

واگر ایشاں	ایمان می آوردند	و تقوی میکردند	ہر آئینہ	ثواب	از نزدیک
اور اگر تحقیق وہ	ایمان لاتے	اور پرہیزگاری کرتے	البتہ ایک	ثواب	تھا نزدیک

اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۹۸ع

خدا	بہتر بودے	کاش	میدانستند	
اللہ کے	بہتر	اگر	ہوتے	جانتے -

ولو انهم آمنوا (واگر ایں جہوداں ایمان می آوردند) اور اگر تحقیق وے لوگ ایمان لائے ہوتے)

لو، شرطیہ - اٰمنوا، ماضی ج ع

واتقوا (تقوے کردندے اور پرہیزگاری کرتے - شریعت کے پابند ہوتے)

اتقوا، ماضی ج ع مصدر الاتقاء صف

لمثوبة (البتہ پاداش یافتندے از نزد خدا بہتر - ضرور بدلا پاتے اللہ کے نزدیک سے بہتر)

خیر ل، جواب لو یا جواب شرط محذوف

مثوبۃ - مفعلہ بضم عین ثواب سے ماخوذ ہے ضمہ اپنے ماقبل کیطرف منتقل ہوا ہے اور وہ مصدر میمی ہے اور یا مفعولۃ ہے اور اصل اسکی مثوبۃ ضمہ واؤ اپنے ماقبل کی طرف منتقل ہوا ہے اور

واو التقائے ساکنین کے باعث ساقط ہوئی ہے پس یہ مصدر ہے بروزن مفعولۃ مثل مصدوقۃ اور مراد اس سے جزا و اجر ہے ۔ اسے لَاُثِیْبُوا متوبۃً لے مصدر فعل محذوف فی الاصل او المرفوعۃ بالابتداء خبر افعل التفضیل ۔ مفضل علیہ ما شروا بہ انفسہم ہے اور مفضل متوبۃ وحذف المفضل علیہ لاظہار فخامت المفضل ۔

لغت (اگر میدانستند ۔ اگر وہ جانتے)

ترکیب: لو، شرطیہ ۔ یا مبنی لیت کانو یعلمون

ناصب
ج ع

لو، انّ مشبہ بفعل ۔ ھم، اسم
اٰمنوا، جملہ فعلیہ ..... خبر لہ
و ۔ اتّقوا، جملہ فعلیہ معطوف علی اٰمنوا
اسے لو وقع منھم انھم اٰمنوا اسے ایمانھم ۔

وقع، ...... فعل
انھم اٰمنوا، بتاویل مصدر فاعل
لَاُثِیْبُوا، جملہ فعلیہ مؤکدہ ... جزا
و یا متوبۃ، بلحاظ اصل ... جزا

ا۔ جملہ فاعل فعل محذوف ۔ یہ جملہ فعل محذوف کا فاعل اس وجہ سے مانا گیا ہے کہ لو اپنے ما بعد فعل کے وقوع کو مقتضی ہوتا ہے تقدیر عبارت یہ ہے (لو وقع منھم انھم اٰمنوا اسے لو وقع منھم ایمانھم)

۲۔ متوبۃ بلحاظ اصل ۔ کیونکہ دراصل یہ فعل محذوف لاثیبوا کا مفعول مطلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے لاثیبوا متوبۃً من اللہ خیرا مما شروا بہ انفسہم ۔ پس فعل کو حذف کر کے دوام اور ثبات کے لئے اسے جملہ اسمیہ بنائے ہیں اور مفضل علیہ کو عظمت و جلال مفضل کے لئے حذف کر دئے ہیں ۔ و در عزیزی نوشتہ لمتوبۃ عند اللہ جزائے لو انھم اٰمنوا و اتقوا جزائے نظر بثبوت علمی است و ہر انکہ ترتب جزا بر شرط کا ہے نظر بثبوت واقعی باشد مانند ان جاءک زید فاکرمہ و گاہے نظر بثبوت علمی و حکم بآن میباشد مانند ما بکم من نعمۃ فمن اللہ ۔

مثوبۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا
مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ، ظرف لغو
خیر، افعل التفضیل
دیا لمثوبۃ، موصوف
خبر

من عند اللہ، متعلق کائنۃ صفت مبتدا
خیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خبر
لو کانوا یعلمون، جملہ فعلیہ شرط
لآمنوا، محذوف ۔ ۔ ۔ جزا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا

اے مومناں گوئید راعنا و بگوئید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا اور کہو تم

انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۹۹)

انظرنا و نیک بشنوید و کافراں راست عذاب دردِ دہندہ

انظرنا یعنی انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا

دوست نمیدارند آنانکہ کافر شدند از اہل کتاب و نہ

نہیں دوست رکھتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے اور

وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک و درا ینجا از ہمیں قبیل اخیر است یعنی حکم بخیریت ثواب و ذکر قرآن نزد ایشاں موقوف بر ثبوت ایمان و تقویٰ ایشاں است ۱۲ (عزیزی)

۱ لمثوبۃ مبتدا ہے اس تقدیر پر لو بمعنی لیت ہوگا اور جملہ ماول ہوگا تمنی عباد کی طرف کیونکہ تمنی واجب جل شانہ سے محال ہے یعنی جو شخص انکی سرکشی عناد اور حسد کو دیکھتا ہے آرزو کرتا ہے کہ کاش وہ ایمان لاتے اور اللہ کے ہاں سے بہتر ثواب حاصل کرتے ۔

۲ یعلمون کا مفعول محذوف ہے ۔ اے یعلمون ان ثواب اللہ خیر ۔ ۱۲

الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

مشرکاں کہ فرود آوردہ شود برشما ہیچ نیکی از پروردگار

مشرکوں سے یہ کہ اتاری جاوے اوپر تمہارے کچھ بھلائی پروردگار

رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

شما وخدا مخصوص میکند بخشایش خود ہر کرا خواہد

تمہارے سے اور اللہ خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جسکو چاہتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

وخدا خداوند فضل بزرگ است

اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اے جماعت ایمانداراں۔ اے ایمان والو)

یا، حرفِ ندا۔ ایُّھا۔ ایّ اسم منادی۔

وھا۔ کلمہ تنبیہ مخاطب۔ اٰمنوا ماضی ج ع

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (مگوئید بخطاب پیغمبر لفظ۔ راعنا۔ پیغمبر سے بذریعہ لفظ راعنا مخاطب نکرو)

لَا تقولوا، ج ح نہی راعنا ہماری طرف ہو جیسے ہمیں ارشاد فرمائیے۔

راعِ، امر الراعی، حفظ غیر کی مصلحت کے لئے والمراعاۃ، کسی کے حق کی مراعت کرنا۔ خیال رکھنا۔ حقوق کی حفاظت کرنا مصدر مفاعلہ۔ ناقص۔ راعی یراعی۔ مراعٍ۔ راعِ۔ لا تراعِ

وَقُوْلُوا انْظُرْنَا (و بگوئید نظر فرما یا بیں مارا۔ اور کہو ہمیں دیکھیئے۔ ہمارا انتظار فرمائیے)

اے انظر الینا واسمع کلامنا او انتظرنا وتانَّ بنا حتی نفھم کلامك۔ یا المعنی نظر بصیرۃ بمعنی تفکر

وتدبر لے تفکر فی امرنا۔

قولوا، صیغہ امر ج ح ب۔ انظر، صیغہ امر ا ح

النظر والنظران دیکھنا شفقت کرنا مہربانی کرنا خیال کرنا یہ مصدر کبھی بذریعہ حرف لام متعدی ہوتا ہے مصدر ف ض نَظَرَ۔ یَنْظُرُ۔ نَاظِرٌ مَنْظُورٌ۔ اُنْظُرْ۔ لَا تَنْظُرْ۔

واسمعوا

(و بشنوید سخن خدا را۔ یا نیک بشنوید اور اچھی طرح خیال سے سنو۔)

اے احسنوا الاستماع مع جمع حتیٰ لا تحتاجوا الی طلب المراعاۃ۔

و۔ اسمعوا، صیغہ امر ج ح مصدر الاسماع۔

وللکافرین

(و مر کافراں راست۔ اور منکرین کے لئے اور کافروں کے لئے

ال۔ عہدی، والمراد ہم الذین یسبون الرسول علیہ السلام بلفظ راعنا۔ و یا مراد عام کفار و مشرک

عذاب الیم

(عذابے دردناک سخت تکلیف دینے والا عذاب۔)

ما یود

(دوست نمی دارند۔ نہیں چاہتے پسند نہیں کرتے) مضارع منفی ا ع

اَلْوُدُّ۔ وَالْوِدَادُ، وَالْمَوَدَّۃُ۔ بمعنی محبت و تمنی شئے تمنی کی صورت میں مفعول اسکا جمع واقع ہوتا ہے اور جب محبت میں استعمال ہوتا ہے تو مفعول اس کا مفرد آتا ہے مثال تمنی ودت لو تفعل کذا و مثال ثانی ودت الرجل۔ پسند رکھنا دوست رکھنا مصدر ک۔ ف

مضاعف مثال وَدَّ۔ یَوَدُّ۔ وَادٍّ وَدُوْدٌ۔ مَوْدُوْدٌ۔ وَدَّ۔ لَا تَوَدَّ۔

الذین کفروا

(آنانکہ کافر شدند۔ جو لوگ کافر ہوئے)

کفروا، کافر ہوئے۔ حق کو چھپائے ہیں۔ صیغہ ماضی ج ع مصدر الکفر

من اہل الکتاب

(از اہل کتاب۔ کتاب والوں سے)

من، بیانیہ یا تبعیضیہ

اہل، مالک و صاحب۔ اہلون اہالی۔ اہال۔ جمع

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

اھل کتاب، مراد یہود نصاریٰ

(ونہ مشرکان اورنہ مشرک -)

لا، زائد- المشرکین، مراد مشرکان

زمانۂ نبوت سرور کائنات ویا جملہ غیر

اہل کتاب مشرکان بت پرستاں

اَنْ يُّنَزَّلَ

(کہ نازل کردہ شود- بھیجی جائے)

ان ینزل، مضا- ا- ع منصوب

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

(برشما ہیچ نیکی- تمہارے اوپر بھلائی)

من، تاکید استغراق مشیع عمومیت

نکرہ-

خیر، افعل و مراد وحی و کلام- علم و نصرۃ

مِّنْ رَّبِّكُمْ

(از پروردگار شما- تمہارے رب سے)

من، ابتدائیہ- رب، صفت مشبہ یا

مصدر بمعنی تربیت قائم مقام فاعل-

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ

(وخدا خاص میکند یا مخصوص نماید اور

اللہ خاص کرتا ہے)

یختص، مضا- ا- ع الاختصاص-

الگ کرنا- متفرد بنانا چن لینا مصدر

افتعال- اِخْتَصَّ- يَخْتَصُّ مُخْتَصٌّ

اِخْتَصَّ- لَا تَخْتَصَّ-

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(برحمت خود ہر کرا کہ میخواہد- اپنی رحمت

سے جسکو چاہتا ہے)

ب- صلہ، مقصور پر داخل ہے- آ-

یوتی رحمتہ-

رحمت، عنایت و مہربانی و وحی-

من، موصولہ یا نکرہ موصوفہ-

یشآء، مضا- ا- ع

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(وخداوند- خداوند فضل بزرگ است

اور اللہ فضل عظیم رکھتا ہے- اور اللہ

بڑے فضل والا ہے)

ذوالفضل- ذو، اسم مکبر

بمعنی صاحب-

فضل، احسان بلا علت و بزرگی-

وذوالفضل، بے منت احسان کرنیوالا-

عظیم، صفت مشبہ جمع عظماء

يٰۤاَيُّهَا

یا، حرف ندا ایہا کلمۂ فصل

الذین، ..... موصول

امنوا، جملہ فعلیہ صلہ.....

رکوع

لا تقولوا، فعل با فاعل
راعنا، جملہ فعلیہ، مفعول بہ
راعنا صفت مصدر محذوف اے
قولا راعنا۔
وقولوا، ..... فعل مع الفاعل
انظرنا، جملہ فعلیہ مفعول بہ
واسمعوا، فعل با فاعل
للکفرین، متعلق ثابت خبر مقدم
عذاب، موصوف
الیم، ... صفت
ما یود، .... فعل
الذین کفروا۔ صلہ موصول فاعل
من اھل الکتب، ظرف لغو
و لا۔ زائد۔

المشرکین، معطوف علی اھل الکتب
ان ینزل، ..... فعل
علیکم، .... ظرف لغو
من، زائد۔ خیر، موصوف
من ربکم، متعلق کائن صفت
و۔ اللہ، .... مبتدا
یختص، فعل مع الفاعل
برحمتہ ... ظرف لغو
من یشاء ... مفعول بہ
ویا یختص، ... فعل لازم
من یشاء الخ ..... فاعل
اے من یشاءہ۔
و۔ اللہ، .... مبتدا
ذوالفضل العظیم ... خبر

ف۔ لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ پیغمبر علیہ السلام کی مجلس مذاکرت میں مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ۔ مشرک اور کفار بت پرست ہر قسم اور ہر ملت و مذہب کے لوگ اکثر ہوا کرتے تھے۔ جس طرح مجلس وعظ میں جب کوئی بات کسی شخص کو اچھی طرح سنائی نہیں دیتی تو وہ کہتا ہے۔ صاحب اس مسئلہ کو دوبارہ فرمایئے یا ہماری خاطر اس مضمون کو مکرر فرمایئے ایسے موقعہ کے لئے یہود نے

(راعنا) کا لفظ جو ذومعنی ہے قرار دے رکھا تھا۔ اس لفظ کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ ہم نہیں سمجھے ہماری خاطر مکرر فرمایئے یعنی ہماری رعایت کیجیے اور مطلب یہ ہوا کہ جو کچھ ارشاد فرمائیں آہستہ آہستہ اور وضاحت کے ساتھ فرمائیں کہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ اور دوسرے معنی ہوتے تھے اے متکبر احمق یا ہمارے چرواہے گڈریئے مسلمان چونکہ نفاق سے پاک تھے اور انکے دلوں میں کسی طرح کا کھوٹ نہ تھا وہ بھی یہود کی دیکھا دیکھی اسی لفظ کا استعمال کرنے لگ گئے تھے اور اُن کے ذہن اس معیوب معنی کی طرف ہرگز مائل نہ ہوتے تھے۔ جس سے یہود کو آپس میں ہنسی مسخری اور اشارہ و کنایہ کا موقع مل جاتا تھا لہٰذا مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا لفظ راعنا ذومعنی ہے اور دو مادوں سے مشتق مانا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسے مراعاۃ سے مشتق سمجھ کر آپکو خطاب کرتے تھے راعنا اے ارعنا سمعك اے فرغ سمعك لکلامنا یقال ارعی الی الشیٔ و راعاہ اذا اصغی الیہ و استمعہ۔ او المعنی راعنا اے راقبنا و تانّ بنا فیما تلقینا حتی نفہمہ اور یہود اسے رَعَن بفتحتین بمعنی حمق و تکبر اسم رعونت سے ماخوذ مان کر حقارت سے خطاب کرتے تھے یا یہ لفظ عبرانی ہے جس سے یہود سب و شتم کیا کرتے تھے (اصل راعینا) اور راعی چرواہے کو بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا اس التباس کے دفعیہ کے لیئے مومنین کو حکم دیا گیا کہ وہ اس لفظ کے عوض دوسرا کلمہ جو اس سے زیادہ فصیح اور اسکے مطلب کا مفید اور غیر ملتبس ہے استعمال کیا کریں۔ پس بجائے راعنا۔ وانظرنا کہا کریں واسمعوا اس سے یا

مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اس طرح غور سے سنا کرو کہ تمہیں آنجناب کو اپنی طرف بالتخصیص متوجہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے یا یہ مراد ہے کہ یہ جو اللہ کا حکم ہے کہ بجائے راعنا کے انظرنا کہا کرو اسکو خوب سن لو اور قبول کرو اور اسپر عمل کرو۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ

ہرچہ نسخ میکنیم از آیتے یا فراموش میگردانیم آنرا می آریم بہتر ازو ے

جو موقوف کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلا دیتے ہیں ہم انکو لاتے ہیں بہتر اُن سے

اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۱﴾

یا مانند وے آیا ندانستۂ کہ خدا بر ہمہ چیز توانا ست

یا مانند انکے کیا نہ جانا تو نے کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آیا ندانستۂ درستیکہ خدا راست پادشاہی آسمانہا و زمین

کیا نہیں جانا تو نے یہ کہ اللہ واسطے اسکے ہے پادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی

وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۰۲﴾

و نیست شمارا بجز وے ہیچ دوست و یاری دہندہ

اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سُئِلَ

آیا میخواہید کہ سوال کنید پیغامبر خودرا چنانکہ سوال کردہ شد

کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ سوال کرو پیغمبر اپنے سے جیسا کہ سوال کیا گیا تھا

مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ

موسیٰ	پیش ازیں	وہر کہ بستاند	کفر را
موسیٰ	پہلے اس سے	اور جو کوئی بدل ڈالے	کفر کو

بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٠٨﴾

عوض ایمان	پس ہر آئینہ گم کرد	راہ میانہ را
بدلے ایمان کے	پس تحقیق گمراہ ہوا	راہ سیدھی سے

نسخ فرمائیں ایک

(ہر چہ نسخ میکنیم از آیتے - جو ہم موقوف کرتے ہیں کوئی آیت)

ما شرطیہ - ننسخ ج م مضـ

نسخ لغت میں کسی شئے کو دور کر دینے زائل کر دینے اور متغیر کر دینے کو کہتے ہیں خواہ شئے اوّل کی جگہ دوسری شئے قائم ہو - جیسے آفتاب کی روشنی اندھیرے کو زائل کر کے خود اسکی جگہ قائم ہو جاتی ہے - یقال نسخت الشمس الظل اور خواہ شئے اول کی جگہ دوسری شئے قائم ہو جیسے ہوا اثر کو مٹا دیتی ہے اور خود وہاں قائم نہیں رہتی یقال

نسخت الریح الاثر اور جیسے ایک شئے کو دوسری جگہ نقل کرتے ہیں - مثلاً کتاب وغیرہ یقال کتاب نسخ لیکن اصطلاح شرع میں ایک شرعی حکم دوسرے شرعی حکم سے زائل ہونے کا نام نسخ ہے - فی الواقع حکم اول کی عملی مدت ایک خاص حد تک محدود ہوتی ہے لیکن وہ اپنی اطلاقیت اور عدم قرینہ تعیین مدت کے باعث دوامی اور استمراری سمجھا جاتا ہے اور شریعت کے دوسرے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوامی نہ تھا بلکہ اسکی تعمیل کی

مدت ایک خاص حد تک محدود تھی اس دوسرے حکم کو ناسخ اور پہلے کو منسوخ کہتے ہیں۔ اس کے تین قسم ہیں (۱) کلمات آیات کا پڑھنا فرض نہ رہے۔ اور فرضیت حکم قائم رہے۔ (۲) تعمیل حکم فرض نہ رہے اور کلمات آیات کا پڑھنا فرض رہے (۳) پڑھنا اور تعمیل حکم دونوں فرض نہ رہیں۔

مِنْ آیَةٍ

(از آیتے۔ کوئی آیت۔)

مِن، تبعیضیہ یا بیانیہ متعلق بمحذوف

آیتٍ، قرآن کا ایک جملہ یا حکم مقصود

اَوْ نُنْسِهَا

(یا فراموش میگردانیم اورا۔ یا بھلا دیتے ہیں ہم اسکو)

ننس، مضـ ج م دل سے مٹاتے ہیں الانساء والنسیان۔ بھلانا محو کر دینا صورت کا ذہن سے مصدر افعال ناقص۔ انسیٰ ینسی منس۔ انس۔ لا تنس۔

نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا

(بیاریم بہتر ازوے۔ لاتے ہیں ہم اس سے بہتر۔)

نأتِ، مضـ ج م مصدر الاتیان سے

ب، زائد۔ خیرٍ، بہتر والنفع افعل التفضیل اسے بخیر فی الثواب والنفع للعباد۔

مِنها، اسے من آیۃ المنسوخۃ۔

اَوْ مِثْلِهَا

(یا مانند وے۔ یا اسکے برابر)

اسے مثل آیۃ المنسوخۃ۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

(آیا ندانستہ بہ تحقیق خدا راست کیا نہیں جانتا تو البتہ اللہ ہی کے لئے ہے)

أ، ہمزہ استفہام توبیخی وعتابی۔

لم تعلم، مضـ ج م مجزوم۔ ان، موکد مضمون جملہ۔

لہ۔ لام بمعنی تخصیص وتملیک۔

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(بادشاہی آسمانہا وزمینہا۔ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت تمام مخلوق کی حکومت)

وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

ملك، تمام مخلوق - جملہ ماسوی اللہ

السمٰوات، جمع سماء - عالم مجردات

الارض، عالم شہادت - عالم عناصر

(و نیست شمارا - اور کوئی تمہارے لئے

نہیں - مَا، نافیہ - لِ، تاکید خبر -

(از غیر خدا - خداوند کے سوائے)

من، زائد دون، ضد فوق ادنیٰ -

(ہیچ دوست و نہ مددگار سے - کوئی دوست

اور نہ مدد کرنے والا -)

من، زائد موکد استغراق -

ولي، مالک و صاحب فعیل بمعنیٰ فاعل

(و لیہٗ)

لا، زائد - نصیر، اسم فاعل مددگار -

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مالک

کبھی نصرت پر قادر نہیں ہوتا اور کبھی

باوجود قدرت کے مددگاری نہیں کرتا

اور معین کبھی مالک ہوتا ہے کبھی اجنبی

پس جب کوئی شخص جان لیتا ہو - کہ

اس حقیقی مالک کے بغیر کوئی اس کا ولی

و مددگار نہیں اور اس کی عنایت

و مہربانی کے سوائے کوئی اس کی

دست گیری نہیں کرسکتا تو اسے

یہ بھی یقین ہوجاتا ہے کہ ایسے سچے

مالک کے جمیع افعال حکمت اور

مصلحت سے بھرے ہوئی ہیں اس وقت

وہ اپنے تمام امور کو اسکے تفویض کردیتا ہے

أَمْ تُرِيدُونَ

(آیا میخواہید - کیا تم چاہتے ہو -)

ام، متصلہ بقرینہ - الم تعلم - کہ

۱ - ام، حرف عطف یہ حرف دو مبہم امروں میں سے ایک کے اثبات کو ظاہر کرتا ہے اس کے دو قسم ہیں متصلہ و منقطعہ - ام متصلہ اکثر متناسب امور میں واقع ہوتا ہے - فعلوں میں جب کہ وہ باہم متناسب ہوں اور ایک فاعل میں مشترک ہوں جیسے کہا جائے (اقمت ام قعدت) اور منقطعہ غیر متناسب امور میں لایا جاتا ہے جیسے کہا جائے (ازید هذا ام شاة) پس دلالت سیاق سے اگر تریدون کے قبل تعلمون کو مقدر مانا جائے تو یہ متصلہ ہے - کیونکہ ماسبق

خطاب بنی علیہ السلام ہے۔ ویا منقطعہ اضراب کے لئے ہے۔

وقیل ام، بمعنی ھمزۃ والمیم زائد۔

تریدون، مضـ ج ح مصدر الارادۃ

ان تسئلوا (کہ سوال بکنید۔ یہ کہ سوال شروع کرو۔ پوچھنے لگ جاؤ۔)

ان، مصدریہ تسئلوا، مضـ ج ح

رسولکم (پیغمبر خود را۔ اپنے رسول سے)

رسول، صاحب شریعت مراد پیغمبر آخر الزماں۔

کما سئل موسیٰ (چنانکہ سوال کردہ شد موسیٰ۔ جیسے یا جسطرح سوال کیا گیا ہے موسیٰ)

ک، بمعنی مثل صفت مصدر محذوف اے تسئلوا سوالاً مثل ما سئل موسیٰ۔ ما، موصوفہ یا زائد

سُئِلَ، ماضـ ا ع مجہول مصدر۔ السوال ف۔ ف مہموز العین سَئَلَ یَسْئَلُ۔ سَائِلٌ۔ وَسُئِلَ یُسْئَلُ مَسْئُوْلٌ۔ اِسْئَلْ۔ لَا تَسْئَلْ۔

من قبل (پیش ازین۔ اس سے پہلے۔)

پیچھے حاشیہ صفحہ ۵۱۸ میں معلوم ہو چکا ہے کہ الم تعلم کا خطاب آں سرور کائنات سے ہے اور اس سے آپکی ذات اور آپکی امت مراد ہے کأنہ قیل (الم تعلموا انہ قادر علی الاشیاء الخ او تعلمون و تریدون ان تسئلوا) اس صورت میں استفہام انکاری ہوگا۔

اور اگر تعلمون کو تریدون کے قبل مقدر نہ مانا جائے تو ام منقطعہ ہے اور انکے عدم علم سے اضراب ہے اور یہ معنی ہونگے لا ینبغی ان یقع عنکم سوالاً الحاصل دونوں وجہوں کا مآل قریباً ایک ہی ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں۔ ہر بات میں شکوک اور شبہات کو دخل ندو ورنہ شریعت حقہ یعنی وسط طریق سے گمراہ ہو جاؤ گے اور یہی شکوک تمہیں اپنے اصلی مقصد سے دور کر دیں گے۔ اور تمہارے ایمان کفر سے متبدل ہو جائیں گے۔ ۱۲ خلاصہ مطولات۔

ومن یتبدل

من، بیانیہ، قبل اسم ظرف۔

(وہر کہ بدل کند۔ یا بستاند۔ اور جو کوئی بدل ڈالے یا بدل لیوے)

من، نکرہ متضمن معنی شرط۔ یتبدل مضارع التَّبَدُّلُ، بدل لینا مصدر تفعل۔ تَبَدَّلَ۔ یَتَبَدَّلُ، مُتَبَدِّلٌ تَبَدَّلْ۔ لَا تَتَبَدَّلْ۔

الکفر بالایمان

(کفر را عوض ایمان۔ کفر کو بدل ایمان کے)

ب، عوضیہ ویا سببیہ الایمان شریعت حقہ کی پیروی کرنا۔ اور پیغمبر وقت کو سچا جاننا۔

فقد ضل

(پس ہر آئینہ او گم شدہ است یا گم کردہ است)

ف، رابطہ جزائیہ، ضَلَّ ماضی

سواء السبیل

(راہ راست۔ طریق میانہ۔ سیدھی راہ۔ درمیانی راستہ)

سواءٌ، اسم بمعنی مصدر (استواء) بمقام فاعل اے مستوٍ (راست و یکساں)

السبیل، واسطۂ ایصال بمطلوب و راستہ و اضافت از قبیل اضافت وصف بموصوف بقصد مبالغہ۔

ما ننسخ

ما، بمعنی ای شیٔ، ممیز

من، زائد ایۃ، تمیز

ننسخ، ... فعل با فاعل

ویا من، بیانیہ وایۃ بیان ما اے ای شیٔ ننسخ من ایۃ۔

ویا من ایۃ مفعول محذوف سے حال ہے اے ای شیٔ ننسخ قلیلا او کثیرا۔

او ننس، .... فعل با فاعل

ھا، ضمیر، ...... مفعول

نات، .... فعل با فاعل

ب، زائد۔

خیر ... معطوف علیہ

منہا، .... ظرف لغو

او مثلہا، ... معطوف

اے نأت بشیٔ ھو خیر للعباد منہا او مثلہا۔

وھذہ معطوف علی یا ایہا الذین

أمنوا وحذف العطف لشدۃ الارتباط

بینھما - او جملہ مستانفۃ

أ ، ھمزہ استفہام - لم تعلم ، فعل بافاعل

ان ، مشبہ بفعل ، اللہ ، اسم

علی کل شیءٍ - ظرف قدیر ، صفت خبر

ا - لم - تعلم ، ...... فعل بافاعل

اَنَّ ، مشبہ بفعل - اللہ ، اسم

لہ ، متعلق ثابت خبر مقدم

ملک ، مضاف

السمٰوٰت والارض

مضاف الیہ

دلیل قول ان اللہ علی کل شیء قدیر

اسے یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید

اسی لئے عاطفت ترک کیا گیا ہے۔

و - ما ، نافیہ غیر عامل یا مشابہ بلیس

لکم ، متعلق ثابت ... خبر مقدم

من ، زائدہ - ولی ، مبتدا یا اسم

و - لا ، زائد نصیر ، معطوف علی ما قبل

مِن[1] ، ..... حرف جار

دونِ اللہِ ، ... مجرور

مِن ولیٍّ و لا نصیرٍ سے۔

ام - تریدون ، فعل بافاعل

ان تسئلوا ، فعل بافاعل

رسولکم ، ... مفعول

کما سئل موسیٰ

سوالًا ، محذوف موصوف

ک ، بمعنی مثل ..... مضاف

ما ، .... موصوفہ

سئل ، ... فعل

موسیٰ ، ..... فاعل

من قبل ، ظرف لغو

و مَن[2] ، .... مبتدا متضمن

معنی شرط -

یتبدل ، ... فعل مع الفاعل

[1] من دون اللہ اصل میں صفت ہے ولی کی لیکن بوجہ تقدم حال ہے

[2] من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل میں ف ، رابطہ ہے اور اس کا مابعد جزائے شرط نہیں ہو سکتا کیونکہ

الکفر ۔۔۔ ذوالحال
ب ۔۔۔ جار
الایمان ۔۔۔ مجرور

فقد ضلّ ، فعل مع الفاعل
سوآء ۔۔۔ صفت مضاف
السبیل ، موصوف مضاف الیہ

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنْ

دوست داشتند بسیارے از اہل کتاب کہ کافر گردانند شمارا

دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب میں سے کاش کے پھیر دیویں تم کو

ضلال طریق مستقیم استبدال اور ارتداد پر مقدم ہے اسپر مترتب نہیں اور اسلئے کہ جزا پر جب ماضی مع قد واقع ہوتی ہے تو وہ اپنے مضیت پر باقی رہتی ہے اسلئے کہ حرف قد تحقیق و تثبیت کے لئے ہے اور موکد منقلب نہیں ہوتا اور نہ ماضی مستقبل پر مترتب ہوتی ہے اور اس لئے کہ ہونا شرط کا مضارع اور جزا کا ماضی صورۃً ضعیف ہے کلام بلیغ کے لائق نہیں جیسے کہ رضی وغیرہ نے تصریح کی ہے لہذا تقدیر محذوف ضروری ہے۔ اسے ومن یتبدل الکفر بالایمان فاسبب فیہ انہ ترکہ ویؤل المعنی الی ان ضلال الطریق المستقیم وھو الکفر الصریح فی الآیات سبب للتبدیل والارتداد بعضوں نے تبدیل مذکور کی تفسیر آیات بینہ منزلہ کی ترک ثقاہت سے کی ہے اس تقدیر پر حاصل آیت یہ ہے من ترک الثقۃ بالآیات المبنیۃ المنزلۃ بحسب المصالح التی ھی خیر محض ومن جملتھا الآیات الناسخۃ التی ھی حق بحت فقد عدل وجار من حیث لا یدری عن الطریق المستقیم الموصل الی معالم الحق والھدی وتاہ فی تیہ الھوی وتردی فی وھاد الردی۔

بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ

بعد از ایمان شما کافر سبب حسد از نزدیک نفوس خود

پیچھے ایمان تمہارے کے کافر حسد سے پاس جی اپنے کے سے

مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا

پس از آنکہ واضح شد بر ایشان حق پس در گذرانید و درگذرانید

پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوا واسطے انکے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

تا آنکہ آرد خدا فرمان خود را ہر آئینہ خدا بر ہمہ چیز توانا است

یہاں تک کہ لاوے اللہ حکم اپنا تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

(دوست داشتند بسیارے چاہتے ہیں بہت۔ یا اکثر دل چاہتا ہے۔)

وَدَّ، اصل الوُدُّ۔ والوِدَادُ۔ والمَوَدَّةُ۔ چاہنا۔ پسند رکھنا۔ خواہش کرنا والوُدُّ۔ والوَدَادُ۔ والوَدَادَةُ۔ بالفتح آرزو کرنا۔ دل سے چاہنا۔ راغب ہونا مصدر کسرۃ

(از اہل کتاب۔ کتاب والوں سے)

مِن، بیانیہ۔ اہل الکتاب مراد یہود و نصاریٰ۔

(کہ باز گردانند شمارا۔ یا آنکہ بگردانند یہ کہ پھیر لیویں تمکو)

لَو، بمعنی اَن مصدریہ (کہ۔ یہ کہ) یا بمعنی لیت وحکایت وداد۔ قال المظہری ان لو قائم مقام ان فی المعنی دون العمل فی اللفظ و بیا بمعنی لیت وحکایۃ وداد یَرُدُّوْن

مضارع جمع مذکر الرَّدُّ والمَرَدُّ لوٹانا پھیرنا مصدر ف ض مضاعف رَدَّ يَرُدُّ رَادٌّ۔ مَرْدُوْدٌ۔ اُرْدُدْ۔ لَا تَرْدُدْ

کُمْ، خوطب بہ النبیؐ و اصحابہؓ

مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ (بعد از ایمان شما - پیچھے ایمان تمہارے کے - یا مسلمان ہوئے بعد -)

مِن، زائد یا ابتدائیہ

کُفَّارًا حَسَدًا (اے پر دونکم کفارًا حسدًا - باز گردانند شمارا کافر از روئے حسد - کافر کردیں تمکو حسد سے)

کُفَّار، جمع کافر - حسدًا - حسد آرزو رکھنا کہ محسود سے فضل و دولت زائل ہوکر حاسد میں قائم ہو - لیکن یہاں پر مطلق زوال نعمت اسلام مراد ہے

مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (از نزدیک ذاتہائے ایشاں - اپنے جی سے - اپنے دل سے)

مِن، ابتدائیہ - عند، ظرف مکان

انفس، جمع نفس بجائے کثرت

مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ (پس از آنکہ واضح شد - بعد اسکے کہ ظاہر ہوچکا ہے)

من، بیانیہ - ما، مصدریہ -

تَبَیَّنَ، ماضی التَّبَیُّنُ وَالتِّبْیَانُ ظاہر ہونا - واضح کرنا - مصدر تفعل مضاعف اجوف یائی - تَبَیَّنَ یَتَبَیَّنُ - مُتَبَیِّنٌ - تَبَیَّنْ - لَا تَتَبَیَّنْ -

لَهُمُ الْحَقُّ (برایشاں حق - ان پر حق)

ل، صلہ - الحق، امر واقعی

فَاعْفُوْا (پس درگذر کنید - پس معاف کرو)

ف، ابتدائیہ استینافیہ -

اعفوا، مبالغہ امر ج ح

العفو، مجرم کے گناہ اور اسکی سزا سے درگذر کرنا - اپنا حق معاف کردینا مصدر ن من - عفیٰ - یعفو - عافٍ مَعْفُوٌّ اعفُ لَا تعفُ -

وَاصْفَحُوْا (و روے بگردانید - خیال میں نہ لاؤ - منہ پھیرلو)

اصفحوا، امر ج ح الصفح روگردانی کرنا - جرم معاف کرنا - مصدر ف صَفَحَ یَصْفَحُ - صَافِحٌ - مَصْفُوحٌ - اِصْفَحْ - لَا تَصْفَحْ

حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ (تا آنکہ بیارد خدا - جب لائے یا بھیجے اللہ)

حتّٰی، مظہر غایت امر یعنی مظہر انتہائے انتظار و آمد حکم۔ یَاْتِیَ، مضارع

(فرمان خود را۔ اپنے حکم کو)

ب، تعدیہ۔ امر، وہ حکم جس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ حکم قطعی و بمعنی امداد و نصرت۔

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(بدرستیکہ خداوند بر ہمہ چیز قادر است)

تحقیق۔ البتہ خداوند ہر چیز پر قادر ہے

قدیر، خالق و مظہر یعنی ممکنات کو اپنے اپنے وقت پر ظاہر کرنیوالا اور متغیر کرنے والا یا ممکنات کو حسب ترتیب قضا یعنی لوح محفوظ وجود میں لانے والا۔

وَدَّ، ۔۔۔۔۔۔۔ فعل
كَثِيْرٌ، ۔۔۔۔۔۔۔ فاعل
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ متعلق کثیر

لو۔ یردّون، فعل مع الفاعل
کم، ۔۔۔ ذوالحال
کفاراً، ای مرتدین حال
یا۔ کم مفعول (۱) کفاراً مفعول (۲)
حسداً، مفعول مطلق یا لہ
و یا کفاراً حال ہے فاعل ودّ سے

مِنْ، ۔۔۔۔۔۔ حرف جار
بعد ایمانکم، ۔۔۔ مجرور

ای یردونکم من بعد ایمانکم و یا متعلق بہ ودّ ای ودّوا من بعد ایمانکم ان یردونکم علی حالہ

مِنْ، ۔۔۔۔۔۔ حرف جار
عند انفسهم، ۔۔۔ مجرور

ای تمنوا ذلك من خبث انفسهم لم یامرهم الله تعالی بذلك یا متعلق ہے حسد کے ساتھ اور صفت ہے ای حسداً کائنا من عند انفسهم

لہ مفعول مطلق ای یحسد ونکم حسداً۔ و یا مفعول لہ۔ ای لاجل الحسد و یا حسداً حال ہو ضمیر ودّ سے ای ودّ حاسداً ۱۲

گویا حسد ان کی ذاتی وصف ہے۔

یا متعلق بمصدر اسے ودوہ ودّاً کائناً من عند انفسہم۔

ما ... موصولہ یا مصدریہ

تبیّن، فعل الحق فاعل

لهم، ... ظرف لغو

فاعفوا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ

و۔ اصفحوا، جملہ فعلیہ معطوف

حتی۔ یاتی فعل۔ اللہ۔ فاعل

ب، زائد۔ امرہ ... مفعول

انّ، ... حرف مشبہ بفعل

اللہ، ... اسم

علی کلّ شئ

متعلق بہ قدیر۔ خبر

ف۱۔ ما ننسخ۔ اگر ایک حکم ایک آیت کے ذریعہ سے نازل ہوا اور دوسری آیت کے ذریعہ سے دوسرا حکم برخلاف پہلے حکم نازل ہوا ہو تو اس طرح کی دو آیتوں کو ناسخ اور منسوخ کہتے ہیں جس پر عمل موقوف ہوگیا ہو وہ منسوخ کہلائی جاتی ہے اور جس کا عمل جاری ہے اسے ناسخ کہتے ہیں۔ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اتقان فی علوم القرآن میں ایک طویل بحث کے بعد بیس آیتیں منسوخ قرار دی ہیں۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فوز الکبیر میں ان بیس آیتوں کو نقل کر کے کہا ہے کہ ان میں سے فقط پانچ آیتیں منسوخ ہیں اور بس اور وہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر	نام سورہ	آیت ناسخ	نمبر	نام سورہ	آیت منسوخ
۱	بقرہ	وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔	۱	بقرہ	وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ۔
۲	نساء	یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ اَوْلَادِکُمْ	۲	بقرہ	کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا اِۨلْوَصِیَّةُ۔
۳	انفال	اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْکُمْ			اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیہ
۴	مجادلہ	فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	۴	مجادلہ	اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَةً۔
۵	المزمل	عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ۔	۵	مزمل	یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ

قرآن شریف کے سیاق کے موافق ان پانچ آیتوں کے سوائے اور کوئی آیت منسوخ نہیں شریعت سابقہ کے احکام کو منسوخ قرار دینے کی غرض سے رمضان کے روزوں کے حکم سے عاشورہ کے روزہ کے حکم کو اور کعبہ

کی سمت قبلہ قرار پانے کے حکم سے بیت المقدس کے قبلہ کے حکم کو جو بعض علماء نے منسوخ کہا ہے وہ کلام مجید کے سیاق کے مطابق صحیح نہیں ۔ اتقان سیوطی میں ہے ”اور ایسے ہی تمام وہ آیتیں جن سے زمانہ جاہلیت یا ہماری شریعت سے اگلی شریعتوں اور یا آغاز اسلام کے وہ احکام مرفوع ہوئے ہیں جن کا نزول قرآن میں نہیں ہوا تھا مثلاً باپ کی بیویوں سے نکاح کرنیکا ابطال قصاص اور دیت (خوں بہا) کی مشروعیت طلاق کا تین بار طلاق دینے میں انحصار وغیرہ گو اس طرح کی آیتوں کا ناسخ کے قسم میں داخل کرنا مناسب ہے مگر ان کا ناسخ کے تحت میں نہ لانا زیادہ قریب بصواب ہے اس بات کو مکی وغیرہ نے ترجیح دی ہے اسلئے کہ اگر ان کو ناسخ قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام قرآن شریف ہی کو ناسخ مانیں کیونکہ قرآن مجید کا کل یا بڑا حصہ ان امور کا رافع ہے جن پر کفار یا اہل کتاب عامل تھے ۔ مکی وغیرہ کا قول ہے کہ ناسخ اور منسوخ کا حق یہ ہے کہ ایک آیت نے دوسری آیت کو نسخ کیا ہو“ انتہی و توضیحہ فی المقدمۃ

ف ۲۰ ۔ ام تریدون ان تسئلوا الخ ۔ مفسد یہود سادہ لوح صحابہؓ کے بہکانے کے لئے بعض وقت کہا کرتے تھے ۔ کہ توریت مقدس سے بڑھ کر کوئی سچی کتاب نہیں ہو سکتی اور نہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی اکمل و اشرف پیغمبر ہو سکتا ہے کیونکہ توراۃ مقدس خود لکھی لکھائی نازل ہوئی ہے جس میں کسی طرح کے شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی ۔ اسپر بھی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے اکابرین قوم کو اپنے ساتھ طور پر لیجا کر ایک غیبی آواز کے ذریعہ سے تصدیق کرا دی

تھی۔ اس بہکاوے سے بعض صحابہؓ کہنے لگے اے پیغمبر صادق بہتر ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی لکھی لکھائی کتاب لائیں جو ہم سب کے سامنے نازل ہو اور ہم سب اسکو پڑھیں۔ یا آپکے حکم سے زمین پر نہریں جاری ہوں یہ چیزیں ہیں جن سے ہمارے ایمان کو تقویت پہونچے گی اور کفار ایمان لانے میں تردد نہ کریں گے۔ اور ایسے ہی بعض مشرکین بھی کہا کرتے تھے۔ حین قالوا لن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتابًا نقرؤہ۔ عن ابن عباسؓ قال قال رافع بن حرملۃ ووھب ابن زید لرسول اللہ یا محمد ائتنا بکتابٍ تنزلہ علینا من السماء نقرؤہ او فجر لنا انھارًا نتبعك ونصدقك فانزل اللہ تعالیٰ ام تسئلوا الخ (اسباب)

بنا بریں ارشاد ہوتا ہے اے اہالیان مدینہ کیا تم اس نبی صادق کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح تنگ کرنا چاہتے ہیں محض لغو اور بیہودہ گفتگو سے ایسے مکرم و معظم پیغمبر کو دق کرنا تمھیں مناسب نہیں تصدیق نبوت کے لئے ہزارہا واضح دلائل اور روشن علامات کے ہوتے ہوئے آسمان سے لکھی لکھائی کتاب کے اتارنے اور پتھروں سے نہریں جاری کرنے کی کچھ ضرورت نہیں اور یاد رہے جان بوجھکر سخن چینی کرنے اور امر حق کو چھپانے اور دیکھ بھال کر حق سے اعراض کرنے والا شخص اپنے ہاتھوں گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے۔

ف ۳ - ودّ کثیر الخ جنگ احد میں جب مسلمان پسپا ہوئے اور بظاہر کفار کا غلبہ رہا۔ تو مشرکین کفار خصوصًا یہود کی بن آئی وہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے

سے ملتے اور کہتے۔ اسلامی مذہب دین حق نہیں اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی تائید تھی۔ بالفرض اگر اس نے کچھ ترقی بھی کی تو ہماری قومی تعداد۔ عزت وجاہت کے سامنے ہیچ ہے۔ اے مومنین دیکھو ہم خیر خواہی سے تمہیں جتلاتے ہیں کہ ایسے شخص کا ساتھ دینے سے کچھ فائدہ نہو گا مناسب ہے کہ تم اس ہمارے قدیم مذہب میں آجاؤ چنانچہ جب حضرت عمار بن یاسر[ف۱] اور حضرت حذیفہ بن الیمان

ف۱ عمار بن یاسر۔ آپ جلیل القدر صحابی سابقین اولین میں شامل ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جبکہ صحابہؓ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے تو ہر ایک شخص ایک ایک اینٹ لاتا تھا اور حضرت عمار بن یاسر دو دو لاتے تھے اسوقت رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھکو دونا اجر ملیگا۔ اور یاد رہے تجھکو ایک گروہ باغیوں کا قتل کریگا تو اس کو جنت کی طرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھکو آگ کی طرف بلاتے ہونگے۔ اور دنیا میں سب سے آخر خوراک تیری دودھ ہوگی چنانچہ جب حضرت علی اور معاویہؓ کی مقام صفین میں لڑائی ہوئی اسوقت عمار حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے تھے اور شہید ہوگئے دم نکلتے وقت انہوں نے اپنے لڑکے سے پانی مانگا وہ فوراً دودھ کا پیالہ لائے اسکو پی کر انہوں نے فرمایا سچ فرمایا تھا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب میں اپنے دوستوں سے یعنی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور آپکے صحابہ کرامؓ سے ملنے والا ہوں۔ پھر یہ بھی کہا کہ اگر بالفرض معاویہؓ فتح بھی پاویں تب بھی معاملہ معلوم ہوگیا۔ کہ وہ باطل پر ہیں اور ہم حق پر ہیں اس قصہ کے بعد تمام صحابہ کو معاویہؓ کی خطا کا یقین ہوگیا تھا اسیوجہ سے معاویہؓ نے صلح کی تحریک کو قبول کر لیا تھا۔ مگر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفداروں نے فیصلہ حکم پر ناراضگی ظاہر کی اور اسے نہ مانا تو معاویہؓ کو اشتعالک کا یہ ایک دوسرا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس حیلہ سے اس نے ہٹے ہوئے لوگوں کو پھر اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ حضرت عمار بن یاسر کی

رضی اللہ عنہما سے اس قسم کی خواہش کی گئی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے احبار نقض عہد میں کیا حکم ہے۔ وہ کہنے لگے سخت وعید ہے آپ نے کہا پھر میں تو اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ مرتے دم تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری میں ثابت قدم اور قائم رہونگا۔ کبھی آپ سے اعراض نہ کرونگا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے احبار رضیت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبالقرآن امامًا وبالکعبۃ قبلۃ وبالمومنین اخوانًا۔ چنانچہ جب دونوں حضرات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آں سرور کائنات نے فرمایا اصبتما الخیر و افلحتما اور اس آیت "ودّ کثیرٌ من اھل الکتٰب" الخ کو پڑھ سنایا۔ اور فرمایا اے مومنین تمہیں کفار کی ایسی چھیڑ چھاڑ سے رنجیدہ خاطر نہ ہونا چاہیئے وہ حقیقت اسلام سے ناواقف اور اس کے برکات سے بے نصیب ہیں اور اگرچہ انہیں یقین ہے کہ بالآخر اسلام ہی کو غلبہ رہیگا۔ لیکن مارے حسد کے دیکھ نہیں سکتے پس اے مومنین صبر ہی بہتر ہے کیونکہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۰) شہادت ۳۷ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے اس وقت ان کی عمر ترانوے برس کی تھی۔ انکی شہادت کے بعد جب یہ قصہ اور قول رسول علیہ السلام معاویہؓ کے پیش کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ علیؓ نے عمارؓ کو بھیجا تھا نہ وہ بھیجتے اور نہ وہ شہید ہوتے پس اصل میں قاتل عمار علیؓ ہیں۔ مگر جب انہیں جواب میں کہا گیا۔ کہ حضرت امیر حمزہؓ کو رسول اللہ نے جنگ میں بھیجا تھا پس کیا قاتل حمزہؓ رسول اللہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ تو معاویہؓ نے دوسری تاویل کی کہ یہ باغی بمعنی طالب ہے اسلئے کہ بغا طلب کو کہتے ہیں۔ پس ہم طالب خون عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ ۱۲

عنقریب اس امر کا پورا پورا اور قطعی فیصلہ ہونے والا ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا

و برپا دارید نماز را　و بدہید زکوٰۃ را　و آنچہ پیش بفرستید

اور قائم کرو نماز کو　اور دو زکوٰۃ　اور جو کچھ آگے بھیجو گے تم

لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ

برائے خویشتن　از نیکو کاری خواہید یافت آنرا نزد　خدا　ہر آئینہ

واسطے جانوں اپنی کے　بھلائی سے پاؤ گے اسکو نزدیک اللہ کے　تحقیق

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٠٥﴾

خدا　بآنچہ　می کنید　بینا است

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تم کرتے ہو تم　دیکھنے والا ہے

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ (و برپا دارید نماز را - اور قائم رکھو نماز کو)

وَاَقِيمُوا، ج - ح - امر - مصدر الاقامۃ افعال اجوف -

الصَّلٰوۃ - مصدر بمعنی دعاء مخصوص

اقامۃ الصلوٰۃ سے نماز مفروض مراد ہے جو برعایت آداب و بپابندی شرائط دائمی شوق اور محبت سے ادا کیجائے۔

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (و بدہید زکوٰۃ را اور زکوٰۃ ادا کرو)

اٰتُوا، ج - ح - امر - الزکوٰۃ، حصہ مفروضہ مال جو ہر ایک مسلمان عاقل بالغ صاحب نصاب پر معین ہے۔

وَمَا تُقَدِّمُوا (و آنچہ پیش فرستید - اور جو کچھ پہلے بھیجو گے)

ما، شرطیہ - تقدموا، مضـ ج - ح -

مجزوم بشرط۔

(برائے ذاتہائے خود۔ اپنے لئے)

انفس: ل، بمعنی انتفاع و تملیک انفس۔

جمع نفس۔

مِنْ خَیْرٍ۔ (از نیکوی۔ بھلائی سے)

مِنْ، زائد۔ موکد عمومیت نکرہ۔

خَیْرٍ، نیکی و بھلائی۔

صدقہ نفل وغیرہ۔ اسے ای خیر کان

(بیابید یا خواہید یافت آنرا نزد خدا۔ پاؤ گے اسکو نزدیک خدا کے)

تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ: اسے تجدوہ ثوابہ من عند اللہ او فی علمہ۔

تَجِدُوا، مضارع مجزوم بجواب شرط

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ: (بدرستی کہ خداوند بآنچہ کہ میکنید بیناست)

البتہ خداوند اس عمل کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔)

اِنَّ، موکد مضمون جملہ۔ ب، زائد۔

مَا۔ موصولہ۔

تَعْمَلُوْنَ، مضارع جمع۔ بصیر صفت مشبہ۔

انشائیہ: معطوف علیہ:
- وَ۔ اَقِیْمُوْا، ... فعل با فاعل
- الصَّلٰوۃَ، ... مفعول

معطوف:
- وَ۔ اٰتُوا، .... فعل با فاعل
- الزَّکٰوۃَ، .... مفعول

جملہ شرطیہ: شرط:
- وَ۔ مَا، شرطیہ۔ تُقَدِّمُوْا، فعل با فاعل
- لِاَنْفُسِکُمْ، .. جار مجرور ظرف لغو
- مِنْ، زائد۔ خَیْرٍ، ... مفعول

جزاء:
- تَجِدُوْا، ... فعل با فاعل
- ہٗ، ضمیر مفعول عِنْدَ اللّٰہِ، ظرف

جملہ اسمیہ اسم اول:
- اِنَّ، مشبہ بفعل۔ اللّٰہَ، اسم
- متعلق خبر مقدم: ب، جار۔ مَا، مجرور موصول
- تَعْمَلُوْنَ، جملہ فعلیہ۔ صلہ
- اسے وھو بصیر بما تعملونہ۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ

و گفتند ہرگز بہ بہشت در نیاید مگر آنکہ

اور کہا انہوں نے ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی ہوئے گا

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا

یہود باشد یا ترسا باشد این آرزوہائے باطلہ ایشانست بگو آرید

یہودی اور عیسائی یہ ہیں آرزوئیں انکی کہہ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ بَلٰى ق مَنْ

دلیل خودرا اگر ہستید راست گو بلے ہرکہ

دلیل اپنی اگر ہو تم سچے بلکہ جو شخص

اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ

منقاد کرد روئے خودرا برائے خدا و او نیکو کار باشد پس او راست مزد او نزد

سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اسکے ثواب اسکا ہے

رَبِّهٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

پروردگار خویش و نیست ترس بر ایشان و نہ ایشان اندوہگیں شوند

نزدیک پروردگار اسکے کے اور نہیں ڈر اوپر انکے اور نہ وہ غمگیں ہونگے

(وگفتند ہرگز در نیاید۔ اور انہوں نے کہا ہرگز نہ داخل ہوگا۔)

قالوا، ماضی ج غ۔ لن یدخل، مضارع منفی ا ح غ موکد۔ الدخول والمدخل۔ داخل ہونا اندر گھسنا مصدر ف۔ ض۔

(در بہشت۔ بہشت میں)

جنت۔ دار ثواب آخرت۔ اور وہ سرسبز وگنجان باغیچہ جسکے درختوں کے تنے پتوں کی انبوہی اور کثرت کی وجہ سے دکھائی نہ دیں۔

(الا آنکہ باشد یہود یا ترسا۔ مگر وہ جو ہوگا یہودی یا عیسائی۔)

الّا، حرف استثنائے مفرغ۔

من، موصولہ۔

کَان، ا - ع - باصبعنی مضارع فعل ناقص-

هُود، جمع هائد- مثل عُوذ جمع عائذ اور هائد توبہ کرنے والے گناہوں سے شرمندہ ہونے والے کو کہتے ہیں- اس میں واحد وغیرہ مساوی ہے- مراد قوم یہود اور کہا گیا ہے کہ هوداً اصل میں یہوداً ہے یائے زائد حذف ہوئی ہے-

نصارٰی، جمع نصران و نصرانہ مراد متبعان حضرت مسیح علیہ السلام-

لفّ بین قولی الفریقین اعتماداً بفهم السامع اسے قالت الیهود لن یدخل الجنة الا من کان هوداً وقالت النصارى لن یدخل الجنة الا من کان نصارٰی و وحد ضمیر اسم کان وجمع الخبر نظراً الی اللفظ والمعنی-

(این آرزوئے باطلہ ایشاں است- یہ انکی باندھی ہوئی آرزوئیں ہیں-)

تِلْکَ، اسم اشارہ مشیر الی ما تقدم ذکرہ-

اَمَانِیُّ- جمع اُمنویہ بروزن افعولہ اُمنیہ آرزو دلی خواہش تمنے سے ماخوذ ہے مثل اعجوبہ واضحوکہ تضحیک وتعجیب سے ماخوذ ہیں-

(بگو بیارید- کہدو کہ لاؤ)

قُلْ، امر ا - ع - هَاتُوْا، امر ج ح واحد ہات اصل الی یاتی ہے ا- ھ سے بدل ہے اور کہا ہے- هاتوا بمعنی احضروا فعل امر ہے اسم فعل یا صوت بمنزلہ ہا بمعنی احضر ہے- ہا اسکی اصل ہے ہمزہ سے بدل نہیں ہے اور نہ تنبیہ کی کے لئے ہے- اس مادہ کی ماضی ومضارع ومصدر میں اختلاف ہے- ابوحیان کہتے ہیں- یقال هاتی یهاتی مهاتاة-

(دلیل خود را- سند اپنی)

برهان، دلیل حجت سند گواہ

اصطلاحاً ایک خاص ڈھب پر چند معلومات تصدیقیہ کے ترتیب دینے کو برہان کہتے ہیں جس سے مجہول تصدیقی حاصل ہوسکتا ہے اگر اس کا نون اصلی ہے تو بَرهَنَ - یُبَرهِنُ سے مشتق ہے ۔ برھنۃ البیان اور اگر نون زائد ہے بَرَهَ - یَبْرَهُ بمعنی قطع سے ماخوذ ہے الحاصل برہان اس قاطع دلیل اور سند کو کہتے ہیں جس سے سامع کو پورا اطمینان اور یقین حاصل ہوجاتا ہے اور وہ صحت دعوی کی دلیل ہوتی ہے۔

(اگر ہستید شمار است گویاں - اگر تم سچے یا صادق ہو)

اِن، شرطیہ - کُنتُمْ، ماضی ناقص جمع مذکر حاضر۔ صٰدِقِیْن، جمع صادق - وہ شخص جسکی بات واقع کے مطابق اور جسکا فعل قول کے مطابق ہو سچا شخص -

(آرے ہر کہ منقاد گرد دیا تسلیم کند ہاں کیوں نہیں جس نے خالص کیا)

اے لیس کما قلتم بلی من اسلم وجہہ -

بَلٰی، حرف ایجاب نفی - یہ حرف اپنے ماقبل کی نفی کو رد کرتا ہے - اور مابعد کو ثابت کرتا ہے -

مَنْ، جو شخص جو کوئی شرطیہ -

اسلم، خالص اور صاف کیا اس نے ماضی ع - الاسلام مطیع و فرمانبردار ہونا

معلومات اور ضرور ہے کہ حد اوسط افراد اصغر کی علت ہو جیسے وہ اکبر کے افراد کی علت ہوتی ہے - جیسے کہیں یہ شخص بخار کا بیمار ہے اور ثبوت دعوی میں کہا جائے - اس شخص کی بلغمی یا دموی خلط متعفن ہے اور جب اس قسم کے اخلاط متعفن ہوجاتے ہیں تو بخار پیدا کرتے ہیں - اب مخاطب کو انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ شخص تعفن اخلاط سے بخار آجانے پر واقف ہے - ۱۲

خالص و بے عیب ہونا مصدر افعال
اَسْلَمَ - یُسْلِمُ - مُسْلِمٌ - اَسْلِمْ
لَا تُسْلِمْ -

اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (روئے خود را برائے خدا اپنا منہ یا اپنے کو اللہ سے یا واسطے اللہ کے)

وَجْهٌ، روے و چہرہ - وذات و شخص و مقصد -
لِلّٰهِ - ل مظہر تخصیص -

وَهُوَ مُحْسِنٌ (وا و نیکو کار باشد - اور وہ نیکی پر ہے)
مُحْسِنٌ، احتیاط کنندہ شرعی تعلیم کے موافق عمل کرنیوالا - نیک خلق والا - اور خالصاً عبادت کرنے والا

فَلَهٗ اَجْرُهٗ (پس او راست مزد او - اس کے لئے ہے بدلہ یا مزدوری -)
ف - جزائیہ - ل مخصصہ ای خصوصاً
اجر، پاداش عمل - مزدوری و بدلہ

عِنْدَ رَبِّهٖ (نزد پروردگار او - اس کے پروردگار کے پاس)

وَلَا خَوْفٌ (و نیست ہیچ ترسے بر ایشاں - ان پر کچھ یا کسی طرح کا ڈر نہیں ہے)
لَا، حرف نفی - خوفٌ، وہ ڈر اور ہیبت ہے جو مکروہ کے پہونچنے یا مطلوب کے فوت ہو جانے کے خیال سے دل پر اثر کرتا ہے -
هُمْ، ضمیر مَن باعتبار معنی -

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (و نہ ایشاں غمگیں شوند - اور نہ وہ غمگین ہونگے)
یَحْزَنُوْنَ، ج غ مضف حزن وہ غم ہے جو فوت شدہ مطلوب کے تذکرے سے دل پر اثر کرتا ہے -

الترکیب
قالوا ، ... ... فعل مع فاعل
لَنْ یَدْخُلَ ... فعل
الْجَنَّةَ ... مفعول
اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا الخ مقولہ
فاعل

جملہ فعلیہ مقولہ (حاشیہ)

۴ فاعفوا و اصفحوا یا معترضہ ہیں اور یا ان کا عطف بھی ودّ پر ہے اور عطف انشاء اخبار پر چونکہ اسکے لئے اعراب ہے

کوئی محل نہیں سوائے واؤ کے جار ہے

مَنْ، ...... موصولہ

کَانَ، فعل ناقص مع اسم

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی، ...خبر

تِلْكَ، ...... اسم اشارہ

مقولہ لن یدخل الجنۃ وان یردون مبتدا

مشار الیہ۔

اَمَانِیُّهُمْ خبر و جملہ معترضہ موکدہ

قُلْ، ...... فعل با فاعل

هَاتُوْا، ... فعل با فاعل

بُرْهَانَكُمْ، مفعول بہ — مقولہ

اِنْ، شرطیہ۔ كُنْتُمْ فعل مع الاسم

صٰدِقِیْنَ، ..... خبر

هاتوا برهانكم.. محذوف ... جزا

بَلٰی، حرف ایجاب، مَنْ، شرطیہ۔

اَسْلَمَ، ... فعل مع الفاعل

وَجْهَهٗ، ...... مفعول

لِلّٰهِ، .... جار مجرور ظرف لغو

وَهُوَ، ...... مبتدا

مُحْسِنٌ، .... خبر

فَلَهٗ، متعلق ثابت۔ خبر مقدم

اَجْرُهٗ، ترکیب اضافی ذوالحال

عِنْدَ رَبِّهٖ ظرف مستقر حال

وَیَا مَنْ، .... نکرہ مبہم

اسلم الخ جملہ فعلیہ تمیز — مبتدا

فله اجره الخ ...... خبر

وَیَا مَنْ، موصولہ۔ وَاَسْلَمَ، صلہ فاعل

یدخل الجنۃ۔ محذوف، فعل مع المفعول

لے فلہ اجرہ الخ جملہ جواب من اگر وہ شرطیہ ہے اور اگر وہ موصولہ ہے تو اس کی خبر ہے اور فا بوجہ تضمن معنی شرط اور یا من موصولہ فاعل ہے فعل محذوف لید خلہا کا اور بلیٰ مع ما بعد خود انکے قول کا رد ہے اور فلہ اجرہ الخ جملہ موصوف ہے معطوف پر عطف جملہ اسمیہ بر فعلیہ کیونکہ مراد اول سے تجدد ہے اور ثانی سے ثبوت ہے سکاکی نے تصریح کی ہے کہ جملتیں جب تجدد و ثبوت میں مختلف ہوں تو معنی کا اعتبار کیا جائیگا اور اس کا عطف صحیح ہوتا ہے۔

اے لیس کما قلتم بل یدخل الجنۃ
من اسلم الخ وفلہ اجرہ عند ربہ،
جملۃ اسمیہ معطوف علی ماقبل
لاخوف، ...... مبتدا
علیہم، متعلق ثابت خبر
جملہ اسمیہ

و۔ لا، حرف نفی۔
ھو .... مبتدا
یحزنون، جملہ فعلیہ خبر
جملہ اسمیہ

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ
وگفتند یہود نیستند ترسایان بر ہیچ چیز و
اور کہا یہود نے نہیں نصاری اوپر کسی چیز کے اور

قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ
گفتند ترسایان نیستند یہود بر ہیچ چیز و
کہا نصاری نے نہیں یہودی اوپر کسی چیز کے اور

هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ
ایشاں ہمہ میخوانند کتاب را ہمچنیں گفتند آنانکہ
وہ پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح کہا ان لوگوں نے

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ
نمیدانند مانند قول ایشاں پس خدا حکم کند میان ایشاں
کہ نہیں جانتے مانند بات انکی کے پس اللہ حکم کرے گا درمیاں انکے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۱۰۸)
روز قیامت در آنچہ اختلاف میکنند دراں
دن قیامت کے نہ بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اسکے اختلاف کرتے

(وگفتند یہود اور یہودیوں نے کہا)

قالت، ماضی مونث تانیث باعتبار جماعت۔

الیھود۔ اے احبار الیہود وعلماءہم

(نیستند ترسایان۔ نہیں ہیں عیسائی)

لَیسَتْ، ماضی مونث تانیث لفظ باعتبار جماعت۔

النَّصَارٰی، ال جنسی ومراد جملہ عیسائی

(بر ہیچ چیز۔ کسی چیز پر۔ راہ پر)

شیءٍ۔ اس کا اطلاق ہر موجود پر کیا جا سکتا ہے اور یا اس پر کہ عارض یا معروض بن سکے۔

(وگفتند نصاریٰ نیستند یہود۔ بر چیز اور کہا عیسائیوں نے نہیں ہیں یہودی راہ پر)

(وایشان میخوانند کتاب را۔ اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب کو) اے عالمون بالکتٰب الناطق یہ توبیخ ہے یہود ونصاریٰ کے لیئے اور ارشاد ہے مومنین سے کہ عالم بالقرآن کو ایسی گفتگو نہ کرنی چاہیئے جو کہ مضامین کلام الٰہی کے خلاف ہے۔

الکتٰب۔ ال عہدی ومراد توراۃ یا انجیل ویا جنسی ومراد عام کتب منزلہ

یتلون، مضارع جمع الکتاب توراۃ وانجیل

(ہمچنین گفتند۔ اسی طرح کہا ہے)

کذٰلک بمعنی مثل منصوب المحل یا مرفوع

قال، ماضی مصدر القول

(آنانکہ ہیچ نمے دانند۔ ان لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے)

یعنی جن کے پاس آسمانی کتاب نہیں یا ان پڑھ مقلد جو محض سنی سنائی باتوں پر ہنچے ہیں

لَا یَعْلَمُوْنَ، مضارع جمع منفی۔

(مانند قول ایشاں۔ انہیں کی طرح بات۔ یا ان کی بات کی مانند۔

---

۵ لیست۔ لیس سے مشتق ہے اور لیس اصل میں لیس بکسر العین ہے تصریف اس فعل کی ماضی کے سواے نہیں آتی۔ ۱۲

فاللّٰہ یحکم

مثل، مشابہ و مانند ایک جیسی چیز۔

قول، بات چیت جمع اقوال۔

ھم، اے النصاریٰ والیہود۔

ف (پس خداوند حکم کند۔ پس اللہ حکم کریگا)

ف۔ فصیحہ و استینافیہ

یحکم، مضارع الحکم بات کہنا۔ فیصلہ کرنا۔ مصدر ف۔ ض حکم یحکم حاکم۔ محکوم۔ احکم۔ لا تحکم۔

بینھم (میان ایشاں۔ ان میں)

بین۔ حد مشترک۔ مختلف حدود کے ملنے اور الگ ہونے کی جگہ۔

یوم القیامۃ (بروز قیامت۔ قیامت میں۔)

یوم۔ مقدار معینہ زمانہ جمع ایام (ایوام)

و یوم القیامۃ۔ روز حساب اعمال دنیا و روز دیوان جزا۔

فیما کانوا فیہ یختلفون (در آنچہ کہ دراں اختلاف میکردند)

اس چیز میں کہ جس میں جھگڑتے ہیں۔

ما، نکرہ موصوفہ یا موصولہ

کانوا یختلفون۔ ماضی استمراری

الاختلاف۔ باہم جھگڑنا۔ اختلاف کرنا۔ مصدر افتعال۔

اعرابہا

وقالت، فعل۔ الیہود فاعل

لیست ۔۔۔ فعل ناقص
النصاریٰ ۔۔۔ اسم
علی الشیء متعلق ثابتۃ خبر

و۔ قالت، فعل۔ النصاریٰ فاعل

لیست ۔۔۔ فعل ناقص
الیہود ۔۔۔ اسم
علی الشیء، متعلق ثابتۃ خبر

وھم، ۔۔۔ مبتدا
یتلون، فعل مع الفاعل
الکتٰب، ۔۔۔ مفعول

یہ جملہ اسمیہ ہر دو قالت کے فاعل سے حال ہے۔

اے قالوا ذلک وھم عالمون بما فی کتبھم۔

قال، ۔۔۔ فعل
الذین ۔۔۔ اسم موصول

لا یعلمون، جملہ فعلیہ صلہ صفت

کذالک، ای مثل ذالک، صفت

قولاً، محذوف، موصوف

یا کذالک، ای مثل ذالک، مبتدا

قال الذین الخ جملہ فعلیہ خبر

مثل ... مضاف | بیان معنی ذالک

قولھم ... مضاف الیہ | کرر للتاکید والتقریر

۵ کذالک کہا ہے کہ یہ اس جگہ بمعنی تشبیہ نہیں ہے بلکہ بمعنی تثبیت و تاکید ہے مثل کذالک نسلکہ فی قلوب المجرمین

۶ مثل قولھم یا منصوب بہ یعلمون ہے اور یا مفعول بہ ہے قال سے۔ یا بدل ہے محل کاف سے۔

اور یا کذالک مفعول بہ ہے

اور مثل قولھم مفعول مطلق

یا کذالک الخ مبتدا

قال الذین ... خبر

مثل، صفت

قولاً، محذوف موصوف

(جملہ اسمیہ — مفعول مطلق)

اے قال الذین لا یعلمون الکتاب قولاً مثل قول الیہود والنصاریٰ۔ و یا مثل قول الیہود والنصاریٰ قال الذین لا یعلمون اعتقاد الیہود و النصاریٰ۔ ۱۲

اللہ، .... مبتدا

یحکم، فعل مع الفاعل

بینھم، .... ظرف

یوم القیمۃ، مفعول فیہ

(جملہ فعلیہ خبر — جملہ اسمیہ)

اے اعرض عنھم یا محمد اللہ یحکم بینھم

فی، جار- ما، موصوفہ یا موصولہ

کانوا، فعل ضمیر- اسم

فیہ یختلفون، جملہ خبر

یختلفون، فعل مع الفاعل

فیہ، جار مجرور ظرف لغو

اے فیما یختلفون ھؤلاء

اے فی دخول الجنۃ و فی استحقاق ثواب الآخرۃ۔

ف۱- وقالت الیھود الخ ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نجران۵ کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے جب پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کرنا شروع کیا اور ہر طرف اسکی خبریں مشتہر ہوگئیں تو نجران جو نواح یمن میں واقع ہے اور قدیم سے وہاں نصاریٰ آباد تھے وہاں کے لوگوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں مسلمان اس طرف حملہ آور نہو جائیں اسلئے انہوں نے اپنی قوم کے ساٹھ آدمی بطور سفارت سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجے - جن میں چوبیس آدمی اشراف اور سردار تھے انہیں نصاریٰ سے یہود مدینہ کے آکر ملے اور دونوں فریق میں مذہبی بحث شروع ہوگئی ہر ایک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرنے لگا اور ایک دوسرے کو نا ملائم الفاظ سے تخاطب کرنے لگ گئے آنجناب علیہ السلام کو یہ بحث انکی بہت ناگوار ہوئی - بعد ازاں اس آیت کا نزول ہوا -

۵- نجران عرب کے ایک ملک کا نام ہے جو مکہ سے سات منزل یمن کی جانب ہے وہاں قدیم سے نصاریٰ رہتے تھے اس ملک میں تہتر بستیاں ہیں اخدود بھی اسی ملک کی ایک بستی ہے جسکا ذکر سورہ بروج میں ہے - جب یہاں کے لوگ مدینہ منورہ میں آئے تو آنجناب نے ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا مگر انہوں نے قبول نہ کیا پھر آنجناب نے ان سے کہا کہ مباہلہ کرلو اسپر راضی نہ ہوئے - آخر انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اور صلح کرلی - صاحب شرح مواہب لکھتے ہیں کہ اب وہ بستیاں ویران پڑی ہوئی ہیں - وہاں صرف اب وہ مسجد باقی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی - ۱۲ اکسیر

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ

وکیست ستمگار تر ازانکه منع کرد مسجدہاے خدارا ازانکہ یاد کردہ

اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں اللہ کی کو یہ کہ ذکر کیا جاوے

فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ

شود نام خدا دروے وکوشش کرد در ویرانی آنہا ایں گروہ نے سزد

بیچ انکے نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے انکے کے یہ لوگ ہیں

لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی

ایشاں را کہ درآیند بمسجدہا مگر ہراساں ایشاں راست

لائق تھا واسطے انکے یہ کہ داخل ہوں انہیں مگر ڈرتے ہوے واسطے انکے ہے

الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾

در دنیا خواری وایشاں راست در آخرت عذاب بزرگ

بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے انکے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا

(وکیست ستمگار تر۔ ویا نیست ستمگار تر۔ کون ہے ظالم زیادہ۔ یا نہیں زیادہ تر ظالم)

اے لا احدٌ اظلمُ مَنْ

استفہامیہ بمعنی لاے نفی غرض مبالغہ تہدید وزجر ہے مع قطع نظر نفی مساوات وزیادۃ کے۔

اَظْلَمُ ، افعل (الظلم ، وضع الشئ فی غیر موضعہ۔

(ازانکہ منع کرد۔ یا بازداشت۔ اس سے کہ روکتا ہے یا جس نے منع کیا۔

مِنْ - بیانیہ - مَنْ ، موصولہ یا موصوفہ

مَنَعَ ، ماضی - اَلْمَنْعُ کام سے روکنا نہ دینا شے کا مصدر ف - مَنَعَ

يَمْنَعُ - مَانِعٌ - مَمْنُوعٌ - اِمْنَعْ
لَا تَمْنَعْ -

مساجد اللہ

(مسجد ہائے خدارا - خدا کی عبادت گاہوں کو - اللہ کی مسجدوں کو)

مَسَاجِد، جمع مسجد - عام عبادت خانہائے اہل کتاب وخصوصاً مسجد بیت المقدس ومسجد الحرام -

ان يذكر فيها

(از آنکہ ذکر کردہ شود دراں - اس سے کہ پڑھا جاوے اس میں یا عبادت کیجائے اس میں -

ان يذكر - یاد کیا جاوے - مضارع منصوب -

فِيهَا - اسے في المساجد -

ذکر یہ لفظ کلام مجید میں بیس وجوہ پر آیا ہے

(۱) زبان کا ذکر - فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم -

(۲) قلب کا ذکر - ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبهم -

(۳) حفظ - واذکروا ما فیه -

(۴) طاعت اور جزا - فاذکرونی اذکرکم -

(۵) نماز پنجگانہ - فاذا امنتم فاذکروا اللہ -

(۶) پند ونصیحت کرنا - فلما نسوا ما ذکروا به و ذکر فان الذکری

(۷) بیان - اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم -

(۸) بات کرنا - واذکرنی عند ربک اسے حدثه بحالی یعنی اس سے میرا حال کہنا بر سبیل تذکرہ -

(۹) قرآن - ومن اعرض عن ذکری ما یاتیهم من ذکر -

(۱۰) توراۃ - فاسئلوا اهل الذکر -

(۱۱) خبر - ساتلوا علیکم منه ذکرا

(۱۲) شرف - وانه لذکر لک -

(۱۳) عیب - هذا الذی یذکر الهتکم

(۱۴) لوح محفوظ - من بعد الذکر

(۱۵) اذکر اللہ کثیرا -

(۱۶) وحی فالتالیات ذکراً

(۱۷) رسول ذکراً رسولاً

(۱۸) نماز ولذکر اللہ اکبر

(۱۹) نماز جمعہ فاسعوا الی ذکر اللہ

(۲۰) نماز عصر عن ذکر ربی (اتقان)

اسمہ (نام آن۔ اسکا نام خدا کا ذکر)

اسم، علامت معینہ جس سے ذات مبہم متمیز اور پہچانی جاسکے۔

وسعی فی خرابہا (وسعی وکوشش نمود درخرابی آنہا۔) اور کوشش کیا انکے برباد کرنے اور اُجڑ جانے میں۔

سعٰی، ماضی السعی والتعایۃ کوشش کرنا۔ دوڑنا مصدر ف ناقص سعٰی۔ یسعٰی۔ ساعٍ مسعیٌّ اِسعَ۔ لَاتَسْعَ۔

خراب، اسم مصدر بمعنی تخریب مثل سلام وتسلیم بمعنی ھلام وتعطیل۔

اولٰئک (این گروہ۔ یہ لوگ یا ایسوں کو) اولٰئک اسے الما لغون وسعیون

ماکان لہم (نہ سزاوار ایشان را۔ نہیں لائق تھا انکے)

ماکان، نبود۔ نہ تھا ماضی منفی

لہم، اسے لھو ل بمعنی لیاقت

ان یدخلوھا (آنکہ در آیند بمساجد۔ یہ کہ داخل ہوں ان میں۔ یا اس میں)

[1] لہم۔ لام بمعنی اختصاص بروجہ لیاقت ہے جیسے الجل للفرس میں ہے اور خوف سے خوف من اللہ مراد ہے اس تقدیر پر یہ جملہ مستانفہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے جو قولہ تعالیٰ وسعی فی خرابہا سے پیدا ہوا ہے کانہ قیل فما اللائق بہم۔ اور ظلم سے مراد وضع الشئی فی غیر موضعہ ہے۔

اور یا لام بمعنی استحقاق ہے مثل الجنۃ للمومنین اور مراد خوف سے خوف من المومنین ہے اس تقدیر پر یہ جملہ جواب ہے اس سوال سے کہ ناشی ہے قولہ تعالیٰ فمن اظلم فمن منع سے کانہ قیل فماکان حقہم اور مراد ظلم سے تصرف فی حق الغیر ہے ۲

۲ اور یا مجرد ارتباط بالحصول کے لئے ہے لئے ماکان لہم فی علم اللہ تعالیٰ وقضائہ ان یدخلوھا فیما

[illegible]

اَنْ یدخلوھا مفعول منصوب و مرجع ضمیر مساجد۔

خائفین (اگر ترسندگان۔ مگر ڈرتے ہوئے)

خائفین۔ جمع خائف اسم فاعل خبر بمعنیٰ

لھم فی الدنیا (ایشاں راست در دنیا۔ اور ان کے لئے ہے دنیا میں)

لَھُم۔ ل بمعنیٰ تخصیص فی الدنیا اسے فی الدار الدنیا۔

خزی (رسوائی و حقارت و ذلت) اسے خزی عظیم مصدر بمعنی اسم یا حاصل بالمصدر۔

ولھم فی الاخرۃ (و برائے ایشانست در آخرت۔ اور آخرت میں انکے لئے ہے۔)

فی الاٰخرۃ اسے فی دار الاٰخرۃ۔

عذاب عظیم (عذاب بزرگ۔ عذاب سخت) عذاب شکنجہ و تکلیف۔

الترکیب

مَنْ، استفہامیہ ...... مبتدا

اظلمُ، فعل ھو ضمیر فاعل

من، جار مَنْ، موصولہ

منعَ مساجد اللہ الخ صلہ

اسے لا احدٌ اظلم ممّن منع مساجد اللہ الخ اس کا عطف وقالت النصاریٰ پر ہے قبیل عطف قصہ سے او پر قصہ کے اور یا جملہ معترضہ ہے درمیان معطوف یعنی قالوا اتخذ و معطوف علیہ قالت الیھود میں بغرض بیان حالت مشرکین لیکن ظاہر آیت مقتضی عموم ہے اور خصوص سبب اس سے مانع نہیں۔

مَنَعَ، ...... فعل مع الفاعل

مساجد اللہِ، ... مبدل منہ

اَن یذکر، ... فعل مجہول

فیھا، ... ظرف لغو

اسمہٗ، نائب فاعل

عمارتہا۔ او العبادۃ فیھا مقدر ...

و یا مساجد اللہِ، مفعول اول اَن یذکر

و اَنْ یذکر الخ ... مفعول لہ اسے منعھا کراھیۃ اَن یذکر فیھا اور ممکن ہے کہ یہ جملہ موضع خبر میں ہو۔ اور خافض محذوف ہو۔ اسے من

ان یذکر فیہا۔

و۔ سعٰی، ...... فعل مع الفاعل

فی، ... حرف جار } ظرف لغو

خرابہا، ... مجرور

اور یہ عطف تفسیر ہے۔

اولٰئک، ... اسم اشارہ } مشار الیہ } مبتدا

مَن باعتبار معنی یا یا العون

مَا کان، ... فعل ناقص

لھم، متعلق ثابتًا ... خبر

ان یدخلوا، فعل مع الفاعل

ھا ضمیر ... مفعول ذو الحال

اِلّا، حرف استثناء

خائفین، حال ضمیر فاعل

کانہ قیل وما کان لھم فقیل کان

التی بھم الدخول متواضعاً خشعاً۔

وکان لھم ان یعظموا شعائر اللہ۔

ویا ان یدخلوہا الا خائفین

خبر بمعنی امر ہے۔ اے اخیفوھم

بالجہاد فلا یدخلہا احدٌ اِلّا

خائفین (جلالین) ویا قاتلوھم

حتی لا یدخلہا احدٌ منہم اِلّا

خائفاً من القتل او السبی۔

لھم، متعلق ثابت } ... خبر مقدم

فی الدنیا، ظرف لغو

خزیٌ، ...... مبتدا

وَ فی الاٰخرۃ، ظرف مستقر خبر

عذابٌ عظیمٌ، ... مبتدا

ف ۱۔ ومن اظلم الخ ان آیات میں آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بشارت اور تسلی دی گئی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ بیت اللہ شریف کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف مجبوراً ہجرت کرنے سے مسلمانوں کے دل دکھے ہوئے تو تھے ہی۔ اسپر حدیبیہ کے سال میں جبکہ آنجناب مع صحابہ کعبۃ اللہ کی زیارت اور

اداۓ مراسم حج سے روک دے گئے - اور انہیں حج اداکرنے کے بغیر مکہ معظمہ کے قریب سے مدینہ منورہ کی طرف واپس جانا پڑا) تو انکے دل نہایت غمگین اور پژمردہ ہو گئے تھے جس سے ایک ایک قدم اٹھانا انکے لئے سخت مشکل اور بھاری ہو رہا تھا - وہ جیتے جی واپس ہونا نہیں چاہتے تھے - مگر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دم بخود تھے اور کوئی حرف زبان پہ نہ لا سکتے تھے - ارشاد ہوتا ہے اے ہمارے شکر گزار بندو ہماری اطاعت و فرمانبرداری میں تکالیف اور مصائب پر صبر و شکر کرنیوالو ہم وعدہ کرتے ہیں اور تمھیں بشارت دیتے ہیں کہ آیندہ کے لئے ابد الآباد تک مشرکین وغیرہ کفار بیت اللہ کی ہمسائگی سے محروم کر دئے گئے ہیں - اور بہت ہی جلد ہم تمھیں مسجد الحرام اور دوسری تمام مساجد پر غالب کر دیں گے - اب ان کی یہ حالت ہو گی کہ کوئی مشرک بیت اللہ میں داخل نہ ہو گا کہ اسے قید یا قتل ہو جانیکا ڈر نہ رہے (کبیر)

خلاصہ واقعہ حدیبیہ سنہ ۶ھ میں جب آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار چار سو صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا - تو ادھر قریش نے (جو کہ بدر کی لڑائی سنہ ۲ھ میں شکست کھانے کے بعد جوش انتقام میں بھرے ہوئے تھے) آنجناب کی آمد سنکر لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور آپس میں عہد کر لیا کہ مسلمان مکہ میں نہ آنے پائیں - جب آنجناب علیہ الصلوٰۃ کو مشورہ قریش سے اطلاع ہوئی تو مکہ سے دو منزل دور آپ نے قیام فرمایا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

سرداران قریش کے پاس بھیجکر یہ ظاہر کیا کہ ہمیں لڑنا منظور نہیں نہ ہمارا یہ قصد ہے۔ ہم زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حج ادا کر کے واپس چلے جائیں گے۔ مگر قریش نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ جس سے عام طور پر یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر آنجناب نے اصحاب کرامؓ سے ایک درخت کے نیچے جہاد پر بیعت لینی شروع کر دی۔ کہ اسی اثناء میں حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور چند سرداران قریش بھی آ پہونچے آخرکار بڑی ردوکد کے بعد یہ معاہدہ ہوا۔ کہ مسلمان اس سال یہیں سے واپس جائیں اور اگلے سال حج کے لئے آئیں۔ دس برس تک لڑائی موقوف رہے ہماری درخواست پر ہماری قوم کے گرفتار شدہ لوگ مسلمان واپس کر دیں گے۔ مگر ہم واپس نہیں کرینگے یہ معاہدہ کیا تھا محض اظہار زبردستی اور مسلمانوں کو لڑائی پر مجبور کرنا مطلوب تھا۔ مگر چونکہ مسلمان صرف حج اور زیارت بیت اللہ کیلئے آئے تھے لہذا آنجناب نے حسب قرارداد واپس مدینہ منورہ کا قصد کر لیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خون ہرچند جوش میں آتے تھے مگر برضائے سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات دم بخود ہو کر رہجاتے تھے۔ کہ راستہ میں سورۂ فتح نازل ہوئی۔ ادھر مکہ معظمہ میں بنو بکر نے عہد توڑ کر خزاعیوں سے (جو کہ آنجناب علیہ السلام کے سایہ امن میں ایک عرصہ سے آئے تھے) لڑائی شروع کر دی۔ اور انہوں نے حسب دستور و عہد آں حضرت علیہ السلام سے استغاثہ کیا لہذا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے ہم حلیفوں کی اعانت کفار کی سرکوبی اور فتح مکہ کے قصد پر ۸ھ
میں دس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ منورہ سے کوچ فرمایا۔ اور بفضلہ بلا روک
ٹوک کعبۃ اللہ میں داخل ہو گئے۔ آتے ہی بہت سے مشرک حلقہ اسلام
میں آ گئے اور بہتوں نے اطاعت قبول کر لی ۹ھ میں آپ نے میدان
منیٰ میں حج کے روز کھلم کھلا یہ اعلان کر دیا کہ اب سے کوئی مشرک مسجد الحرام
میں داخل نہ ہو گا۔ اور بعد ازاں تھوڑے ہی دنوں میں تمام جزیرۂ عرب سے
یہود کے اخراج کا حکم دیدیا اور وہ خارج کر دیئے گئے۔ (طبری)

اسی طرح مسجد بیت المقدس جسکو نصاریٰ نے مزبلہ نجاسات بنا رکھا تھا
حضرت امیر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئی ہے
اور اس متبرک مکان سے نصاریٰ بیدخل کر دیئے گئے ہیں مسجد بیت المقدس
کو بلا شبہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی بنائی
ہوئی تھی۔ اور ہمیشہ سے انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام کی عبادت گاہ
اور قبلہ بنی رہی تھی ۔۔ یہود نے چونکہ حضرت مسیح کو اپنے خیال کے موافق
قتل کر دیا تھا۔ اسلئے نصاریٰ نے بعد رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام طیطوس بادشاہ
رومی یا بخت نصر کی مدد سے اسکو فتح کر کے اس تعصب سے اسے ویران
کر دیا تھا کہ اسپر یہود قابض رہے ہیں اور اس میں وہ عبادت کیا کرتے

۵۱ - فتح بیت المقدس۔ بعد رفع حضرت مسیح علیہ السلام بخت نصر نے بیت المقدس اور تمام ملک
شام کو فتح کیا ہے اور اسکے بعد طیطوس رومی نے اسکو فتح کر کے یہود کو سخت تکلیف دی ہے
اور اسکے بعد مجوسی شاہان فارس نے اسکو فتح کیا ہے ۱۲

تھے - اور اس متبرک مکان کے عوض مکان شرقی مسجد کو (جس میں حضرت عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں) عبادت گاہ مقرر کر لیا تھا جس سے بیت المقدس شیوع اسلام تک نصاریٰ کے قبضہ میں رہی اور مزبلہ نجاسات بنی رہی - جب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس شہر کو فتح کیا اور مسجد کو ویران دیکھا تو آپ نے بذات خود معہ اپنے ہمراہیوں کے اسے پاک وصاف کیا اور از سر نو تعمیر کر کے اسلامی خطبہ و نماز سے اس کی افتتاح فرمائی اور نصاریٰ کو اس سے بیدخل کر دیا -

ممن منع مساجد الخ مساجد سے ظاہراً خاص مسجد بیت الحرام کی روکاوٹ معلوم ہوتی ہے اور لفظ جمع تعمیم حکم کے لئے لایا گیا ہے - قال المظہری منع مساجد اللہ انما اورد لفظ الجمع وان کان المنع واقعًا علے مسجد واحد لان الحکم عام وان کان المورد خاصًا -

و در عزیز آوردہ - اولٰئک ما کان لھم الخ یعنی ایں فرقہا را نیز در مذہب شان جائز نبود کہ در مسجد ہائے خدا بے ادبانہ داخل شوند بلکہ ہراساں و ترساں کہ مبادا در ادائے حق و تعظیم ایں مکان تقصیرے رود چہ پیش صاحب خانہ شرمندہ شویم چہ جائے کہ ایں قدر ہتک حرمت کنند کہ مساجد را مزبلہ و کناس نجاسات قرار دہند و از ذکر اللہ و عبادت کردن منع نمایند پس ایں قسم اشخاص اگر مشرک اند ہمراہ شرک ایں بی ادبی را نیز مرتکب شدہ اند اظلم الناس گشتند و اگر مدعی توحید واتباع ملت اند پس کار شان مخالف گفتار ایشاں شد و نفاق بر ایشاں ثابت شد و در مکافات ایں ظلم

برائے ایشاں دریں عالم ذلت و رسوائی وقتل و اخراج و جزیہ است و در آخرت عذابے مہیب و بلائے عظیم مہیا کردہ شدہ است - ابن جریر لکھتے ہیں کہ مشرکین عرب اس آیت کے نازل ہونیکا سبب نہیں ہوسکتے کیونکہ انہوں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ میں داخل ہونے سے منع کیا ہے مگر اسکے خراب کرنے میں انہوں نے سعی نہیں کی بلکہ اپنے اعتقاد کے موافق وہ اسکی تعظیم وتکریم کرتے رہے ہیں - پس ظاہر یہی ہے کہ اس آیت کی نزول کا باعث نصاریٰ ہیں - جنھوں نے بیت المقدس کو خراب کیا تھا اور ایک قرینہ اس کا یہ بھی ہے کہ پہلی آیات میں بھی نصاریٰ نجران کا قصہ ہے -

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ

وخدا راست مشرق و مغرب پس ہرسو کہ رو آرید

اور واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب پس جدھر کو منہ کرو

وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوا

ہمانجاست روئے خدا ہر آئینہ خدا فراخ نعمت داناست وگفتند

پس وہیں ہے منہ اللہ کا تحقیق اللہ سمائی والا جاننے والا ہے اور کہا

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

بگرفت خدا فرزند را پاکی اوراست بلکہ اوراست آنچہ در آسمانہا

انہوں نے کہ پکڑی اللہ نے اولاد پاکی ہے اسکو بلکہ واسطے اسکے جو کچھ بیچ آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

وزمین است ہر کسے برائے وے فرمانبردارند آفریننده آسمانہا

اور زمین کے ہے ہر ایک واسطے اسکے فرمانبردار ہیں پیدا کرنے والا آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ

وزمین است و چوں مقرر میکند کارے پس جز ایں نیست کہ میگوید اورا بشو

اور زمین کا اور جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اسکے ہو

كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا

پس میشود و گفتند آنانکہ ہیچ نمی دانند یعنی مشرکاں

پس ہو جاتا ہے اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے کیوں نہیں کلام

يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

چرا با ما سخن نگوید خدا یا نمی آید بما نشانہ ہمچنیں گفتند کسانیکہ پیش

کرتا ہے ہمسے اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس نشانی اسیطرح کہا تھا ان لوگوں نے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ

از ایشاں بودند مانند قول ایشاں ایکدیگر مشابہت دارند دلہائے ایشاں

جو پہلے ان سے تھے مانند بات انکی کے یکساں ہوئے دل انکے

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ہر آئینہ بیان کردیم نشانہا را برائے گروہے یقیں میکنند

تحقیق بیان کیں ہمنے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ یقیں لاتے ہیں۔

(و مر خدا راست مشرق و مغرب خدا ہی

کیلئے ہی یا خدا ہی کی ہی مشرق و مغرب)

ل، بمعنی تخصیص و تملیک۔
المشرق، اسم ظرف سورج اور اسکے نور کے نکلنے کی جگہ۔
مغرب۔ سورج کے ڈوبنے کی جگہ ویا ہر دو مصدر میمی بمعنی اشراق و اغراب۔
ترجمہ: (پس ہر سو کہ روے آرید۔ پس جس طرف منہ کرو۔ متوجہ ہو)
ف تعقیبیہ و تفریعیہ۔
اینما، ای جہۃ کان۔ اسم ظرف متضمن معنی شرط۔ و لازم الظرفیت۔
تولوا، التولیۃ بمعنی الصرف منزل منزلۃ اللازم۔

پھر و تم مضارع جمع مذکر حاضر مجزوم بشرط اسے الی ای جہۃ تولوا وجوھکم ویا ولی یولی۔ وجہ یوجہ وا بمعنی فی ای مکان فعلتم التولیۃ شطر القبلۃ۔
ترجمہ: (پس ہمانجا روئے خداست۔ پس وہیں وجہ خدا ہے۔ وہاں ہی خدا متوجہ ہے)
ف، جواب شرط۔ ثم، وہاں ظرف مکان یہ حرف مکان بعید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہوا ہے بمعنی ھناک مبنی بر فتح۔
وجہ، بمعنی جہۃ مثل وزن و وعد

۵۱ وجہ بمعنی جہۃ مثل وزن بمعنی زنۃ و وعد بمعنی عدۃ (اے نحو ای بقعۃ من بقاع الارض) اور آیت کے معنی یہ ہیں۔ اے مومنین عبادت کے مخصوصہ مقام یعنی مساجد میں عبادت کرنے سے اگر روکے جاتے ہو تو ہم عام اجازت دیتے ہیں جہاں چاہو نماز پڑھو اور جس جگہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوگے یا جس طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھو گے ہم منظور کرینگے۔ کیونکہ مشرق مغرب شمال جنوب سب خدا ہی کی ملک ہے اور اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور اگر وجہ بمعنی ذات ہے۔ تو یہ معنی ہونگے جس مکان میں تم قبلہ کی طرف متوجہ ہوگے وہیں وہ ذات موجود ہے ۱۲۔

بمعنی زنۃ وعدۃ (اسے ففی ابتی
بقعۃ من بقاء الارض) ویا وجہ بمعنی
ذات - اسے فثم ذات المعبود -
(ہر آئینہ خدا فراخ نعمت بخشش کنندہ
داناست - البتہ خداوند بہت فراخ
بخشش کرنے والا دانا ہے)
ان، موکد مضمون جملہ - واسعٌ، وسعت
دینے والا - وسعت رکھنے والا - اور
وہ شخص جو اپنے متعلقیں کو دین میں
وسعت دے اور طاقت سے
زیادہ تکلیف نہ دے - بقول فرا -
وہ ذات جسکی سخاوت اور جود ہر چیز
پر محیط ہو -
علیمٌ، کامل علم جسکے سامنے چھپی
چیزیں ظاہر منکشف اور عیاں ہوں

وقالوا اتخذ اللہ

(وبگفتند بگرفت خدا اور کہتے ہیں خدا
رکھتا ہے - پکڑی ہے خدا نے)
قالوا، اج ضع اتخذ، ماضی لازم
بمعنی صنع یا متعدی بمعنی صیر اختیار کیا -
رکھا - لیا -

ولدا

(فرزندرا - اولاد - بیٹا -)
ولدا، فرزند صلبی مذکر ہو خواہ مونث

سبحانہ

(پاکی اوراست - وہ ہر عیب سے بری اور
پاک ہے)
سُبحان، اسم مصدر پاک اور منزہ ان
تعلقات سے جو محدثات وممکنات
آپسمیں رکھتے ہیں - مثلاً تعلق فرزند وزن

بل له

(ملکہ اوراست - بلکہ اسیکا ملک ہے)
بل، حرف عطف - پہلے امر سے
اعراض اور مابعد کے اثبات کے لیے
لایا جاتا ہے -
ل، مظہر تخصیص وتملیک - یا مفید
نسبت اثر یہ موثر مثل قولک لزید ضرب

ما فی السموات والارض

(آنچہ در آسمانہا است وآنچہ در زمین است
جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین
میں ہے)
اسے ما فی السموات والارض ملکا
وخلقا وھو الخالق القیوم المتاصل

بوجودہ فلیس الارض کما افتروا بل
ھو خالق جمیع الموجودات التی من جملتہا
ما زعموہ ولدًا والخالق لکل موجود
لاحاجۃ لہ الی الولد اذ ھو یوجد ما
یشاء منزھا عن الاحتیاج الی التوالد
ما - اسم موصول اور غیر ذوی العقول
تغلیباً داخل ہیں - یا نکرہ موصوفہ
السمٰوٰت - جمع سماء - عالم بالا -
عالم مجردات -
والارض - عالم مرکبات - وعالم سفلی
ہر یکے برائے او فرماں بردارند سب
اسکے لئے مؤدب - فرمانبردار ہیں
کلٌّ - ہر ایک مراد کل افرادی - اسکی

تنوین عوض مضاف الیہ ہے - اسے
کل ما فیہا کائنا ما کان من اولی
العلم وغیرھو لہ منقادون -
قانتون[لہ] - جمع قانت - القنوت
اطاعت کرنا - اپنے حقیقی مالک کے
سامنے باادب نہایت عجز وانکسار سے
دیر تک کھڑے رہنا مصدر ف ض
قال واصل القنوت القیام -
قال علیہ السلام افضل الصلوٰۃ
طول القنوت والمعنی انہم مطیعون (منظ)
(آفرینندہ آسمانہا وزمین است - آسمانوں
اور زمین کو پیدا کرنے والا -)

بدیع السموات

لہ قانتون

لہ قانتون - چونکہ کلام حضرت عزیر ومسیح وملائکہ میں ہے اور یہ تمام عقلا ہیں لہذا بلحاظ ظاہر کلام قانتون کے ساتھ کلمۂ **من** کا لانا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ سوق کلام کے موافق ہو - لیکن کلمۂ **ما** (جو غیر اولی العلم کے لئے مختص ہے) کے ساتھ لانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ جنکو انہوں نے اپنی سمجھ میں نہایت متبرک وعظیم سمجھا ہے اور انہیں ولد اللہ کہتے ہیں اور انکے سوا ئے جمیع مخلوقات اس صاحب عظمت کے مقابل میں غیر اولی العلم کیا محاورت کے درجہ میں ہیں کیا ایسی مخلوق پر ولد اللہ کا اطلاق ہوسکتا ہے ہرگز نہیں

والارض

بدیع بمعنی مبدع - ایجاد کرنیوالا-
عدم سے بلا مادہ اشیاء کو پیدا کرنیوالا
اور کہتے ہیں - بدیع اصل میں بدیعٌ
ہے - بدع یبدع - بادئٌ وبدیٌ
اَلْبَدْعُ - نو اختراع کرنا انوکھی چیز
پیدا کرنا - مصدر ف - بَدَعَ
یَبْدَعُ - بَادِعٌ - وبَدِیْعٌ - مَبْدُوْعٌ
اِبْدَعْ - لَا تَبْدَعْ -

واذا قضیٰ امرا

(وہرگاہ عزم کارے نمود - اور جب
کام معین کرتا ہے - یا جب کام کے
لئے حکم کرتا ہے)
قضیٰ، مقرر کیا - حکم کیا - قصد کیا
ماضی القضاء حکم کرنا - تمام کرنا اور
متعلق ہونا ارادہ الٰہیہ کا ساتھ وجود
شئے کے والاصل القضاء والفراغ

ومنہ اطلاقہ علی اتمام الشی قولاً
کقولہ تعالیٰ وقضیٰ ربک - وفعلاً
کقولہ فقضٰھن سبع سمٰوٰت -
ویطلق علی تعلق الارادۃ الالٰہیۃ
بوجود شیٔ من حیث انہ یوجبہ
اور تمام موجودات کا اجمالاً لوح محفوظ
میں جمع ہونا - حکم کرنا مصدر ف ک
ناقص - قضیٰ - یقضی - قاضٍ -
مقضیٌّ - اقضِ لَا تقضِ -
امرا - کام - شئ بمعنی مراد -

فانما یقول لہ

(پس جز این نیست کہ میگوید آنرا پس
اسکے سوا نہیں کہ کہتا ہے اسکو
ف - جزائیہ - انما کلمہ حصر یکلمہ
اثبات امر کے مخالف تمام اوہام کو
دفع کرنے کے لئے لایا جاتا ہے)

۱ بدیع - المبدع والخالق کہ بدیع معدول ہے مبدع سے جیسے الیم وبصیر مولم ومبصر
سے معدول ہیں اور کہتے ہیں بدیع اصل بادیٔ ہے یعنی عین اس کا ہمزہ سے بدل ہے والمعنی
بدیع سمٰوٰاتہ وارضہ من غیر مثال سبق بدیع فعیل بمعنی مفعل مثل مسخن وسخین ومقعد وقعید
وموصی وصی ومحکم وحکیم ومبرم وبریم وموثق وثیق -

یقول، مضارع لہٗ، اسے للامر (بشو ۔ ہو) کن امر حاضر تامہ بمعنی احدث ۔ اسے یقول لہ احدث	یا ناقصہ بمعنی کن کذا ۔ فیکون (پس میشود ۔ پس ہوجاتا ہے ۔) اسے یقول لہ احدث فیحدث

لہ کن تامہ بمعنی احدث ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ واجب تعالیٰ جس شئے کے وجود کا ارادہ کرتا ہے اسے موجود ہونے کے لئے بذریعہ لفظ کن امر کرتا ہے اور وہ موجود ہوجاتی ہے ۔ بلکہ اس جگہ کلمہ کن کا کہنا فعل ایجاد سے کنایہ ہے اور لفظ فیکون تعلق ایجاد کے بعد اظہار سرعت وجود مقدور پر دلالت کرتا ہے ۔ کیونکہ ہر ایک مقدور کو واجب تعالیٰ کے ارادہ وجود سے متعلق ہوجانے کے بعد اپنے وجود اور ظہور میں کسی قسم کی انتظاری نہیں رہتی پس حاصل کلام یہ ہوا اذا قضیٰ امراً فلا یحتاج الی شئ الا الایجاد فیوجد ہ فیوجد بلا مہلۃ پس وجود اشیاء کا تعلق فعل ایجاد سے ہے نہ کلمہ کن کے ساتھ اور اس فعل کو کلمہ کن سے تعبیر کرنا بطریق تمثیل ہے ۔ گویا امر متکون ایک مطیع و فرمانبردار بندہ ہے جو خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل میں ایک ذرا توقف روا نہیں رکھتا اور بمجرد حکم تعمیل ارشاد میں کمربستہ ہوجاتا ہے اس کلام میں یہ تاکیداً ظاہر کیا گیا ہے کہ جس ذات کو اس مرتبہ کی قدرت حاصل ہے اُسے زن و فرزند اور اولاد پکڑنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے ۔ لہٰذا وہ ذات اس قسم کے عیوب سے بالکل پاک صاف اور بری ہے ۔ واعلم ان کان لا یفید الا الحصول والحدوث والوجود وھذا علی قسمین (۱) ما یفید حدوث الشئ فی نفسہ و لفظ کان یتم باسنادہ الی ذلک الشئ الواحد لانہ یفید ان ذلک الشئ قد حدث وحصل (۲) ما یفید موصوفیۃ شئ بشئ آخر و لفظ کان لا یتم فائدۃ الا بذکر الاسمین فانہ اذا ذکر کان معناہ حصول موصوفیۃ زید بالعلم ولا یمکن ذکر موصوفیتہ ھذا بذلک الا عند ذکرھما جمعا فلا بد لا یتم المقصود الا بذکرھما فقولنا کان زید عالماً معناہ حصل وحدث موصوفیۃ زید بالعلم (خلاصۃ مطولات)

یا فیکون موجودًا۔

وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ

(وگفتند آنانکہ ہیچ نمیدانند۔ اور کہا ان لوگوں نے جو آسمانی کتابوں سے بے علم ہیں۔

قَالَ، ما ضـ ا ـ ع

الذین، اسم موصول عہدی یا جنسی۔

لَا یَعلَمُونَ، مضـ ج ـ ع منفی مصدر العلم

(چرا با ما سخن نمی گوید خدا۔ اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا۔)

اے کما یکلم الملائکۃ۔ وکلم موسیٰ فلا یحتاج الی رسول او یکلمنا بانک رسولہ۔

لَوۡلَا، حرف تحضیض ومظہر تحریص وترغیب بمعنی ہلّا۔ اور مضارع کو امر کے معنی میں کردیتا ہے۔ اے لولم یکن۔

یکلم، مضـ ا ـ ع التکلیم والکلام بالفتح وبالکسر بات کرنا مصدر تفعیل کلّم۔ یکلّم۔ مکلّم۔ کلّم۔

لَا تُکَلِّمُ۔

أو تأتینا آیۃ کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم قد بینا الآیات ١١٨

(ویا نمی آید بما نشانے۔ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی علامت)

تَاۡتِیۡ، مضـ ا ـ ع مونث۔ آیۃ علامت حکم

(ہمچنین سخنے گفتند آنانکہ۔ اسی طرح کی بات کہی ان لوگوں نے)

ک بمعنی مثل۔ اے قولًا مثل ذلک

(پیش از ایشان گفتند۔ ان سے پہلے۔ یا جو پہلے ہو چکے ہیں)

مِن، بیانیہ۔ قَبۡل، اسم ظرف۔

(بیکدیگر مشابہت دارند دلہائے ایشاں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں دل انکے)

تَشَابَہَتۡ، ما ضـ ا ـ ع

قُلُوبُ، جمع قلب مراد عقل اے تشابہت قلوب الاخلاف بالاسلاف فی العمی والعناد۔

(ہر آئینہ بیان کردیم نشانہا را۔ اور تحقیق بیان کردیں ہم نے علامات)

بَیَّنَّا، ماضی التَّبْیِیْنُ ظاہر کرنا مصدر تفعیل اجوف یائی۔

اٰیٰت، احکام و معجزات۔

(برائے آنگروہے کہ یقین میکنند۔) ان لوگوں کے لئے کہ یقین لاتے ہیں۔ یا یقین رکھتے ہیں۔ لِاَنَّ مُنْفَعَتَہٗ رَاجِعَۃٌ اِلَیْھِمْ لَا اِلَی الْمُجَادِلِیْنَ۔

ل، مظہر تخصیص۔ قوم۔ قبیلہ و جماعت

یوقنون، مضارع ج م غ الْاِیْقَان یقین کرنا۔ ماننا۔ شک سے نکلنا مصدر افعال مثل یائی۔

وَلِلّٰہِ، جار مجرور ظرف مستقر خبر

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مبتدا مؤخر

ف تعقیبیہ۔ اینما شرطیہ ظرف

تولوا، ... فعل با فاعل

ف، جزائیہ۔ ثَمَّ ... مبتدا

وَجْہُ اللّٰہِ، ... خبر — جزا

جملہ شرطیہ معلول جملہ اول۔

اِنَّ، حرف مشبہ بفعل۔ اللّٰہ، اسم

واسع، ... موصوف

علیم، ... صفت — خبر

وَ۔ قالوا، ... فعل مع الفاعل

اتخذ بمعنی صنع، فعل

اللّٰہُ، ... فاعل

وَلَدًا، ... مفعول

وَاتخذ بمعنی صیر۔ فعل

اللّٰہُ، ... فاعل

ف اس جملہ کا عطف قالت پر ہے اور قالوا کی ضمیر کا مرجع مشرکین عرب ہیں۔ یعنی یہود نے نصاریٰ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے یہود کو جھٹلایا۔ اور مشرکین عرب اس مقولہ کے قائل ہوئے۔ اور یا اس جملے کا عطف منع پر ہے اسوقت مرجع ضمیر (من) باعتبار معنی ہے یعنی مساجد کی تعمیر سے منع کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ اور یا اسکا عطف مفہوم من اظلم پر ہے یعنی کوئی شخص اس سے زیادہ ظالم نہیں ہوسکتا جو مواضع عبادت سے منع کرتا ہو اور کہتا ہے کہ خداوند عالم نے

بعض مخلوقہ، مفعول (۱)
وَلَدًا، ...... مفعول (۲)
سبحانہ، مفعول مطلق ای اُسَبِّحُہٗ
سبحانا وانزھہ تنزیھًا۔ جملہ معترضہ
بل، اضرابیہ۔ لہ، متعلق ثابت خبر مقدم
ما، نکرہ موصوفہ یا ..... موصولہ
فی السمٰوٰت والارض، ظرف
مستقر اے موجودٌ
کُلّ، .... مبتدا
لہ، ..... ظرف لغو
قانتون، ... اسم فاعل
منقادون علی مشیتہ وتکوینہ ایجادًا
واعدامًا وتغیرًا من حال الی حال۔
بدیع، ..... مضاف
السمٰوٰت والارض، مضاف الیہ خبر
ھو، محذوف ..... مبتدا
واِذا، شرطیہ ... ظرف
قضی، ... فعل مع الفاعل
امرًا، ..... مفعول

ف، ..... جزائیہ
انما، ... کلمہ مفید حصر
یقول، ... فعل مع الفاعل
لہٗ، ... جار مجرور ظرف لغو
کن، فعل ناقص ضمیر اسم
کذا، ...... خبر
ف، ...... جواب امر
یکون، ...... فعل ناقص
ھو، ... ضمیر مستتر اسم
موجودًا، ...... خبر
ویا یقول، فعل مع الفاعل۔ لہ ظرف
کن | جملہ مقولہ۔ فیکون، مفعول
ویا۔ جملہ فیکون۔ جملہ مستانفہ بتقدیر
ھو۔ اے فھو یکون۔ ویا معطوف
علے یقول۔
وقال، ...... فعل
الذین، ..... موصول
لا یعلمون، جملہ فعلیہ صلہ
لولا، یکلمنا، فعل مع المفعول
اللّٰہ، .... فاعل

اَوْ تَاْتِیْنَا، ... فعل مع المفعول

اٰیَۃٌ، .... فاعل

اسے قَالَ الذین لا یعلمون الکتٰب هلا یکلمنا اللہ انہ رسول او یاتک رسولہٗ۔

کَذٰلِکَ اسے مثل ذٰلِکَ، مبدل منہ

مِثْلَ قَوْلِهِمْ، بدل یا عطف بیان

قَوْلًا، محذوف، موصوف مفعول مطلق

قَالَ، .... فعل

اَلَّذِیْنَ، .... موصول

مِنْ قَبْلِهِمْ، ... ظرف

عمروا، فعل مع الفاعل محذوف

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ } جملہ فعلیہ مستانفہ

بَیَّنَّا، .... فعل با فاعل

الْاٰیٰتِ .... مفعول

لِقَوْمٍ، ... مجرور موصوف

یُّوْقِنُوْنَ، جملہ فعلیہ صفت

ف۔ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ الخ یہ آیات تحویل قبلہ کے متعلق ہیں کہ جب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات نے مدینہ منورہ میں استقبال بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف توجہ کی اور مسلمانوں کے لئے بجائے بیت المقدس کعبۃ اللہ قبلہ ٹھہرایا گیا تو اکثر معاندین اسلام خصوصًا یہود کہنے لگے کیا خوب؟ مسلمانوں کو ابھی تک اپنا قبلہ ہی معلوم نہیں ہوا۔ آج تک تو قبلہ اہل کتاب (بیت المقدس) کی طرف متوجہ رہے ہیں۔ لیکن اب مشرکین عرب اور قریش کی خوشامد کے لئے بیت اللہ کو اپنا قبلہ ٹھہرا لیتے ہیں۔ بنا بریں ارشاد ہوا۔ کہ بیت المقدس ہو یا بیت اللہ شام کے سرسبز پہاڑ ہوں یا حجاز کی پتھریلی زمین ہر ایک جگہ ہماری پیدا کی ہوئی ہے۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب کے ہم مالک ہیں۔ ہماری عبادت کے لئے کسی خاص جگہ کی خصوصیت کو دخل

نہیں بلکہ ہمارے فرمانبردار بندوں کو ہمارے حکم کی اطاعت پر رہنا چاہیئے۔ اور انکا یہی فرض ہے کہ ہماری ہدایت کے موافق عمل کریں۔ پس اے مومنین ہم تمھیں عام اجازت دیتے ہیں۔ جہاں چاہو نماز پڑھو اور جس جگہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھو گے ہم منظور کرینگے۔ ہماری علیم ذات ہر ایک جگہ پر محیط ہے۔

عن ابن عباسؓ نزلت هذه الآية حين تحولت القبلة وقالوا ما ولٰهم عن قبلتهم التى كانوا عليها۔ وقال اتخذ الله الخ نزلت فى يهود المدينة قالوا عزير ابن الله وفى نصارىٰ نجران قالوا المسيح ابن الله وفى مشركين العرب قالوا الملٰئكة بنات الله۔ (مظہری)

ف ۲۔ كذلك قال الذين لا يعلمون الخ اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ موصول سے مراد جہال مشرکین ہیں جو اکثر وقت بطور طنز و تشنیع کہا کرتے تھے۔ قولہ تعالیٰ لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا وقالوا لولا تاتينا باٰية كما ارسل الاولون۔ وقالوا لولا انزل علينا الملائكة او نرىٰ ربنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن رافع بن خزیمہ یہودی نے سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے دربار میں آکر کہا۔ ان كنت رسولاً من عند الله تعالےٰ فقل لله يكلمنا حتى نسمع كلامه۔ پس یہ آیت نازل ہوئی انکے جواب شبہات میں کہا جاتا ہے كذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہر زمانہ کے جہلا کا انبیائے وقت سے

یہی سلوک رہا ہے۔ حضرت موسیٰ سے سوال کیا گیا تھا۔ ارنا اللہ جہرۃً ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ۔ اجعل لنا الٰھا وغیرہ وغیرہ گویا ان دونوں گروہوں کے قلب بغض عناد جہالت اور ڈھٹائی میں بالکل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ اے پیغمبر ان سے کہہ دے۔ کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی معرفت اور تصدیق نبوت تمہارے مسئولہ لغویات پر موقوف نہیں ہزارہا واضح دلائل ہیں جن کا ظہور صبح وشام ہوتا رہتا ہے ہاں مگر ہر ایک کور باطن تنگ چشم ان سے مستفید نہیں ہو سکتا البتہ اہل بصیرت کی چشم بینا انکے حسن حسین و جمال جمیل سے محظوظ ہو سکتی ہے۔ اے پیغمبر ان بیوقوفوں کے اصرار اور بے سود اعتراضات سے آپ کشیدہ خاطر نہوں ان کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دو اور آپ اپنا کام کئے جاؤ جو شخص خدا اور اسکے احکامات کی اطاعت قبول کرتا ہے اسے آپ بشارت دیدیں اور جو منکر ہے اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے اسے عذاب الٰہی سنادیں۔ یہ ایک سلسلہ کائنات ہے جس میں ہر قسم کی مخلوق ہونی چاہیے۔ گذشتہ امتوں کے حالات آپ سن چکے ہیں جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نوع انسانکے حالات قدیم سے ایسے ہی ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا

دوزخ رسیدہ	وبیم کنندہ	مژدہ دہندہ	تراراستی	ہرآئینہ ما فرستادیم
اور ڈرانے والا	دینے والا	خوشخبری	تجھکو ساتھ حق کے	تحقیق ہیجا ہمنے

تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ

نخواہد شد ترا　از　اہل　دوزخ　وہرگز خوشنود　نشوند

اور نہیں پوچھا جاویگا تو　رہنے والوں　دوزخ کے سے　اور ہرگز نہ راضی　ہونگے

الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ

از تو جہوداں　ونہ ترسایاں　تا آنکہ پیروی کنی کیش ایشا نرا　بگو

تجھ سے یہود　اور نہ نصارے　یہانتک کہ پیروی کرے تو دین انکے کی　کہہ

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

ہر آئینہ ہدایت　خدا　ہمانست　ہدایت　و اگر　پیروی کردی

تحقیق ہدایت　اللہ کی　وہی ہے　ہدایت　اور اگر　پیروی کرے گا

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

آرزوہائے باطلہ ایشا نرا　پس از آنچہ آمدہ است　بتو از　دانش نباشد

تو خواہشوں انکی کے　پیچھے　اس چیز کے　کہ آئی　تیرے پاس علم سے　نہیں

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

برائے خلاص از عذاب　خدا　ہیچ دوستے　ونہ　یاری دہندہ

واسطے تیرے　اللہ سے　کوئی دوست　اور نہ کوئی مددگار

(ہر آئینہ ما فرستادیم ترا - تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجکو)

اِنَّا، (ان - نا) اَرْسَلْنَا

مضـ ج م

بِ (براستی - یالحق - ساتھ حق کے)

اے مؤیدًا بالحق او معا لحق او متلبسًا بہ الحق امر متحقق - قرآن - وقال ابن عباسؓ المراد

بالحق القرآن قال اللہ تعالےٰ
بل کذبوا بالحق لمّا جاءھم۔
یا مراد اسلام۔ اور عموم اولیٰ ہے

بشیرًا ونذیرًا (مژدہ دہندہ وبیم کنندہ۔ خوشخبری دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔)
اے بشیرًا لاھل الطاعۃ و نذیرًا لاھل المعصیۃ۔
بشیر، فعیل بمعنی فاعل بشارت وہ خبر ہے جسکے سننے سے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں۔ وخبر خوش کن۔
نذیر، ڈرانے والا فعیل بمعنی اسم فاعل نُذُرٌ جمع۔

ولا تسئل (و پرسیدہ نخواہد شد ترا یا پرسیدہ نخواہی شد۔ اور نہیں پوچھا جائیگا تجھ سے)
لا تسئل، امضی منفی مصدر السوال

عن اصحٰب الجحیم (از اہل دوزخ۔ دوزخ میں رہنے والوں سے۔ یا دوزخ کے مستحقوں سے)

اے ولا تسئل انّھم لم لم یومنوا انّما علیک البلاغ وعلینا الحساب۔
عن، بیانیہ۔ اَصْحٰب جمع صاحب
الجحیم، سخت آگ اور اس کا شعلہ۔ ونام پنجم طبقہ دوزخ۔

ولن ترضٰی (و ہرگز خوشنود نشوند۔ اور ہرگز راضی نہونگے)
لن ترضٰی امضی مؤکد الرضیٰ والرضوان۔ خوشنود ہونا۔ ویعدی بہ علی ان تجعلہٗ من باب اجراء الشی مجرٰی نظیرہ وبہ عن ان تجعلہ من باب اجراء الشی مجرٰی نقیضہ مصدر ک۔ ف۔ رَضِیَ یرضٰی۔ رَاضٍ۔ مَرْضِیٌّ۔ اِرْضَ۔ لَا تَرْضَ۔

عنک الیھود ولا النصٰرٰی (از تو جہوداں و نہ ترسایاں۔ تجھ سے یہودی اور نہ عیسائی۔)
عن، صلہ فعل۔ یہود، جمع ہائد

لا، زائدہ۔ النصاریٰ، جمع نصران
یا نصریٰ۔

حتی تتبع (تا آنکہ پیروی کنی۔ یہاں تک کہ پیروی
کرے تو۔
حتی۔ مظہر غایت امر۔ تتبع، مضارع واحد حاضر
منصوب)

ملتہم (کیش ایشاں را۔ انکے دین کی)
مِلّت، طریقۂ شرعیہ جو انبیا و رسل کے
وساطت سے قائم ہوا ہو۔ قال
المظہری الملۃ ما شرع اللہ لعبادہ
علی لسان انبیائہ من اَملّت الکتاب
بمعنی اَملیتہ ومنہ طریق ملول ای
مسلوک معلوم اصول شرائع کو اس
اعتبار سے کہ نبی لکھتا ہے ملت کہتے ہیں
کبھی اس کا اطلاق باطل پر بھی ہوتا ہے
مثل الکفر ملۃ واحدۃ اور ملۃ اللہ
نہیں کہا جاتا۔ کبھی دین کے مترادف
معنی میں مستعمل ہوتا ہے کما قال
دینا قیما ملۃ ابراھیم۔ ملۃ واحدۃ

بمقام ملتان اس لئے ہے کہ گویا وہ
دونوں ایک ملت یعنی کفر کے پیرو ہیں
یا ملۃ باطلہ کے تابع ہیں۔

قل ان ھدی اللہ ھو الھدی (بگو ہر آئینہ ہدایت خدا ہمانست از راہ
نمودنی بحق۔ کہ اللہ کی ہدایت وہی ہے
سچی ہدایت۔ یا اللہ کی راہنمائی وہی
ہے سچی راہ) بطریق قصر قلبی
کے ان ھدی اللہ الذی ھو
الاسلام ھو الھدی ای الحق
لا ما یدعون الیہ وان دین اللہ تعالیٰ
ھو الحق ودینکم ھو الباطل۔

قل، امر حاضر۔ ان موکد مضمون جملہ
ھدی، راہ راست۔ اور چلنا
راہ راست پر۔ اضافت مفید عہد ہے
مراد اسلام۔

ھو ضمیر فصل مظہر تاکید۔ الھدیٰ
الحق۔ یعنی اسلام ہی کا طریقہ حق ہے
اور یہی سیدھی راہ ہے۔ نہ وہ راہ جس کی
طرف تم بلاتے ہو)

(واگر پیروی کردی۔ اور اگر تابع ہوا تو یا اگر متابعت کی تو نے)

ل، جواب قسم مقدر۔ اتبعت، اتبع۔ الاتباع۔ قدم بقدم چلنا۔ متابعت کرنا مصدر افتعال۔ اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ مُتَّبِعٌ۔ اِتَّبِعْ۔ لَا تَتَّبِعْ۔

(آرزوہائے باطلۂ ایشاں را۔ انکی واہی خواہشوں کی)

والظاہر ان اتبعتہا اے اتبعت ملتہم وضع ظاہر بمقام مضمر اس کے غیر لفظ سے اس امر کے اظہار کے لئے ہے کہ ان کا موجودہ طرز تعبد ملۃ شرعیہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کا بنایا ہوا اور ان کی خواہشوں کا بھرا ہوا دفتر ہے اور صیغہ جمع ان کی کثرت اختلاف کو ظاہر کرتا ہے۔

اھواءٓ، جمع ہوی نفسانی خیالات اور و بنیادی خواہشیں و مرجع ضمیر (یہود و نصاریٰ)

(پس از انکہ آمد بتو۔ پیچھے اس چیز کے جو تیرے پاس آئی ہے۔)

جاءٓ، امنیٰ۔ خوطب بہ النبی علیہ السلام۔

(از علم حکمت۔ کتاب سے)

اے العلوم الصحیحۃ او الدین القویم۔

من، بعضیہ۔ العلم۔ الکتاب اوالوحی والدین۔

(نیست ترا خلاصی دہندہ۔ از عذاب خدا ہیچ دوستے نہیں ہے تیرے لئے خدا کے ہاتھ سے بچانے والا کوئی دوست)

ما، نافیہ۔ ل قسمیہ۔ من، ابتدائیہ من، ثانی مشیع نکرہ وتاکید۔

ف علم سے مراد معلوم ہے یعنی وحی یا دین کیونکہ وہ مجیئت سے متصف ہو سکتے ہیں۔ اور یا مجی سے مراد حصول ہے اور علم بمعنی ظاہر۔

ولی، حمایتی و دوست خالص۔

اصل وَلِیْیٌ۔

(و نہ مددگار ہے۔ اور نہ کوئی مددگار)

اِنَّ، مشبہ بفعل نا۔، اسم

اَرْسَلْنَا، فعل با فاعل

کَ، مفعول ذوالحال

بالحق، جار مجرور ظرف لغو

یا بالحق، بمعنی و معک الحق و یا

بالحق، متعلق مؤیدا یا متلبسا حال

بَشِیْرًا، معطوف علیہ

وَ نَذِیْرًا، معطوف

و یا بشیرا و نذیرا، حالان من الحق (روح)

وَ لَا تُسْئَلُ، فعل با فاعل

عَنْ، ... حرف جار

اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ، مجرور

و معطوف بر مقدر اے بلغ۔

اے غیر مسئول عن اصحٰب الجحیم

ما لھم لم یومنوا بعد ان بلغت

ما ارسلت بہ۔

وَ لَنْ تَرْضٰی، فعل عنک ظرف

الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی، ... فاعل

حَتّٰی، ... ... جار

تَتَّبِعَ، ... فعل با فاعل

مِلَّتَهُمْ ... مفعول

قُلْ، ... ... فعل با فاعل

اِنَّ، ... مشبہ بفعل

هُدَی اللّٰهِ، ... اسم

هُوَ الْهُدٰی، جملہ اسمیہ خبر

وَ لَ قسمیہ۔ اِنْ، حرف شرط

اتَّبَعْتَ، ... فعل با فاعل

اَهْوَآءَهُمْ، ... ... مفعول

بَعْدَ، ... ... مضاف

الَّذِیْ، ... موصول

جَآءَ، فعل مع الفاعل

کَ ضمیر، ... مفعول

مِنَ الْعِلْمِ، حال ضمیر فاعل

مَا، ... ... نافیہ

لَکَ، ... ... ظرف مستقر

مِنَ اللہِ، متعلق کائنًا حال ۔ مِن، زائد ۔ وَلِی، ذو الحال } مبتدا } جملہ جواب قسم ودال بر جزا ۔ اسے فسالک ۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

آنانکہ دادیم ایشانرا کتاب یعنی توراۃ آنانکہ میخوانند آنرا حق خواندن آن

جو لوگ کہ دی ہمنے انکو کتاب پڑھتے ہیں اسکو حق پڑھنے اسکے کا

اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ

ایشاں باور میدارند ہدایت خدا را وہر کہ منکر وے باشد

یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اسکے

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

پس ایشانند زیانکاران

پس یہ لوگ وہ ہیں زیاں پانے والے

منزل ۱ ع ۱۴ / ۹

اَلَّذِیْنَ (آنانکہ دادیم ایشانرا کتاب ۔ جو لوگ کہ دی ہمنے ان کو کتاب) اَلَّذِیْنَ، موصول جنسی والمراد عامۃ المومنین و یا عہد خارجی و مراد اہل سفینہ [۱]

[۱] اہل سفینہ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ساتھ کشتیوں میں بیٹھکر حبشہ سے مدینہ منورہ آئے تھے ۔ ان میں سے بتیس آدمی حبشہ کے تھے جو پہلے نصاریٰ تھے اور آٹھ ملک شام کے رہبان تھے ۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بھائی ہیں ابتدائے اسلام میں آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے پھر وہاں سے جب آپنے واپسی کا ارادہ کیا تو آپکے ساتھ بہت سے لوگ تیار ہوگئے اس لئے نجاشی حاکم حبشہ نے آپکو دو کشتیاں دیں جس میں یہ سارے سوار ہوکر مدینہ منورہ آپہنچے ۔ ان دنوں حضرت سرورکائنات خیبر میں تشریف

او الذین اٰمنوا من الیھود - قال ابن عباس نزلت فی اھل السفینۃ الذین قدموا مع جعفر ابن ابی طالب وکانوا اربعین رجلاً اثنان وثلثون من اھل الحبشۃ وثمانیۃ من رھبان الشام منھم بحیرا - وقال الضحاک ھم الذین اٰمنوا من الیھود - منھم عبد اللہ بن سلام وسعید بن عمرو وتمام بن یھود وابنا کعب بن یامین و عبد اللہ بن صوریا -

اٰتینٰہم، مضے ج م الکتٰب اے التوراۃ والانجیل ویا مراد علم و عقل ودانش -

ترجمہ (میخوانند اورا - پڑھتے ہیں کتابکو) یتلون، مضے ج ع التلاوۃ پڑھنا آ سمجھنا -

ترجمہ (چنانکہ حق تلاوت است - جیسے حق ہے اسکے)

اے یتلون الکتٰب بمراعاۃ اللفظ عن التحریف والتدبر فی معناہ او الضمیر راجع الی حضرت النبی علیہ السلام والمعنی ای یصفونہ فی کتبھم حق صفتہ لمن سالھم من الناس -

یعنی اسے کامل غور کے ساتھ برعایت خط لفظ پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اسپر عمل کرتے ہیں - اوریا یہ معنی ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۱ - فرماتے یہ لوگ وہیں جاکر مشرف بملاقات ہوئے - حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سنہ ۸ ہجری میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے ہیں آپ لشکر کے سردار اور علم بردار تھے اور آپ کی عمر تینتیس ۳۳ برس کی تھی آپ کی پشت پر کوئی زخم نہ تھا اور سامنے لڑنے سے زیادہ زخم تھے اور آپ کے دونوں بازو بھی کٹ گئے تھے - بعد شہادت سرور کائنات نے فرمایا کہ جعفر ملائکہ کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور اللہ نے انکو دونوں ہاتھوں کے عوض دو بازو عنایت فرمائے ہیں - اسیوجہ سے آپکو ذوالجناحین اور ...

اولٰئک یومنون به

کہ وے اپنی کتابوں میں آنجناب سرورِ کائنات کی تعریف کو پورا پورا اظاہر کرتے ہیں اور پوچھنے والے پر کوئی چیز چھپا نہیں رکھتے

(ایشاں ایمان میدارند بآں۔ یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اسپر)

یومنون، مضارع جمع به اے بالکتٰب المنزل۔

ومن یکفر به

(و آنانکہ منکر وے است یا ہر کہ بگرد بآں اور جو منکر ہوا اس کا یا کفر کرے اسکے ساتھ)

یکفر، مضارع به۔ اے بالکتٰب او بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ بسبب التحریف او یکفر بما یصدقه۔

فاولٰئک هم الخاسرون

(پس ایشانند زیاکاراں۔ پس یہ لوگ سارے ہیں زیاں پانے والے)

ف، جزائیہ.. اولٰئک، ای من کفر به

الخاسرون، جمع خاسر اسم فاعل۔

الذین ...... موصول

اٰتینا ... فعل با فاعل

هم ... مفعول (۱)

الکتٰب، ذو الحال

یتلونه } جملہ فعلیہ حال

اولٰئک، اے الذین — مبتدا

یومنون، فعل مع الفاعل

به، جار مجرور ظرف لغو

۴ بعد ذکر احوال کفر اور ترک عطف تنبیہًا اور اظہار کمال تباین بین الفریقین ہے۔

یا الذین الخ مبتدا۔ ویتلونه الخ خبر } جملہ اسمیہ

۵ - اور جائز ہے کہ یتلونه الخ جملہ حال نہ ہو بلکہ وہ خبر ہے اور اولٰئک الخ خبر بعد خبر۔ اس تقدیر پہ موصول مبنی ہے۔ اور یا اولٰئک الخ جملہ مستانفہ ہے اور موصول عہدی اور یومنون سے مراد مومنین اہلِ کتاب ہیں۔ اور تقدیم مسند الیہ مسند فعل پہ اظہار حصر کے لئے ہے اور مرجع ضمیر کتاب ہے۔ اے اولٰئک یومنون بکتابھم دون المحرفین اور کہا ہے کہ موصول سے مراد اصحاب

والٓئك الخ جملہ مستانفہ یا خبر بعد خبر الذین۔

یتلون، ... فعل مع الفاعل
ہ، ضمیر (کتاب)، مفعول
حق، مضاف | صفت
تلاوته، مضاف الیه | مفعول مطلق

۱۴ سے اتینا ھم الکتب مقدرا تلاوتھم کیونکہ وہ لوگ وہ اپنا [illegible] کتاب وصف تلاوت سے متصف نہ تھے اور یہ حال مخصصہ ہے کہ ہر ایک شخص جسکو کتاب دیگئی ہے وہ اس صفت سے موصوف نہیں ہوسکتا۔

ویا حقّ صفت مصدر المحذوف اے یتلونہ تلاوتًا حقا ویا تلاوتًا حق تلاوته یعنی منصوب بمصدریۃ بوجہ مضاف ہونے طرف مصدر کے اوریا حال ہے اسے محققین۔

و۔من، ... شرطیہ
یکفر، .. فعل مع الفاعل
به، ... جار مجرور ظرف لغو
اولٓئك، .... مبتدا
ھم، .... ضمیر فصل
الخسرون، .. خبر

یٰبَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ

اے بنی اسرائیل | یاد کنید | آں نعمت مرا | کہ انعام کردہ ام

اے بیٹو یعقوب کے | یاد کرو | نعمت میری | جو انعام کی ہیں نے

عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَاتَّقُوۡا

برشما | و آنکہ | فضل دادم | شمارا | برہمہ عالمہا | وحذر کنید

اوپر تمہارے | اور یہ کہ | بزرگی دی ہیں نے تمکو | اوپر عالموں کے | اور ڈرو

یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ

ازاں روز که کفایت نکند کسے از کسے چیزے را و پذیرفته نشود

اسدن سے که نه کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نه قبول کیا جاویگا

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ (١١٨)

از کسے بدل و سود ندہد اورا شفاعت و نه ایشاں یاری داده شوند

اس سے بدلا اور نه فائده دیگی اسکو شفاعت اور نه وه مدد دیے جاویں گے

(ای بنی اسرائیل یاد کنید آن نعمت مرا که انعام کرده ام بر شما و آنکه فضل نهادم شمارا بر همه عالمیاں

اے یعقوب کے بیٹو یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا ہے اور یہ که عزت اور بڑائی دی ہیں نے تمکو سارے جہاں پر)

یہ عبارت مکرر لائی گئی ہے اتمام حجت اور مبالغہ نصیحت کے لئے اور اس امر کو جتانے کے لئے کہ تمہاری یہ حالت اور قصہ ہے۔

(و بترسید از روزیکه کفایت نکند ہیچ کسے از شخصے چیزے را و پذیرفته نشود از ہیچ کسے عوضے و سود نکند نفسے را شفاعتے و نه ایشاں یاری داده شوند۔

اور ڈرو اسدن سے که نه کام آوے کوئی شخص کسی شخص سے ایک ذره اور نه لیا جاوے اسکی طرف سے بدلا اور نه فائده دے اسکو سفارش اور نه انکو مدد پہونچے۔)

اس تمام عبارت کی لفظی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔

یا، حرف ندا۔ بنی اسرائیل سنا ...

یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین واتقوا یوما لا تجزی

نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون

یا، ندائے بعید کا حرف ہے وه ندا حقیقةً ہو یا حکمًا ...

اذکروا ۔۔۔۔۔ فعل مع الفاعل

نعمتی ۔۔۔۔ موصوف

التی انعمت علیکم ۔ صفت　　مفعول

و۔ انّی ۔۔۔۔ مشبہ بفعل مع اسم

فضلتکم علی العلمین ۔۔۔ خبر

و۔ اتقوا ۔۔۔۔۔ فعل با فاعل

یوما ۔۔۔۔۔ موصوف

لا تجزی ۔۔۔ فعل

نفس ۔۔۔ فاعل

عن نفس ۔ ظرف لغو

شیئا ۔ مفعول بہ

ویا۔ شیئا ۔۔۔ ذوالحال

عن نفس متعلق کا ئنا حال　　مفعول بہ

ا؎ لا تجزی فیہ نفس شیئا کائنا

عن نفس دیا شیئا من الجزاء ا؎

منصوب علی المصدریۃ ۔

ولا یقبل منھا عدل ۔ جملہ فعلیہ

ولا تنفع ۔۔۔۔ فعل

ھا ۔۔۔۔۔ مفعول بہ

شفاعۃ ۔۔۔ فاعل

و۔ لا ۔ مشبہ بلیس ۔ ھم ۔۔۔ اسم

ینصرون ، جملہ فعلیہ ۔۔۔ خبر

(حاشیہ کی عبارتیں: جملہ فعلیہ معطوف ۔۔۔ معطوف علیہ ۔۔۔ مفعول فیہ ۔۔۔ جملہ فعلیہ صفت ۔۔۔ معطوف ۔۔۔ جملہ اسمیہ)

اور حروف ندا میں سے کثرت سے اسی حرف کا استعمال ہوتا ہے لہذا حذف کرنے کے وقت اسکے سوائے کوئی اور حرف مقدر نہیں کیا جاتا مثلاً " رب اغفرلی ۔ اور یوسف اعرض عن ھذا " زمخشری کہتا ہے کہ یہ حرف تاکید کا فائدہ دیتا ہے یعنی اسبات کو واضح کرتا ہے کہ جو خطاب اس کے بعد آیا ہے وہ نہایت قابل لحاظ ہے اور اس کا ورود تنبیہ کے واسطے بھی ہوا کرتا ہے اس حالت میں یہ فعل اور حرف پر داخل ہوتا ہے مثلاً الا یسجدوا یا لیت قومی یعلمون " (خلاصہ مطولات)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۵

ا؎ معطوف علے فعل ۔ اس کا عطف نعمتی پر ہے من قبیل عطف الخاص علی العام ۔ اور جملہ لا تجزی ولا یقبل ولا ھم ینصرون ان تینوں جملوں میں عائد محذوف ہے اور یہ تینوں جملے یوم کی صفت واقع ہیں ۔

ف ۱ - یہود یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام کو یا بنی اسرائیل کہکر مخاطب بنایا گیا ہے
اور یا بنی یعقوب کے ساتھ انکو خطاب نہیں کیا گیا اس میں یہ مصلحت ہے
کہ وہ لوگ خدائیتعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ مخاطب بنائے گئے اور
ان کو پند و نصیحت کرنے غفلت سے چونکانے کے لیئے انہیں انکے
اسلاف کا دین یاد دلایا گیا - لہذا وہ ایسے اسم سے موسوم کئے گئے جس میں
خدائے تعالیٰ کی یاد دہانی موجود ہے - کیونکہ اسرائیل ایسا اسم ہے جو کہ تاویل
میں اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے اور جبکہ پروردگار عالم نے ابراہیم علیہ السلام
سے انکے عطا فرمانے اور انہیں انکی بشارت دینے کا ذکر فرمایا ہے وہاں انکا
نام یعقوب ہی لیا ہے اور اس موقعہ پر یعقوبؑ کا کہنا بہ نسبت اسرائیل کے ظاہراً
اولیٰ معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسی موہبت سے تھے جو دوسرے بعد میں آنے
والے کے بعد تھے اسلیئے ایسے اسم کا ذکر زیادہ مناسب ہوا جو تعقیب
(بعد میں آنے والے) پر دلالت کرے - (اتقان)

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ

و یاد کن چوں بیازمود ابراہیم را پروردگار او بسخنے چند پس ابراہیم بانجام رسانید آنہارا

اور جبوقت آزمایا ابراہیم کو رب اسکے نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا اسکو

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ

گفت خدا ہر آئینہ من میگردانم ترا پیشوائے مرداں گفت ابراہیم و از

کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجکو واسطے لوگوں کے امام کہا اور اولاد میری

ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱۹﴾

اولادِ من نیز پیشوایاں پیدا کن فرمود نرسد وحیِ من بظالمان

سے کہا نہیں پونچیگا عہد میرا ظالموں کو

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ

و آنگاہ کہ ساختیم کعبہ را مرجع مردمان و محلِ امن

اور جب کیا ہمنے کعبہ کو جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور امن والا

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ

و بگیرید نماز گاہ از جائے قدم ابراھیم

اور پکڑو تم مقام ابراھیم کو جائے نماز

وَاِذِ ابْتَلٰی (و یاد کنید کہ بیازمود - اور جسوقت کہ آزمایا یا جس وقت کہ مبتلا کیا)

اِبْتَلٰی ، ماضی ع الابتلاء آزمانا مشکل اور سخت کام پر معیّن کرنا - اصل میں اسکے معنی امتحان کے ہیں - لیکن یہاں پر مجازاً بمعنی تکلیف مستعمل ہوا ہے مصدر افتعال اِبْتَلٰی - یَبْتَلِی - مُبْتَلٍ - اِبْتَلِ - لَا تَبْتَلِ -

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ (ابراھیم را پروردگار او - ابراھیم کو اس کے پروردگار نے)

اِبْرَاهِیْمَ ، اسم عجمی غیر منصرف اور کہا ہے کہ قبل از نقل معنی اس کا اب رحیم ہے اور مفعول مقدم ہے کیونکہ اس کا فاعل اسکی ضمیر کیطرف مضاف ہے

بِكَلِمٰتٍ (بسخنے چند - کئی باتوں میں) اسے بالاوامر والنواہی - کلماتٌ[۵] ، جمع

[۵] - کلمات جمع کلمہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کلمات سے وہ سات چیزیں مراد ہیں جن میں ان کا امتحان لیا گیا اور وہ قائم رہے - اول ستاروں میں - دوسرے چاند میں - تیسرے سورج

کلمہ - اصل میں لفظ مفرد کو کہتے ہیں
اور جملہ مفیدۃ المعنی میں استعمال ہوتا
ہے اور انکے معانی پر بھی اس کا
اطلاق ہوتا ہے بوجہ شدۃ اتصال معانی
والفاظ کے - مراد حکم وامر -
والباء - بمعنی الاستعانۃ -

فَاَتَمَّهُنَّ

(پس باتمام رسانید - پس پورا کیا انکو -
یا اس نے پوری کین)
ف - اتمّ ، ماضی ع - الاتمام پورا کرنا
تمام کرنا مصدر افعال اَتَمَّ - یُتِمُّ
مُتِمٌّ - اَتِمَّ - لَاتُتِمَّ -
هُنَّ ، راجع بکلمات

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ

(بگفت خدا ہرآئینہ من میگردانم ترا -
فرمایا خدا نے البتہ میں بناتا ہوں تجھے
اِنّی - ان ، حرف مشبہ بفعل مضاف
بیائے متکلم -
جاعل ، اسم فاعل مصدر الجعل -
ک ، ضمیر راجع بابراہیم -

لِلنَّاسِ اِمَامًا

(برائے مردمان پیشوائے - تمام
لوگوں کے لئے پیشوا)
الناس - مراد جملہ مردم یا مردمان حق پسند
اماما - امام مقتدائے خلق - احکام
حقہ کی تعلیم دینے والا - امام در اصل
غیر نبی پیشوائے جماعت کو کہتے
ہیں لیکن یہاں پر بمعنی نبوت ہے یا
اس سے عام معنی میں استعمال ہوا ہے
المعنی ما یؤتم بہ ویجب اطاعتہ
ومنہ قیل لخیط البناء امام اور یہ مفرد
اسم ہے وزن فعال پر اور یا اسم آلہ ہے
کیونکہ اوزان آلہ میں سے ایک وزن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۸)
ہیں جنکو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ سب فنا ہونے والے ہیں اور رب ہمیشہ قائم رہتا ہے - چوتھے
جب انکو قوم نے آگ میں ڈالا تو مستقل رہے (۵) اللہ نے انکو ہجرت کا حکم دیا تو اس کی تعمیل
میں بیدریغ مستعد رہے (۶) ذبح فرزند میں راضی رہے (۷) ختنہ کا حکم ہوا - تو اسکو
بھی انہوں نے ادا کیا - ۱۲ -

فعال بھی ہے مثل ازار بعض نے کہا کہ یہ اسم آلہ نہیں کیونکہ امام ماؤتم بہ اور ازار مایؤتزر بہ کو کہتے ہیں اور یہ دونوں مفعول ہیں اور مفعول فعل آلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آلہ فاعل ومفعول کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اثر فاعل فعل کو اسکے معمول کی طرف پہنچانے کے لئے لہذا امام اسم آلہ نہیں ہے۔ اور یا امام جمع آم اسم فاعل ہے ام یؤم سے مثل جائع وجیاع وقائم وقیام اور یہ اسم عام ہے نبی وخلیفہ وامام صلوٰۃ بلکہ ہر ایک مقتدائے قوم کے لئے۔

(گفت ابراہیم از اولاد من نیز۔ کہا اور میری اولاد سے بھی)

قَالَ، ماضی، **مِنْ**، تبعیضیہ

ذُرِّیت، بروزن **فُعْلِیَّةٌ** اصل فُعُولَةٌ ذُرُّوَةٌ (ذُرْدُةٌ) یا ذریرۃ ذر مشدد بمعنی تفریق ہے تیسری را حرف یا سے بدل ہوئی ہے ثقل تکرر سے بچنے کے لئے جیسے تظننت کو تظنیت اور تقضضت کو تقضیت پڑھتے ہیں۔ و یا فُعِّیلَةٌ ذرئیۃ ہے ذرء بمعنی خلق سے آئیں ہمزہ یا سے بدل ہے۔ اور یا اصل اس کی ذرووۃ یا ذرویۃ ہے اول میں دو واؤ زائد واصلیہ جمع ہیں۔ پھر اصل واو یا سے منقلب ہوئی ہے۔ پھر دوسری واو کو بھی یا بنا کر ایک کو دوسرے میں ادغام کئے ہیں۔ فصارت ذریت اور کہا ہے کہ اصل ذریوۃ واؤ کو یا بنا کر ایک کو دوسرے میں ادغام کئے ہیں

ذرّیت، نسل واولاد۔ اصل میں اولاد صغار کو کہتے ہیں۔ لیکن استعمال میں عام ہے کبار وصغار واحد وغیرہ کے لئے مضاف بیائے متکلم (فرمود نرسد۔ خداوند نے فرمایا نہیں پہنچیگا۔ یا نہیں پہنچ سکتا۔

لَا یَنَالُ، مضارع منفی النیل پانا۔ پہنچنا مصدر ک۔ ف اجوف یائی۔

نَالَ - یَنَالُ - نائل - مَنُوْلٌ - نَلْ
لَا تَنَلْ -

عَهْدِیْ

(عہدمن - یا وحی من - میرا اقرار یا وحی یا عطیہ امانت)

عہد - سے مقصود عہد امامت ہے مراد نبوت ہے عہد کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ اللہ کی امانت ہے اور اس کا عہد ہے ہر ایک شخص اس کا مستحق نہیں مگر جسکو وہ اپنے بندوں میں سے خاص کرے اور جعل کے بعد لفظ ثم لانے سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ایک نسل کے انبیاؤں کی امامت جعل مستقل سے نہیں بلکہ وہ حاصل ہے یک امامت کے ضمن میں جسے اس کا ہر ایک مستحق اپنے مقدر وقت میں اسکو حاصل کرتا رہے گا۔

الظّٰلِمِیْنَ

(ستمگاراں - بے انصافوں کو)

الظّٰلِمِیْنَ، جمع ظالم - امامت سے اگر مراد نبوت ہے تو ظالمین سے فاسق مراد ہیں - کیونکہ نبوت میں عدم معصیت شرط ہے - اور اگر وہ بمعنی اعم ہے تو ظالمین سے کافر مراد ہیں - کیونکہ کافر کو امیر اور مطاع اختیار کرنا جائز نہیں حَیْثُ قَالَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا و لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلًا -

وَاِذْ جَعَلْنَا

(وآنوقت کہ ساختیم - اور جب ٹھہرایا ہمنے)

جعلنا، ماضی ج ع م الجعل ٹھہرانا - بنانا مصدر ف - جَعَلَ - یَجْعَلُ جَاعِلٌ - مَجْعُوْلٌ - اِجْعَلْ - لَا تَجْعَلْ

الْبَیْتَ

(خانہ کعبہ را - کعبے کو -)

البیت - خانہ کعبہ لغت میں بیت ہر اس گھر کو کہتے ہیں جس میں رات کو آرام کیا جائے لیکن استعمالاً بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے - جیسے نجم سے ثریا مراد ہوتا ہے

مَثَابَةً

(جائے ثواب برائے مردم یا مرجع مردمان

لوگوں کے لئے ثواب کی جگہ۔ یا لوگوں
کے جمع ہونیکی جگہ)

مثابۃ، مرجع یا موضع ثواب اے
مرجعاً یثوبون الیہ ویرجعون الیہ
اے یحق ان یرجع الیہ۔ او موضع ثواب
لھم بحج وعمرۃ وصلوۃ فیھا۔ اصل میں
مصدر ہے بروزن مفعلۃ بمعنی ظرف مکان
اخفش کے نزدیک تا زائد مبالغہ کے
لئے ہے مثل نسابۃ وعلامۃ
اور دوسروں نے تائے تانیث لفظی
قرار دی ہے مثل مقام ومقامۃ۔

للناس۔ ل، بمعنی اجل الناس
مراد زائرین۔

و (و مقام امن۔ اور پناہ کی جگہ)
اے مأمنا من ایذاء المشرکین
فانھم کانوا لا یتعرضون لاھل
مکۃ ومعناہ **امنا للناس** اور یا عدم
ذکر ناس تعمیم کے لئے ہے۔
اے انہ امن لکل شی کائنا ما کان

حتی الطیر والوحش۔

امن۔ مصدر بمعنی موضع امن وجائے
آرام۔

واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی

(پکڑو۔ اور بناؤ۔ اختیار کرو)

اتخذوا، ج ح، امر مصدر الاتخاذ
(از جائے قدم حضرت ابراہیم جائے نماز
خواندن۔ ابراہیم کے کھڑے رہنے کی جگہ
یا مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے یا دعا مانگنے
کی جگہ)

من، بمعنی تبعیضیہ یا بمعنی فی۔ یا زائد
بیان موہوب متخذ اور اس کی تمیز کے
لئے ہے۔ مثل اتخذت من فلان
صدیقاً واعطانی اللہ من فلان
اخا صالحاً۔

مقام، مصدر میمی من قام یقوم یا مفعل
اسم موضع قیام یا جائے قدم ابراہیم
علیہ السلام مراد وہ جگہ جہاں کھڑے
ہو کر آپ لوگوں کو مناسک حج وغیرہ
احکام دین کی تلقین کرتے تھے۔ اور

یا وہ پتھر جس پر آپ کھڑے رہکر بیت اللہ کی دیوار اُٹھاتے تھے اور وہ پتھر جس میں آپکے قدم مبارک کے نشان ہیں اور وہ جگہ جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔

مُصَلًّی، نماز پڑھنے کی جگہ۔ اور دعا مانگنے کا مقام اسم ظرف اس کے آخر کا الف واؤ سے بدلا ہوا ہے۔ یا مصدر بحذف مضاف اسے مکان

مصلی اسے مکان صلوٰۃ۔ اَلتَّصْلِیَۃُ وَالصلوٰۃ نماز ادا کرنا۔ درود اور دعا کا پڑھنا مصدر تفعیل ناقص واوی۔

وَاِذِ ابْتَلٰی، .... فعل
اِبْرٰهٖمَ، ...... مفعول
رَبُّهٗ، مضاف ومضاف الیہ فاعل
بِكَلِمٰتٍ، جار مجرور ظرف لغو
(جملہ فعلیہ معطوف علیہا)

فَ۔ اَتَمَّ ... فعل مع الفاعل
هُنَّ، ...... مفعول
(جملہ معطوفہ)

۵ ظرف فعل مقدر تقدیرہ اذکراذکروا وقت کذا اس تقدیر پر جملہ اپنے ماقبل جملہ پر معطوف ہے از قبیل عطف قصہ علی القصہ اور جامع طرفیں اتحاد مقصد ہے۔ مثل اتباع حق وترک تعصب وغیرہ اور کہا ہے کہ عطف اسکا نعمتی پر ہے۔ کہ اے بنی اسرائیل عہد ابتدائے ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو اس میں وہ عبرتناک واقعات ہیں۔ جس کے مطالعہ سے تمہیں بہت کچھ نفع ہوگا اور تمہارے فاسد اعتقادات کی اصلاح اس سے ممکن ہے۔ تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے اسلاف ہماری شفاعت کرکے حشر میں عذاب الٰہی سے چھڑالینگے حالانکہ ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی آل کے لئے دعا کی تھی اس وقت ان سے یہ کہا گیا تھا۔ کہ مدار نجات دعا نہیں بلکہ اعمال صالحہ ہیں پس تیری امت کے ظالم وگناہگار اور اتباع حق سے اعراض کرنے والے ہماری رحمت اور انعام کے مستحق نہیں ہو سکتے وقال فی جوابہ لا ینال عہدی الظالمین۔

قَالَ، ... فعل مع الفاعل

اِنِّیْ، مشبہ بفعل مع الاسم

جَاعِلُكَ، الخ، خبر

جَاعِلٌ۔ بمعنی مصیر اسم فاعل کہ مفعول

اِمَامًا، ... ذوالحال مفعول دوم

لِلنَّاسِ، حال ہے اصل میں

نعت ہی بوجہ تقدم منصوب

بحالیت ہے۔ ای اماما کائنا لہم

ویا انی جاعلک الخ متعلق باذکر وا ہے

اور جملہ استینافیہ ہے۔ کانہ قیل

فماذا قال ربہ حین اتمہن فلجیب

بذلک اور یا یہ جملہ بیان ہے ابتلی

کا اور کلماتِ سے مراد ہے

امامت۔ تطہیر بیت۔ رفع قواعد

واسلام اور جاعل بمعنی جعل سے ہے

جو دو مفعولوں کو چاہتا ہے۔

قَالَ، ... فعل مع الفاعل

اجعلنی، جملہ فعلیہ محذوف

معطوف علیہ

وَمِنْ۔ اے بعض ذریتی

معطوف

ویا من ذریتی معطوف علی کاف

جاعلک[۵]۔

اَجْعَلُ، ... فعل بافاعل

[۵] علی کاف جاعلک۔ تقدیر کلام یہ ہے، انی جاعلک وجاعل بعض ذریتی ظاہر اً یہ مخالف کتاب ہے کیونکہ ومن ذریتی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ ہے نہ خداوند عالم کا۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس جگہ حکایت عطف ہے نہ ایقاع عطف اور حکایت ومن ذریتی میں واؤ سے عطف واقع ہوا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ بروجہ تلقین ہے جیسے کہا کرتے ہیں ساکرمک اور مخاطب کہے وزیدًا بروجہ تلقین گویا مخاطب متکلم کو تلقین کرتا ہے کہ یہ کہ ساکرمک وزیدًا اس صورت میں عامل زیدًا وہی فعل مذکور ہے (اکرمک) جو کلام قائل میں ہے۔ لیکن وہ ساتھ تغیر کیفیت کلام کے ہے۔ کیونکہ کلام قائل بروجہ اختیار تھا اور کلام مخاطب بروجہ طلب۔ اور معطوف علیہ ومعطوف میں استفنا عمل عامل میں تعلق اصل عامل شرط ہے نہ بقائے کیفیت جیسے کلام قامت ہند وزید میں اور قام زید لا عمرو میں کہ اول میں کیفیت تانیث عامل اور دوسرے میں کیفیت اثبات عامل قائم نہیں رہتی اور جیسے آیت شریف ہے یا آدم اسکن انت وزوجک اے اسکن انت ولتسکن زوجک فتقدیر کلام ومن ذریتی

نی ... معطوف علیہ
من ذریتی ...
متعلق فریقا، معطوف
اماما، محذوف ... مفعول ۲
اے رب اجعلنی اماما وبعضا من ذریتی ائمۃ یا اجعل فریقا من ذریتی اماما۔

قال ... فعل مع الفاعل
لاینال عہدی الظلمین ... مقولہ
لاینال ... فعل
عہدی ... فاعل
الظلمین ... مفعول

ف۔ واذ ابتلی الخ ان آیات میں یہود اور کفار عرب کے بعض فاسد خیالات کا رد ہے۔ یہود اس بات پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہم برگزیدہ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور انکی برگزیدہ سنت اور مذہب پر قائم ہیں

وجاعل بعض ذریتی ویا رب اجعلنی اماما واجعل فریقا من ذریتی ائمۃ از قبیل عطف تلقین اور یہ خبر ہے معنی طلب میں۔ گویا قائل نے اپنے آپکو نائب متکلم قرار دیکر اس مقولہ کو تتمہ کلام متکلم سے گردانا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ معطوف مثل معطوف علیہ کے مستحق ہے اور نظیر اس آیت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہا آن جناب نے اللھم ارحم المحلقین قالوا والمقصرین یا رسول اللہ قال اللھم ارحم المحلقین قالوا والمقصرین یا رسول قال والمقصرین۔
اس تقدیر پر ذریت کی عام امامت کا ثبوت لازم آتا ہے جمیع ناس کے لئے مثل عموم امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام لیکن کہہ سکتے ہیں کہ عطف صرف اصل معنی کے اشتراک کو چاہتا ہے اور وہ ضمن میں بعض کے متحقق ہے۔

مشرکین عرب اس پر اتراتے تھے کہ ہم حضرت ابراہیم کی یادگار ہیں اور اسکے بنائے ہوئے بیت اللہ کے محافظ اور خادم ہیں۔ اسکی شریعت یعنی مناسک حج اور تنظیم بیت اللہ پر ثابت قدم ہیں لہذا ارشاد ہوتا ہے کہ اے حضرت ابراہیم کی نسبت پر فخر کرنے والو۔ تمھیں حضرت ابراہیم کے شرف اور انکی بزرگی کے اسباب پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہماری مقدس جناب میں شرف تقرب اور عزت معیت حاصل کرنے کے لئے اُس نے کون سے وسائل اور کس قسم کے ذرائع کا استعمال کیا ہو لہذا تمہاری ہدایت کے لئے ہم ان کی ابتدائی حالت کو بیان کرتے ہیں یہ وہ حق پسند موحد شخص ہے جس نے اتباع حق اور ہماری خوشنودی رضا کے لئے آبائی رسم ورواج کو چھوڑ دیا۔ پادشاہ وقت اور ساری قوم سے دشمنی کرلی۔ آگ میں جلنا پسند کرلیا۔ اپنے ماں باپ عزیز واقارب سے حرّان اور شام وفلسطین کی طرف ہجرت کی۔ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی ہاجرہ بیوی اور پیارے ننھے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو عرب کے چٹیل میدان اور بے آب ریگستان میں چھوڑا۔ اپنی خلوص اور محبت کے اظہار میں اپنے نوخیز چاہتے فرزند کی ذبح پر آمادہ ہوئے۔ دین حق کی اشاعت اور شعائر اسلام کی ترویج میں حد سے زیادہ کوشش کی الغرض جب انہوں نے اپنے سارے کام ہماری مرضی اور خوشی کے تابع کردیئے۔ سب آزمائشوں اور اور تکلیفوں میں ثابت قدم رہے تو ہمنے بھی اسے عزت دی اور اپنا مقرّب دوست بنایا تمام مخلوق اور سارے جہاں کا امام وپیشوا کیا ہر ایک عاقل سمجھدار

شخص پر انکی اطاعت فرض کردی اور کہہ دیا اے ابراہیم تیری فرماں برداری
مخلوق کے لئے دلیل ہدایت اور تیری مخالفت انکی گمراہی کی علامت ہوگی
اور حضرت ابراہیم نے اس تشریف سے مشرف ہونے کے بعد اپنے
اولاد کے لئے دعا کی اور یہ ظاہر کیا کہ مجھ سے اس نعمت کا سلسلہ منقطع نہو۔
اور ہمنے کہا بعض وقت تیری نسل سے ظالم پیدا ہونگے جو اس خدمت نیابت
اور منصب امامت کے لائق نہ ہونگے۔ اس وقت تیری نسل میں امامت رہیگی
پس اس برگزیدہ پیغمبر کی نسبت یا اولاد ہونے پر وہی شخص فخر کرسکتا ہے۔ جو
اسکے طریق اسکی عادت اور خصلت پر قائم ہے۔ نہ مشرک بیدین اور ظالم فاسق۔

ف ۲۔ انی جاعلک للناس اماما ۔ صیغہ اسم فاعل کہ استمرار پر دلالت کرتا ہے
اور تعریف ناس مقتضی ہے کہ امامت سے مراد امامت مؤبدہ ہے یہ ظاہرا مشکل
ہے کیونکہ ایک شخص کو جسکی عمر معدودے چند ایام ہے اسکو جمیع افراد انسانی
کا ہمیشہ کے لئے امام کہنا ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ہے۔ ہاں مگر یہ کہہ سکتے ہیں
کہ آپ کے بعد تمام چونکہ انبیاء علیہم السلام آپ ہی کی نسل اور آپ کی ذریت
ہی سے ہوئے ہیں اور اکثر انہوں نے آپ ہی کے اصول شرائع کی پابندی
کی ہے۔ لہذا آپکو امام کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے کہ تمام انبیاؤں نے آپکی
شریعت کی پیروی کی ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ آپکی ذریت میں امامت
قائم اور محفوظ ہے گویا امامت ذریت سے آپکی امامت قائم ہے۔ اس تقریر
سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے کے تمام انبیاء مقطوع
الامامت ہیں اور انکے شرائع منسوخ ہوگئے ہیں۔ نہیں بلکہ جمیع انبیاء

ایک ہی شریعت کے قائم کرنے والے ہیں اور ایک ہی کلمہ توحید ہے
جسکی اشاعت ان کا منصبی فرض ہے قال اللہ تعالیٰ اولئک الذین
ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔ وقال ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اس
لحاظ سے تمام انبیاء گویا ایک دوسرے کے مصدق و تابع ومتبوع ہوتے
ہیں۔ لیکن یہاں پر خصوصیت سے حضرت ابراہیمؑ کی عام امامت کا اسلئے
اظہار کیا گیا ہے کہ مخاطب کلام یہود ونصاریٰ تھے۔ جو حضرت ابراہیم کی نسل
اور ان کی اولاد سے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ خواہ ہم کیسے ہی ہیں لیکن
چونکہ ہمارے اسلاف برگزیدۂ خلائق ومقربان درگاہ جل وعلا ہیں۔ لہذا وہ
ضرور ہمیں بخشوا لینگے۔

اس آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اگر مدار نجات دعا ہوتی تو جیسے ابراہیم
علیہ السلام نے اپنی ذرّیت کے لئے شرف امامت کی دعا کی تھی وہ بلفظہ
منظور ہو جاتی۔ لیکن چونکہ ہماری عادل بارگاہ میں بے عمل خاندانی شرافت اور
اور آبادی کرامت کچھہ چیز نہین۔ اس سلئے ہمنے ان کی دعا کے جواب مین
بہ تصریح کہہ دیا کہ نہین تمہاری تمام ذریت اس منصب کے قابل نہیں البتہ
محسن اور نیک عمل والا شخص اسے حاصل کرسکتا ہے اور ظالم وفاسق کو سوائے
محرومی اور خسران کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

و۔ اذ، ظرفیہ متعلق بفعل محذوف
اذکروا۔
جعلنا، ...... فعل با فاعل

البیت، ... ذوالحال
مثابۃ، ... موصوف
للناس، ظرف مستقر صفت
مفعول

وامنًا، معطوف علیٰ مثابۃ
و یا - جعلنا ۔۔۔۔ فعل با فاعل
البیت ۔۔۔۔ مفعول اول
مثابۃً وامنًا ۔۔۔ مفعول دوم
للناس ۔۔۔ جار مجرور ظرف لغو
اے لاجل الناس یعنی لاجل مناسکہم
وَ - اتخذوا ۔۔۔ فعل با فاعل
من - تبعضیہ - حرف جار
مقام ابراھیم ۔۔۔ مجرور
مصلّی ۔۔۔۔ مفعول

أُلمقدر اے اذکروا - و یا مقولہ قول اے وقلنا اتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی اور یا حال ہے فاعل سے اے قائلین لھم اتخذوا وکلمۃ من للتبعیض انکان المراد بمقام ابراھیم الحرم کلہ او المسجد او مشاھد الحج کلھا - عرفۃ ومزدلفۃ وغیرھما کما قیل او للابتداء بدالحجر الذی فی المسجد الذی قام علیہ ابراھیم عند بناء البیت وکان اثر اصابع رجلیہ علیہ بینا

قاعدہ: اس کی ترکیب ... [illegible]

ف - واذ جعلنا الخ یہود اگرچہ اس امر کے معتقد تھے - کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا نہایت متبرک اور معظم مکان ہے - لیکن اس کے گرد طواف کرنے حج کے لئے احرام باندھنے عرفات پر ٹھہرنے وغیرہ مناسک حج پر - اور اس بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنے پر معترض ہوتے تھے اور کہتے تھے یہ مشرکین عرب کی ایجاد کی ہوئی رسم ہے - ابراہیمی طریقہ نہیں - لہذا ارشاد ہوتا ہے - اے یہود مناسک حج اور استقبال قبلہ مشرکین کی ایجاد کی ہوئی رسم نہیں - بلکہ ہمارے برگزیدہ مخلوق امام الناس حضرت ابراہیم کا طریقہ مختار اور ہماری پسندیدہ شریعت ہے - ہمنے اس متبرک مکان کو لوگوں کے ثواب حاصل کرنے کی جگہ اور انکے اطمینان اور امن پانے کے لئے بنایا ہے

اور ابراہیمی ملت پر چلنے والوں کو حکم کیا ہے کہ مقام ابراہیم کو محل نماز بناؤ۔
اسے مشرکین عرب صرف مناسک حج اور طواف کر لینے ہی کا نام ابراہیمی
ملت نہیں بلکہ اس کا اعلیٰ رکن بت پرستی اور کفر و شرک وغیرہ رسوم خلاف
شرعیہ سے علیحدہ اور متنفر ہو کر تنہا بے مثل ذات پر یقین کرنا ہے یاد کرو
جبکہ ہمنے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل سے کہا تھا کہ ہمارے گھر کو بتوں کی
نجاست سے پاک صاف کردو۔ کہ میرے خاص عبادت گزار بندے فراغت
اور اطمینان سے عبادت کریں۔ اور انہوں نے فوراً اسکی تعمیل کی تھی۔

ف۲۔ امنًا۔ اسے مَاْمَنًا۔ فان المشرکین لا یتعرضون لسکان الحرم
و یقولون البیت بیت اللّٰہ و سکانہ اہل اللّٰہِ وھذا الشیءُ یوارثون
من دین اسمٰعیل فبقوا علیہ الی ایام رسول اللّٰہ۔ یعنی مشرکین کہ
حرم و خطۂ عرب میں رہنے والے سے کسی قسم کی چھیڑ نکرتے تھے اور کہتے
تھے یہ خانہ خانۂ خدا ہے اور اسکے رہنے والے اہل اللہ ہیں یہاں تک کہ اگر
کوئی شخص اپنے باپ کا قاتل حرم میں دیکھ لیتا تاہم اس کا متعرض نہوتا یہ ایک
رسم ہے جسپر لوگ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانے سے پیرو چلے آتے ہیں
اور آجتک اسپر عامل ہیں۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اس شہر کو اللہ نے روز ازل سے حرمت دی ہے وہ اسی دن سے حرام
ہے اور قیامت تک حرام رہیگا۔ اس میں کسی وقت قتال جائز نہیں تھوڑی
دیر کے لئے خاص میرے لئے حلال ہوا ہے۔ اب پھر قیامت تک حرام
ہے۔ **تلخیصًا**۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے کہ اگر کوئی گنہگار مثلاً

خونی بھاگ کر خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے تو وہاں سے اسکو نہ پکڑنا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نہ آجائے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ لما وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ عند مقام[۵۱] ابراھیم قال لہ عمر یا رسول اللہ

۵۱۔ مقام ابراھیم بعض کے نزدیک مقام ابراہیم سے مراد کل حرم ہے۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک وہی پتھر مراد ہے۔ جسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے رہکر تعمیر کعبۃ اللہ کی ہے۔ روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ مقام ابراہیم ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب آپ اسکو مصلی کیوں نہیں بناتے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو اس امر کا حکم نہیں ہوا اس دن کا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور روایت میں ہے کہ ایک دن آنجناب نے طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کو تلاوت فرمایا۔ اور یہ جو فرمایا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اس نماز سے مراد وہ دو رکعتین ہیں جو سات طواف پورا کرنے کے بعد پڑھی جاتی ہیں یہ دونوں رکعتیں امام اعظم اور امام مالک علیہما الرضوان اللہ کے نزدیک واجب ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک ایک روایت میں واجب اور دوسری میں مستحب ہیں اور امام احمد کے نزدیک مستحب ہیں۔ یہ نماز تمام حرم میں بلکہ خارج حرم میں بھی جائز ہے مگر اکثر لوگ وہیں پڑھتے ہیں۔ کہ یہ نماز ساتویں طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ساتواں طواف حجر اسود کے پاس تمام ہوتا ہے اور وہیں مقام ابراہیم ہے۔ بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے کہ وہ پتھر جو مقام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خانہ کعبہ سے متصل تھا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں پانی کی رَو کثرت سے آئی اور اس حادثہ میں اس پتھر کی جگہ بدل گئی اور خانہ کعبہ سے ذرا دور ہو گیا پھر حضرت عمر نے خود تشریف لا کر اسکو ایک مناسب مقام پر نہایت استحکامی سے نصب فرمایا۔

ھذا مقام ابراھیم مصلّی قال نعم - وقیل المراد بالمصلّی رکعتان بعد الطواف

وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا

ووحی فرستادیم بسوئے ابراہیم و اسمٰعیل کہ پاک سازید

اور عہد کیا ہمنے طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے یہ کہ پاک کرو

بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴿١٢٠﴾

خانہ مرا برائے طواف کنندگاں و اعتکاف کنندگاں و رکوع سجدہ کنندگان

گھر میرے کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع سجود کرنے والوں کے

وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا

و آنگاہ کہ گفت ابراہیم اے پروردگار من بساز دیں مکانرا شہر با من

اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے کر اس جگہ کو شہر امن والا

وَٱرْزُقْ أَهْلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ مَنْ ءَامَنَ مِنْهُم

وروزی دہ ساکناں وے را از میوہا ہرکہ ایمان آورد از ایشاں

اور رزق دے رہنے والوں اسکے کو میووں سے جو کوئی ایمان لاوے ان میں سے

بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ

بخدا و روز باز پسیں فرمود خدا و کسیکہ کافر شود بہرہ مند گردانمش

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہا اور جو کوئی کفر کرے پس فائدہ دونگا اسکو

قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٢١﴾

اندکے پس بہ بیچارگی برانم اورا بسوئے عذاب آتش و وے بد جائے است

تھوڑا پھر بے بس کرونگا اسکو طرف عذاب آتش کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی

عهدنا (وحی فرستادیم۔ یا گفتیم حکم بھیجا کہ یا کہا ہم نے)

وعهدنا۔ یا عهد۔ العهد تاکید سے بات کہنا۔ اقرار کرنا۔ اور جب متعدی ساتھ الی کے ہوتا ہے تو بمعنی وصیت کرنے کے آتا ہے۔ یعنی امر کیونکہ خداوند کی یہی وصیت ہے۔ مصدر ک۔ ف عَهِدَ یَعْهَدُ عَاهِدٌ مَعْهُوْدٌ۔ اِعْهَدْ۔ لَا تَعْهَدْ۔

الی ابراهیم و اسمعیل (بسوئے ابراہیم و اسمعیل۔ اسمعیل اور ابراہیم کی طرف)

الی، صلہ فعل۔ اسمٰعیل فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام و جد اعلیٰ حضرت خاتم نبوہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسم عجمی بمعنی مطیع اللہ۔

ان طهرا (آنکہ پاک سازید۔ یہ کہ پاک کرو دونو)

اَنْ مصدریہ یا مفسرہ۔

طَهِّرَا، صیغہ امر ۲ ح التطہیر پاک و صاف کرنا۔ مصدر تفعیل۔ طَهَّرَ۔ یُطَهِّرُ مُطَهِّرٌ۔ طَهِّرْ۔ لَا تُطَهِّرْ۔

بیتی (خانہ مرا۔ گھر میرا)

بیتی، مراد بیت اللہ۔ اضافت مظہر تفضیل۔

للطائفین (برائے طواف کنندگان۔ طواف والوں کے لیے۔ عبادت کرنے والوں کے لئے)

ل۔ صلہ فعل یا بمعنی اجل طَائِفِیْنَ طائف اسم فاعل من طاف بہ اذا دار حولہ۔ الطوف، گرد گھومنا۔ کعبۃ اللہ کے آس پاس پھرنا۔ بار بار آنا۔

والعاکفین (و برائے اعتکاف کنندگان۔ اور اعتکاف میں بیٹھنے والوں کیلئے)

عَاکِفِیْنَ۔ جمع عاکف اعتکاف خاص ایک نفلیہ عبادت کا نام ہے و یا عام مقیمین۔

والرکع السجود (و برائے رکوع و سجدہ کنندگان۔ اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے)

ترک عطف مظہر انضمام ہر دو صفات ہے

اور تخصیص رکوع وسجود اس لئے ہے
کہ یہ دونوں خاصہ نماز ہیں اور ہر دو رکن
ہیں۔
الرُّکَّعِ، جمع تکسیر راکع **سجود** جمع تکسیر
مساجد یا مصدر اے ذوی السجود

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
(و در آں وقت کہ گفت ابراہیم اور
جب کہا ابراہیم نے)
اذ، ظرف فعل محذوف اے اذکر
اذ۔ قَالَ۔ ماضی ۔ اح ع

رَبِّ اجْعَلْ
(اے پروردگار من بگرداں۔ اے
میرے رب بنا)
رب، اصل ربی۔ اجعل امر ح

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
(ایں مکاں را شہرے با امن۔ اس جگہ
کو امن و آسائش والا)
ھذا۔ ھا، کلمہ تنبیہ۔ **ذا**، اسم اشارہ
بلدا، جائے بود وباش۔ پیشہ ور لوگوں
کے رہنے کا شہر مراد کعبۃ اللہ۔ اور یا
وادی مذکور بقولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت
من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیت المحرم اے اجعل ھذا المکان
القفر بلدا الخ استقذ یدعو بہ بلدۃ
معا لامن ہے۔
اٰمنًا، اے ذا امن کقولہ عیشۃ
راضیہ اے ذات راضیۃ او امنًا
من فیہ مثل قولک لیل نائم والاصل
امنًا اھلہ کیونکہ امن وخوف ذوی
الادراک کے خواص سے ہیں۔
اٰمن، راحت وآرام پانے والا۔
اسم فاعل۔

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
(و روزی دہ اہل وے را۔ اور روزی
دے اس میں رہنے والوں کو)
ارزق ۔۔۔، امر ح بمعنی دعا۔ الرزق
مفید چیز اور فائدہ اٹھانا مصدر فاصل
اھلہ اے سکانہ ومایتعلقون بہ

مِنَ الثَّمَرٰتِ
(از میوہ ہا۔ میوں سے۔)
اے من انواع الثمرات
من، بیانیہ یا تبعیضیہ۔
الثمرات۔ بار درخت پھل پھول

ومن امن منھم

(ہر کہ ایمان آورد از ایشاں - جو کوئی
ایمان لائے اُن میں سے)
مَن، شرطیہ یا اسم موصول -
اٰمن، ماضی امر
مِن - بیانیہ - ومرجع ضمیر اہل
ای من اٰمن من اہل البیت

باللہ والیوم الآخر

(بخدا و بروز باز پسیں - اللہ پر اور
قیامت پر - یا یوم آخر پر)
ب، زائدہ الیوم الآخر زمان منتہائے
تعلق دنیا - یا روز جزا و سزا -
وخصھم بالذکر لئلا یکون اعانۃ
للکفار علی کفرھم -

قال ومن کفر

(فرمود خدا و ہر کہ کافر شود - فرمایا خداوند
نے جو کوئی کفر کرے)
قَالَ، ماضی - کفر، ماضی

فامتعہ قلیلا

(پس او را ہم بہرہ مند گردانم اندکے
اسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دن)
ف، جزائیہ جواب من - اُمتّع
مضارع التمتیع فائدہ دنیا مصدر
تفعیل - مَتَّعَ - یُمَتِّعُ - تَمْتِیعٌ - مُمَتِّعٌ - مَتِّعْ
لَا تُمَتِّعْ - قَلِیْل، وہ شے جو مقابل
سے عدد اور افراد میں کم ہو - تھوڑا -

ثم اضطرہ

(پس بیچارگی برانم او را - پھر اسے
بے بس کردونگا میں)
اَضْطَرُّ، مضارع امر - الاضطرار بے بس کرنا
مجبور کرنا مصدر افتعال - مضاعف
اِضْطَرَّ - یَضْطَرُّ - مُضْطَرٌّ - اِضْطَرِرْ
لَا تَضْطَرِرْ -

الی عذاب النار

(بسوئے عذاب دوزخ - دوزخ
کے عذاب کی طرف)
النار، ال عہدی - مراد دوزخ -

وبئس المصیر

(و بد جائے ست مرجع - اور پہونچ
کی بہت ہی بری جگہ ہے)
و، استینافیہ - بِئْسَ، فعل ذم
ومخصوص بالذم محذوف ہے (نار)
اگر مصیر اسم مکان مانا جائے اور اگر وہ
مصدر ہے تو تقدیر عبارت یہ ہوگی
المصیر، ٹھکانہ - رجوع کرنے کی جگہ

اسم ظرف مکان المثابۃ ۔ والمثابۃ مثوبۃ و المصیرۃ ۔ پھرنا ۔ واپس ہونا مصدر ث و ب اجوف ولفیف ۔

و ۔ عہدنا اے قلنا ۔۔۔ فعل با فاعل
الی ابراہیم و اسمعیل ۔۔۔ ظرف
شیئا ۔۔۔ مفعول مقدر
ان ۔۔۔ مفسرہ
طھرا ۔۔۔ فعل با فاعل
بیتی ۔۔۔ مفعول
ل ۔ جار ۔ الطائفین
والعاکفین ۔ معطوف
اے قلنا ھما شیئا ھو ان طھرا ۔
و ۔ الرکع ۔۔۔ معطوف علیہ
السجود ۔۔۔ معطوف
وترک العطف لانضمام الفعلین

و با الرکع ۔۔۔ موصوف
السجود اے ذوی السجود ۔ صفت
و ۔ اذ قال ۔۔۔ فعل
ابراہیم ۔۔۔ فاعل
رب ۔ اے یا رب منادی
اجعل ھذا البلد امنا
و ارزق الخ ۔۔۔ ندا
اجعل ۔۔۔ فعل با فاعل
ھذا ۔ اسم اشارہ
البیت ۔ مشار الیہ ۔۔۔ مفعول اول
بلدا ۔۔۔ موصوف
امنا ۔۔۔ صفت ۔۔۔ مفعول دوم
اے بلدا ذا امن او بلدا فیہ امن
و ۔ ارزق ۔۔۔ فعل با فاعل
من الثمرات ۔۔۔ ظرف لغو

ان ۔ یہ اگر مفسرہ ہے تو عہدنا بمعنی قلنا ہونا چاہیے کیونکہ ان مفسرہ قول یا اسکے ہم معنی فعل کے بعد واقع ہوتا ہے اور مفعول مقدر ہے کیونکہ مدخول ان مفسرہ تفسیر ہوتا ہے مفعول مقدر یا ملفوظ کی ۔ اے قلنا لہما شیئا ھو ان طھرا ۔ اور اگر مصدریہ ہے تو موضع جر یا نصب میں ہے علی اختلاف النحاۃ ۔

أَهْلَه ...... مبدل منہ
مَنْ ... اسم موصول
اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ جملہ صلہ بدل
اٰمَنَ ..... فعل مع الفاعل
مِنْهُمْ ... جار مجرور ظرف لغو
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ظرف دوم
ویا ارزق اهله الخ ... جزا مقدم
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ الخ شرط موخر
قَالَ ..... فعل مع الفاعل
وَمَنْ ... اسم موصول
كَفَرَ ای كفر منهم جملہ صلہ
ارزق، محذوف فعل با فاعل

ف - امتعہ ... فعل با فاعل
ہ ضمیر ...... مفعول
قَلِيْلًا اے متاعا قليلا مفعول مطلق
ویا ظرف اے زمانا قليلا
والمعنى وارزق من كفر وتم الكلام
لان الرزق رحمة دنيوية يعم المومن والكافر
ثُمَّ اضْطَرُّ ... فعل با فاعل
ہ مفعول - الى عذاب النار ظرف
بِئْسَ، فعل المصير، فاعل
النار ... مخصوص بالذم
ویا من كفر ..... شرط
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ... جزا

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

و انگاہ کہ بلند میکردند　ابراہیم　و اسمٰعیل　بنیادہا　ے　خانہ را

اور جب اٹھا رہے تھے　ابراہیم و اسمٰعیل نبیین　یعنی　بنیاد　گھر کی

ل فامتعہ - اگر من موصولہ ہے تو فامتعہ اسکی خبر نہیں ہوسکتا - کیونکہ موصول کی خبر پر اس وقت فا داخل کرتے ہیں - جبکہ خبر صلہ کی مستحق ہو جیسے الذی یاتینی فلہ درہم - اور کہا ہے کہ جب مضارع جزا واقع ہوتا ہے تو اسپر حرف فا لانا جائز ہے اور اگر وہ مبتدا کی خبر نہیں تو فا داخل نہیں کرتے - ۱۲

وَإِسْمٰعِيلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ

گفتند اے پروردگار ما قبول کن از ما ہر آئینہ توئی شنوا

اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ (۱۲۷) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ

دانا اے پروردگار ما و بکن مارا فرماں بردار خودت و

جاننے والا اے رب ہمارے اور کر ہم دونوں کو مطیع واسطے اپنے اور

مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ص وَأَرِنَا

از اولاد ما بکن گروہے منقاد خودت و بنما مارا طریق

اور اولاد ہماری سے ایک جماعت فرمان بردار واسطے اپنے اور دکھا ہمکو طرح

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۱۲۸)

عبادتہائے ما و بمہربانی باز آ بر ما ہر آئینہ توئی باز آیندہ مہربان

عبادت ہماری کی اور پھر آ اوپر ہمارے تحقیق تو ہی ہے پھر آنے والا مہربان

(واں وقت کہ بلند میکردند - اور جسوقت کہ اٹھا رہے تھے)

يَرْفَعُ مضارع بمعنی ماضی بوجہ مدخول اذ اور صیغہ مضارع باوجود قصہ ماضی ہونے کے استحضار امر قصہ کے لئے ہے - الرفع اٹھانا بلند کرنا مصدر ف ف -

رَفَعَ - يَرْفَعُ - رَافِعٌ - مَرْفُوعٌ
اِرْفَعْ - لَا تَرْفَعْ

(ابراہیم و اسمٰعیل بنیادہا - ابراہیم و اسمٰعیل بنیادیں - نیویں)

ابراہیم حضرت ابراہیم و اسمٰعیل دونوں معمار بیت اللہ ہیں - لیکن چونکہ اصل بانی حضرت ابراہیم ہیں اور حضرت اسمٰعیل مددگار ہیں لہذا حضرت ابراہیم

القواعد جمع قاعدہ - اساس - وکہم
دیوار - اصل ہیں صفت ہے اور حرف تا
وصفیت سے اسمیت کیطرف منتقل ہونے
کی علامت ہے - اب وہ مثل اسماے جامدہ
کے مستعمل ہوتا ہے اور موصوف اسکے
ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا - ماخذ اس کا قعود
بمعنی ثبات نہیں ہے اور شاید کہ مشتق
ہونے کے بعد مجازاً قیام کے مقابل
معنی میں لیا جاتا ہے اسی سے ہے
قعدک اللہ تعالیٰ فی الدعاء بمعنی
ادامک وثبتک اللہ اس تقدیر پر رفع
قواعد مجاز ہے قواعد پر بنا اٹھانے سے
کیونکہ رفع شے اس وقت کہتے ہیں
کہ جب اسے مرتفع اور بلند کیا جاتا ہے
اور قواعد واساس مرتفع نہیں ہوتے
بلکہ وہ بحالہ قائم رہتے ہیں - ویرفع
بمعنی یبنی علیہا ہے - مصدر قعود -
(از خانہ کعبہ - بیت اللہ کی)

مِنَ ، بیانیہ یا بعضیہ
واسمٰعیل - اسکا عطف ابراہیم
پر ہے اور مفعول سے متاخر لانے کی
وجہ اس امر کا اظہار ہے - کہ بنائے بیت
میں آپکا درجہ متاخر ہے اور آپ بمنزلہ
تابع ہیں -

گفتند اے پروردگار ما قبول فرما
از ما - اور کہتے تھے اے رب ہمارے
قبول کر ہم سے)

لے یقولان ربنا تقبل او قائلین
رب - اے یارب مضاف بضمیر متکلم
رب ، صفت مشبہ یا مصدر بمقام
فاعل -

لہ من بیانیہ یعنی تبیین بعد الابہام
حاصل معنی یہ ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام
دیواریں اٹھا رہے تھے اور وہ دیواریں
کعبۃ اللہ کی دیواریں تھیں - اور یا بعضیہ ہے
یعنی وہ فقط دیواریں اٹھا رہے تھے اور
اسکی بنیاد پہلے سے موجود تھی بحسب بعض روایت -

تَقَبَّلْ ۔ امر بمعنی دعا۔ [۱۵]
التقبل قبول کرنا مصدر تفعل تَقَبَّلَ
یَتَقَبَّلُ مُتَقَبِّلٌ، تَقَبَّلْ
لَا تَتَقَبَّلْ۔

مِنَّ ۔ زائد ۔ یا ابتدائیہ

اِنَّكَ (بے شک تو ہی۔ تحقیق تو ہی ہے۔)
اِنَّ حرف موکد مضمون و اَنْتَ ضمیر
فصل موکد یا ضمیر مرفوع المحل۔

السَّمِيعُ العَلِيمُ (سننے والا ۔ جاننے والا)
السمیع ۔ صفت مشبہ اسے التَّسْمِيع
للدعائنا والعلیم بنیاتنا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا (اے پروردگار ما بگردان مارا۔ اے ہمارے مالک بنا ہم دونوں کو)
اِجْعَلْ ۔ امر حاضر امر بمعنی دعا۔

مُسْلِمَيْنِ (فرمان بردار خود ت۔ مطیع اپنے لئے)
مُسْلِمَيْنِ ، تثنیہ مسلم مراد مطیع و [۱۶]
ذعن اسلام سے اگر دین اسلام اور
اسکے عقائد مراد ہیں تو غرض اس سے
دعائے ثبات و استقرار عقائد حقہ
ہے کیونکہ عرفاً دوام شے کو لفظ شے
سے طلب کرتے ہیں اور اگر اس سے
انقیاد تام و اذعان کلی خضوع جوارح
و قوی ۔ رضا بقسمت و تقدیرات الٰہیہ
مراد ہے تو غرض دعا اعانت و توفیق
ہے ماخذ اسکا استلم بمعنی انقاد ہے
یا اسلم وجہہ اسے اخلص وجہہ
او قصدہ۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا (و از اولاد ما ۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی)

۱۵ التقبل قبول کرنا ۔ قبول اور تقبل دونوں مترادف ہیں ۔ لیکن اکثر قبول کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو فی نفسہ قبولیت کے لائق ہے اور تقبل وہاں استعمال کیا جاتا ہے جبکہ شے میں مقبولیت کی لیاقت ہو کیونکہ تفعل میں ایک خاصہ تکلف بھی ہے اور یا تقبل سے مقصد رضا ہے یا ایک مقصود ہے کیونکہ مخلصین کے عمل کی یہی غایت ہوتی ہے ۔

ذرّیت - نسل - اولاد - اصل فُعّولةٌ یا فُعِّیلَةٌ ہے -

مسلمة لك

(ایک گروہ مطیعان خودت - بنا ایک جماعت فرماں بردار اپنے لئے)

اُمَّة شخص دیندار - راہ بتلانے والا شخص اور وہ جماعت جن کی طرف اسلامی تبلیغ کے لئے پیغمبر آیا ہو جمع اسکی اُمم و اُمّات ہے -

مُسلِمۃ، مخلص و متواضع - ل مخصصہ

وأرنا

(و بنما مارا - اور دکھلایا جتا مجھکو)

اَرِ، امر ہے امر بمعنی دعا اصل اَرْءِ نَا اَلْاِرَائَةُ - وَالْاِرَاءَةَ دکھانا - جتانا - خبردار کرنا - مصدر افعال ناقص مہموز العین - اَرٰی - یُرِی مُرِی اَرِ - لَا تُرِ -

مناسكنا

(طریق عبادتہا سے ما - طریقہ ہماری عبادت کا - یا طریقہ حج کرنے کا)

مناسک، جمع نُسک و مَنسَک بفتح سین و بکسر اسم ظرف جائے عبادت و مذبح اصل میں اسکے معنی دھونے اور غسل دینے کے ہیں یقال نسکت ثوبہ اذا غسلہ عرف شرع میں عبادات معلومہ پر بولا جاتا ہے خصوصًا عبادات حج پر -

وتب علينا

(و بمہربانی باز آبر ما - اور متوجہ ہو ہم پر ساتھ مہربانی کے)

اسے تب علی عصاتنا بحذف مضاف

تُب، توفیق توبہ عطا کر - ہمارے گناہوں کو معاف کر یا قبول کر اس کو ہم سے امر ہے دعا اَلتَّوْبُ - وَالتَّوْبَۃُ گناہ سے رجوع ہونا مصدر -

إنك أنت

(ہر آئینہ توئی - تحقیق تو ہی ہے)

اِنَّ، موکد مضمون جملہ انت ضمیر مفید حصر -

التواب الرحيم

(توبہ قبول کنندہ باز آیندہ مہربان - توبہ قبول کرنے والا - معاف کرنیوالا - مہربان -

اَلتَّوَّاب، مبالغہ باعتبار کثرت قبول توبہ

یا باعتبار کثرت تابعین۔

اِذ یرفع فعل **ابراھیم** فاعل

القواعد ۔۔۔ ذوالحال

من البیت ظرف مستقر حال

ربنا اے یا ربنا۔ منادی

تقبل فعل با فاعل

ھذہ مفعول

منا ظرف لغو

یقولا محذوف فعل مع الفاعل

اے یرفعانہا قائلین ربنا تقبل ھذہ منا

انک حرف مشبہ بفعل مع الاسم

انت ضمیر فصل **السمیع** خبر

ربنا ۔۔۔۔ منادی

افعل ھذا جملہ محذوف ندا

یقولان محذوف فعل مع الفاعل

واجعل ۔۔۔۔ فعل با فاعل

نا ۔۔۔۔ مفعول اول

مسلمین موصوف (۲)

لک ظرف مستقر صفت — مفعول

اے مسلمین عاملین او مطیعین لک۔

ویا **لک** ظرف متعلق **مسلمین** و مفعول

ومن[۵] **ذریتنا** مفعول دوم

امۃ مسلمۃ لک مفعول اول

اجعل محذوف ۔۔ فعل مع الفاعل

ویا **اجعل** محذوف فعل بافاعل

امۃ ۔۔۔۔ موصوف

من ذریتنا ظرف مستقر

و بوجہ تقدم حال

مسلمۃ لک ۔۔۔۔ مفعول دوم

[۱] واجعلنا۔ اس جملہ کا عطف اگر تقبل پر ہے تو جملہ انک انت السمیع العلیم اور جملہ ندائیہ ربنا ہر دو معترضہ ہیں جملہ اول تعلیل ہے اور ثانی تاکید دعا۔ اور یا معطوف علیہ اسکا محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ربنا افعل ھذا واجعلنا مسلمین لک وعلی ہذا ترکیب ربنا وابعث فیھم الخ۔

[۲] اے اجعل امۃ مسلمۃ من ذریتنا اس صورت میں من تبعیضیہ ہے یا زائدہ ورنہ بیانیہ ہے۔

مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہو کر صفت یا حال ہوا ہے۔ یا من ذریتنا مفعول اول امۃ مسلمۃ لک مفعول ثانی معطوف ہے مسلمین لک پر

اسے امّۃ کائنۃ من ذریتنا۔

والاصل واجعل امۃ من ذریتنا مسلمۃ لک یعنی اصل ہیں واو امۃ پر داخل ہے پھر وصل کیگئی ہے ان دونوں میں جار و مجرور کے ساتھ۔

و یا اجعل۔۔۔۔ فعل با فاعل
امۃ مسلمۃ مبدل منہ
من، زائد۔ ذریتنا، بدل
مفعول

اسے امۃ مسلمۃ ھی ذریتنا۔

ارِ، ۔۔۔۔ فعل با فاعل
نا، ۔۔۔۔۔ مفعول اول
مناسکنا، مفعول دوم
جملہ فعلیہ معطوف

وتب علینا۔ جملہ فعلیہ معطوف علیہ ما قبل

اِنَّ، ۔۔۔۔ حرف موکد مشبہ بالفعل
ک، ضمیر، ۔۔۔۔۔ اسم
انت، ضمیر فصل مفید حصر
التواب، ۔۔۔ موصوف
الرحیم، ۔۔۔ صفت
خبر
جملہ اسمیہ

ف۔ واذ یرفع الخ۔ بتائید مضمون سابق ارشاد ہوتا ہے کہ اسے یہود طواف کعبہ اور اس کا استقبال وغیرہ مشاعر اسلام و مناسک حج کفار و مشرکین مکہ کی اختراعی رسم نہیں۔ بلکہ وہ ہماری منظور کی ہوئی ابراہیمی ملت کے اصول حقہ ہیں اور تمہارا انکار محض عناد سے ہے یا عدم واقفیت کے باعث لہذا تمہیں ان واقعات پر نظر کرنی چاہیئے۔ یاد کرو جبکہ حضرت ابراہیم اور اُن کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل ہماری اجازت سے اس ہمارے گھر کی تعمیر کر رہے تھے اور بار بار کہتے تھے۔ الٰہی ہماری ناچیز محنت اور اس حقیر سعی کو قبول فرما اور اس غیر آباد خانہ بدوش وحشی قوم کے چند جھونپڑوں کے سوا سے وہاں پر کچھ آبادی

ف؎ ارنا مراد ارادۂ بصری۔ ہمزہ افعال کی وجہ سے دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوا ہے اور یا مراد اس سے ارادۂ قلبی ہے بمعنی عرف ۱۲

نہ تھی لہذا ظاہراً انہیں خیال ہوتا تھا کہ اس لق و دق صحرا اور ویران جنگل (جسکی پتھریلی زمین اور خشک ریگستانی میدان نہ زراعت کی پرورش کر سکتے ہیں اور نہ گھانس پھوس اگانے کے قابل ہیں) میں کیونکر آبادی ہوگی اور یہ گھر کسطرح آباد ہوگا۔ لیکن وہ فرمان بردار بندے ہمارے حکم کی تعمیل میں دل و جان سے مصروف تھے۔ اور انہیں کامل یقین تھا کہ یہ گھر ضرور مرجع انام بنیگا۔ لہذا تعمیر کے ساتھ ساتھ نہایت عجز اور خلوص سے یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے الٰہی اسے باامن بنائیو کہ اس میں رہنے والے محفوظ رہیں اور دور سے قصد کرنے والے بے خوف اور بے ڈر ہو کر اسکی طرف سفر کریں۔ اے مالک یہاں کے مخلص ایمانداروں کو پاکیزہ اور لطیف میووں اور صاف و ستھرے غلات سے رزق دیجیو۔ کہ فراغت اور اطمینان سے رہیں۔ اور دوسرے شہروں کی طرف انہیں ہجرت کرنے کی آرزو نہ رہے۔ اور ہم ان کی دعا سُنا کرتے تھے پھر ہمنے کہا۔ اے ابراہیم میری رحمت عام ہے میں ہر ایک مومن اور کافر و فاجر کا پروردگار ہوں۔ البتہ مومنین کا رزق ابدالآباد تک قائم رہیگا۔ اور منکرین و مفسدین ایک معین وقت کے بعد جہنم میں رہنے کے لئے مجبور کئے جائینگے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے اور چونکہ ہمارے مخلص بندوںکو یقین ہے کہ ہمارے احکام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتے لہذا ان دونوں برگزیدۂ خلائق کو تعمیر کعبہ سے یقین ہو چکا تھا کہ ضرور عبادت کے لئے اب کوئی نیا طرز قائم ہونیوالا ہے اس وہ کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہمارے سچے مالک

ہمیں اپنی اطاعت اور فرماں برداری پر ثابت قدم رکھ قبول احکام کی توفیق
اور شریعت حقہ کی پیروی نصیب کر ہم دونوں کی اولاد میں سے ایک فریق کو
خلوص عبادت اور حسن عقیدت پر ہمیشہ قائم رکھ۔ اے ہمارے مالک اس
مبارک گھر کے آداب اور اسکی مقبول عبادت کے اصول و فروع سے ہمیں
مطلع فرما تاکہ ہم سب سے پہلے اپنے شوق کا اظہار دیں۔ ہماری بھول۔ چوک
تغافل اور غفلت سے اگر عبادات میں نقص واقع ہو جائے اسکے عوض اے
مالک سخت گیری نہ کر۔ بلکہ معاف فرما اور اسکے اتمام و درستگی کے تدابیر و حیلوں سے
آگاہ کر۔ اور چونکہ وہ یہ بھی جان چکے تھے کہ یہ شہر مرجع انام ہوگا۔ مختلف طبیعتوں
کے لوگ مخالف و موافق اقوام کے اشخاص دور و نزدیک کے شہروں کے
باشندے یہاں جمع ہونگے۔ اسلئے انہوں نے انکے باہمی میل جول۔ اتحاد بعث
دائمی اتفاق کے لئے پھر دعا کی اور کہا اے مالک ان لوگوں کی تعلیم کے لئے
جو تیرے آباد کئے ہوئے شہر میں آباد ہوں یا دور سے سفر کر کے آئیں انہیں
میں سے ایک ذی قوت پیغمبر کا ہمیشہ ہوتے رہنا ضروری ہے جو تیرے بھیجے
احکام کی تبلیغ یا توشیح کرتا رہے۔ تاکہ وہ لوگ جسمانی کدورتوں فطری ظلمتوں سے
پاک صاف ہو کر تیری مہربانی اور عنایت سے تیرے تقرب اور معیت کے انوار
سے مستفیض ہو سکیں۔ اور بیشک تو ہی مہربان بخشش اور کرم کرنیوالا ہے۔

ف۲ البیت اسکی مختصر تاریخ یہ ہے۔ روایات میں ہے سب سے پہلے حضرت
آدم علیہ السلام یا حضرت شیث علیہ السلام نے اسکی تعمیر کی ہے۔ طوفان نوح
میں اسکی عمارت منہدم ہو گئی اور بلند ٹیلے کیطرح باقی رہ گئی تھی مگر لوگ اس کی

تعظیم کرتے تھے اور دعا مانگنے کے لئے وہاں جایا کرتے تھے۔ آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے بنانے کا حکم ہوا اور انہوں نے وحی آسمانی کے مطابق اسکی عمارت بنائی۔ یہ عمارت بلندی میں نو گز تھی اور اس کا دور حجر اسود سے رکن شامی تک تینتیس ۳۳ گز۔ رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز اور رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس ۳۱ گز۔ اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز کا تھا۔ غرض اس وقت خانہ کعبہ کی شکل مستطیل تھی۔ اور اس کے دروازہ میں کواڑ بھی نہ تھے۔ تبع حمیری نے اس میں کواڑ۔ اور زنجیر اور قفل بنائے۔ یہ عمارت ایک عرصہ تک قائم رہی اور پھر منہدم ہو گئی بعد میں قوم عمالقہ نے اسکو بنایا پھر وہ بھی گر گئی ایک زمانہ کے بعد پھر اسکو بنی جرہم[۵] نے تعمیر

[۵] جرھم۔ مورخین لکھتے ہیں عمران بن عامر رئیس قوم سبا کسی ایک معاملہ میں اپنی قوم سے ناراض ہو کر واقعہ سیل عرم و قبل از سیح مادب سے اپنے خاندان کو لیکر نکل آیا اور عمان میں آ کر آباد ہو گیا۔ اور اس کا بھتیجا ثعلبہ العنقاء بن عمرو بن عامر ماء السماء حجاز کی طرف متوجہ ہوا اور مع اہل و عیال ثعلبیہ و ذی قار کے درمیان فروکش ہوا اور تھوڑے دنوں بعد وہ مدینہ میں آ پہنچا جہاں یہود متفرق طور پر آباد تھے۔ ثعلبہ نے چندے قیام کے بعد یہود کو مدینہ سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا اور شہر کو چھوٹی چھوٹی گڑھیوں سے محفوظ کر کے اس کے اطراف و جوانب میں کھجوروں کے باغات لگا کر اسے خوب آراستہ کیا۔ ثعلبہ سے حارثہ اور حارثہ سے دو بیٹے اوس و خزرج پیدا ہوئے تمام مدینہ کے انصار انہیں دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں۔ اسیطرح ثعلبہ کا دوسرا بھائی حارثہ حرم کعبہ میں آ پہنچا جہاں قوم جرہم آباد تھی اور یہ وہی قوم ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وقت میں یہاں آ کر آباد ہوئی تھی۔ انہیں میں سے ایک مرد نے جس کا نام

گیا۔ اسکے بعد قصی[1] بن کلاب نے اور اس کے بعد جب پہاڑوں کے پانی کے رو سے اسکی بنیاد کو صدمہ پہونچ گیا تو پھر قریش نے اسکی تعمیر کی اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی تھی آپ بذات خود بھی اس کام میں شریک رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ جب حجر اسود

اساف تھا۔ اور ایک عورت نے جسکا نام نائلہ تھا خاص کعبۃ اللہ کے اندر زنا کیا تھا جسکی سزا میں وہ مسخ ہوکر پتھر بن گئے تھے اور اس کے ایک زمانہ کے بعد عمرو بن لحی نے انکو معبود بناکر تمام اقوام عرب کا خدا بنادیا تھا۔

آخر کار حارثہ کی قوم حرم کعبۃ اللہ میں خزاعہ کے نام موسوم ہوئی اور رفتہ رفتہ اس نے جرھم سے لڑ بھڑ کر حد حرم کو ان سے خالی کرالیا۔ اس اخراج کے بعد قوم جرہم تتر بتر ہوکر منقطع النسل ہوگئی اور عرب میں صرف قومی تذکروں کے سوا انکے وجود کا نام ونشان تک نہ رہا۔ انہیں میں سے ایک شاعر کہتا ہے ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا	انیس ولم یسمر بمکۃ سامر
گویا کہ حجون اور صفا کے درمیان کوئی	آدمی نہ تھا اور مکہ میں کسی نے رات کو بیٹھ کر باتیں ہی نہیں کیں
بلی نحن کنا اھلھا۔ فاباد نا	صرف اللیالی والخطوب الزواجر
کیوں نہیں ہمیں تو وہاں کے ساکن تھے ہمیں کو	گردش زمانہ اور حوادث عظیمہ نے تباہ کردیا

قوم جرھم کے اخراج کے بعد خزاعی بیت اللہ کے متولی بن گئے اور ایک زمانے تک وہ اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے آخر کار ایک بدقسمت خزاعی ابو غبشان نے کعبۃ اللہ کو ایک مشک شراب کے عوض بیچ ڈالا۔ جس سے اس حرم محترم کی تولیت قریش کے قبضہ میں آئی (مختصر تاریخ طبری و ابن اثیر)

[1] قصی بن کلاب قصی بصیغہ تصغیر و بضم قاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت میں دادا تھا

کے رکھنے کا وقت آیا تو قریش میں باہم جھگڑا ہوا کہ اسکو کس قبیلہ کے لوگ اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر رکھیں - آخر آنجناب علیہ السلام اس معاملہ میں حاکم مقرر ہوئے اور آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک چادر میں حجر اسود کو رکھا اور ہر قبیلہ کے لوگوں نے اس چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھایا - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس پتھر کو اسکے مقام پر رکھدیا - قریش نے اس تعمیر جدید میں کعبۃ اللہ کا طول بجائے بیس گز کے اٹھارہ گز کر دیا اور کچھ عرض میں بھی کمی کر دی - مگر دروازہ اُس کا اُتنا ہی اونچا رکھا - پھر زمانہ اسلام میں جب یزید کی فوج معرکہ کربلا سے واپس ہو کر حضرت عبداللہ بن زبیر کے تعاقب میں کعبۃ اللہ پونچی اور شہر کا محاصرہ کر لیا پہاڑوں پر سے بذریعہ منجنیق پتھر مارتے رہے اسوجہ سے کعبۃ اللہ کے پردوں کو آگ بھی لگ گئی تھی اور اُسکی بنیادوں میں بھی بہت کچھ ہرج آگیا تھا - لیکن چونکہ اس روز یزید کے مرنے کی خبر آگئی تھی اسلئے فوج واپس ہو گئی - پھر حضرت زبیر عبداللہ بن زبیر[۵] نے اسکو از سر نو بنایا اور جو قریش

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۷ انکا نام مجمع اور زید بھی ہے - انکے زمانے سے پہلے مکہ مین کچھ ایسے حوادث آئے تھے کہ وہ ویرانہ ہو گیا تھا اور وہاں کے لوگ جابجا متفرق ہو گئے تھے پھر انہوں نے اُن سب کو جمع کر کے مکہ میں آباد کر دیا تھا

[۵] - عبداللہ بن زبیر بن العوام قریشی اسدی پانچویں پشت میں انکے دادا قصی بن کلاب ہیں - مدینہ میں سب سے پہلے اولاد مہاجرین بھی پیدا ہوئے ہیں - جب یزید بن معاویہ کا زمانہ آیا تو آپ نے بھی مثل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت یزید سے انکار کر دیا اور مکہ کو چلے گئے یزید کی فوج نے اول حضرت امام کو شہید کیا اور پھر بسرداری حصین بن نمیر مدینہ منورہ پر چڑہائی کی وہاں لوٹ مار کر کے مکہ پر چڑہائی اور شہر کو اور کعبۃ اللہ کو منجنیقوں کے ذریعے سے پتھر مار مار کر بہت سخت صدمہ پہونچایا

نے کمی کی تھی اسکو پھر انہوں نے پورا کردیا یعنی حضرت ابراہیم کی بنیاد پر
اسکو تعمیر کیا اور اس حدیث پر عمل کیا جو حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے
کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے لوگوں نے بہت قریب جاہلیت
کا زمانہ نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبۃ اللہ کو توڑ کر پھر بناتا اور جسقدر زمین اسمیں
سے نکل گئی ہے وہ پھر داخل کر لیتا اور دروازہ اس کا زمین کے برابر رکھتا
اور دو دروازے بناتا ایک شرقی اور دوسرا غربی اور بنیاد ابراہیم کو پورا کردیتا
یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ یہ تعمیر
جمادی الاخری سنہ چونسٹھ ہجری میں شروع ہوئی اور رجب سنہ پینسٹھ میں تمام ہوئی
اس کے بعد سنہ بہتر ۷۲ میں عبد الملک خلیفہ مروانی کی طرف سے حجاج بن یوسف
نے پھر کعبۃ اللہ پر چڑہائی کی اور سات مہینے تک لڑائی ہوتی رہی آخر ماہ
جمادی الاخر سنہ ۷۳ھ تہتر ہجری میں حضرت عبد اللہ شہید ہو گئے پھر حجاج نے
عبد اللہ کا نام مٹانے کے لئے سنہ چوہتر ہجری میں کعبۃ اللہ کو گرا کر ازسرِ نو

انہیں دنوں میں یزید کے مرنے کی خبر پہونچی جس سے وہ فوج واپس ہو گئی پھر اہل مکہ نے
حضرت عبد اللہ سے بیعت کر لی اور وہ وہاں کے خلیفہ بنائے گئے نو برس آپ نے خلافت کی
ہے۔ اسی زمانہ خلافت میں آپ نے ازسرِ نو کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی کی ہے۔

سنہ ۷۲ھ ہجری میں عبد الملک خلیفہ مروانی کی طرف سے حجاج بن یوسف نے حضرت
عبد اللہ پر چڑہائی کی اور کعبۃ اللہ کا محاصرہ کر لیا سات مہینے تک لڑائی ہوتی رہی
ماہ جمادی الاخر سنہ ۷۳ھ ہجری میں حضرت عبد اللہ شہید ہو گئے آپ کی عمر اس وقت
تہتر برس کی تھی۔ ۱۲ تاریخ مکہ

تعمیر کیا اور اسکی بنا قریش کی بنا پر قائم کی یعنی عرض میں بنیاد ابراہیم میں سے پانچ گز کم کردیا۔ اسکے بعد ہارون رشید نے اس کی تعمیر کا قصد کیا تھا مگر امام مالک رضی اللہ عنہ نے سخت تاکید سے اسکو منع کردیا جس سے وہ رک گئے۔ پھر سلطان مراد چہارم نے جو سنہ ایکہزار اڑتیس میں تخت نشین ہوا تھا۔ کعبۃ اللہ کی تعمیر کی ہے یہ تعمیر سنہ ایکہزار چالیس ہجری میں واقع ہوئی ہے سلطان نے گوشہ حجر اسود کے سوائے تمام مکان کو گراکر از سرنو بنایا ہے۔ اب تک وہی عمارت باقی ہے مگر یہ عمارت حجاج کی تعمیر کے مطابق ہے۔

اس تعمیر میں چاہ زمزم پر بھی ایک عمارت بنائی گئی ہے اور اسکی دیوار پر لکھا ہے وسقاھم ربھم شرابا طھوراً اس عمارت کے فوقانی درجہ میں آج کل رئیس المؤذنین رہتا ہے مطاف والی درابزوں یعنی حد کے قریب ایک مدور دکہ (چبوترہ) ہے جس میں آئمہ کے مصلیات واقع ہیں۔ سب سے بڑا مصلی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے اسکے دو طبقے ہیں۔ یہ مصلے کعبۃ اللہ کے رکن عراقی وشامی کے محاذی ہے اسکی سیدھی جانب تھوڑے فاصلے پر امام مالک رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے اسکے سیدھی جانب تھوڑے فاصلے پر امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے اور مقام ابراہیم کے قریب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مصلے ہے۔ اور اسی کے متصل منبر مسجد حرام ہے نماز جمعہ اسی مصلے پر ہوتی ہے مسجد الحرام کے اسوقت تیئس ۲۳ دروازے ہیں۔ (۱) باب ابراہیم (۲) باب الوداع (۳) باب حمیدی (۴) باب التکیہ (۵) باب الجیاد (۶) باب المجاہد (۷) باب الصفا (۸) باب البغلہ (۹) باب النوش (۱۰) باب العلی (۱۱) باب العباس (۱۲) باب النبی

(۱۳) باب السلام (۱۴) باب الدریبہ (۱۵) باب السلیمانیہ (۱۶) باب المحکمہ (۱۷) باب الزیارہ (۱۸) باب القطبی (۱۹) باب البطیہ (۲۰) باب الرمالیہ (۲۱) باب العتیق (۲۲) باب العمرۃ (۲۳) باب وودیہ - قدیم الایام میں باب ابراہیم کو باب الخیاطین اور باب علی کو باب بنی ہاشم اور باب العمرۃ کو باب بنی سہم کہتے تھے - (تاریخ)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

اے پروردگار ما بفرست درمیان ایشاں پیغامبرے از ایشاں بخواند بر ایشاں

اے پروردگار ہمارے اور بھیج انکے بیچ پیغمبر انہیں میں سے پڑھے اوپر انکے

آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

آیتہائے تو و بیاموزد ایشاں را کتاب و علم و پاک کند

آیتیں تیری اور سکھلادے انکو کتاب اور حکمت اور پاک کرے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۱۲۹)

ایشاں را ہر آئینہ توئی توانا دانا

انکو تحقیق توہی ہے غالب حکمت والا

ربنا وابعث (اے پروردگار ما بفرست - اے ہمارے پروردگار اور بھیج)

ابعث امر ح - البعث، مردہ زندہ کرنا - اٹھانا - بھیجنا - مصدر ف

بَعَثَ - يَبْعَثُ - بَاعِثٌ، مَبْعُوثٌ

اِبْعَثْ - لَا تَبْعَثْ -

فيهم (درمیان ایشاں) ضمیر جمع مذکر غائب - ان میں - ای فی ذریتنا او فی امتہ - رسول (پیغمبرے - ...)

مسلمۃ۔

رسول، بمعنی مرسل۔ خدا کا بھیجا ہوا شخص خداوند تعالےٰ کے احکام کی تعلیم دینے والا جسکو خداوند اپنی طرف سے متعین کرتا ہے مراد رسول صاحب کتاب صاحب شریعت۔

منھم (از ایشاں۔ انہیں میں سے)

من، بیانیہ۔ و مرجع ضمیر (ذریت)

یتلوا علیھم (کہ بخواند برایشاں۔ پڑھے اُن پر۔ یا سنائے اُن کو)

یتلو، مضارع۔ مصدر التلاوۃ۔

ایتک (نشانہائے تو۔ آیات ترا۔ تیری آیتیں)

آیات، جمع آیۃ۔ ایک جملہ حکم مراد کتاب۔

ویعلمھم (و بیاموزد ایشاں را۔ اور سکھائے ان کو۔ سکھائے انہیں)

یعلم، مضارع۔ التعلیم پڑھانا۔ سکھانا۔

الکتب والحکمۃ (کتاب اور حکمت) یعنی اسرار و حقائق واحکامات۔

الکتب، اے المنزل من اللہ وشریعت حقہ۔

الحکمۃ، وہ علم جس سے ہر ایک شئے کی واقعی اور سچی حالت معلوم ہو سکتی ہے اور وہ جس سے حلال و حرام معلوم ہو سکے۔ لغت میں اس کے معنی ہر ایک شئے کو اس کی مناسب جگہ میں رکھنے کے ہیں۔ مراد حقائق کتاب و اسرارات خفیۂ وحی۔

ویزکیھم (و پاک کند ایشاں را۔ اور سنوارے ان کو)

یزکی، مضارع۔ التزکیۃ التخلیۃ من ارجاس الشرک والشک۔ پاک کرنا اپنے مال سے شرعی تعلیم کے موافق ایک حصہ مال کا فقرا کو دینا۔ مصدر تفعیل ناقص۔ زکی۔ یزکی۔ مزکی۔ زک۔ لا تزک۔

انک (ہر آئینہ توئی۔ تحقیق تو ہی ہے)

انّ، موکد مضمون جملہ۔ انت ضمیر فصل بیان صفت و خبر۔

(غالب دانا۔ زبردست حکمت والا۔)

عزیز۔ غالب وزبردست جسے کوئی چیز عاجز نہ کرسکے۔ جو چاہے کرے

صفت مشبہ

الحکیم۔ پختہ کار جسکا کوئی فعل مصلحت وعمدگی سے خالی نہو۔

ربنا، منادی۔ فعل ھذا ندا
یقولا، محذوف۔ فعل مع الفاعل

و۔ ابعث، ۔۔۔ فعل با فاعل
فیھم، جار مجرور ظرف لغو
رسولا، ۔۔۔ ذوالحال
منھم متعلق مرسلا حال

یتلو، ۔۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
علیھم، جار مجرور ظرف لغو
ایاتک، ۔۔۔۔۔ مفعول

و۔ یعلم، ۔۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
ھم، ۔۔۔۔ مفعول اوّل
الکتب والحکمۃ، ۔۔ مفعول دوم

و۔ یزکیھم، جملہ فعلیہ معطوف علی ماقبل

ان، حرف مشبہ بالفعل۔ ک۔ اسم
انت، ۔۔۔۔ ضمیر فصل
التواب، موصوف
الرحیم، صفت
۔۔ خبر

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ

وکیست کہ روبگرداند | از کیش | ابراہیم | مگر آنکہ | در احمقی افگند

اور کون | پھر جاتا ہے | دین | ابراہیم کے سے | مگر جس نے | بیوقوف کیا

نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ

نفس خود را | وہر آئینہ | برگزیدیم اورا درین | سرا ے | وہر آئینہ

جان اپنی کو | اور تحقیق | پسند کیا ہمنے اسکو بیچ | دنیا کے یعنی ابراہیم کو اور تحقیق

فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اِذْ قَالَ

در سرائے دیگر از شائستگان است آنگاہ کہ گفت اورا

بیچ آخرت کے البتہ صالحوں سے ہے جب کہا اسکو

لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۶﴾

پروردگار او کہ منقاد شو گفت منقاد شدم پروردگار عالمہارا

رب اسکے نے کہ مطیع ہو کہا مطیع ہوا ہیں واسطے پروردگار عالموں کے

حل لغات: اورکیست کہ روئے بگرداند۔ اور کون ہے جو پھر جائے۔ ترک کرے۔

من۔ مظہر استعجاب واستبعاد وانکار۔

یرغب، مصدر الرغب۔ والرغبۃ

الارادۃ۔ اِن عدی بالی او بفی۔ وان عدی بعن فالمراد بہ الترک

چھوڑنا۔ اعراض کرنا۔ اور مائل ہونا۔ وقصد کرنا مصدر ک۔ ف

رَغِبَ یَرْغَبُ۔ رَاغِبٌ۔ مَرْغُوْبٌ

لے ومن یرغب۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجوں سلمہ ومہاجر کو اسلام کی دعوت دی اور جتایا کہ تم دونوں خوب واقف ہو کہ توراۃ میں خداوند عالم نے خبر دی ہے کہ میں ولد اسمٰعیل سے ایک نبی امی پیدا کرونگا اس کا نام احمد ہوگا جو شخص اسپر ایمان لائے گا ہدایت ورشد پائے گا لیکن جو اس سے انکار کرے گا وہ ملعون ہوگا یہ سنکر حضرت سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے انکار کردیا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

لے مظہر استبعاد وانکار اے قال استبعادا وانکارا لایکون احد یرغب عن ملتہ الواضحۃ الغراء اے لا یرغب احد عن ملتہ ۱۲

عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه

اِرْغَبْ - لَا تَرْغَبْ -

(از کیش ابراہیم - ابراہیم کے مذہب سے)

عن، صلۂ فعل - مِلّة - مذہب و طرز و روش -

اِبْرَاهِيْم، اسم عجمی غیر منصرف

(مگر آنکہ سفیہہ کرد نفس خود را - یا خوار گرداند نفس خود را - مگر جسنے ذلیل کیا اپنے کو -

اِلَّا، حرف استثنائے مفرغ منصوب المحل

مَن، موصولہ - سفہ، باضی اسرع

السفاهة الخفة يقال لمن يتعجل في الافعال باتباع الهوى والشهوة من غير تدبر و تفكر في منافعه و مضاره - غرض سفاہت اس بے تحملی ہلکے پن اور سبکی کا نام ہے جو خوشی یا غصہ کے وقت انسان میں پیدا ہو کر اسے خلاف عقل و خلاف شرع امور پر برانگیختہ کرتی ہے اور کسائی ہے مصدر ض، ض و ک ف - سَفِہَ -

يَسْفَهُ - سَفِيْهٌ - سَافِهٌ - مَسْفُوْهٌ - اِسْفَهْ - لَا تَسْفَهْ

ولقد اصطفيناه

(و ہر آئینہ برگزیدیم اورا - اور تحقیق خاص کیا ہے ہمنے اسکو - یا پسند کیا ہے)

ل، ابتدائیہ - قد، مظہر تاکید

اصطفينا، ماضی جمع متکلم - ہ، ضمیر و مرجع ضمیر منصوب (ابراہیم)

الاصطفاء چھانٹنا - الگ الگ کرنا عام ملی ہوئی چیزوں میں سے عمدہ چیز چھانٹ لینا قال واصله اتخاذ صفوة الشي اے خالصہ (روح)

في الدنيا

(در دنیا - دنیا میں)

فی، ظرفیہ - دنیا اے دار الدنیا - عالم ممکنات - مقدمۂ آخرت - محل کسب و عمل -

وانه في الآخرة

(و بدرستی کہ او در آخرت - اور البتہ وہ آخرت میں)

اِنَّهٗ، اسے ابراہیم - اٰخرۃ اسے

فی دار الاٰخرۃ۔
(وہر آئینہ از شایستگان ست۔ البتہ صالحین سے ہے)
ل، مظہر تاکید۔ مِن، بعضیہ
الصّٰلِحِیْنَ، جمع صالح وہ شخص جس کا قول وفعل قانون فطرت کے مطابق ہو عقلاً وشرعاً تحسین کے لائق ہو۔ اور وہ شخص جو اپنے آپ کو قلبی اور قالبی قساوتوں اور کدورتوں سے پاک کرے۔
(وآں وقت کہ چوں بگفت او را پروردگار اور جب کہا اسکو اسکے رب نے)
اِذْ، ظرف متعلق باصطفینا۔ یا منصوب باذکر اے اذکر ذلک الوقت لتعلم انہ المصطفیٰ الصالح وانہ نال ما نال الا بالمبادرۃ والانقیاد الی ما امرہ واخلاص سرہ حین دعاہ ربہ۔
قَالَ، ماضی لہ اے لابراھیم
(کہ گردن بنہ۔ قبول کن فرمان را مطیع ہو۔ کہا مان۔ عبودیت کا اظہار کر)
اسلم، امر لے خلص نفسک الی اللہ وفوض الیہ امرک وبمعنی خلص دینک وعبادتک وتوجھک او اظہر الاسلام بالعمل والخلوص۔
(گفت مطیع شدم۔ باطاعت سر نہادم کہا مسلمان ہوا میں۔ مطیع وفرمانبردار ہوا میں۔
اَسْلَمْتُ، مضی
الاسلام، امر کے امر ونہی کا بلا اعتراض مان لینا۔ اس کا مطیع ہوجانا۔ مصدر
(مر پروردگار جہانیاں را۔ جہان کے پروردگار کے لئے۔)
الْعٰلَمِیْنَ، جمع عالم جملہ ماسوی اللہ تمام مخلوق۔ اجناس ذی اعلام۔
مَنْ، استفہامیہ۔۔۔ مبتدا
یَّرْغَبُ، فعل مع الفاعل
عن ملت ابراھیم، ظرف لغو

الا - من ،... موصولہ
سفہ نفسہ ، جملہ فعلیہ صلہ
ویا الا من سفہ نفسہ
بدل ضمیر یرغب
ویا سفہ نفسہ منصوب بنزع الخافض
ذا فضاء الفعل الیہ اے سفہ فی نفسہ
وقیل اصلہ سفہ نفسہ بالرفع فلما اسند
الفعل الی صاحبہا نصب علی التمیز کما
یقال طاب زید نفساً اے طاب نفس
زیدٍ

الا من سفہ نفسہ[1] -
سفہ ، متعدی بنفسہ . فعل ضمیر فاعل
نفسہ ، ...... مفعول بہ

ولقد اصطفینا ، فعل با فاعل
ہ ، مفعول - فی الدنیا ظرف لغو
یہ جملہ یرغب کی ضمیر مرفوع سے
حال ہے اور مقرر جہتہ انکار اے
ای یرغب عن ملتہ ومعہ ما یوجب
الترغیب اور لام ابتدائیہ ہے
اور جواب قسم محذوف - اور جملہ
معطوف ماقبل پر ہے -
و - انہ ، حرف مشبہ بفعل مع الاسم
فی الاخرۃ[2] ، متعلق بمحذوف خبر
اے انہ فی الاخرۃ - صالح -
وھو لمن الصلحین - وفیہ حجۃ
وبیان لما سبق فانہ من کان

[1] - اور کہا ہے کہ سفہ . بالکسر مثل سفہ بالضم لازم ہے اور بوجہ تضمن معنی جہل متعدی ہوا ہے ای جہل نفسہ لخفۃ عقلہ وعدم تفکرہ اور یا نفسہ منصوب بنزع خافض ہے اے فی نفسہ یہ تقدیر بھی اسکے لزوم کے منافی ہے اور یا منصوب بنا بر تمیز ہے اور اصل میں مرفوع لیکن فعل جب اپنے فاعل کیطرف منسوب ہوا تو اسے منصوب کر دیا ہے بنا بر تمیز مثل طاب زید نفساً اے طاب نفس زیدٍ -

[2] فی الاخرۃ ظرف مستقر - کیونکہ الصلحین کا الف ولام بمعنی الذی ہے اے لمن الذین صلحوا

ھٰذا ستا نہ فی الدنیا و الاٰخرۃ فلا یرغب عن اتباعہ الا سفیہ جاھل ضعیف العقل اور جملہ اول ماضویہ ہے اسلئے کہ وہ حکایت ماضی ہے اور دوسرا جملہ اسمیہ ہے اسلئے کہ وہ مفید بزمان نہیں کیونکہ صالحین آخرت کے زمرہ میں داخل ہونا اور ان سے شمار ہونا ایک امر مستمر فی الدارین ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ آخرت میں پیدا ہوگا۔ اور انَّ ولام

تاکید کے لیئے ہیں کہ امر آخرت مخاطبین کے لحاظ سے امر خفی ہے۔

و۔اذقال،	......	فعل
رَبّہٗ،	....	فاعل
لہ،	....	ظرف لغو
اسلم،	.....	جملہ فعلیہ مفعول
قال،	.....	فعل مع الفاعل
اسلمت لربّ العالمین		جملہ فعلیہ مقولہ

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ

ووصیت کرد باین کلمہ ابراہیم پسران خود را ویعقوب نیز فرزندانش را اے فرزندان من

اور نصیحت کی ساتھ اسکے ابراہیم نے بیٹوں اپنے کو اور یعقوب نے اے بیٹو میرے تحقیق اللہ نے

پس اس صورت میں فی الاٰخرۃ کا تعلق صالحین سے نہیں ہوسکتا کیونکہ تقدم صلہ ممنوع ہے لہذا اس کا تعلق ایک محذوف سے ہونا چاہیئے تقدیر عبارت یہ ہے (وانہ صالح فی الاٰخرۃ لمن الصالحین۔ اور کہا گیا ہے کہ کلام میں تقدم و تاخر ہے اصل عبارت یہ ہے (و لقد اصطفیناہ فی الدنیا والاٰخرۃ و انہ لمن الصالحین اور یا صالحین کے ساتھ متعلق ہے اور ال اس کا تعریفی ہے نہ بمعنی الذی۔

—— ۱۰۷ ——

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا

خدا برگزیدہ است برائے شما ایں دین را پس ازیں جہان نمیرید مگر

پسند کیا ہے واسطے تمہارے دین پس نہ مرو تم مگر

وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ

مسلمان شدہ آیا حاضر بودید آنگاہ کہ پیش آمد

اور تم مطیع ہو کیا تم تھے حاضر جسوقت آئی

يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

یعقوب را مرگ آنگاہ کہ گفت فرزندان خود را چہ چیز را عبادت خواہید کرد

یعقوب کو موت جسوقت کہا اسنے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کو عبادت کروگے

مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَآئِكَ

بعد از من گفتند عبادت کنیم معبود ترا و معبود پدران ترا

تم پیچھے میرے سے کہا انہوں نے عبادت کرینگے ہم معبود تیرے کو اور معبود باپوں تیرے

إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا

کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق اند عبادت کنیم آن معبود یگانہ را

ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے معبود ایک کو

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا

وما او را منقادیم ایں گروہے است کہ درگذشت

اور ہم واسطے اسکے مطیع ہیں یہ تھی ایک امت تحقیق گزر گئی

مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ

وے راست آنچہ کردند وشمار است آنچہ کردید وشما پرسیدہ

واسطے انکے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے جو کچھ کمایا تم نے اور نہ پوچھے

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۲۹

نخواہید شد از آنچہ آں گروہ میکردند

جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے

(وَوَصّٰى) (او وصیت کی تو بآں - اور وصیت کی اسکی)

وَصّٰی، تاکیداً کہا اُسنے حکم کیا اُسنے - وصیت کی اُسنے - ماضی

التَّوْصِیَۃُ التقدم الی الغیر بفعل فیه صلاحٌ وقربۃٌ اصلها الوصل یقال وصّاہ اذا وصله وفصّاہ اذا فصله کان الموصی یصل فعله لفعل

الموصی - نیک امر کی صلاح دینا شئے کا عہد لینا - ایک شئے کا حکم دینا مصدر تفعیل معتل واوی ناقص -

وَصّٰی، یُوَصِّیْ، مُوَصٍّ، وَصِّ، لَا تُوَصِّ - یقال وَصّٰی تَوْصِیَۃً فلاناً بکذا اے عہد الیه به - بِهَا اے بملة او بقوله اسلمت علی تاویل الکلمة -

لہ التوصیۃ دوسرے کو اپنا فعل سونپنا بلحاظ صلاح وقربت آخر وقت عمر میں ہو یا اس سے پہلے وصیت بالقول ہو خواہ بالدلالۃ لیکن عرف میں مشہور ہے کہ وصیت کا اطلاق قول مخصوص پر ہوتا ہے جو حالت احتضار موت میں کہا جائے - اصل اس کا وصل ہے ذی زرع وسبزہ زار زمین کو ارض واصیۃ کہتے ہیں یعنی زمین متصلۃ النبات اور ایسی جب ایک شئے کو دوسری سے ملایا جائے تو وصاہ کہتے ہیں اور جب اسکو اس سے الگ کیا جائے تو فصاہ بولتے ہیں گویا موصی اپنے فعل کو اپنے نائب کے

اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَيَعْقُوبُ (ابراہیم پسران خود را و یعقوب نیز - ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے)
بنی، اصل بنین - نون اضافت کی وجہ سے ساقط ہوا ہے -
یعقوب، نام پسر حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم ملقب بہ اسرائیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام -

یٰبَنِیَّ (اے فرزندان مرا - اے میرے بیٹو)
یا، حرف ندا - زبان عرب میں ایسے حروف سے مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے وہ دور ہو خواہ نزدیک مرد ہو خواہ عورت -
بنی، (اصل بنوی - بنی ی -)

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی (ہر آئینہ خدا برگزیدہ است - تحقیق اللہ نے پسند کیا ہے)
اصطفٰی، اصیغ الاصطفاء چن لینا - پسند کرنا - چھانٹنا - مصدر افتعال ناقص - اس میں الف حرف یا سے اور وہ واو سے منقلب ہے اصل مادہ (الصفوۃ) اِصْطَفٰی یَصْطَفِیْ - مُصْطَفٍ اِصْطَفِ اَلَّا تَصْطَفِ -

لَكُمُ الدِّيْنَ (برائے شما این دین را - تمہارے لئے یہ دین -)
لے جعل لکم الدین الذی ہو صفوۃ الادیان -
ل، زائد - یا مظہر تخصیص
الدین، ل عہد خارجی - اے دین ابراہیم و دین اسلام

فَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا (پس ازیں جہاں نہ میرید مگر - پس نہ مرو تم مگر) ظاہر انہی موت پر واقع ہے اور حالانکہ یہ مقصود نہیں کیونکہ موت کسی کے بس اور قدرت میں نہیں ہے - بلکہ نہی اتصاف بخلاف حال اسلام پر واقع وقت موت کے - یعنی موت کے وقت تمہیں خلاف حالت اسلام سے متصف نہ ہونا چاہیئے - اور غرض اس سے

تاکید احتیاط ہے۔

ف، تفریعیہ و تعقیبیہ۔

لا تموتن، ج ح نہی موکدہ الموت والمیتۃ والممات فوت ہونا مصدر ف۔ ض۔ اجوف واوی۔ مَاتَ یَمُوتُ۔ مائِتٌ۔ مَمُوتٌ۔ مُت لَا تَمُت۔

اِلَّا، حرف استثناء یہ حرف اپنے مدخول یعنی مستثنیٰ کو حکم مذکور سابق سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور اس کی عدم شرکت کو ظاہر کرتا ہے۔

وانتم مسلمون (کہ شما مسلمان باشید۔ ایسی حالت میں کہ مسلمان ہو تم۔ یا مسلمانی پر)

و۔ حالیہ **انتم**، اصل ان ضمیر و تم بیان خطاب۔

مسلمون، جمع مسلم سچا دیندار و مسلمان

ام کنتم شہداء (آیا شما حاضر بودید۔ کیا تم حاضر تھے)

ام، منقطعہ بمعنی بل اضرابیہ[1] اے لیس الامر کذالک بل ماکنتم حاضرین۔ و یا متصلہ و ہمزہ مظہر لزوم اے اَکُنتم غائبین ام کنتم شُہداء۔ اس تقدیر پر استفہام اپنی حقیقت پر نہیں ہے کیونکہ شق اول متحقق الوقوع و معلوم ہے اور شق ثانی متحقق الانتفاء ہے لہٰذا یہ استفہام الزام تبکیت کے معنی میں ہے کہ امرین میں سے جو مانا جائے تمہارا مدعا باطل ہے۔ اے ای الامرین

[1] ام منقطعہ۔ یعنی بیان وصیت سے اعراض کر کے ان کے ابطال دعویٰ یہودیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور معنے ہمزہ مقدرہ انکار کے ہیں اے ماکنتم حاضرین یعنی تم ابراہیم اور یعقوب کے مرنے کے وقت حاضر نہ تھے پس کس طرح تم ان سے وصیت یہودیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ روی ان قالت الیہود للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی بنیہ بالیہودیۃ فنزلت ام کنتم و تقدیرہ لیس الامر کذالک اے کما قلتم بل ماکنتم حاضرین فلم تدعون دعاوی باطلۃ۔ وقیل خطاب للمومنین والمعنی ما شہدتم ذالک وانما علمتموہ بالوحی ۱۲

کان مدعا کم باطل - اور یا استفہام
تقریری ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے
اے کانت او ائلکم حاضرین حین
وصی بنیہ علیہ السلام بالاسلام
والتوحید وانتم عالمون بذالک فما لکم
تدعون علیہ خلاف ما تعلمون -

کُنْتُمْ، ماضی ج ح ناقص
شُھَدَاءَ، جمع شہید یا غیر منصرف
بوجہ الف تانیث جمع شاہد بمعنی حاضر

حَضَرَ
(آنوقت کہ بیامد - جسوقت آئی -)
حضر، ماضی ا - ع اَلْحَضْرُ، وَالْحُضُوْرُ
سامنے آنا - حاضر ہونا مصدر ن ض
حَضَرَ - یَحْضُرُ - حَاضِرٌ - مَحْظُوْرٌ
اُحْضُرْ - لَا تَحْضُرْ -

یعقوب الموت
(یعقوب را مرگ - یعقوب کو موت)
یعقوب، نام حضرت ابن اسحاق یہ نام
تعقیب سے ماخوذ ہے کیونکہ آپ حضرت
عیص کے توامان بھائی ہیں اور ولادت
میں ان سے معقب ہیں اور وہ ان سے
سابق ہیں - اسی تعقیب ولادت کے
باعث آپکو یعقوب کہتے ہیں -
الموت - اجل - جسم سے روح کی علیحدگی
آخری دم حیات - حضرت عزرائیلؑ -

اذ قال
(آنوقت کہ بگفت مر پسران خود را -
لبنیہ
جسوقت اس نے کہا اپنے بیٹوں سے)
بنی، اصل بنین جمع ابن -

ما تعبدون
(چہ چیز را عبادت خواہید کرد - کس چیز
کی عبادت کروگے -)
ما، استفہامیہ بمعنی ای شیء -
تعبدون، مضارع ج ح

من بعدی
(از پس من - میرے مرنے کے بعد)
اے ای شیء تعبدونہ من بعد موتی
اراد تقریرھم علی التوحید والاسلام

قالوا نعبد
(بگفتند عبادت کنیم - انہوں نے کہا
ہم عبادت کرینگے)
قالوا، ماضی ج - ع **نعبدُ** مضارع ج - م

الٰہک
(معبود ترا - تیرے رب یا معبود کی)
اللہ، اسم عربی جامد غیر مشتق ذات لائق

عبادت و پرستش جامعہ صفات کمالیہ حی، علیم، قدیر، مرید، کلیم سمیع بصیر۔ ازلی، ابدی۔

والٰہ آبائک (و معبود پدران ترا۔ اور تیرے باپ داوون کے رب کی)

اٰباء، جمع اب وما علیٰ۔ باپ اور جد وغیرہ

ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق (کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق ہیں معبود یگانہ کو)

الٰہا واحدا واحد، تنہا و یگانہ بذات و صفات خود

وکان اسمٰعیل علیہ السلام عمّا لھم

والعرب یسمّی العم ابًا کما تسمّی الخالۃ امًّا۔

ونحن لہ مسلمون آمنا عنون مقرون بالعبودیۃ او خاضعون منقادون مستسلمون لنبیہ وامرہ قولا وعقلا او داخلون فی الاسلام ثابتون علیہ۔

تلک امۃ قد خلت (این گروہے است کہ بتحقیق در گذشتند وہ ایک جماعت ہے جو گذر چکی ہے۔)

امۃ، بمعنی جماعت ماخوذ ہے ام بمعنی قصد ہے اسکا اطلاق ایسی جماعت پر۔

اسمٰعیل علیہ السلام مقدم الذکر اس لئے ہین کہ آپ مسن تھے اور آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے عم ہیں تغلیبا آپ کو آبار یعقوب سے شمار کیا ہے اور اکثر وقت عرب عم کو بجائے اب استعمال کرتے ہیں۔ والٰہ اٰبائک متعدد کی طرف اضافت الٰہ میں یہ اشارہ ہے کہ مذکورین تمام اسی دین و ملت علیائے اسلام کے پیرو تھے اور کہا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے تھے حضرت اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و مدین و زمران و سرخ۔ نقش۔ نقشان۔ امیم۔ کیسان۔ سورج۔ لوطان۔ نافس ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھی بارہ صاحبزادے تھے۔ حضرت یوسفؑ روبیل۔ شمعون۔ لاوی۔ یہوذا۔ دانی۔ نفتالی۔ کاد۔ اسیر ایساجر۔ اریکون۔ بنیامین ۱۲۔ (روح) مصطفٰی

ہوتا ہے جن کی جمعیت کا باعث امرِ واحد ہے۔ مثل دین واحد یا زمان واحد یا مکان واحد۔

قد خلت، ماضی۔

تلک، مراد ابراہیم و یعقوب وغیرہم۔

(مر اینہار است آنچہ کردند و شمار است آنچہ کسب کردید شما۔ وہ انکا ہے جو کمایا انہوں نے۔ اور تمہارا ہے جو تم نے کمایا ہے۔ یا کماؤ گے)

(و نہ پرسیدہ خواہید شد از آنچہ آنگروہ میکردند۔ اور تم نہ پوچھے جاؤ گے اس چیز سے کہ وہ کرتے تھے)

ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون

الترکیب

لا تسئلون، مضارع جمع حاضر مجہول۔

وصّٰی، فعل۔ بہا۔ ظرف لغو

ابراھیم ۔۔۔۔ فاعل

بنیہ، ۔۔۔۔ مفعول

وَ **یعقوب**، ۔۔۔۔ مبتدا

کذلک، ۔۔۔ محذوف خبر

یا، ۔۔۔۔ حرف ندا

بنیّ، ۔۔۔۔۔۔ منادی

اِنّ مشبہ بفعل۔ **اللّٰہ**، اسم

اصطفٰی، فعل مع فاعل

لکم۔۔۔ ظرف لغو

الدین، ۔۔ مفعول

اُسے قال او قالا۔ او قائلاً اس تقدیر پر کہ کلام محکی مشترک ہے درمیان حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب علیہما السلام کے یہ تقدیر قول بنا بر قول بصریین ہے اور کوفی عدم اضمار قول کے قائل ہیں اسلئے کہ توصیت متضمن معنی قول ہے دونوں تقدیروں پر جملہ حیز مفعول میں ہے

فلا تموتن، فعل با فاعل ذو الحال

الا، حرف استثنا ہے

وَ حالیہ۔ **انتم**۔۔۔ مبتدا

مسلمون، ۔۔۔ خبر

الّا، حرف استثنا ۔۔۔۔۔۔ اسکا مستثنیٰ منہ مقدر ہے (اعم الاحوال) تقدیر عبارت یہ ہے لا تموتن کائنا علی حال

من الاحوال الا فی حال کونکم ثابتین علی الاسلام (شیخ)

والنہی فی الظاہر وقع علی الموت وفی الحقیقۃ ہی عن ترک الاسلام فی حین من الاحیان کیلا یقع الموت فی تلک الحین وھو موت لاخیر فیہ۔

ام، منقطعہ۔ کنتم، فعل ناقص
انتم، ضمیر اسم۔ شھداء، خبر
اذ، ظرفیہ۔ حضر، ... فعل
الموت، ... فاعل
یعقوب، ... مفعول
اذ، ظرفیہ۔ قال، ... فعل مع الفاعل
لبنیہ، جار مجرور ظرف لغو
ما بمعنی ای شئ ... مفعول
تعبدون، فعل با فاعل
من بعدی، ظرف لغو

قالوا، ...... فعل با فاعل
نعبد، فعل با فاعل ذو الحال
نحن، ... مبتدا
لہ، ... ظرف
مسلمون، خبر
الٰھک والٰہ اٰبائک، مفعول
الٰھک والٰہ اٰبائک ذوالحال
الٰہا، محذوف موصوف یا مبدل منہ
واحداً، صفت

اور نکرہ معرفہ سے بدل واقع ہوسکتا ہے مثل قولہ تعالیٰ بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور فائدہ ابدال دفع توہم تعدد ہے جو پیدا ہوا ہے ذکر الٰہ کے مکرر واقع ہونے میں اور یا منصوب بمدح ہے۔

ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ابائک سے بدل ہے یا عطف بیان۔

ل اذ قال لبنیہ الخ یہ بدل اشتمال ہے اذ حضر سے اور دونوں مقصود ہیں جیسا کہ ابدال جمیل کے لئے مقرر ہے مگر بدل میں بعض بیان کی زیادتی ہوتی ہے جو مبدل منہ میں نہیں پائی جاتی۔

تلك، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

امۃ، ۔ ۔ ۔ موصوف

قد خلت، فعل با فاعل ذوالحال

لها، ظرف مستقر خبر

ما، موصولہ

کسبت، جملہ

اور یا بدل ہے قولہ تعالیٰ خلت سے

معنی لا نستار کو ھم وھی کثیرا لواعیہ

وھذہ واعیۃ بتمام المراد اور یا

جملہ لها ما کسبت امت کی دوسری

صفت ہے اور جملہ لکم ما کسبتم

جملہ اسمیہ مستقلہ ہے کیونکہ ان دونوں میں

کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ مقارنت

زمانی ہے اور کلام میں مضاف محذوف

ہے بقرینہ مقام لہ نکل اجر عملہ۔

اور تقدیم مسند اظہار قصر مسند الیہ کے

لئے ہے مسند پر والمعنی ان انتسابکم

الیھم لا یوجب انتفاعکم باعمالھم

وانما تنتفعون لموافقتھم واتباعھم

کما قال علیہ السلام یا معشر قریش

ان اولی الناس بالنبی المتقون

فکونوا بسبیل من ذلک فانظروا ان لا یلقانی

الناس یحملون الاعمال وتلقونی بالدنیا فاصد

ولکم، ظرف مستقر، خبر مقدم

ما، ۔ ۔ ۔ ۔ موصولہ } مبتدا

کسبتم، جملہ فعلیہ صلہ

اے ما کسبتموہ۔

و لا تسئلون، فعل با فاعل

عن، حرف جار۔ ما، موصولہ

کانوا یعملون، فعل مع الفاعل

لا، ضمیر محذوف ۔ ۔ مفعول

اے لا تسئلون عن اعمالهم فلها ما کسبت

ف ۔ ومن یرغب الخ بتائید مضمون ماقبل ۔ یہود کہا کرتے تھے بالفرض اگر یہ مان

بھی لیا جائے کہ مناسک حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت اور اُنکے

طرز تعبد کی یادگار ہیں تاہم عامۃ عبادت کے لئے وہ دائمی عبادت کے اصلی

نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ توریت مقدس انکی شاہد و مصدق نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ نافلہ عبادت یا ان کی مخصوصہ عبادت ہو عوام کے لئے اسکی اتباع ضروری نہیں۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ابراہیمی ملت کے دوام اور قابل اتباع ہونے سے کوئی عاقل سمجھدار حق پسند اعراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے مقبول بندوں اور مخلص برگزیدوں کی مختار شریعت ہے تم نے نہ حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کو دیکھا ہے اور نہ اسوقت تم حاضر و موجود تھے جبکہ انہوں نے اپنی اولاد سے وصیت کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں بزرگواروں نے آخری وقت میں اپنی اولاد کو بلا کر تاکید سے فہمایش کی ہے کہ اے میرے بیٹو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تم اسے قبول کر لیں گے۔ میرے بعد اسی ملت حقہ کے تابع رہنا۔ اور اسی سچے مذہب اور پسندیدہ طرز تعبد پر ثابت قدم رہنا میں چاہتا ہوں کہ تمہارا خاتمہ اسی طریق پر ہو۔ کیونکہ بارگاہ رب العزت میں شرف تقرب حاصل کرنے کے لئے اس ملت سے بڑھکر کوئی آسان اور بہتر ذریعہ نہیں۔ اے یہود تم جانتے ہو کہ اس وقت انکی اولاد نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ ان سب نے یک زبان ہو کر اقرار کر لیا تھا کہ ہم ضرور اسی طرز تعبد کو اپنا شعار بنائیں گے اور ہمیشہ کے لئے اسی ملت پر قائم رہیں گے۔

روے ان قالت الیھود للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ألست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی لبنیہ بالیھودیۃ فنزلت ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت الخ۔

ایسے ہی مشرکین مکہ سے ارشاد ہوتا ہے کہ صرف بعض مناسک حج اور طواف کی

نقل کر لینے سے ابراہیمی ملت کی پیروی کا دعوی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی ملت کا سب سے پہلا اصول کفر و شرک اور بت پرستی وغیرہ بدعات سے علیحدہ ہوکر خالصاً سچی عقیدت سے بارگاہ قدس کی طرف رجوع ہونا ہے۔ چنانچہ جب ہم نے کہا اے ابراہیم اپنی دلی توجہ اور طبعی رجحان کو ظاہر کر تو اس نے فوراً جمیع ماسوی اللہ سے اعراض کر کے کہا میں خالصاً اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہوں پس ان تمام اصولوں کی پابندی کے بغیر ہرگز کوئی شخص ابراہیمی ملت کی پیروی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

ف ۲۔ من سفه نفسه قيل معناه جهل نفسه وذلك انه من عبد غير الله فقد جهل نفسه لانه لم يعرفها وان عرفها عرف ربه لان عرفان حقيقة نفسه انه ممكن لا يقتضى ذاته وجوده ولا بقائه ولا يتصور له فى نفسه وجود ولا قيام ولا بقاء ولا يجوز حمله على نفسه حملا اوليا نحو زيد زيد - الا لعد انتسابه الى واجب الوجود قائم بنفسه قيوم لغيره لولاه لم يوجد غيره وهو اصل الاصل وهو نور السموات والارض قيم الاشياء واقرب الى الاشياء من انفسها حيث لم يجز حمل انفسها عليها الا بعد انتسابها اليه فقد عرف ربا واجبا واحدا قيوما نورا مبينا قريبا فمن سفه نفسه اى جهلها جهل ربه (احدی)

وقال المظهری واعلم ان الجهل قد يكون ضد العلم الذى هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع المتعلق بالنسبة الحكمية التى بين القضية فيقتضى المفعولين - والعلم الذى يحصل بالبداهة او بالاستدلال

او الوحی او الالہام فضدہ الجھل وھو عدم اصلی یستند الی عدم تلک الاشیاء
ویکون ضد المعرفۃ التی تقتضی مفعولا واحدًا وھو من باب التصورات
ویحصل المعرفۃ بالبداھۃ والبصیرۃ الموھوبۃ لارباب القلوب فالمراد
بالسفہ ھو الجھل بالمعنی الثانی حیث عدی الی مفعولٍ واحدٍ ای لم یعرف
نفسہ بالبصیرۃ (مظ)

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا ۗ قُلْ

وگفتند شوید جہود یا ترسا تا راہ یابید بگو

اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی راہ پاؤ گے تم کہو

بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

بلکہ پیروی میکنیم بملت ابراہیم کہ حنیف بود و نبود از اہل

بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیم کی جو ایک طرف تھا اور نہ تھا

الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۳۵﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ

شرک بگوئید ایمان آوردیم بخدا و بآنچہ فرود آوردہ شد

مشرکوں سے کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی طرف ہمارے

إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلٰى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ

بسوے ما و آنچہ فرود آوردہ شد بسوے ابراہیم و اسمعیل و اسحق

اور جو کچھ اتاری گئی طرف ابراہیم کے اور اسمعیل کے اور اسحق کے

وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى

و یعقوب و ذریت یعقوب و بآنچہ دادہ شد موسی و عیسی

اور یعقوب کے اور اولاد اسکی کے اور جو کچھ دی گئی موسی اور عیسی کو

وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ

وآنچہ دادہ شدند پیغامبران از پروردگار خویش تفریق نے کنیم

اور جو کچھ دی گئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے ہیں جدا ڈالتے ہم

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

درمیان ہیچ کس از ایشاں وما برائے حق عزوجل منقادیم

درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اسکے مطیع ہیں

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

(بگفتند شوید یہود یا ترسا۔ اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی)

قالوا، ماضی ج غ۔ کونوا، امر ج ح۔ هُودًا۔ اَلْهُوْدُ۔ والتَّهَوُّدُ یہودی ہونا۔ یقال ہادَ۔ یَهُوْدُ۔ هُوْدًا۔ دخل فی الیہودیۃ وَالْهُوْدُ۔ اَلْیَهُوْدُ وقیل هو جمع هائد۔

او۔ مظہر تنویع گفتگو یا تفصیلیہ۔ یعنی ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے خیال کے موافق کہا یہودیت کی ترغیب دی یہودیوں نے اور عیسائیت کی عیسائیوں نے۔

تَهْتَدُوْا

(کہ راہ بیابید۔ راہ پاؤ گے۔)

تهتدوا، مضارع ج ح مجزوم بجواب امر۔ اصل تهتدون الاهتداء راہ راست پر آنا مصدر افتعال۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا

(بگو نہ یہود شویم نہ ترسا بلکہ۔ کہہ نہ ہم یہودی بنتے ہیں نہ عیسائی بلکہ)

اے قل لهم علی سبیل الرد

قل، امر ح۔ بل، اضرابیہ یہ حرف ماقبل کے حکم سے اعراض اور مابعد کی اثبات کو ظاہر کرتا ہے۔

(پیروی میکنیم۔ یا لازم میگیریم ملت ابراہیم را۔ کہ او حنیف بود یا حنیف است۔ ہم پیروی کرتے ہیں دین ابراہیم کی جو حنیف ہے)

اسے لا نکون کما تقولون بل نکون ملة ابراھیم لیے اھل ملة برعایت لفظ او بل نتبع ملة ابراھیم برعایت معنیٰ کیونکہ قال اول اتبعوا ملة الیہود او النصاریٰ ہے یعنی اگر الفاظ مقولاتنا کا اعتبار کیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ ہم تمہارے کہنے کے موافق یہود و نصاریٰ نہیں بن سکتے بلکہ ہم اہل ملت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور با عتبار معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم تمہارے کہنے پر یہود و نصاریٰ نہیں بن سکتے بلکہ ہم ملت ابراہیمی کی اتباع اور اسکی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ تم ہمیں یہود و نصاریٰ بنجانے کی کیا ترغیب دیتے ہیں بلکہ تم خود اہل ملت ابراہیم بنو یا اسکی ملت کی اتباع کرو

مِلت، طرزِ عبادت۔ دین و مذہب

حنیفًا۔ حنیف کجی سے راستی کی طرف مائل ہونے والی چیز اور وہ شخص جو باطل سے ہٹ کر دین حق کی اطاعت پر قائم ہو

اسے ملة مائلة عن الباطل او ابراھیم مائلا عن الباطل او منه

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

(و نہ بود او از مشرکاں۔ اور ابراہیم نہ تھا شریک کرنے والوں سے)

غرض اس سے تعریض باہل کتاب وغیرہ ہے جو اتباع ملت ابراہیمی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ایک فرقہ العزیر ابن اللہ اور دوسرا المسیح ابن اللہ اور تیسرا الملائکہ بنات اللہ کہتا ہے پس تعریضًا ان سے کہا جاتا ہے کہ اسی کا نام اتباع ابراہیمی نہیں بلکہ یہ خاص صریح شرک ہے اور وہ مخلص و موحد تھا مشرک نہیں تھا۔ نعوذ باللہ۔

ما، نافیہ **کان**، ماضی ناقص

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

(بگوئید ایمان آوردیم بخدا۔ کہو تم ایمان لائے ہم اللہ پر) مخاطب مومنین ہیں

۵۱ قولوا بصیغہ جمع اور اس سے پہلے بصیغہ افراد ۴۵

۴۵ اسے قل بل ملة الخ امر کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اُن کے جواب کے لئے تمام مومنین کیطرف سے تمہارا رسول علیہ الصلوٰة والسلام کا قول کافی ہے بخلاف اتباع کے کیونکہ اسمیں ہر واحد کو اقرار کی ضرورت ہے،

وما انزل الینا

قولوا ، صیغہ امر ۔ **اٰمنّا** ، ماضی جمع متکلم

ب ۔ تعدیہ

(وبآنچہ فرستادہ شدہ است بسوئے ما ۔
اور جو بھیجا گیا ہے ہمارے طرف)

اسمے القرآن قدّم لانہ سببٌ للایمان
بغیرہ لکونہ مصدقا ۔

ما ، موصولہ **انزل** ، ماضی مجہول

وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط

(آنچہ کہ فرستادہ شدہ است بسوئے
ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب
و ذریت یعقوب اور اس پر جو بھیجا گیا
ہے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل و اسحاق
و یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد پر)

مراد وہ صحف ہیں جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر نازل ہوئے ہیں اور
اسمٰعیل و اسحاق وغیرہم کی طرف اسکے
نزول کی نسبت مجازاً ہے بعلاقہ تعبد
و اتباع جیسے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید
ہم پر نازل ہوا ہے ۔

اسباط ۔ جمع سبط مثل اجمال وجمل

سبط ، بفتح سین وبا وبکسر سین
و سکون با ولد ولد کو کہتے ہیں ۔ اور عموماً
اسکا اطلاق قبیلہ و قوم پر ہوتا ہے ۔
مراد قبائل بنی اسرائیل ۔ ماخذ اس کا بسط
ہے یعنی درخت پرشاخ وکثیر الوسعت
اور یا السبوطۃ یعنی استرسال سے ماخوذ ہے
اور کہا ہے کہ وہ بسط کا مقلوب ہے
حضرت حسنین کو سبطین رسول علیہ السلام
اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ سے دو
قبیلے کثیر البرکت و کثیر التعداد قائم ہیں
لیکن اب عام طور پر اولاد بنت پر سبط
کا اطلاق ہوتا ہے ۔

وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ

(وبآنچہ دادہ شد موسیٰ وعیسیٰ ۔ اور اس پر
جو دی گئی موسیٰ وعیسیٰ کو)

ما ، موصولہ ، **اوتی** ، ماضی مجہول

موسیٰ ، (اصل موسایا) اسم عجمی
عبری)

وما اوتی النبیون

(وبآنچہ دادہ شدہ اند پیغمبران ۔
اور اس پر جو دی گئی ہے پیغمبروں کو)

النبیون، جمع نبی مراد عام انبیاء ورسل بطریق تعمیم بعد تخصیص مراد کتب وصحف ومعجزات۔

من ربھم (از پروردگار ایشان اپنے رب سے) من، ابتدائیہ۔ رب صفت مشبہ یا مصدر۔

لا نفرق (نمی فرق کنیم۔ ہم فرق نہیں کرتے) لا نفرق، مستقبل منفی التفریق، الگ الگ کرنا۔ پراگندہ کرنا مصدر تفعیل فَرَّقَ، یُفَرِّقُ، مُفَرِّقٌ، فَرِّقْ لَا تُفَرِّقْ۔

بین احد منھم (درمیان ہیچ کس از ایشاں۔ درمیان کسی کے ان میں سے) بل نومن بھم جمیعًا۔

بین، اسم ظرف۔ احد، ہمزہ اسکا اصلی ہے اور اس میں واحد ومثنی ومجموع مذکر ومؤنث یکساں ہے۔ اکثر غیر کلام موجب میں استعمال ہوتا ہے (کوئی یا کسی) اور کہا ہے کہ اصل اس کا وحد

بمعنی واحد ہے سیاق نفی میں واقع ہونے کے بعد عموم کا فائدہ دیتا ہے واحد ، کثیر اس میں مساوی ہیں اور یہ غیر احد عددی کے ہے جو اول عدد ہے مثل قولہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد ہے

من، بیانیہ۔ ومرجع ضمیر (نبیون)

ونحن لہ مسلمون (وما مرادو را منقاد یم۔ اور ہم اسی کے مطیع ہیں۔ اسکے حکم پر ہیں۔)

فھذا ھو الاسلام الذی کان ملۃ ابراھیم الحنیف ودینا لکل نبی من الانبیاء ودینا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وقالوا کونوا ھودًا او نصٰرٰی تھتدوا

قالوا ... فعل مع الفاعل

کونوا، فعل ناقص مع الاسم

ھودًا او نصارٰی ... خبر

تھتدوا، جملہ فعلیہ جواب امر

ای ان کنتم کذلک تھتدوا۔

ای قالت الیھود للمؤمنین کونوا ھودًا وقالت النصارٰی لھم کونوا نصارٰی۔

قل، ...... فعل با فاعل

بل، اضرابیہ - ملة، مضاف

ابراھیم، ذوالحال

حنیفاً.. حال

نتبع، فعل محذوف با فاعل

اے لا نکون ھوداً ولا نصاریٰ بل
نکون ملة ابراھیم حنیفاً اے
بل نتبع ملة ابراھیم مائلاً کما فی
قوله تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورھم
من غل اخواناً - ویا ملة، منصوب
علی حذف الجار وتقدیرہ بل نکون
علی ملة ابراھیم اے اھل ملته
فحذف علی فصار منصوباً۔

ویا حنیفاً ملة بمعنی دین سے حال
ہے - اے ملة مائلة عن الباطل
وقیل منصوب علی القطع اراد بل ملة
ابراھیم الحنیف فلما اسقطت
الالف واللام لم تتبع النکرة المعرفة
فانقطع منه فنصب

و- ماکان، فعل ناقص مع الاسم

من، زائد - المشرکین، خبر

م بروقت حنفاء اللہ غیر مشرکین
بہ اور حال ہے مضاف الیہ سے
نہ مضاف سے مگر تقدیر مضاف کے
بعد اے ماکان دین المشرکین -

قولوا ... فعل مع الفاعل

اٰمنّا ... فعل با فاعل

ب، جار - اللہ، معطوف علیہ

و- ما ... موصولہ

انزل الینا، جملہ صلہ

م بمنزلہ بدل بعض کیونکہ اتباع اعتقاد
وعمل پر مشتمل ہے اور یہ بیان اعتقاد ہے
اور یا بدل اشتمال ہے کیونکہ اس میں
تفصیل ہے جو اول میں نہیں - اور
یا جملہ استینافیہ ہے کانھم سالوا کیف
الاتباع فاجیبوا بذلک -

و- ما .... موصولہ

انزل، فعل ضمیر مستتر نائب فاعل
الی ابراھیم الخ الاسباط، ظرف

و۔ما .... موصولہ
اوتی ...... فعل
من ربھم، ظرف لغو
اوریا حال ہے عائد
محذوف سے۔
النبیون، نائب فاعل

صلہ

معطوف علیہ

لانفرق ..... فعل با فاعل
بین احد ..... ظرف
منھم .. جار مجرور ظرف لغو
اے امنا غیر مفارقین بینھم۔
ونحن .... مبتدا
لہ، ظرف لغو۔ مسلمون، خبر

جملہ فعلیہ مستانفہ

جملہ اسمیہ حالیہ

ف۔ قالوا کونوا ھودًا الخ۔ یہود کہا کرتے تھے۔ موسوی شریعت کے
سوائے کوئی طریقہ قابل اتباع اور پیروی کے لائق نہیں۔ کوئی شخص اسکی
پابندی بغیر خداوند عالم کی خوشنودی کے حاصل نہیں کرسکتا۔ اے مسلمانو اگر اپنی
بہتری وفلاح چاہتے ہو تو اس پرانے اور صدہا برگزیدہ پیغمبروں کے مختار
طریق کو اپنا رہبر بناؤ بھلائی کو پہنچوگے۔ ایسے ہی نصاریٰ اپنے مذہب کی صداقت
اور غیر ادیان کی تکذیب کیا کرتے تھے اور نجات اخروی کو عیسوی اطاعت
میں محصور بتاتے تھے ارشاد ہوا اے مسلمانو ان دونوں فرقوں کے جواب
میں کہہ دو کہ ہم نہ یہودی بنتے ہیں نہ عیسائی۔ بلکہ ہم برگزیدہ خدا امام الناس
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مختار اور پسندیدہ طریقت کے پیرو ہیں۔ یہ وہ حق پسند
موحد شخص ہے جس نے کفر وشرک اور گمراہی کے رسومات باطلہ کو مٹاکر توحید
حقہ کے نورانی مشعل سے جہان کو روشن کیا۔ شرائع اسلام اور حق پرستی کی تعلیم دی
توحید ذات وصفات کی راہ بتائی۔ اے یہود ونصاریٰ ہم حضرت موسیٰ وحضرت
عیسےٰ علیہما السلام کی رسالت اور نبوت سے ہرگز انکار نہیں کرتے اور نہ تمہاری

طرح ان کی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔ بلکہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک جو پیغمبر ہوئے ہیں اور جو ان سے بھی پہلے ہو گزرے ہیں ہم ان سب کی نبوت اور تمام منزلہ کتابوں اور صحیفوں پر صدق دل سے یقین رکھتے ہیں اور ہر ایک پیغمبر کو اپنا سچا سرپرست مانتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف ان سب کی صداقت پر گواہی دیتا ہے اور حق یہ ہے کہ ہم اس سچے پروردگار عالم اپنے حقیقی مالک کے دل و جان سے مطیع و فرماں بردار بندے ہیں۔ پس مناسب یہی ہے کہ کامل مکمل مذہب اسلام کی پیروی کیجائے جسکی تعلیم یہ ہے کہ اس تنہا بے مثل ذات کو شرکت غیر سے مبرا و منزہ سمجھا جائے اتخاذ ولد و بنات کے ناموزوں دھبوں سے اسکے دامن تقدس کو پاک صاف رکھا جائے۔ ہر ایک پیغمبر کو اپنا رہبر اور ہر ایک مقدس کتاب کو اپنا ہادی بنایا جائے۔ ھٰذا ھُوَ الاِسلامُ حقاً و المِلّۃ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا۔

ف ۲۰ ۔ والاسباط ۔ جمع سبط ۔ اولاد کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسی لئے سبطین کہتے ہیں کہ حسنی و حسینی دو بڑے قبیلے آپ حضرات سے قائم ہیں۔ اور یہاں اسباط سے اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام مراد ہے اُنکے بارہ بیٹے تھے۔ انہیں کی اولاد سے بنی اسرائیل میں بارہ خاندان قائم ہوئے ہیں۔ گویا آپکا ایک فرزند ایک ایک قبیلہ دسبط ہے اور صحیفے اگرچہ صرف حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے ہیں۔ مگر حضرت اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف اسوجہ سے منسوب کیئے گئے ہیں۔ کہ وہ انہیں صحیفوں کے ماننے والے اور ان پر عمل کرنے

والے اور ان کی تعلیم دینے والے تھے۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن ہم پر نازل ہوا ہے۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا

پس اگر باور دارند اہل کتاب آنچہ باور داشتید شما پس راہ یافتند

پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی

وَإِن تَوَلَّوا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ

و اگر برگشتند پس جز این نیست کہ ایشان در مخالفت اندیشی رو باشند کہ کفایت کند

اور اگر پھر جاویں پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں پس شتاب کفایت کریگا تجھکو ان سے

اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ

خدا بانتقام تو ایشان را و اوست شنوا دانا قبول کردیم رنگ خدا را و کیست

اللہ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے رنگ دیا ہے ہمکو اللہ نے اور کون

أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿۱۳۸﴾

بہتر از خدا باعتبار رنگ و ما او را پرستندگانیم

بہتر خدا سے رنگ میں اور ہم اسی کو عبادت کرنے والے ہیں

فَإِنْ آمَنُوا (پس اگر ایمان بیارند یا بیاورند پھر اگر وہ ایمان لے آویں یا لائے)

ان اس جگہ مجرد فرض کے لئے ہے اور قبیل استدراج سے ہے۔

ف فصیحہ۔ آمنوا ماضی بمعنی مضارع۔

بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ (بمانند آن آنچہ کہ ایمان آوردید شما بآن۔ جسطرح کہ ایمان لائے ہو تم اس پر۔)

ب، صلہ مثل - یا بمعنی استعانت و یا سببیہ یعنی جن دلائل کی مدد و استعانت یا سبب سے تم ایمان لائے ہو - اگر اہل کتاب ان کی مثل دلائل کے سبب یا ان کی مدد و استعانت سے ایمان لائیں تو البتہ راہ یاب ہونگے -

مثل ایک صفت اگر چند چیزوں میں پائی جائے تو وہ چیزیں اس وصف مشترکہ کے باعث ایک دوسری کی مثل اور مانند کہلاتی ہیں - یعنی ہم نہیں کہتے کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل ہو لیکن یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میں یہ بات پیدا ہو جائے جسپر ہم ہیں جو کہ ایمان و تدین کی اصل اصول ہے البتہ ہدایت پاؤگے اور یہی ہمارا مقصود ہے - لے یہود کیا اس ایمان کے مقابلہ میں کوئی دوسرا ایمان ہو سکتا ہے - ہرگز نہیں - ہم ایمان لائے ہیں اس وحدہ لاشریک لہ کی ذات یگانہ و بی مثل پر اور اسکی تمام منزلہ کتابوں پر اور اسکے تمام برگزیدہ خلائق انبیا و رسل پر ہر ایک کو ہم اپنا سر تاج سمجھتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ہماری سچی عقیدت ہے - کسی ایک کے طرفدار بنکر دوسرے کو برا نہیں کہتے - یہی ہمارا ایمان جسکی ہمکو تعلیم دی گئی ہے اس تقدیر پر مثل بمعنی ظاہر و امنوا متعدی بالباء ہے اور کہا ہے امنوا جاری مجری لازم ہے اور با استعانت یا الہ کیلئے ہے اور معنی یہ ہے کہ اگر وہ داخل ہو ایمان میں بواسطہ شہادت مثل شہادت تمہاری کے قولا و فعلا و اعتقادا البتہ ہدایت پائینگے اور یا با زائد تاکید کے لئے ہے اور ما مصدریہ ہے اور ضمیر راجع ہے طرف اللہ کے یا طرف قرآن کے یا طرف محمد رسول اللہ علیہ السلام کے تو یہ معنی ہونگے اگر ایمان لائیں وہ ما ذکر پر مثل ایمان لانے

تمہارے کے۔ اور یا بمعنی ملابست ہے اے فامنوا متلبسین بمثل ما اٰمنتم متلبسین بہ او فان اٰمنو ایمانا متلبسا بمثل ما اٰمنتم ایماناً متلبسًا بہ من الاذعان والاخلاص وعدم التفریق بین انبیاء اللہ تعالٰی اور یا لفظ مثل زائد ہے۔ جیسے قولہ تعالٰی ہیں ہے وشہد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ اے علیہ اور ہوسکتا ہے مرجع ضمیر بہ انجیل یا توارت ہو۔ اور معنی یہ ہیں کہ وہ یعنی یہود یا نصارٰی توارت یا انجیل پر ایمان لائیں جبکہ تم ان پر ایمان لائے ہو مراد انجیل و توارت غیر محرف البتہ وہ ہدایت یاب ہوسکتے ہیں اور مومنین سے تمام مومنین مراد لے سکتے ہیں اور یا خاص وہ حضرات جو اہل کتاب سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ مثل عبداللہ بن سلام وغیرہم کے میرے خیال ہیں یہ توجیہ تمام تاویلوں سے مرجح ہے۔

بعضوں نے لفظ مثل[1] کو زائد کہا ہے کہ یہ صرف اظہار تعظیم و تفخیم کے لئے لایا گیا ہے۔

[1] مثل۔ بعضوں نے اسکو زائد کہا ہے۔ مگر شاہ عبدالعزیز صاحب اسکی یہ وجہ لکھتے ہیں۔ کہ مومن بہ عبارت ہے معنی قضیہ سے جو متعلق حکم و تصدیق ہے۔ اور معنی قضیہ کو اس اعتبار سے کہ وہ متعدد تصدیق کنندگان کے اذہان کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ متعدد و متغائر لکھتے ہیں۔ کیونکہ اعراض کی تشخیص انکے موضوعات کی تشخیص سے ہوا کرتی ہے۔ پس وہ معنی قضیہ جو مومنین کے اذہان کیساتھ قائم ہیں۔ بالضرور اس معنی کے غیر ہونگے جو اہل کتاب کے اذہان کے ساتھ قائم ہونگے لیکن باعتبار اتحاد طرفین و نسبت و حکم ان دونوں معانی ہیں مماثلت متحقق ہے لہذا انظار اس مغایرت کے لفظ مثل لانا مناسب محل سمجھا گیا۔ اور اگرچہ عرف ہیں اس قسم کی مغایرت کا اعتبار نہیں کیا جاتا لیکن حقائق

ما، مصدریہ۔ اٰمنتم، ماضی ج ح
ب، زائدہ یا بمعنی استعانۃ یا سببیہ مثل اول۔

فقد اھتدوا (پس ہر آئینہ راہ راست یافتند پس تحقیق راہ پائی انہوں نے)

ف، جواب ان۔ اھتدوا، راہ پائی انہوں نے۔ یا راہ پائیں گے ماضی ج ع بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط الاھتداء، راہ راست پر آنا۔ ہدایت پانا۔ مصدر افتعال ناقص

وان تولوا (واگر برگشتند۔ اور اگر پھر جائیں یا پھر گئے یعنی ایمان مامور بہ سے۔ یا تمہاری نصیحت سے۔

ان، حرف شرط۔ تولوا، ماضی ج ع بمعنی مضارع اَلتَّوَلِّی۔ پھرنا منہ موڑنا مصدر تَفَعُّل۔ لفیف، مقرون

فانما ھم (پس جز این نیست کہ ایشاں پس اسکے سوائے نہیں کہ دے سب)
ف، جزائیہ۔ اِنَّمَا، مفید حصر اثبات

مطلوب کے جملہ مخالف وہام کے ابطال کے لئے لایا جاتا ہے۔
ھُمْ، ضمیر راجع (یہود و نصاریٰ)

فی شقاق (در مخالفت اند۔ وہ خلاف میں ہیں یا وہی ضد پر ہیں)
شقاق، جانب مخالف۔ دوسری طرف شق بمعنی جانب سے مشتق ہے یا مشقت و صعوبت سے اور یا ماخوذ ہے مقولہ عرب شق العصاء اذا اظہر العداوۃ سے اور تنوین اظہار تفخیم کے لئے ہے

فسیکفیکھم اللہ (پس کفایت کند خدا بانتقام تو ایشان را اب کافی ہے تیری طرف سے اللہ انکو) اے سیکفیک کیدھم وشقاقھم۔ اسلئے کہ کفایت کا تعلق افعال کے ساتھ ہوتا ہے اعیان سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ اور بفضلہ یہ وعدہ پورا ہوا فتح مکہ و قتل بنی قریظہ و اجلاء بنی نضیر اور تمام غلبہ اسلام کے ساتھ۔
ف، تعقیبیہ سیکفی، مضارع ا ع

وحرف سین مظہر قرب یا مظہر تاکید اثبات۔

الکفایۃ، کافی ہونا مصدر ف۔ک ناقص۔ کفیٰ۔ یکفی۔ کافٍ۔ مکفیٌّ اِکفِ۔ لَا تکفِ۔

وھو السمیع العلیم

(واوست شنوا ودانا۔ اور وہی ہے سُننے والا۔ جاننے والا۔)

سمیع وعلیم۔ ہر دو صفت مُشبہ

صبغۃ اللہ

(قبول کردیم رنگ خدارا۔ یا صبغ داد مارا خداوند صبغ کامل۔ ہمنے اللہ کا رنگ لیا ہے۔ یا رنگ دیا ہے ہم کو اللہ نے اچھا اور پورا رنگ)

اے قولوا صبغنا اللہ صبغۃً اے تطہر قلوبنا تطہیرۃ۔ یا فطرنا اللہ علیٰ فطرتہ

صبغ، رنگ اور صبغۃ[۱] رنگ میں ڈبو یا دینے اور رنگنے کو کہتے ہیں) اصل میں صبغۃ بالکسر فعلۃ صبغۃ سے مشتق ہے مثل جلسہ جلس سے ماخوذ ہے اور یہ اس حالت کا نام ہے جسپر صبغۃ واقع ہوتا ہے

ومن احسن من اللہ صبغۃ

(وکیست بہتر از خدا۔ اور کون بہتر ہے اللہ سے۔

مَن، استفہامیہ بمعنی انکار یعنی کوئی اس سے بہتر نہیں۔

احسن، افعل التفضیل۔

(از جہت صبغۃ۔ رنگ کے لحاظ سے)

یعنی اللہ کے رنگ سے کوئی رنگ اچھا نہیں ہوسکتا اور کوئی رنگ اسپر غلبہ نہیں کرسکتا۔

---

[۱] صبغۃ نصاریٰ میں عادت تھی کہ جب اُنکے ہاں بچہ پیدا ہوتا۔ تو سات دن کے بعد زرد رنگ کے پانی میں جسکو معمودیہ کہتے ہیں اسے غوطہ دیتے اس اعتقاد سے کہ یہ غوطہ اسے غیر ادیان سے پاک کرنے والا اور اسکی نجات کا ذریعہ ہے اور اسکو ختنے کے قائمقام جانتے تھے اور بعد غوطہ دینے کے کہا کرتے۔ صبغناہ بالنصرانیۃ۔ اسی طرح جب کسی شخص کو نصاریٰ بناتے اسپر بھی وہ رنگ لگاتے تھے۔ اور اس رسم کے ادا ہونے کے بعد اسکو عیسائی سمجھتے تھے۔ لہذا بطور مشاکلت اللہ نے اللہ تعالےٰ

نحن له عابدون

(ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں یا اسکی اطاعت اور بندگی پر ہیں۔)
زو ما عبادت کنندگانِ اوایم۔ اور ہم

نحن، ضمیر مرفوع المحل (مراد نبی علیہ السلام واصحابہ)

ل، مظہر تخصیص وتاکید۔ مرجع ضمیر ملت یا ابراہیم۔

عابدون، جمع عابد

فان آمنوا

ان، شرطیہ۔ اٰمنوا، فعل مع فاعل

مثل، زائد۔ ما، موصولہ

اٰمنتم بہ، جملہ فعلیہ صلہ مصدر

اے اٰمنوا بما اٰمنتم بہ۔

ویا۔ مثل، .... مضاف

ما، مصدریہ۔ اٰمنتم بہ، جملہ فعلیہ

بتاویل، .... مصدر، مضاف الیہ

لے فان اٰمنوا ایمانا مثل ایمانکم

ف، جزائیہ۔ فقد اھتدوا، جملہ فعلیہ

اِن، شرطیہ۔ تولوا، فعل مع الفاعل شرط

ف، جزائیہ۔ اِنما، کلمہ حصر

ھُو، .... مبتدا

فی شقاق، ... ظرف مستقر خبر

لے فانما ھم مقیمین فی شقاق۔

فسیکفی، ... فعل اللہ فاعل

ک، ضمیر مفعول ۱، ھم مفعول ۲

لے فان کان حالھم ھذا فقد عھد سیکفی اللہ عنک۔

ھو مبتدا۔ السمیع العلیم خبر

جملہ اسمیہ تاکید مضمون اول

۔۔۔ نے مسلمانوں سے کہا کہ تم کہدو کہ ہم کو اس رسم کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اللہ کے رنگ سے بڑھکر اور کونسا رنگ ہے مطلب یہ کہ دین اللہ سے بڑھکر اور کوئی ہدایت کا طریقہ نہیں ہے اللہ کے رنگ سے مراد دین اسلام ہے اسلئے کہ دین اسلام بھی مسلمانوں کے دلوں میں اسی طرح اثر کرتا ہے جسطرح رنگ کپڑے وغیرہ میں اور جسطرح صبغ مصبوغ کے لئے بمنزلہ حلیہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایمان قلوب مومنین کے لئے حلیۂ قبولیت ہے۔

صبغۃ اللہ ، مفعول } جملہ فعلیہ
اتبعوا ، محذوف فعل با فاعل }

اے قولوا اتبعوا او الزموا صبغۃ اللہ
ویا مفعول مطلق اے منصوب
علی المصدریۃ ۔ اے صبغنا اللہ
صبغۃ ویا ملت ابراہیم سے بدل محض ہے
اے اتبعوا ملۃ ابراھیم اے
صبغۃ اللہ ۔

من ، استفہامیہ ، ۔۔۔ مبتدا
احسن ، افعل التفضیل }
من اللہ ، ظرف لغو } خبر
صبغۃ[1] ، ۔۔۔ تمیز }

اس کا عطف آمنا پر ہے اس تقدیر پر صبغۃ اللہ مفعول ہے قولوا سے تاکہ معطوفین بین فصل لازم نہ آئے اور جملہ اسمیہ اظہار دوام و استمرار کے لئے ہے اور اگر صبغۃ اللہ منصوب بفعل الزموا یا اتبعوا ہے تو یہ جملہ مقولہ قول محذوف ہے اور عطف الزموا پر کیونکہ ما قبل اس کا قول مومنین ہے

نحن ، ۔۔۔۔۔۔۔ مبتدا }
لہ ، ظرف لغو ۔ عابدون ، خبر }

اے ۔ قولوا آمنا و قولوا نحن لہ عابدون
والمعنی اتبعوا ملۃ ابراھیم و قولوا
آمنا ۔

ف ۔ فسیکفیکھم اللہ ۔ یعنی اللہ تیری حفاظت کرے گا اور مدد کرے گا مخالف تجھے کچھ ایذا نہ پہونچا سکیں گے بلکہ تیری مخالفت کی وجہ سے اللہ ان کو خوار و ذلیل کردیگا چنانچہ یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا ۔ بنی قریظہ قتل ہوگئے ۔ اور بنی نضیر

[1] صبغۃ تمیز الیہ منقول ہے مبتدا سے مثل زید احسن من عمرو وجھا ۔ اور تفضیل جاری ہے بین صبغتین نہ انکے فاعلوں میں اے لا صبغۃ تعالیٰ علی معنی انہ احسن من کل صبغۃ اور چونکہ مدور تفضیل صمیم حسن پر ہے جو شامل ہے حسن حقیقی اور فرضی پر جو انکے زعم پر مبنی ہے اسلئے یہ لازم نہیں آتا کہ غیر میں بھی کچھ حسن ہے ۔

جلاوطن کردئیے گئے اور نصاریٰ پر جزیہ مقرر کیا گیا۔
قرآن شریف کی یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت[۱] کو یاد دلاتی ہے۔

۱ قصہ شہادت یہ ہے۔ جناب خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کیطرف سے عبداللہ بن ابی سرح (بجائے مہلہ برادر رضاعی حضرت عثمانؓ جنھوں نے فتح مصر میں بڑی نام آوری حاصل کی تھی) مصر کے حاکم مقرر ہوئے تھے مگر مصر والے ان سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے انکی بہت سی شکایتیں خلیفہ زماں کی حضرت میں پہونچائیں۔ جسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابی سرح کو معزول کردیا۔ اور انکی جگہ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو معین فرمایا چنانچہ وہ لوگ جو مصر سے آئے ہوئے تھے حضرت محمد بن ابی بکر کے ساتھ روانہ مصر ہوگئے۔ اثناء راہ میں انکو ایک سانڈنی سوار پیچھے سے آتا ہوا ملا۔ بعد تفتیش معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منورہ سے مصر کو ایک شاہی فرمان لئے ہوئے جارہا ہے۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا محمد بن ابی بکر کو قتل کردیا جائے۔ اور دوسرے خط میں لکھا تھا ابن ابی سرح کو حکومت مصر پر بحالہ قائم رکھا جائے اور جو لوگ ان سے ناراض ہیں انکو سزا دیجائے۔ بعض کہتے ہیں۔ فرمان کے علاوہ ایک علیحدہ خط تھا جس میں محمد بن ابی بکر کے قتل کردینے کیطرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس فرمان اور خط کے دیکھنے سے مصری لوگ آگ بگولہ بن گئے اور انہوں نے اس سانڈنی سوار سے اس خط کو چھین لیا اور وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہوگئے اور حضرت امیر المومنین کو وہ خط لا دکھایا۔ آپ نے قسم کھائی کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھے اس قضیہ سے کچھ خبر ہے۔ تب اس جماعت نے کہا کہ آپ اپنا منشی ہمارے حوالے کردو۔ اس وقت آپکا منشی مروان بن حکم آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور یہ اسی کی حرکت تھی۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خوف سے کہ یہ لوگ کہیں مروان کو قتل نہ کرڈالیں اسکو انکے حوالے نہ کیا اور آہستہ

آپ بعہد خلافت جمعہ کے روز بعد نماز عصر اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ پینتیس ہجری کو اپنے مکان میں تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔ کہ مخالفین آ پہونچے اور گھر میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۵

آہستہ بات بڑھ گئی۔ جب ہنگامے کا خوف ہوا تو بعض مشاورین نے مدافعت کی اجازت مانگی۔ جسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر سب سے پہلا مسلمانوں اور خصوصاً صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میں تلوار اٹھانے والا بننا نہیں چاہتا۔ پھر انہوں نے کہا مناسب ہے کہ اسوقت آپ مکہ معظمہ کا قصد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں حرم کعبۃ اللہ میں فساد پھیلانا نہیں چاہتا پھر انھوں نے کہا مناسب ہے کہ جناب شام کا قصد فرمائیں تو آپ نے فرمایا میں عطیہ جناب حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ ہجرت کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتا۔ پھر آپ نے اپنے شمشیر بکف غلاموں سے ارشاد فرمایا جو شخص تلوار نہیں کھینچیگا وہ آزاد ہے۔ میرا قتل ہو جانا مسلمانوں میں باہم خونریزی ہونے اور ان میں فتنہ وفساد برپا ہو جانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ الغرض جب بلوائی بالکل آمادہ فساد ہو گئے اور انہوں نے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا تو ناچار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو فہمایش کے لئے بھیجا اور وہ بہ ہزار دقت دروازہ مکان تک پہونچے اور انھوں نے دروازہ بند کر لیا اور کسیکو گھسنے نہیں دیتے تھے۔ بلوائی پڑوس والے مکان کی چھت پر سے اندر گھس آئے اور انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر اٹھارویں ذیحجہ سنہ ۳۵ پینتیس ہجری میں ہوا ہے اسوقت آپکی عمر بیاسی برس کی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاتل کی تحقیقات فرمائی مگر کوئی ثبوت نہ پہونچ سکا۔ حضرت محمد بن ابی بکر پر عام شبہ کیا گیا تھا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حرم محترم نے ان کی برارت کر دی۔ سیرت عثمان وغیرہ بعض خصوصیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ آپکا لقب ذی النورین ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

گھسکر پہلے آپ کے ہاتھ پر ایک تلوار ماری جس سے خون جاری ہوگیا اور اس آیت پہ گرا۔ آپ نے فرمایا واللہ یہ وہی ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن مجید

دو صاحبزادیوں کا یکے بعد دیگرے آپ سے نکاح ہوا ہے۔ (۲) جناب سرور کائنات جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو اُسوقت بئر رومہ ہی ایک کنواں تھا جسکا پانی شیریں اور عمدہ تھا اور وہ ایسے یہودی کے تصرف میں تھا جو مسلمانوں کا جانی دشمن تھا مشکوٰۃ شریف میں بروایت ثمامہ اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو بلوائیوں نے گھیر لیا اور آپکو پانی کی تکلیف ہوئی تو آپ نے کوٹھے پر چڑھ کر لوگوں کی طرف خطاب کیا۔ کیا؟ تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تھے تو بئر رومہ کے سوائے میٹھا پانی نہیں ملتا تھا۔ آپ نے شوق دلایا "کہ کون مرد خدا ہے جو اسکو خریدے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ خود بھی اسکا پانی پیئے اور عوض اس احسان کے جنت کا مالک بنے" پھر میں نے اپنے خاص مال سے بئر رومہ کو خرید کیا (اور بحکم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس کا پانی عام مسلمانوں پر وقف کردیا تھا) آج تم لوگ مجھکو اسکے پانی سے روکتے ہو سب نے کہا اس میں کوئی شک نہیں (انتہی)

(۳) سنہ ۹ نو ہجری میں جبکہ بذات خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کی تیاری فرمائی اس وقت صحابہؓ کی حالت نہایت تنگ تھی چنانچہ ابن کثیرؒ نے قتادہؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابہؓ نے غزوہ تبوک کے وقت ملک شام کی طرف ایسی گرمی کی شدت میں سفر کیا تھا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے اور توشہ کی بھی از حد تنگی تھی ایک خرما دو شخص تقسیم کر کے کھاتے تھے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک خرما کو اول ایک شخص نے کچھ دیر منہ میں رکھا اور اسے چوس لیا اور اسپر پانی پی لیا۔ اور پھر اس خرما کو دوسرے شخص نے چوسا اور اوپر پانی

[illegible]

کو مفصل لکھا ہے اور پھر آپ شہید کر دئے گئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی[۸۲] برس کی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن امام احمد (جو فن حدیث میں نہایت معتبر ثقہ ہیں

بقیہ نوٹ ۸ صفحہ ۶۴۷

پی لیا۔ عبداللہ بن امام احمدؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکل سفر کیوقت جب لوگوں کو مال خرچ کرنے کی ترغیب دینے کیلئے منبر بچھایا اور فضیلت خرچ مال کو بیان فرمایا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سو اونٹ مع سامان کے دونگا۔ پھر رسول علیہ السلام نے منبر کی ایک سیڑھی اتر کر حضرت عثمانؓ کی اس برموقع امداد کی فضیلت بیان فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو اونٹ میرے ذمہ پر اور رکھی ہیں۔ اس وقت آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک حشاس و بشاش تھا اور اپنے ہاتھ مبارک کو حرکت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکے بعد عثمان ابن عفان جو عمل کریگا اس کا مواخذہ اسپر نہیں دوسری روایت میں ہے "کہ غزوہ تبوک کی فراہمی سامان کے وقت حضرت عثمانؓ اپنے کپڑے میں ہزار دینار لائے۔ اور رسول علیہ السلام کے سامنے رکھ دئے۔ اور آنجناب انکو نیچے اوپر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب ابن عفان کو اس کا کوئی عمل ضرر نہیں دیگا" تبوک سرحد شام پر ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے چودہ منزل اور دمشق سے گیارہ منزل ہے۔ آپکی خلافت کا زمانہ گیارہ برس۔ گیارہ مہینے تیرہ دن ہے آپ ہمیشہ ازار (تہ بند) باندھا کرتے تھے شہادت سے ایک روز پہلے آپ نے پاجامہ پہن لیا تھا۔ بعد شہادت ہفتہ کی شب میں عشاء سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئے۔

(۴) اتقان میں ہے۔ کہ جب اسلامی فتوحات دور دراز تک پہنچ گئیں۔ اور آذربائیجان آرمینیہ وغیرہ ممالک عجم میں عرب وغیر عرب کی زبان پر قرآن پڑھا جانے لگا تو وجوہ قرأت میں از حد اختلاف پیدا ہو گیا۔ بلکہ عرب ہی میں باعتبار وسعت زبان بہت کچھ اختلاف ہو گیا تھا

اور مسند امام احمد پر انہوں نے تتمہ بھی لکھا ہے) لکھتے ہیں کہ عمرہ بنت ارطاۃ عدویہ کہتی ہیں۔ کہ جس سال حضرت عثمانؓ شہید ہوئے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے کے ساتھ حج کرنے کو گئی تھی میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ خون کے قطرے اس آیت پر پڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح ابن ابی حاتم بھی نافع ابن نعیم سے روایت کرتے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ

بگو آیا مکابرہ می کنید با ما دربابِ خدا وا و پروردگار ما دشما است

کہہ کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ اللہ کے اور وہ ہے پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا

جس سے آئندہ بہت سخت مشکلات کے پیش آنے کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ مصحف مجید جو پہلے حضرت ابوبکرؓ کی پاس اور بعد ازآں حضرت عمرؓ کے پاس اور بعد ازآں حضرت بی بی حفصہؓ ام المومنین بنت عمرؓ کے پاس محفوظ تھا اپنے پاس منگوالیا اور زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعد بن العاص۔ عبدالرحمٰن بن الحارث بن الہشام کو اسکی نقل کرنے پر مامور فرمایا اور یہ فہمائش کی کہ جہاں کہیں۔ قرارت کا اختلاف آجائے۔ وہاں تمام قبائل عرب کی زبان چھوڑ کر قریش کی زبان پر اکتفا کیا جائے کیونکہ قرآن مجید قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ کل سات قرآن مجید نقل کئے گئے ایک ایک مصحف۔ مکہ معظمہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ۔ کوفہ۔ کو ارسال کیا گیا اور ایک مصحف مدینہ منورہ میں رکھا گیا۔ ۱۲

نقل حاشیہ مصحف ۱۲

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۱۳۹

و ما راست کردار ہائے ما و شمارا است کردار ہائے شما و ما اورا با خلاص پرستندگانیم

اور واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے اور واسطے تمہارے ہیں عمل تمہارے اور ہم واسطے اسکے اخلاص کرنیوالے ہیں

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

آیا می گوئید کہ ہر آئینہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق

کیا کہتے ہو تم تحقیق ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

و یعقوب و نبیرگان او یہود بودند یا ترسا بودند

اور یعقوب اور اولاد اسکی کو تھے یہودی یا نصاری

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ

بگو شما دانا ترائید یا خدا و کیست ستمگار تر ازانکہ بپوشید

کہو کیا تم بہت جاننے والے ہو یا اللہ اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ چھپاتا ہے

شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۱۴۰

آن گواہی را کہ نزدیک اوست از جانب خدا و نیست خدا بے خبر از آنچہ میکنید

گواہی جو پاس اسکے ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

(بگو آیا حجت یا مکابرہ میکنید با ما - کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے)

اے تجادلوننا - ا - ہمزہ استفہامیہ

تحاجّوننا، مضع ج المحاجۃ والحجاج

باہم حجت کرنا - مکابرہ کرنا مصدر مفاعلہ

مضاعف حاجّ - یحاجّ - محاجّ

حاجِجْ - لا تحاجّ

(درباب خدا یا در دین خدا -

خدا کے بارے میں یا اللہ کے دین
میں لے فی اللہ ام فی دین اللہ۔

وھو ربنا وربکم

(حالانکہ او پروردگار ما و پروردگار شما است
اور وہ ہے مالک ہمارا اور مالک تمہارا)
لام اختصاص لہ بقومدون تو مصطفے بالنبوۃ
من یشاء من عبادہ وھو یفعل
ما یرید۔

ولنا اعمالنا

(وما راست جزائے کردارہائے ما۔
ہمارے لئے بدلہ ہمارے کا ہوگا)
ل مخففہ لے لنا نفع اعمالنا و
ضرر اعمالنا اعمال جمع عمل اس کا
اطلاق عاقل بالغ آزاد کے ہر اس
فعل وحرکت پر ہوتا ہے جو اسنے
اپنی اختیار سے کی ہے اس کا
تعلق اعضائے ظاہرہ سے ہو خواہ
باطنہ سے۔

ولکم اعمالکم

(وشما راست جزائے کردارہائے شما
اور تمہارے لئے ہیں اعمال تمہارے)
یعنی تمہارے پر ہے اپنے عملوں کا
نفع یا نقصان فلکل واحد جزاء عملہ
اعمالکم لے سے جزاء کم

ونحن لہ مخلصون

(وما او را مخلص پرستندگانیم۔ اور
ہم اسکے لئے اخلاص کرنے والے
ہیں)
نحن، ضمیر منفصل۔ ل، مظہر تخصیص
مخلصون، جمع خالص اسم فاعل
الاخلاص والخلوص۔ پاک صاف
کرنا شئے کو آمیزش غیر اور آلائش
سے اصطلاحاً اعمال کو ریا
سے بچانا اور عبادت لوجہ اللہ کرنا۔
مصدر۔ پس مخلص کے یہ معنی ہوئے
ذات واجب الوجود کو نقائص شرک
و کدورت محدثات سے بری اور بے عیب
سمجھنے والا۔ اور اسے واحد لاشریک لہ
فی الذات ولا فی الصفات ماننے
والا۔ یا یہ کہ ہم اپنے کو اس کی عبادت
کے لئے شرک وبدعت وغیرہ
کی مکروہ کدورتوں اور آمیزشوں سے

پاک اور سنہرا رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اور اس ذات کے درمیان کسی غیر کو حلولیت کی گنجایش نہیں۔

ام تقولون

(آیا میگوید۔ کیا تم کہتے ہو)

ام[1]، منقطعہ بمعنی بل و ہمزہ مقدرہ مفید انکار ہے ا تقولون ان ابراھیم الخ بل ینبغی ان لا یقع ذلک القول منکم

دیا متصلہ و معادلہ ہمزہ اتحاجون ہے ای الامرین تأتون المحاجۃ

فی ادعاء الیھودیۃ او النصرانیۃ علی الانبیاء۔ او فی الحکمۃ الالٰھیۃ۔ وقیل ام بمعنی الہمزہ فقط او ھو للتنویع۔ تقولون مف ح ح

ان ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط کانوا ھودًا او نصارٰی۔

(کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اولاد ایشاں یہود یا ترسا بودند۔

کہ ابراہیم اور انکے بیٹے اسمٰعیل

---

[1] ام دو احتمال رکھتا ہے (۱) منقطعہ بمعنی بل یعنی اے مخاطبین کیا تم حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء کے بارے میں یہ کہتے ہو کہ وہ یہودی یا نصاریٰ تھے ہم کہتے ہیں کہ تم اہل علم ہو ایسی بات ہرگز تم سے نہ ہونی چاہیئے۔ اور یا وہ متصلہ ہے اس وقت ہمزہ اتحاجون کا معادل ہوگا کہ تم کس امر میں حجت کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس میں کہ انبیاء یہود یا نصاریٰ تھے۔ اور یا حکمت الٰہیہ میں مراد استفہام سے امرین کا انکار ہے ثبوت امرین پر علم ہوتے ہوئے اس طرز عبادت کو اختیار کرنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں سے ایک امر بھی ذم کے لئے کافی ہے۔ چہ جائیکہ دونوں جمع ہوں جیساکہ اس شخص کے بارے میں جو تدبیر اور تقریر دونوں میں خطا کرتا ہے کہتے ہیں أتدبیرک ام تقریرک۔ ۱۲

واسحاق اور انکے پوتے یعقوب اور
اسباط یہودی یا نصاری تھے)
ھود، مصدر بمعنی اسم - ونصاری - جمع
نصرانہ، مراد متبعان حضرت مسیح علیہ
السلام -

او، حرف عطف مظہر تنویع وتفصیل
(بگو آیا شما دانا ترا ید - کہ کیا تم بہت
جاننے والے ہو -)

أ، ہمزہ استفہام مظہر تقریر مخاطب
اے انکر قد اقررتم بانہ تعالیٰ اعلم
انتم، (ان ضمیر تم بیان خطاب)
اعلم، افعل تفضیل - داناتر -

(یا اللہ) ام حرف عطف تردید
کے لئے ہے - لستم اعلم بحال
ابراھیم فی باب الدین بل اللہ
تعالیٰ اعلم بذلک -

یا متصلہ اے ایکم اعلم
(وکیست ستمگارتر - اور کون ہے بڑا ظالم
من، انکاری اے لا یکون احد اظلم

اظلم افعل
(از آنکہ بپوشد - اس سے جو چھپاتا)
من، بیانیہ - من موصولہ
کتم، ماضی چھپایا اس نے الکتمان
الکتم چھپانا - پوشیدہ کرنا مصدر
ت - ص - کتم، یکتم، کاتم
مکتوم، اکتم، لا تکتم -
(گواہی راکہ نزد اوست - گواہی کو جو
اس کے پاس ہے)
شہادۃ، اظہار معلومات حقہ واقعیہ
اصل اس کے معنی روبرو اور سامنے
ہونے کے ہیں -
عندہ، اے ثابتۃ عندہ -
اسم ظرف ہ مرجع ضمیر (من)
(از خدا - یا از جانب خدا - اللہ کی
طرف سے) اے موصولہ من اللہِ
من، ابتدائیہ یا متعلق بشہادۃ -
اے لا احدٌ اظلم ممن کتم
شہادۃ اللہ -

وما الله بغافل عما تعملون

(و نیست خدا بے خبر از آنچہ کہ شما میکنید - اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو - تمہارے کاموں سے)

ما، نافیہ - ب، زائد اکثر خبر پر داخل ہوتی ہے -

غافل، اسم فاعل بھولنے والا شخص جسکی قوت حافظہ و ممیزہ معلومات حاصلہ میں تمیز نہ کر سکے - اور وہ شخص جس کا ذہن ضروریات کی طرف متوجہ نہو -

عن - بمعنی من - ما، موصولہ

تعملون، مضارع مصدر العمل

قل أتحاجوننا

قل، ...... فعل با فاعل

ا، ہمزہ استفہامیہ استبعادیہ

تحاجون، فعل با فاعل

نا، ضمیر ..... مفعول

فی اللہ، ظرف لغو

اے اتحاجون فی اللہ اے فی دینہ

او اصطفائہ نبیاً من العرب - وما ینبغی لکم ہذہ لان ہو ربنا و ربکم -

و - ہو، .... مبتدا

ربنا و ربکم، ..... خبر

جملہ حال ہے اے اتجادلوننا و الحال انہ لا وجہ للمجادلة اصلا لانہ تعالی مالک امرنا و امرکم -

و - لنا، ظرف مستقر خبر مقدم

اعمالنا، اے جزاء اعمالنا - مبتدا مؤخر

و - لکم اعمالکم جملہ اسمیہ معطوفہ حالیہ اے لکم جزاء اعمالکم

و نحن، .... مبتدا

لہ، ظرف لغو مخلصون ... خبر

ام، منقطعہ - تقولون فعل با فاعل

ان، ... مشبہ بفعل

ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و الاسباط } اسم

کانوا، فعل مع الاسم

ہودًا او نصاریٰ ... خبر

أ۔ اَنْتُمْ، ۔۔۔۔ مبتدا
اَعْلَمُ، ۔۔۔۔۔۔ خبر
قل، محذوف ۔۔۔ فعل با فاعل
ام، منقطعہ ۔ اللّٰہ، ۔۔۔ مبتدا
اعلم، محذوف ۔۔۔۔۔۔ خبر
و مَن، استفہامیہ، ۔۔۔ مبتدا
اظلم ۔۔۔ افعل التفضیل
من، جارّہ موصولہ
کتم شہادۃ عندہ صلہ
خبر

ص اے لا احد اظلم من اہل الکتب حیث کتموا ہٰذہٖ الشہادۃ واثبتوا نقیضہا والجملۃ تذئیل تقررہا انکر علیہم من ادّعاء الیہودیۃ والنصرانیۃ اوریا تذئیل جملۂ أانتم اعلم ام اللّٰہ

والمعنی لا احد اظلم منّا لو کتمنا ہٰذہ الشہادۃ ۔

کتمتم، ۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
الناس، محذوف مفعول اوّل
شہادۃ، موصوف ۔۔۔
عندہٗ، ظرف مستقر صفت
من اللّٰہ، ظرف مستقر صفت دوم

اے کتم الناس شہادۃ کائنۃ عندہٗ کائنہ من اللّٰہ ۔

وَ۔ ما، نافیہ، اللّٰہ، ۔۔۔ مبتدا
ب، زائدہ غافل، اسم فاعل
عن، جارہ ۔ ما، موصولہ
تعملون، جملہ فعلیہ صلہ
خبر

ف ۔ قل اتحاجون الخ مشرکین کفار اور یہود وغیرہ معاندین اسلام کے فاسد خیالات اور اُن کے ردی اعتقادات کی تردید ۔ شرائع اسلام کی تاکید اور اصول حقہ کی فہمائش کے بعد قطع نزاع کے لئے ارشاد ہوتا ہے ۔ کہ اے مومنین تم مخالفین سے کہدو کہ اب تم اس بات پر جھگڑتے ہیں

کہ مالک الملک قادر مطلق و مختار کل نے ہمیں دین اسلام سے کیوں مشرف کیا ہے۔ کتاب کس لئے دی۔ ہر ایک امر میں کیوں مدد کرتا ہے۔ تمہاری خیالات کی پاسداری کیوں نہیں کی جاتی۔ موسوی شریعت کس لئے منسوخ کردی گئی۔ تو اے معاندین اسلام اس معاملہ میں نزاع اور جھگڑے کی گنجایش نہیں۔ جس پادشاہ عالم نے ایک زمانے تک تمھیں عزت دی ہے دینی اور دنیوی حکومت کی عنان تمہارے قبضہ میں دی اور تمھیں سرفراز کیا ہمارا بھی وہی مالک ہے اور ہم تم دونوں اسی کی عنایت و مہربانی کے چشمہ فیض سے ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ جب اس نے اپنی نوازش سے آج ہمیں سرفراز کیا ہے تو کچھ بیجا نہیں۔ تمھیں اسبات پر حسد کرنا اور ہم سے عناد رکھنا بالکل لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ اس کی رحمت کے چمکتے آفتاب سے ہر ایک ذرہ مستفیض ہونے کا مستحق ہے۔ اور اگر تمھیں اس بات کا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اور آپ کی سب اولاد یہود یا نصاریٰ تھی تو اس خبر کی واقفیت میں اس عالم الغیب مخبر صادق سے تمہاری واقفیت اور تاریخ دانی مرجح نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کے علیم و خبیر اور صادق ہونے پر تمہارا بھی اعتقاد ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ہم جھوٹ کہتے ہیں یا تم سچے واقعات اور پوری کیفیت کو لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تو خوب یاد رہے کوئی شخص کسی دوسرے کی قبر میں نہیں جاسکتا۔ ہر ایک شخص اپنے نیک و بد کردار کی جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس شخص سے کونسا شخص اپنے نیک و بد

کردار کی جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس شخص سے کون سا شخص زیادہ تر ظالم ہو سکتا ہے۔ کہ خداوند عالم کو حاضر و ناظر اور عالم ماتخفی الصدور جانتا ہو اور پھر امر حق کو ظاہر نہیں کرتا۔ اور جس حکم کے اظہار کی تاکید ہے اس کے برخلاف وہ اس کے چھپانے میں مبالغہ کرتا ہے۔ اب رہا ان بزرگوں کے خاندان کی نسبت یا ان کی اولاد ہونیکا دعویٰ۔ پس اے یہود وہ جو کچھ کہ تھے اور جیسے تھے اپنے اپنے وقت پر آئے اور چلے گئے جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ اپنے ساتھ لیگئے ہیں اور جو ہم کریں گے اپنے ساتھ لیجائیں گے محض خاندانی دعویٰ بے کار اور بے سود ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

این گروہے است کہ درگذشت وبراست آنچہ کردند وشما راست

یہ ایک امت تھی کہ تحقیق گذر گئی واسطے انکے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے

مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

آنچہ شما کردید و پرسیدہ نخواہید شد شما از آنچہ ایشاں میکردند

جو کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے

(امۃ) این قوم گروہے بودند۔ وہ ایک امت تھی۔ یا ایک جماعت تھی) تلك، اسم اشارہ مونث۔ تانیث اس کی باعتبار تانیث خبر ہے۔

امۃ، وہ جماعت جس کی طرف کوئی پیغمبر تبلیغ احکام کے لئے آیا ہو۔ اور اس سچے دیندار شخص کو بھی کہتے ہیں جو لوگوں کو سیدھی راہ

کی ہدایت کرتا ہے۔ راہ حق بتانے
والا۔ وہادی شریعت حقہ۔
وفی الاصل الامۃ الجماعۃ
فی اللفظ واحد وفی المعنی جمع
اور حیوانات کی ہر ایک جنس پر
بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے وفی
الحدیث لولا الکلاب امۃ من
الامم لامرت بقتلہا وبمعنی طریقۃ
ودین ومذہب یقال فلان
لا امۃ لہ ای لا دین لہ ولا
نحلۃ وبمعنی ناصح امین کما فی قولہ
کنتم خیر اُمّۃ وقال الاخفش
معناہ خیر اہلِ دین۔

قد خلت

(کہ درگذشت۔ کہ تحقیق گذر گئی ہے)
قد، یہ حرف اکثر زیرامید امر کی
تکمیل کو ظاہر کرتا ہے۔
خلت، ماضی ا-ع مؤنث۔ الخلو
خالی ہونا۔ گذرنا۔ مصدر ف ص
خَلَا، یَخْلُو۔ خَالٍ، مَخْلُوٌّ
اُخْلُ۔ لَا تَخْلُ۔

لہا ما کسبت

(مر اینہا راست آنچہ کسب کردند۔
وہ اُن کے لئے ہے جو کمایا
اُنہوں نے)
ل، تخصیص وتملیک مشعر
بضر ونفع۔
ما، موصولہ، کسبت، ماضی ا-ع مؤنث

لہ کسب مطلق تحصیل شئے پر بولا جاتا ہے اب معنی یہ ہونگے کہ ان کو ان کی نیکیوں کا نفع
پہونچ جائے گا خواہ انہوں نے ادنیٰ سے ادنیٰ محنت سے کی ہیں اور خواہ محنت وسعی
شاقہ سے کی ہیں۔ بخلاف اس کے اکتساب کا اطلاق اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ کسی
شئے کے حاصل کرنے میں مبالغہ اور کوشش کی جائے جیسے آیت میں ہے لہا ما کسبت
وعلیہا ما اکتسبت یعنی ہر ایک جی کو اس کی نیکی کا نفع پہونچ جاتا ہے جو اس نے ادنیٰ سے
ادنیٰ محنت کے ساتھ کی ہو اور وبال اسی صورت میں آتا ہی جبکہ نافرمانی کے لئے کوشش کی ہو

الکسب کمانا حاصل کرنا مصدر ف ک۔

ولکم ما کسبتم

(و مر شمار است آنچہ کسب میکردید اور تمہارے لئے ہے جو تم کمائے ہو)

ل، مظہر تخصیص و تملیک۔ ما، موصولہ

کسبتم، ماضی ج ح

ولا تسئلون

(ونہ پرسیدہ خواہید شد۔ اور نہ پوچھے جاؤ گے تم)

لا تسئلون، ماضی ج ح مجہول مصدر السؤال ف ض۔

عما کانوا یعملون

(از آنچہ کہ ایشاں میکردند۔ اس چیز سے جو وہ کیا کرتے تھے)

عن، بمعنی من لے مما۔ ما ہو صولہ

کانوا یعملون، کرتے رہتے تھے یا کرتے رہے تھے، ماضی استمراری ح ع

العمل مصدر۔ ک۔ ف۔

تلک امۃ

تلک، ... اسم اشارہ مذکورین بالا ابراہیم وغیرہم مبتدا مشار الیہ۔

امۃ، ... موصوف

قد خلت، فعل مع الفاعل ذو الحال

لہا، ظرف مستقر خبر

ما کسبت، ... مبتدا

کرر للمبالغۃ فی التحذیر والزجر عن الافتخار بالآباء والاتکال علیہم وقیل الخطاب فیما سبق لہم وفی ھذہ الآیۃ لنا تحذیر عن الاقتداء بہم۔

و۔ لکم، ظرف مستقر متعلق ثابت خبر

ما، ... موصولہ

کسبتم، جملہ فعلیہ صلہ

ولا تسئلون، ... فعل با نائب فاعل

عن، حرف جار۔ ما، موصولہ

کانوا، فعل ناقص مع الاسم

یعملون، فعل مع الفاعل

ہ، ضمیر محذوف مفعول

اے اذا کان الامر کذلک فلا

تسئلون اللہ عن اعمالھم ولا یسئلون	ھؤلآء عن اعمالکم

ف - تلک امۃ الخ آیت میں مکرر اُن لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو خاندانی نسبت اور قومی شرافت کے گھمنڈ پر کسب فضائل سے باز رہتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بزرگوار اجداد کے گرامی اوصاف اور نیک عمل اُن کے تمام قومی افراد کی سعادت کے لئے کافی ہیں اور وہ انہیں کی بدولت دینی و دنیاوی مدارج پر ترقی کر سکتے ہیں۔ پس انہیں جان لینا چاہیئے کہ خاندانی شرافت اور آبائی عزت فی الواقع اگر کوئی مؤثر چیز ہوتی تو بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت و امامت کبھی ہرگز منقطع نہ ہوتا کیونکہ ان کے خاندان سے صدہا پیغمبر اور ہزارہا انکے جائز جانشین خلیفے بڑے بڑے زاہد و متقی اور علمائ و فضلاء، بادشاہ و وزراء مدبران ملک ہو گزرے ہیں۔ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جس سے عوام دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اسی اغوا پر یہود نے رسالت حضرت خاتم نبوت سے انکار کر دیا تھا اور اس مبارک کتاب کی تکذیب کی جو تمام کتب منزلہ کا لب لباب اور اُن کی مصدق ہے۔ اُن کے پاس سوائے اس خبط کے اور کوئی دلیل نہ تھی کہ وہ کہا کرتے تھے "کہ رسالت و نبوت کی خلعت فاخرہ صرف ہمیں ہی کو زیب دیتی ہے اور ہم ہی اس مقدس تشریف کے مستحق ہیں ہمارے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص اس رتبہ علیا پر ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ ہم ہی یادگار نبوت ہیں اور علم و فضل بھی ہمارے ہی خاندان میں منحصر ہے۔ پادشاہت وزارت اور تدبیر ملک کا اعزاز بھی

نہیں حاصل ہے" اور اسی بے سود غرور کے باعث راندۂ درگاہ ہو گئے اور خلعت نبوت و تشریف امامت کے بجائے طوق لعنت و زنجیر ذلت دارین انکے نصیب ہوئی (فَبَآءُو بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ) چونکہ خود اُنکے عمل اچھے نہ تھے اس لئے آبائی شرافت انکے کچھ کام نہ آئی۔

سلف صالح اور گذشتہ بزرگوار اجداد کی نسبت پر البتہ وہ شخص فخر کرسکتا ہے جو اُن کی پیروی اور اُن کے مختار طریق پر ثابت قدم ہے اور بالاستقلال اوصاف حمیدہ و محاسن جمیلہ کا مظہر بن کر اپنے اسلاف کے نام کو روشن کرتا ہے اور خود ہادی امت و پیشوائے خلق کا خطاب پاتا ہے۔ الغرض ہر ایک شخص کو بذاتہ نیک بننے کی سعی اور کوشش کرنی چاہیئے۔ گذشتہ بزرگوں کے تذکرے اور ان کے سوانحات اس اس غرض سے لکھے جاتے ہیں کہ اُن کے جانشین اپنے اولوالعزم بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جن کی سلسلہ جنبانی سے اُن بزرگوں نے عزتِ قرب و شرف حضور حاصل کیا ہے تاکہ وہ اپنے بزرگوں کی مقبول چال پسندیدہ روش کو اپنا شعار بنائیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ محض قصہ خوانی اور اسم شماری سے تضیع اوقات کے سوائے دنیا و آخرت میں کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس ارشاد ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے اپنے کمائے ہوئے عمل ہی دنیا و آخرت میں کارآمد ہوسکتے ہیں۔ گذشتہ بزرگوں کے کارناموں سے اگر یہ عبرت نہ حاصل کیجائے تو ان سے کوئی معتدبہ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ وہ جو کچھ کہ تھے اور جیسے

کہ تھے اپنے اپنے وقت پر آئے اور چلے گئے۔ جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ اس کو اپنے ساتھ لیگئے ہیں۔ اگر انھوں نے اچھا کیا ہے تو آج اُس کے ثمروں سے خوشوقت ہیں اور اگر بُرا کیا ہے تو یاد رہے اُن کی برائی کی بازپرس تم سے ہرگز نہ ہوگی۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلی آیت میں بنی اسرائیل مخاطب تھے اور یہ دوسری آیت اہل اسلام کی تنبیہ اور تحذیر کے لئے ہے تاکہ وہ بنی اسرائیل کے حالات کا مطالعہ کریں اور محض اسلاف کی شرافت پر بھروسہ کرکے خود بیکار و معطل نہ رہجائیں بلکہ ان کو چاہیے کہ اپنے اولوالعزم بزرگان دین کی مقبول چال کو اپنا شعار بنائیں اور ان کی پیروی اور اطاعت کو اپنی سرخروئی اور کامیابی کی دلیل سمجھیں اور اپنے آپ کو "کنتم خیر امۃ" کے مصداق بنانے کی کوشش کریں۔۱۲

ھذا قد تم الجزء الاول بفضلہ والیہ المرجع والمآب واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم

العبد محمد فتح الدین آزر خوشابی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم حنفی القادری۔

خوشاب۔ پنجاب ضلع شاہپور

رجب المرجب ۱۳۳۲ ہجری